بچوں کی تعلیم

پادرِی سی- وِلٹ صاحِب کی بحثی تعلیم

کا اُردُو ترجمہ

جس کو

پنجاب ورنیکلر کیتھولک ٹرتھ سوسائٹی لاہور

نے نظرِ ثانی کر کے

علمی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

باردُوم .... قیمت

Nihil obstat;
Fr. Arnold, O,C,
Censor librorum.

Lahore die 1a Aprilis 1937.

Imprimatur,
H. Catry, O,C.,
Episcopus Lahorensis.

Lahore die 1a Aprilis 1937

دینی مباحثہ کی ضرورت کے وجوہ اور فوائد

س - کیا ایک سے زیادہ سچا مذہب ہو سکتا ہے؟

ج - نہیں۔ خدا حق ہے۔ اس لئے وہ ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔ جو ایک دوسری سے متضاد ہو۔ اس کی طرف سے ایک ہی الہام ہوا ہے۔ اور اس الہام کے صرف ایک ہی معنی ہو سکتے ہیں۔

س - اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ چونکہ یسوع مسیح نے صرف ایک سچا مذہب قائم کیا۔ اس لئے اس کی ایک ہی سچی کلیسیا ہے۔ اور اس لئے ہم سب کا فرض ہے۔ کہ اس کلیسیا میں داخل ہوں۔ اور اس کلیسیا کے افراد ہی سچے مسیحی ہیں۔

س - لفظ مسیحی کے کیا معنی ہیں؟

ج - لفظ مسیحی کے معنی "یسوع مسیح کے شاگرد" کے ہیں۔ یہ نام عموماً ان اشخاص کو دیا جاتا ہے جن کو بپتسمہ ملا ہو۔ خواہ وہ عملاً مسیح کو مانتے ہوں یا نہ اور خواہ ان کا تعلق سچی کلیسیا سے ہو یا کسی بدعتی فرقہ سے۔ لیکن یہ نہایت غیر موزوں ہے۔ کیونکہ صرف وہی اشخاص اس جلالی لقب رکھنے کے مستحق ہیں۔ جو یسوع مسیح کی کل مکاشفہ شدہ سچائیوں کو مانتے ہوں۔ اور اس کے سب حکموں کی پابندی کرتے ہوں۔

س - مسیحی جماعت میں اس قدر فرقے کیوں ہیں؟

ج - انسان قدرتاً پابندی سے گھبراتا ہے۔ اور گو خداوند کا جوا ملائم اور اس کا بوجھ ہلکا ہے۔ تاہم مذہب کی رو سے بعض ایسے بھیدوں پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ جو بظاہر بعید از عقل معلوم ہوتے ہیں۔ ہر زمانے اور ہر ملک میں بعض لوگوں نے اس جوئے کو اپنے اوپر سے اتار ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس وجہ سے ہلاک ہونے والے فرقے جو مذہبی جنون اور مذہبی تشدد کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ اور بوجہ جہالت جاری اور قائم رہتے ہیں اور آئندہ نسلیں سچی کلیسیا سے باہر رہتی ہیں۔ کیونکہ ان کے باپ دادوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ چونکہ اُن کو دیدہ دانستہ بے قاعدہ غلط طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ کلیسیا کی اصلیت اور ماہیت سے واقف نہیں ہو سکتے۔ بہت سے پروٹسٹنٹوں کا پکا یقین ہے کہ کاتھولک اصحاب مقدسوں اور ان کے مجسموں کی پرستش

کرتے ہیں۔ اور وہ پاک نوشتوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور بہ نسبت مسیح کے اپنے نیک کاموں پر زیادہ بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور پاپائے اعظم اس امر کا مجاز رکھتا ہے۔ کہ گناہ کرنے کی اجازت دے۔ غرضیکہ اسی قسم کی اور بہت سی جھوٹی باتیں سکھاتے ہیں۔

س ۱۰۔ اتنے فرقوں کے ہونے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اتنے فرقوں کے ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مختلف مذہبی تعلیمات پر خواہ مخواہ بحث چھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نفسانی خواہشوں۔ تعصب۔ اور گمراہی کے غلام یعنی بدعتی۔ مُفترق[1] اور بے ایمان لوگ ہمیشہ سچے مذہب اور اس کے مسائل سے انکار کیا کرتے ہیں۔

س۔ کیا کاتھولک لوگ مذہبی مباحثوں سے گھبراتے ہیں؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی اُن کے مذہب کے بارے میں اُن سے دریافت کرے۔ کیونکہ اُن کو خوب معلوم ہے۔ کہ جس قدر ان کی تعلیم کی تحقیق اور تفتیش کی جائے گی۔ اسی قدر طالبانِ حق کے دلوں پر اس تحقیق کا اثر پڑے گا۔

س۔ کیا ضروری ہے کہ ہر کاتھولک شخص مباحثہ میں ماہر ہو؟

ج۔ مقدس پطرس کہتا ہے۔ کہ "ہر ایک کو جو تم سے اُس اُمید کی دلیل جو تم میں ہے پُوچھے جواب دو" (۱ پطرس ۳: ۱۵) اس لئے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو گمراہی کے خطرہ سے بچانے کے لئے حتی المقدور بڑی بڑی سچائیوں اور کاتھولک مذہب کے اصلی دلائل اور بُنیادی سچائیوں سے واقف ہو۔ لیکن یہ خاص طور پر ان لوگوں کا فرض ہے۔ جن کو بدعتیوں کے ساتھ رہائش اور گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ بھی بدعتی اور دائمی ہلاکت کے فرزند بن جائیں۔ مقدس پطرس کے الفاظ کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ کاتھولک لوگ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں جابجا بحث و مباحثہ کرتے پھریں۔ اور جو شخص ملے اس سے اس بات کا تقاضا کریں۔ کہ اپنے عقائد کے ثبوت پیش کرے۔ بلکہ یہ معنی ہیں۔ کہ ہر کاتھولک کو بدعتیوں کے حملے سے اپنے مذہب کی حمایت کرنی چاہیئے۔ جب تک کہ کوئی خود حملہ نہ کرے۔ تب تک بہت ہی کم لوگوں کو اور وہ بھی کبھی کبھی بحث کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بدعتیوں اور منکروں کا کاتھولک

---

[1] مفترق سے مراد فرق یعنی جدائی اختیار کرنے والا ہے۔ مفترق وہ شخص ہیں۔ جو پاک کاتھولک کلیسیا کی سب تعلیموں کو مانتے ہیں لیکن مقدس پطرس کے جانشین یعنی پاپائے اعظم کے تابع نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کاتھولک کلیسیا سے باہر۔ بقیہ

مذہب قبول کرنا خاص ربانی فضل کا نتیجہ ہے۔ دیرینہ تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ عام طور پر بحث ومباحثہ کسی کو راہِ حق پر نہیں لاتا۔ اور ہر حالت میں کاہن اور دوسرے لوگوں کا صرف یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے گمراہ اور بھٹکے ہوئے بھائیوں کے لئے دُعا مانگیں۔ کہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ مگر جب کاتھولک مذہب پر حملہ کیا جائے۔ تو صورت بدل جاتی ہے۔ ایک صادق دل فرزند کبھی اس امر کو گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی ماں کی توہین کی جائے۔ یا بدسلوکی کی جائے۔ یا اُس کے سامنے اس کا مذاق اُڑایا جائے۔ ایسے ہی کوئی سچا کاتھولک اس بات کو گوارا نہ کرے گا۔ کہ اس کے مذہب کے متعلق غلط بیانی کی جائے۔ یا اس کے رُوبرُو اس کی توہین کی جائے۔ اُسے ہمیشہ مسیح اور اس کی کلیسیا کی حمایت کے لئے حتی المقدور تیار رہنا چاہیئے۔ افسوس ہے ایسے شخص پر جو دُنیوی اغراض کی خاطر لوگوں کے سامنے مسیح کے متعلق خاموش رہے۔ اور شرمائے۔ کیونکہ پھر مسیح بھی باپ کے سامنے اس سے شرمائے گا۔" (مرقس ۸: ۳۸)

پہلا حصّہ

بدعت کیا ہے؟

باب اوّل۔ کل بدعتیوں کی خصوصیات اور انکے اسباب

اوّل:۔ کل بدعتیوں کی عام خصوصیات

س۔ بدعت کیا ہے؟

ج:۔ مسیح کی سچی کلیسیا یعنی کاتھولک کلیسیا کے مکاشفہ شدہ ایمان اور مسائل کے خلاف اپنی رائے پر ضد کے ساتھ ڈٹے رہنے کو بدعت کہتے ہیں۔

س۔ کس قسم کے لوگ بدعتی کہلاتے ہیں؟

ج۔ وہ شخص جو بپتسمہ پاکر اپنے آپ کو مسیحی کہہ کر کاتھولک کلیسیا کے مسلمہ اور معلومہ مسائل پر اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ بدعت کے گنہگار ہوتے ہیں۔ مگر ایسے شخص جو جھوٹے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ یہ مسئلہ کلیسیا نے غلط ٹھیرایا ہے۔ بدعتی نہیں ہیں۔

س۔ کیا بدعت بڑا گناہ ہے؟

ج:۔ ہاں ہے۔ کیونکہ بدعت مسیح کی سچی کلیسیا کے برخلاف سرکشی ہے۔ اور اس لئے وہ خود مسیح

کے خلاف ہے۔ جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے۔ کہ "جو تمہاری سُنتا ہے۔ میری سنتا ہے"۔ اور جو نہیں وغیرہ (لوقا ۱۰:۱۶)

س۔ کیا بدعت کے نتائج دیگر گناہوں کی نسبت زیادہ خوفناک نہیں ہیں؟

ج:۔ ہاں ہیں۔ جب تک ایک مسیحی کے دل میں ایمان ہے۔ گو اس کی بدیاں اس کے سر کے بالوں سے زیادہ ہوں۔ اس کے تائب ہونے اور سچائی کی طرف رجوع کرنے کی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن جب بدعت کی وجہ سے اُس کا ایمان جاتا رہے۔ تو وہ روحانی زندگی کے تمام احساسات کھو بیٹھتا ہے۔ گویا کہ اس نے فضلِ ربانی کی روشنی کو جو اس کے اندر تھی بجھا دیا۔ وہ اندھیرے میں چلتا ہے۔ اس کے پاس کوئی یقینی سچائی نہیں ہوتی۔ جس پر وہ بھروسہ کر سکے۔ وہ ایک گمراہی سے دوسری گمراہی میں پڑتا ہے اور آخرکار دائمی مایوسی کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔

س۔ بدعت کا بنیادی اصول کیا ہے؟

ج:۔ یہ وہ احمقانہ اصول ہے۔ کہ جس کی بدولت ہم اپنی ذاتی رائے اور تفسیر کو کل کلیسیا کے فیصلہ اور تفسیر پر ترجیح دیتے ہیں۔

س۔ ان باتوں کے متعلق کسی بدعتی سے کیسے گفتگو کرو گے؟

ج۔ میں اس سے پہلے سوال کروں گا۔ کہ کیا تم اپنے آپ کو خطاکار یا بے خطا سمجھتے ہو؟ اگر تم تسلیم کرو کہ تم سے خطا ہو سکتی ہے۔ تب تمہارا ایمان کچا اور مشکوک ہے۔ گویا کوئی ایمان ہی نہیں۔ اگر تم یہ دعوےٰ کرو۔ کہ تم سے خطا ہو نہیں سکتی۔ تو گویا تم یہ کہتے ہو۔ کہ تمام کلیسیا گمراہ ہو سکتی ہے۔ مگر تم اکیلے ایسے ہو جس سے خطا نہیں ہو سکتی۔

س۔ اس بات کا وہ کیا جواب دے سکتا ہے؟

ج:۔ اس بات کا وہ کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا۔ وہ یا تو برابر پریشانیوں کا شکار ہو گا یا بے بنیاد ضد کا مرتکب ہو گا۔

س:۔ بدعت کے اسباب کیا ہیں؟

ج:۔ ہمیں اس قسم کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ کئی ایک پروٹسٹنٹ مورخ سمجھتے ہیں کہ کوئی کیتھولک اپنی کلیسیا اس وجہ سے چھوڑتا ہے۔ کہ وہ مانتا ہے۔ کہ کیتھولک مذہب کی تعلیم یا مسائل

درست نہیں۔ بلکہ خود طاقتور ہونے کی خواہش۔ خود بینی۔ شہوت پرستی۔ کینہ۔ لوٹ کی تمنا۔ خودسری کی محبت وغیرہ وغیرہ ہی بدعت کے موجب رہے ہیں۔ مذہبی اصول کے متعلق خیالات میں تبدیلی ان باتوں کا نتیجہ بلکہ محض بہانہ ہوتی ہے۔ تمام پرانی بدعتوں کے بانیوں کی تاریخ۔ اور نیز پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں کے حالاتِ زندگی اس بات کے گواہ ہیں۔ مثلاً شمعون جادوگر نے کلیسیا کو اس وجہ سے چھوڑا تھا۔ کہ مقدس پطرس نے اس کو سرزنش کی تھی۔ اور آیریئس نے اس وجہ سے کہ اُسے سکندریہ کا بشپ نہیں بنایا گیا تھا جیسی کہ اس کی آرزو تھی۔ اور لوتھر نے اس وجہ سے کا تھولک مذہب چھوڑ دیا۔ کہ ڈومینی کن (Dominican) راہبوں کے ساتھ تکرار ہونے پر پاپائے اعظم نے اس کو تقصیروار ٹھیرایا تھا۔ اور ہنری ہشتم کو پاپائے اعظم نے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ دی۔ تب وہ کیتھولک کلیسیا سے علیحدہ ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

س ۔ بدعتوں کی عام خصوصیات کیا ہیں؟

ج ۱۔ ہر ایک بدعت کے ساتھ یہ چھ بدعتیں پائی جائیں گی۔

(۱) ہر بدعت کا بانی اس بات کی تہمت لگائے گا۔ کہ کل کلیسیا سخت گمراہی میں پڑ گئی ہے

(۲) ہر بدعت کا بانی اور اس کے پیرو کلیسیا سے لازماً اپنے آپ کو الگ کر لیتے ہیں۔

(۳) وہ ہمیشہ ایسے نئے مسائل جو اس وقت مسیحی دُنیا کو معلوم نہ تھے سکھاتے ہیں۔

(۴) بدعتی لوگ اپنا کوئی نیا نام رکھ لیتے ہیں۔ اور یہ نام ان کے بانی کے نام یا نئی تعلیم پر مبنی ہوتا ہے۔

(۵) ان میں سے کوئی بھی یہ کبھی ثابت نہ کر سکا۔ کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔

(۶) ہر بدعتی اس بات کے ثابت کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی متضاد اور نرالی تعلیم کو نوشتوں سے ثابت کرے۔ اور بڑی خاکساری کے ساتھ اس کو یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ بجز اس کے کسی نے بھی نوشتوں کا مفہوم نہیں سمجھا۔

س ۔ کیا ہر بدعت کے بانی نے ایسا دعوےٰ نہیں کیا۔ کہ میں نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ رسولوں کی خالص تعلیم جو کلیسیا نے فراموش کر دی تھی۔ دوبارہ مروج کر رہا ہوں۔

ج :- ہاں انہوں نے ایسا دعوے کیا۔ گر چونکہ مسیح نے کہا ہے۔ کہ میں اپنے رسولوں اور ان کے جانشینوں کے ساتھ ہر روز دنیا کے آخر تک رہوں گا۔ اس وجہ سے بدعتی لوگ غلطی کرتے ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ کلیسیا رسولوں کی عام تعلیم کی تلقین کرنا ترک کر دے گی۔ خدا کو جھٹلانا ہے۔

س :۔ اس کفر گوئی کو کس طرح جھوٹ ثابت کیا جائے؟

ج :۔ اگر رسولوں کے زمانہ سے کلیسیا کے ایمان میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ تو بدعتی ہم کو بتائیں کہ کس ملک اور کس زمانہ میں اور کس طور پر وہ تبدیلی وقوع میں آئی۔ مگر وہ یہ بات نہیں بتا سکتے۔ لیکن برعکس اس کے ہم ہمیشہ نئے فرقے کے بانی کا نام وقت اور جگہ جہاں وہ فرقہ پہلے پہل پیدا ہوا تھا بتا سکتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے نام بھی بتا سکتے ہیں۔ کہ جنہوں نے اوّلاً اس تعلیم کی مخالفت کی۔ اور پاپائے اعظم کی مجلس کا حوالہ بھی دے سکتے ہیں۔ کہ جس نے اس کو ناجائز ٹھہرایا۔

دُوم :- کلیسیا کی ابتداء سے لوتھر کے زمانہ تک

بڑی بڑی بدعتیں

س ۔ کیا بہت سی بدعتیں وقوع میں آچکی ہیں؟

ج ۔ رسولوں کے زمانے کی ابتدا ہی سے ہر صدی میں کوئی کوئی نیا فرقہ پیدا ہوا۔ اور اُس نے ترقی کی۔ اور آخر میں اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ یا اس پر زوال آگیا۔

س ۔ بڑی بڑی بدعتیں کون سی ہیں؟

ج :- پہلا بدعتی شمعون جادوگر تھا۔ جس نے مقدس پطرس کے آگے روپیہ پیش کیا تھا۔ تاکہ رُوح القدس کے دینے کا اختیار حاصل کرے۔ جب اُس کو مقدس پطرس نے سخت ملامت کی تو اس نے کلیسیا کا انکار کیا۔ اور اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کر لیا۔ اور ایک نیا مذہب نکالنے کی کوشش کی۔ اور اس بات کا دعوے کیا کہ میں نیا مسیح ہوں۔ اس نے اس امر کا انکار کیا۔ کہ پُرانا عہدنامہ خدا کی طرف سے نازل ہُوا تھا۔ اور اس نے جسم کے دوبارہ زندہ ہونے سے بھی انکار کیا

سرنتھس (Cerinthus) ایبین (Ebion) اور نکولاس (Nicolaitans)
پہلی صدی کے بڑے بڑے بدعتی تھے۔ عام طور پر اُن کی یہ تعلیم تھی۔ کہ پرانے عہد نامہ کی ریت رسوم کی پابندی لازمی ہے۔ وہ مسیح کی اُلوہیت کے منکر تھے۔ اور اُن کے اخلاق نفرت انگیز تھے۔

مانی کے اس کے پیرو (Manichaeans) یہ ظاہر کرتے تھے۔ کہ یسوع مسیح شکل و شباہت میں انسان تھا۔ وہ دو خدا کے قائل تھے۔ پہلا اُصول نیکی۔ دوسرا اُصول بدی پہلے نے روحانی چیزوں کو اور دوسرے نے مادی دُنیا کو پیدا کیا۔ پہلے نے نئے عہد نامہ کو اور دوسرے نے پُرانے عہد نامہ کو ظاہر اور نازل کیا۔ وہ شادی کرنے کے مخالف تھے۔ اور انسان کی اخلاقی آزادی کے منکر تھے۔ مقدس اگستین بپتسمہ پانے سے پہلے اس بدعت کا پیرو تھا۔ اوروں کے مقابلہ میں اُنہوں نے سب سے زیادہ ان کی تردید کی۔ اس فرقہ نے کلیسیا کو دوسری تیسری اور چوتھی صدیوں میں بہت ستایا۔ تیسری صدی میں (Novatians) نوویشین نے اس بات کی تعلیم دی۔ کہ کلیسیا کا کوئی اختیار نہیں۔ کہ اُن گناہوں کو جو بپتسمہ لینے کے بعد سرزد ہوتے ہیں۔ معاف کرے۔ افریقہ اور اطالیہ میں کئی ایک مجلسیں منعقد ہوئیں۔ تاکہ اس بدعت کی مذمت کی جائے۔

چوتھی صدی میں ڈونائسٹ نے تعلیم دی۔ کہ بدعتیوں کے ہاتھوں بپتسمہ دینا خواہ وہ کتنی ہی احتیاط سے دیا گیا ہو۔ بپتسمہ ہی نہیں۔ اُن کا دعوےٰ تھا۔ کہ تمام کلیسیا مرتد ہو گئی ہے۔ اور پادریوں کے تمام کا تھولک تقرر منسُوخ اور غلط ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ روم اور آرلیس کی مجلسوں نے ان کی مذمت کی۔ اور اُن کو بدعتی ٹھیرایا۔

اسی صدی میں سکندریہ کا ایک کاہن مُسمّی آریُس (Arius) اور اس کے پیرو تعلیم دیتے تھے۔ کہ یسُوع مسیح محض انسان ہے۔ اور وہ اس کی اُلوہیت کے منکر تھے۔ نکایا کی پہلی مجلس نے ۳۲۵ء میں اُن کے عقیدہ کو غلط بتایا اور اس تعلیم کے پیرووں کو بدعتی قرار دیا۔ آریُس کا فرقہ اُن فرقوں سے جو رسُولوں کے زمانہ سے نمودار ہوئے۔ بہت زیادہ خطرناک تھا۔ اس نے ۳۰۰ برس تک کلیسیا کو بہت نقصان پہنچایا۔

چوتھی صدی میں پھر مقدونس (Macedonius) قسطنطنیہ کے پیٹری آرک نے رُوح القدس کی الوہیت کا انکار کیا۔ قسطنطنیہ کی مجلس نے اُس کو قابلِ ملامت قرار دیا۔

پانچویں صدی میں پیلاجیُس (Palagius) اور اس کے پیروؤں نے موروثی گناہ اور فضل کی ضرورت سے انکار کیا۔ اس پر پاپائے اعظم انوسنٹ (Innocent) مقدس زوزیمی (Zozima) اور مقدس لیو (St: Leo) نے اُن پر بدعت کا فتوےٰ دیا۔

اسی صدی میں قسطنطنیہ کے پیٹریارک نسطوریس (Patriarch Nestorius) نے یسُوع مسیح میں الٰہی اور انسانی ذات کے اجتماع کا انکار کرکے یہ دعوےٰ کیا۔ کہ یسوع مسیح میں دو مختلف اقنوم ہیں۔ اور نیز مبارک کنواری مریمؑ خدا کی ماں نہیں ہے۔ افسُس کی مجلس نے اس تعلیم کو غلط اور اس کو بدعتی ٹھیرایا۔

پانچویں صدی میں پھر قسطنطنیہ کے ایک کاہن یُوتیکس (Eutyches) نے تعلیم دی کہ یسُوع مسیح کے تجسم میں الٰہی اور انسانی ذاتیں ایک ہوگئی ہیں۔ اس پر کالسڈون (Chalcedon) کی مجلس نے فتوے دے کر اس کو بدعتی ٹھیرایا۔

آٹھویں صدی میں اکونوکلسٹوں (Iconoclasts) یا بُت شکنوں نے تعلیم دی۔ کہ وہ عزت جو مسیح اور مقدسوں کے مجسموں کی کی جاتی ہے۔ بُت پرستی سے کم نہیں۔ نکایا کی دوسری مجلس نے اُن کو بدعتی ٹھیرایا۔

بارھویں صدی میں بیرنگاریُس (Berengarius) نے پاک یوخرسٹ میں یسُوع کی موجودگی اور تبدیلِ جوہر کا انکار کیا۔ پاپائے اعظم نیکولس دُوم اور مقدس گرگیری ہفتم نے اُسے بدعت قرار دیا۔

پھر بارھویں صدی میں والڈینسس (Waldenses) نمودار ہوئے۔ انہوں نے اس بات کی تعلیم دی کہ اگر کوئی مجسٹریٹ کسی جرم کی بنا پر موت کا فتوےٰ صادر کرے تو گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ اُن کا عقیدہ تھا۔ کہ قسم کھانا مہلک گناہ ہے۔ اور کہ اگر کاہن کے پاس ایک ٹکے

کی جائیداد بھی ہو۔ تو وہ گنہگار سمجھا جاتا تھا۔

تیرھویں صدی میں البیجنیس (Albigenses) نمودار ہوئے۔ جن کی تعلیم تھی۔ کہ دو خدا اور دو مسیح ہیں۔ وہ شادی کرنے کے خلاف تھے۔ اور کُل سیکرامنٹوں اور جسم کے دوبارہ زندہ ہونے سے بھی انکار کرتے تھے۔ لیٹرن (Lateran) کی چوتھی مجلس نے اُنکو بدعتی ٹھیرایا۔

چودھویں صدی میں وکلف کے پیرؤوں نے دعوےٰ کیا۔ کہ انسان کو گناہ کرنا پڑتا ہے اور کہ گناہ خدا کو پسند ہے۔ اور یہ متضاد تعلیم بھی دیتے تھے۔ کہ تمام طاقت خواہ رُوحانی ہو یا دنیوی مہلک گناہ سے چھن جاتی ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتے تھے۔ کہ چونکہ ہم ہی گناہ سے پاک ہیں۔ اس لئے تمام طاقت ہم میں ہے۔

پھر سولھویں صدی میں کئی ایک مختلف پروٹسٹنٹ فرقے نمودار ہو گئے۔ جنہوں نے کم و بیش پہلی بدعتوں کی گمراہیوں کو ازسرِنو تازہ کیا۔ اور ان کی تعداد میں اضافہ کیا۔

مندرجہ بالا فہرست اگرچہ طویل ہے۔ مگر مکمل نہیں۔ یہ فہرست صرف بڑی بڑی بدعتوں کا حال واضح کرتی ہے۔ جن میں سے بے شمار چھوٹے چھوٹے فرقے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور جن کا یہاں نام تحریر کرنا فضول ہے۔

سوم۔ خدا نے اتنی بدعتیں کیوں برپا ہونے دیں؟

س۔ کیا مسیح اور رسولوں نے اتنی بدعتوں کے بارے میں پیشینگوئی کی تھی۔ اور مومنوں کو ان سے آگاہ کیا تھا؟

ج۔ ہاں۔ بڑی صراحت سے مسیح خود کہتا ہے۔ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے۔ لیکن اندر سے پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔" (متی ۷: ۱۵) اور پھر وہ کہتا ہے۔ بہت جھوٹے نبی اُٹھیں گے۔ جو بہتوں کو گمراہ کریں گے (متی ۲۴: ۱۱)

س۔ مقدس پولوس کیا کہتا ہے؟

ج: "روح صاف کہتا ہے۔ کہ آخری وقتوں میں بعض ایمان سے برگشتہ ہونگے۔ کہ وہ گمراہ کرنے والی روحوں اور دیوؤں کی تعلیموں سے جا لپٹیں گے۔" (۱ طمطاؤس ۴-۱) پھر ایک جگہ اور کہتا ہے۔ کہ یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے۔ مختلف اور بیگانی تعلیموں سے تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔" (عبرانیوں ۱۳: ۹ و ۸)

س:۔ مقدس پطرس کیا کہتا ہے؟

ج:۔ لیکن جھوٹے نبی بھی اُس قوم میں تھے۔ جیسے جھوٹے معلم تم میں بھی ہونگے۔ جو ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے۔ اور اُس خداوند کا جس نے اُنہیں مُول لیا انکار کریں گے۔ اور اپنے آپ پر ہلاکت جلد کھینچ لائیں گے۔ اور بہترے اُن کی شہوتوں کی پیروی کریں گے۔ ان کے سبب سے سچائی کی راہ کی بدنامی ہوگی۔ وہ اپنے لالچ سے باتیں بنا کر تم کو سوداگری کی طرح اپنے نفع کا سبب ٹھیرائیں گے (۲ پطرس ۲: ۳ و ۱)

س۔ مقدس یوحنا کیا کہتا ہے؟

ج:۔ سو ابھی بہت سے مسیح کے مخالف ہوئے ہیں۔ وہ ہم میں سے نکل گئے۔ مگر ہم میں سے نہ تھے۔ کیونکہ وہ اگر ہم میں سے ہوتے۔ تو ہمارے ساتھ رہتے۔" (۱ یوحنا ۲: ۱۹-۲۸) پھر وہ کہتا ہے بہت سے دغاباز دُنیا میں نکلے۔ جو اقرار نہیں کرتے۔ کہ یسوع مسیح جسم میں آیا۔ دغاباز اور مسیح کا مخالف یہی ہے۔" (۲ یوحنا ۱: ۷)

س۔ ان تمام پیشنگوئیوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ کہ کسی کو کتھولک کلیسیا کے شروع سے اتنی بدعتوں کے پیدا ہونے کا حال سُن کر حیران نہ ہونا چاہیئے۔ ایسا ہمیشہ ہوتا چلا آتا ہے۔ اور ایسا ہی دُنیا کے آخر تک ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ ہمارا نجات دہندہ فرماتا ہے۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ٹھوکر کھلانے والی چیزیں نہ آئیں۔"

(لوقا ۱۷: ۱)

س۔ خدا تعالےٰ نے اتنی بدعتیں کیوں ہونے دیں؟

ج :- اپنی کلیسیا کی بہبودی کے لئے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔ "ہم جانتے ہیں کہ ساری چیزیں مل کر اُن کے لئے جو خدا کو پیار کرتے ہیں۔ بھلائی پیدا کرتی ہیں"۔ (رومیوں ۸ : ۲۸) بدعتیں مسیحیوں کے ایمان پرکھنے اور کمزور ایمان والوں کو پکّے ایمان والوں سے جُدا کرنے کا کام دیتی ہیں۔ گویا وہ ایک چھاج ہے جو گیہوں کو بھوسے سے الگ کرتا ہے۔ اُن کا ایک یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ مذہب کی سچائی زیادہ صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ مختلف فرقے جب کسی مسئلہ پر حملہ کرتے ہیں۔ تو کلیسیا کے ہادیانِ دین اور علم الٰہی کے جاننے والے اور کلیسیا کے یقینی فیصلہ جات یسوع مسیح کی تعلیم کے سچے معنی اور مطلب کو ظاہر اور مشرح کرتے ہیں۔

س۔ ان سب سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج (اوّل) ہم کو ایمان کے قابلِ قدر عطیہ پر خدا کا شکر کرنا چاہیئے۔ اور اس کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"اے طمطاؤس امانت کی نگہبانی کر۔ باتوں کی بے ہودہ نئی طرزوں سے اور اس علم کے تکرار سے جو غلطی سے علم سمجھا جاتا ہے۔ مُنہ پھیر لے"۔ (۱ طمطاؤس ۶ : ۲۰)

دوسرے ہم کو اپنے گمراہ بھائیوں کے لئے جو ہوا کے جھونکوں سے اُچھلتے بہتے پھرتے ہیں دُعا مانگنی چاہیئے۔ تا کہ رحیم خدا تعالےٰ ان کو ایک گلّہ اور ایک چرواہے کی طرف لوٹا لائے۔ اور اُن کو اپنی سچی کلیسیا کا فرزند بنائے۔ جس کے باہر نجات نہیں مل سکتی۔

تیسرے۔ ہمارا ایمان قائم اور پکا رہنا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں عموماً بدعت تھوڑے عرصہ کی کامیابی کے بعد خود بخود عذاب کے شعلوں میں فنا ہو جاتی ہے۔ ان کو کاتھولک کلیسیا کے زوال کی پیشنگوئی کرنے دو۔ اُن کو زندہ خدا کے گھر کو اُلٹ دینے کی کوشش کرنے دو۔ رسولوں کے زمانہ سے باوجود اتنی بدعتوں کے ایک غیر تبدیل کلیسیا باقی رہی ہے۔ اور دُنیا کے آخر تک تمام نئی بدعتوں کے بعد وہی باقی رہے گی۔ ہر ایک بدعتوں کے دن گنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بدعت کی بُنیاد گمراہی پر ہے۔ لیکن مسیح کی کلیسیا غیر فانی ہے۔ اس کی بنا حق پر ہے۔ اور خداوند کی سچائی تا ابد قائم رہتی ہے"۔ (زبور ۱۱۶ : ۲ دو ۵)

دُوسرا باب

پروٹسٹنٹ مذہب کا بیان

اوّل:۔ پروٹسٹنٹ مذہب کیا ہے؟

س۔ لفظ پروٹسٹنٹزم کے کیا معنی ہیں؟

ج:۔ اس سے مراد مخالفت ہے۔ یہ عام نام اُن فرقوں کو دیا گیا ہے۔ جو کلیسیا کے اختیار سے انکار کر کے گزشتہ ۳۵۰ سالوں سے علیحدہ ہو گئے ہیں:

س۔ پروٹسٹنٹ مذہب کیا ہے؟

ج۔ اس سوال کا جواب بہت مشکل ہے۔ کیونکہ پروٹسٹنٹ مذہب ہر جگہ اور مقاموں میں مختلف طریقوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ہر روز اور آئے دن ایک نیا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ آج ایک رنگ پر ہے۔ کل دوسرے پر ہو جاتا ہے۔ یہ مذہب انگلستان میں ایک طرز پر ہے۔ اور سکاٹ لینڈ میں دوسرے طرز پر۔ امریکہ میں ایک ڈھنگ پر ہے۔ جرمنی میں دوسرے ڈھنگ پر۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک ہی شہر میں اور ایک ہی محلے میں کچھ اور ہے۔ اور دوسرے میں کچھ اور۔ ایک ہی منبر پر یہ حال ہے۔ کہ ایک خادم الدین کچھ کہتا ہے۔ اور دوسرا کچھ اور کہتا ہے۔ جو کچھ تعلیم اس جگہ پر دی جاتی ہے۔ اس کے بالکل خلاف دوسری جگہ ہوتی ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب نہیں ہے۔ بلکہ بغاوت ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کلیسیا نہیں ہے۔ بلکہ فرقوں کا مجموعہ۔ الغرض پروٹسٹنٹ

مذہب وہ ہے۔ جو ہر صورت اور ہر حالت میں کاتھولک مذہب کی مخالفت کرے۔

س:۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی اصول کیا ہے؟

ج:۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی اصول نوشتوں پر ایمان ہے۔ اور ہر کس و ناکس اپنے خیالات اور رائے کے موافق تفسیر کر سکتا ہے۔

س:۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج:۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا عقیدہ بہت مختصر ہے۔ یعنی میں اپنے سوا کسی اور شخص پر یقین نہیں کرتا ہوں۔ اور کہ میں کاتھولک کلیسیا کی مخالفت کرتا ہوں۔

س:۔ کیا کوئی پروٹسٹنٹ کلیسیا بھی ہو سکتی ہے؟

ج:۔ نہیں۔ کیونکہ سچے پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتوں کی اپنے ہی خاص طریقوں پر تفسیر کرتے ہیں اور چونکہ ہر شخص کی رائے اور سمجھ دوسرے کی رائے اور سمجھ سے ایسی مختلف ہے جیسا کہ ایک دوسرے کا چہرہ آپس میں مختلف ہوتا ہے۔ اس واسطے کوئی دو شخص بھی ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں ہو سکتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی کوئی کلیسیا نہیں بن سکتی۔ اور اگر وہ اپنے آپ کو عقائد کے کسی ایک جزو کے پابند کریں۔ تو ان کی ذاتی تفسیر کے حق کا جس پر وہ ہر وقت فخر کرتے ہیں۔ کیا مطلب ہے؟ کس طرح وہ اپنے آپ کو سچا پروٹسٹنٹ کہہ سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر ایک ویسلی آن د ہی کو لو اگر اس شخص کا خیال ہے۔ کہ اس کو شخصی تفسیر کا حق ہے۔ تو ویسلی کی شخصی تفسیر سے اس کا کیا تعلق۔ اگر وہ شخص ویسلی کی تعلیم کا پابند ہے تو وہ کیسے اس بات کا فخر کر سکتا ہے۔ کہ میرا اعتقاد صرف پاک نوشتوں پر مبنی ہے۔ اور صرف اُسی کا پابند ہے۔

س:۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو

ج:۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ جب کسی کلیسیا یا فرقہ میں شامل ہوتے ہیں۔ تو ان کا یہ فعل خلق کے اصول کے خلاف ہے۔ ان کے اصول کے مطابق ہر شخص کو آپ ہی کلیسیا اور آپ ہی خادم الدین ہونا چاہیئے۔

س ۔ کیا یہ معاملہ اسی طرح ہے؟
ج ۔ نہیں۔ کیونکہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اور انسانی فطرت احساسات کے خلاف ہے۔ اور خدا کے نزدیک بھی نقصان رساں ہے۔ باوجود اپنے اصولوں کے پروٹسٹنٹوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے مگر ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی، کہ کہیں نہ کہیں کلیسیا کی شکل میں کچھ قائم کریں۔ جس کے ارکان ایک ایمان میں متفق ہوں۔ یا یہ فرض کر لیں۔ کہ وہ باہم متفق ہیں
س ؛۔ پروٹسٹنٹوں کے کتنے فرقے ہیں؟
ج ؛۔ کوئی شخص اُن کی تعداد نہیں بتا سکتا۔ ہر سال ہر روز کوئی نہ کوئی نیا فرقہ نکل آتا ہے اور پرانے فرقے چند دن کی ہوا کھا کر رفتہ رفتہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔
ان فرقوں کے ناموں اور تعلیم کی فہرست لکھنے کے لئے ایک کتاب چاہیئے۔ جب طوفان کے بعد بنی آدم نے ایک ایسا مینار بنانا چاہا۔ جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ تو خداوند نے ان کی زبانوں کو مخلوط کر دیا۔ تاکہ ایک دوسرے کی بات کو نہ سمجھ سکیں۔ اسی طرح اُن لوگوں کا غرور بھی خدا نے پست کر دیا۔ جنہوں نے مسیح کے کام میں اصلاح کرنی اور ایک نئی کلیسیا بنانی چاہی۔ اُن کے اصول سوائے زبانوں کی گڑبڑ اور متضاد تعلیم کی غلطیوں کا مجموعہ کے کچھ نہیں

دوم :- پروٹسٹنٹ مذہب کس طرح قائم ہوا اور کیوں؟

س ۔ پروٹسٹنٹ مذہب کو قائم ہوئے کتنا عرصہ گذرا ہے؟
ج ؛۔ سولھویں صدی کے شروع میں جب یسوع مسیح اور اس کے رسولوں کو انجیل کی تعلیم تلقین کرتے ہوئے پندرہ سو سال گذر چکے تھے۔ تو ایک مُرتد کاہن مسمی لُوتھر نے اس نئے مذہب کو جو پروٹسٹنٹ ازم کے نام سے مشہور ہے۔ ایجاد کیا اور اس کی تعلیم دی۔
س ؛۔ تم اس کو نیا مذہب کیوں کہتے ہو؟

ج :۔ کیونکہ اگر ہم اصول کے نقطہ نگاہ سے خواہ ایمان یا اخلاق کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو لوتھر کے زمانہ تک کسی فرقے کو کبھی بھی ایسی تعلیم کا علم نہ تھا۔ اور نہ اس کی کسی نے تعلیم دی بعض پہلے بدعتیوں نے اس قسم کی گمراہ کن یا نرالے اصولوں پر اعتقاد کیا ہوگا۔ مگر کلی طور پر لوتھر کا مسئلہ مسیحی دنیا میں بالکل نیا اور نامعلوم تھا۔

س ۔ کیا تم کو پورا یقین ہے۔ کہ صورت واقعات یہی ہے ؟

ج :۔ ہم کامل یقین کرتے ہیں۔ اور لوتھر کو خود اس بات کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ "کئی بار میری ضمیر نے مجھ کو ملامت کی۔ کئی بار میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ تمام دنیا کو چھوڑ کر صرف تو ہی عقل کا دعویدار ہے ؟ کیا تو گمان کرتا ہے۔ کہ اتنے سالوں تک تمام مسیحی گمراہی میں رہے ہیں"۔ (دیکھو لوتھر کی تصانیف ٹوم ۲ صفحہ ۹)

س ۔ کیا اس بات کی اور شہادت بھی ہے ؟

ج :۔ ہاں خود پروٹسٹنٹ ہادیانِ دین کی متفق الرائے تعلیم ہے۔ جنہوں نے کلیسیا کی تاریخ میں پروٹسٹنٹ مذہب کا کوئی پتہ نہ پاکر ہم کو بتایا ہے۔ کہ خدا کی سچی کلیسیا ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک نادیدنی تھی۔ اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ نادیدنی کلیسیا کوئی کلیسیا نہیں ہو سکتی۔ نادیدنی کلیسیا کا خیال پاک نوشتوں کے خلاف ہونے کے علاوہ بذاتہٖ تمسخر انگیز اور بیہودہ ہے۔ گویا پروٹسٹنٹ ازم کا مسیحیت کے آغاز سے پندرہ سو برس بعد پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ سچی مسیحیت نہیں۔ مگر اس بات کا ذکر ہم پھر کریں گے۔

س :۔ پروٹسٹنٹ مذہب کی ابتدا کیسی ہوئی ؟

ج :۔ دیگر بدعتوں کی طرح اور ان کی طرح جو دنیا کے آخر تک نمودار ہوتی رہیں گی۔ پروٹسٹنٹ مذہب نے اپنے مرید بنانے کے لئے دو طریقے یعنی "بدکاری اور زبردستی" استعمال کئے۔

خالص انجیل کی تعلیم دینے کے بہانے سے پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں نے لوگوں کی نفسانی خواہشوں کو بے شمار ترغیبات سے برملا ابھارنا شروع کیا۔ انہوں نے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے باعصمت زندگی بسر کرنے کی منتیں مانی ہوئی تھیں۔ ان منتوں کو توڑ دینے اور

شادی کرنے کی اجازت دی، اُنہوں نے پادشاہوں کو کلیسیا کی جائیدادیں لُوٹ لینے کی اجازت دے دی۔ اُنہوں نے اعتراف، دعا۔ پرہیز۔ روزہ۔ توبہ اور ریاضت کو ہر طرح سے منسُوخ کر دیا۔ اُنہوں نے طلاق کی اور ایک ہی وقت میں متموّل اشخاص کو ایک سے زیادہ بیوی کر لینے کی اجازت دی۔ اُنہوں نے مسیحی مذہب سے ہر ریاضت کو منسُوخ کر دیا۔ الغرض انہوں نے بہشت کا راستہ فراخ اور آسان کر دیا۔ گو مسیح کے قول کے مطابق وہ راہ تنگ اور مشکل ہے۔

ضمیر کی آزادی کے بہانہ سے پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں نے جہاں کہیں ان کو اختیار مل سکا، کاتھولک لوگوں کے خلاف قزاقانہ قانُون بنائے۔ انہوں نے جلّاد اور حاکم جیل خانہ سے اپنے پادریوں کی مدد کی۔ اور کاتھولک مذہب کو ان گنت شہیدوں کے خون میں غرق کر دیا۔

س۔ اس نئے مذہب کے بانی کس قسم کے آدمی تھے؟

ج۔ لُوتھر۔ زونگل مُرتد کاہن اور نفس پرست زاہد تھے۔ اور بدکار اور ظالم بادشاہ اور حاکم ہنری ہشتم۔ فلپ آف ہسے۔ البرٹ حاکم برنڈن برگ اور فاحشہ عورتیں مثل این ڈی بولین۔ مارگریٹ آف ویلوئے (Valola) اور الزبتھ تھیں۔ اور کالون۔ بیضا اور فیرل جیسے بدمعاش آدمی تھے۔ ایسے اشخاص ہر ملک میں پروٹسٹنٹ مذہب کے پہلے بانی تھے۔ اس خیال سے کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے۔ کہ ہم تعصّب سے اُن پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ ذیل میں پروٹسٹنٹوں کی شہادتیں جن پر اعتراض نہیں ہو سکتا درج کرتے ہیں۔ کالون خود کہتا ہے۔ کہ "ان ایونجیلکس (wangelicals) میں سے تم کو ایک بھی ایسا نہ ملے گا۔ جو سخت بدچلنی کے سوا کسی اور غرض سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہوں"۔ (دیکھو کالون کی تفسیر ۲ پطرس)

کالون یہ بھی کہتا ہے۔ "اس چھوٹے گلے میں جنہوں نے اپنے آپ کو پاپائی بُت پرستی سے علیحدہ کیا ہے۔ بہت زیادہ جھُوٹی قسم کھانے والے اور اوباش ہیں۔ اور وہ بالکل فریبی اور مکار ہیں"۔ پھر وہ کہتا ہے۔ "سب سے زیادہ شرمناک بات یہ ہے۔ کہ خود خادم الدین جو منبر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ نہایت ہی نفرت انگیز کجروی کے نمونہ ہیں۔ اور باوجود اس کے اِن لوگوں کو اس بات

کی شرم نہیں آتی۔ کہ لوگ ان پر ہنستے ہیں۔ اور برُے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میں لوگوں کے صبر پر متحیر ہوں۔ اور مجھے تعجب ہے۔ کہ کیوں عورتیں اور بچے اُن پر غلاظت اور کوڑا کرکٹ نہیں پھینکتے۔" (کالون کی تحریر دربارہ ٹھو کر) پھر پروٹسٹنٹ مؤرخ کابٹ کا بیان ہے۔ کہ کسی زمانہ میں ایسے بے رحم اور بدمعاش شخص نہ دیکھے گئے ہوں گے۔ جیسے لُوتھر۔ کیلون۔ زونگل۔ بیضا۔ ہر ایک ان میں نہایت شرمناک بدکاریوں کے لئے بدنام تھا۔" (خطوطِ کابٹ، صفحہ ۳۰)

ان بڑے اصلاح کرنے والوں میں سے دو یا تین شخصوں کا مختصر حال متذکرہ بالا اقوال کی صداقت میں پیش کرنا کافی ہوگا۔

سوم۔ لوتھر کا حال

س۔ لُوتھر کس جگہ اور کب پیدا ہُوا؟

ج:۔ لوتھر ۱۴۸۳ء میں آئسلیبن ([illegible]) کے نزدیک جو پرشیا سیکسنی کا ایک چھوٹا قصبہ ہے پیدا ہُوا تھا۔

س۔ اس کے والدین کا کیا مذہب تھا؟

ج۔ اس کے والدین اور تمام آباؤاجداد کاتھولک تھے۔ کیونکہ جب وہ پیدا ہُوا تھا تو تمام یورپ کا وہی عقیدہ تھا۔ جو اس وقت کاتھولک لوگوں کا ہے۔

س۔ کیا لُوتھر خود کاتھولک تھا؟

ج:۔ ہاں وہ پینتیس ۳۵ سال کی عمر تک کاتھولک رہا۔

س۔ اس کی زندگی کی حالت کیسی تھی؟

ج:۔ ۲۲ سال کی عمر میں لُوتھر نے غریبی۔ پاکدامنی اور فرمانبرداری کی مَنتیں مانیں۔ اور مقدس اگسٹینس کے مذہبی فرقہ کا ایک راہب بن گیا۔

س۔ کیا ان تینوں مَنتوں کا ماننا اس کا فرض تھا؟

ج :- بے شک۔ کیونکہ اُس نے ان کو بڑے غور اور اپنی آزاد رائے سے مانا تھا۔ خود خدا کہتا ہے کہ اگر کوئی آدمی خداوند کی منت مانے۔ یا قسم کھا کر کوئی بات اپنی جان پر لازم ٹھیرائے۔ تو وہ اپنے قول کے برخلاف نہ کرے۔ بلکہ جو کچھ اُس کے اپنے مُنہ سے نکلا ہے۔ اس پر عمل کرے۔ گنتی (۳۰ : ۳)

س :- کیا لُوتھر نے اپنی منتوں کے پُورا کرنے سے خدا کے اس حکم کو مانا ؟

ج :- نہیں۔ اس نے اِن تینوں منتوں کو توڑا۔ اس نے اپنے ایمان کو ترک کیا۔ اور اپنی خانقاہ کو چھوڑ دیا۔ اُس نے کیتھرین ڈی بورا سے جو اس کی طرح راہبہ تھی۔ شادی کر لی۔ اور کلیسیا کی حکومت کی نافرمانی کی۔ اور اس کو حقیر سمجھا۔

س ۔ وہ کون سی بات تھی۔ کہ جس نے لوتھر کو نیا مذہب ایجاد کرنے پر مائل کیا ؟

ج :- غرور اور حسد۔ پاپائے اعظم لیو دہم نے رُوما میں مقدس پطرس کے شاندار گرجے کی تکمیل کی خاطر تمام مسیحیوں کو جو دینداری کے ساتھ سیکرامنٹوں کو لیں۔ اور اس گرجے کے پورا کرنے میں خیرات دیں۔) ایک انڈلجنسیا بخشی۔ پاپائے اعظم نے اس انڈلجنسیا کے وعظ کرنے کا کام مقدس ڈومنیکن کے راہبوں کے (بمقابلہ اگسٹینین راہبوں کے) سپرد کیا۔ اس سبب سے لوتھر کا غصہ بھڑک اٹھا۔

س :۔ اس حسد کے اثر سے اُس نے کیا کیا ؟

ج ۔ انڈلجنسز کے بارے میں اس نے سچے مذہب پر حملے کرنے شروع کر دیے۔

س ۔ کیا کاتھولک کلیسیا لوتھر پہ اگر وہ کاتھولک لوگوں کی بُرائیوں۔ یا اُن کی طمع پر حملہ کرتا۔ تو الزام لگاتی ؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ کاتھولک کلیسیا خود جانتی ہے۔ کہ انسان انسان ہے۔ اور کہ نہایت پاک جماعتوں میں بھی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کاتھولک کلیسیا کے بڑے بڑے مقدسوں نے دلیرانہ اور برملا بد اعمال کو بُرا کہا ہے۔ اور متواتر اس کی بیخ کنی کی کوشش کی ہے۔ مگر ان بداعمالیوں پر جو کاتھولک مذہب کی آڑ میں کی جائیں حملہ کرنا اور خود دین ہی پر حملہ کرنے میں فرق عظیم ہے۔

س ۔ لوتھر نے اس کے بعد کیا کارروائی کی؟

ج :۔ اس نے وٹمبرگ کے گرجے کے دروازوں پر پچانوے مسائل جو اُس نے لکھے تھے۔ اور جن میں بہت سی باتیں کاتھولک کلیسیا کے عقیدہ کے خلاف تھیں چسپاں کئے۔

س ۔ جب ان بدعتی مسائل کے شایع کرنے سے تنازع برپا ہُوا۔ تو لوتھر نے کیا کیا؟

ج :۔ اس نے یہ بہانہ کیا۔ کہ میں اُس تعلیم کو جو پاک نوشتوں اور ابتدائی مقدسوں کے مطابق ہے۔ اور جس کو روما کی کلیسیائی حکومت نے منظور کر لیا تھا۔ سکھانا چاہتا ہوں۔ اس نے بڑی فروتنی کے ساتھ اپنے آپ کو مشہور یُونیورسٹیوں کے فیصلہ کا مطیع ہونے کا وعدہ کیا۔ اُس نے پاپائے اعظم کو لکھا۔ کہ وہ اس کے فیصلہ کو ایسا مانے گا۔ کہ گویا وہ خود مسیح کی زبان سے نکلا ہے۔
(لوتھر کی تصانیف جلد اوّل صفحہ ۱۲-۱۴-۵۰-۱۱۹)

س :۔ کیا لوتھر نے یونیورسٹیوں کے فیصلہ کو مانا؟

ج :۔ نہیں۔ یہ دیکھ کر کہ میرا اپنا اصول غلط اور بدعت ٹھیرایا گیا ہے۔ اُس نے ان پر بیشمار لعنتیں اور ملامتیں بھیجیں۔ اور پیرس کی یونیورسٹی کو گمراہیوں کی ماں۔ دجّال کی بیٹی۔ اور جہنم کا دروازہ وغیرہ وغیرہ کہا۔ (لوتھر کی تصانیف صفحہ ۵۴۸)

س :۔ کیا اس نے پاپائے اعظم کے فیصلہ کو مانا۔ جس کی نسبت اس نے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ اُسے ایسا قبول کرلے گا۔ گویا کہ وہ خود خداوند مسیح کے مُنہ سے نکلا؟

ج ۔ نہیں جب پاپائے اعظم نے اس پر فتوے لگایا۔ اس نے اپنا قول بدل دیا۔ اور پاپائے اعظم کے فرمان کو جلا دیا۔ اور یہ کہا۔ کہ پاپائے اعظم کو خود جلا دینا چاہیئے (لوتھر کی تصانیف صفحہ ۳۵۲ و ۱۵۵۳) اُس نے تمام لوگوں کو پاپائے اعظم۔ کارڈینلوں اور اسقفوں کے خلاف لڑنے اور اُن بڑے معزز پادریوں کے خون میں اپنے ہاتھ رنگنے کے واسطے تحریک دی۔ (ایبد صفحہ ۶۰)

س :۔ ایسی کارروائیوں سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج :۔ جو عہد و پیمان بکمال عاجزی اور انکساری لوتھر نے ابتدا میں کئے تھے۔ بہت لغو جھوٹے

اور بجز ریاکاری اور مکاری کے کچھ نہ تھے۔

س۔ کیا لوتھر اُن بادشاہوں اور حاکموں کے ساتھ جنہوں نے اس کی مخالفت کی زیادہ ادب سے پیش آیا؟

ج:۔ نہیں۔ اُس نے لکھا۔ کہ شہنشاہ جرمنی یا تو پاگل ہے یا شیطان (ایڈ صفحہ ۲۹۰) اور کہ بادشاہ انگلستان احمق۔ گدھا اور بیوقوف ہے۔ ہر ایک بچہ کو چاہیئے۔ کہ اس کی ہنسی اڑائے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ "انگلستان کے ملعون بادشاہ کو جواب"؛ اور کہ برنزوک کے ڈیوک نے اس قدر شیطان نگل لئے ہیں۔ کہ جب وہ تھوکتا ہے۔ تو شیطان ہی شیطان تھوکتا ہے" وغیرہ وغیرہ (جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

س۔ کیتھرائن ویوبورا راہبہ کے ساتھ اُس نے اپنی شادی کیسے جائز ٹھیرائی؟

ج:۔ "جب میں کا تھولک تھا۔ روزہ رکھتا تھا۔ شب بیداری کرتا تھا۔ دُعا کیا کرتا تھا۔ غریب تھا۔ باعصمت تھا۔ اور فرمانبردار تھا۔ مگر جب ریفارمر ہُوا۔ میرا دل نہایت شرمناک خواہشوں کے قبضہ اور قابو میں آگیا۔ کہ جن پر میں غلبہ نہ پا سکا۔" (جلد ۵۔ باب ۱۔ گلاتیوں کے خط ۵: ۱۴۔ نیز نکاح کے متعلق وعظ صفحہ ۱۱۹)

س:۔ کیا پاک بولنے کے بارے میں لوتھر کی تعلیم اُس کے اپنے اعمال کی نسبت بہتر تھی؟

ج:۔ نہیں۔ بدتر تھی۔ اس کی کتاب ملقب بہ "ٹیبل ٹاک" میں ایسی فحش باتیں درج ہیں۔ کہ بدمعاشوں کو بھی اُن باتوں سے شرم آتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ لوتھر نے اپنے وعظوں میں استعمال کئے۔ جو اس قدر نفرت انگیز ہیں۔ کہ اُن کو اس جگہ دُہرانا ممکن نہیں۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا کے آغاز سے لوتھر ہی پہلا شخص ہے۔ جس نے یہ مسئلہ قائم کیا۔ کہ "انسان اپنی خواہشوں کا غلام ہے۔ اور اُن پر غالب نہیں آسکتا۔ اور کہ عورت کے بغیر زندگی بسر کرنی ایسی محال ہے۔ جیسے بغیر خوراک کے زندہ رہنا۔ اور یہ کہ شادی کا حکم نہ صرف فرض ہے۔ بلکہ دس حکموں کی بہ نسبت (جن میں خون کرنے اور زنا سے منع کیا گیا ہے) انسان کی ضمیر پر زیادہ پابندی کا مستحق ہے۔" اور اسی قسم کی اور فاش غلطیاں ہیں۔

س. لوتھر نے فلپ امیر ہسی کی مدد اور حفاظت کس طرح حاصل کی؟

ج:۔ اس نے اُس کو اجازت دی۔ کہ ایک ہی وقت دو بیویاں رکھے۔ صرف وہی ایسا پروٹسٹنٹ ہادیٔ دین نہیں ہے۔ کہ جس نے اس قسم کی بے جا اجازت دی ہے۔ بلکہ اُس جیسے آٹھ ریفارمروں نے اس گندی اور زناکی اجازت دینے والی دستاویز پر دستخط کئے۔ جو ابھی تک موجود ہے۔ اور جو پروٹسٹنٹوں کے بانیوں کی دائمی شرم کو یاد دلاتی ہے۔

س. لوتھر کے مسائل نے کیا فوری اثر پیدا کیا؟

ج۔ اُن سے بے حد فساد ہنگامے اور قومی لڑائیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں سے کسانوں کی لڑائی بہت مشہور ہے۔ جنہوں نے انابپٹسٹوں کے نام سے ہر طرح کی زیادتیاں کیں۔ اور اس امر پر زور لگایا۔ کہ صرف امیر لوگوں کا حق نہیں کہ جائیدادیں رکھیں۔ اور ہر ایک شے مشترک ہونی چاہیئے۔ وغیرہ جرمنی میں بہت خون ریزی اور بربادی ہوئی۔

س. کیا لوتھر نے انابپٹسٹوں کی مخالفت کی؟

ج:۔ ہاں۔ اور یہ امر اس کی زندگی کا نہایت شرمناک کام تھا۔ لوتھر نے بجائے اس کے کہ ان غریب گمراہ لوگوں کی سفارش کرے۔ جن کا صرف یہی قصور تھا۔ کہ وہ اُس کے مسائل پر عمل پیرا تھے۔ اُمرا کو اس بات پر برانگیختہ کیا۔ کہ بے رحمی سے بھونکتے ہوئے کتوں کی طرح ان کی بیخ کنی کی جائے۔ کئی لاکھ کسان اس کی تحریک پر قتل کئے گئے۔

س:۔ ان پروٹسٹنٹ لوگوں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ جو لوتھر کو مردِ خدا کہتے ہیں؟

ج:۔ وہ یا تو اصلی حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں۔ یا لوتھر کی سرگذشت سے اُن کو کچھ بھی واقفیت نہیں۔

س. لوتھر خود اپنی نسبت کیا کہتا ہے؟

ج:۔ "کہ مجھ کو شیطان کی طرف سے الہام ہوا۔ آدھی رات کو میری نیند کھلی۔ تو شیطان نے ماس کے مضمون پر میرے ساتھ بحث شروع کی" (دُوم ۶ صفحہ ۸۲)

لوتھر اپنی نجات سے مایوس تھا۔ ایک روز گرمی کے دنوں میں شام کے وقت مرنے سے

چند مہینے پہلے لوتھر کی بیوی نے آسمان کی طرف جس میں ستارے چمک رہے تھے اشارہ کیا اور کہا۔ کہ اے میرے آقا دیکھو آسمان کیسا خوشنما ہے۔" بدعتی نے اُسی کے لہجہ میں جواب دیا۔" یہ ہمارے لئے نہیں چمک رہے ہیں۔" خوف زدہ کیتھرین نے کہا۔" کیوں! کیا اس وجہ سے کہ ہم نے اپنی مذہبی منتوں کو توڑ دیا ؟" لوتھر نے جواب دیا۔" شائد ایسا ہی ہو۔" کیتھرین نے کہا اگر ایسا ہی ہے۔ تو کیا ہم پہلی حالت میں نہ آجائیں۔" لوتھر نے جواب دیا۔" کہ اب وقت نہیں رہا اور گاڑی کیچڑ میں پھنس گئی ہے۔" یہ کہا اور وہ یکایک اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا (لوتھر کی سوانح عمری مُولفہ اوڈن)

س :۔ لوتھر کے دوسرے ریفارمر بھائی اس بارے میں کیا کہتے ہیں ؟

ج :۔ بوسینین کہتا ہے۔ کہ لوتھر نہایت ہی تُند خو تھا۔ اے کولم پاؤ (Oe Colamm) کہتا ہے۔ کہ وہ غرور اور نخوت سے بھرا ہوا تھا۔ اور شیطان نے اس کو بہکایا تھا۔ ہنری ہشتم کہتا ہے۔ کہ شیطان کی تحریک پر وہ اپنی شہوت کو قابو میں نہ لا سکا۔ زیورچ کی کلیسیا نے لوتھر کے خلاف اظہار کیا۔ کہ اس کی تمام تصانیف شیطان کی تحریک پر لکھی گئی ہیں۔ کیلون کہتا ہے۔ کہ لوتھر کی کلیسیا سوختنی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

س :۔ لوتھر کے بارے میں اب تمہارا کیا خیال ہے ؟

ج :۔ ہر شخص جو لوتھر کی کتابوں کو پڑھتا ہے۔ جو کہ فحش باتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ہر آدمی جو لوتھر کے شرمناک واقعات اور اس کے قابلِ الزام مسائل سے واقف ہے۔ یہ نتیجہ نکالے گا۔ کہ یہ شخص مردِ خدا نہ تھا۔ دوم اس کا کام خدا کا کام نہ تھا۔ اور جو مسائل اس نے اختیار کئے خدا کی طرف سے نہ تھے۔ اس لئے خود اقرار کیا ہے۔ کہ وہ شیطان کا بھیجا ہوا رسُول تھا۔ اور شیطان سے اُسے الہام ہوتا تھا وہ ایک خونخوار بھیڑیا تھا۔ جو اچھے چرواہے یعنی مسیح کی بھیڑوں کو پکڑنے۔ پھاڑنے اور تتر بتر کرنے کے لئے آیا تھا۔

چہارم کیلون

س :۔ کیلون کہاں پیدا ہوا تھا ؟

ج ۱۔ وہ ۱۵۰۹ء میں ملکِ فرانس کے ایک چھوٹے قصبہ نُویَون میں پیدا ہوا تھا؟

س ۔ وہ کیسا شخص تھا؟

ج ۔ اسی کے مُصلح بھائیوں میں سے ایک شخص مسمی وُولمرؔ Wolman) کہتا ہے "میں جانتا ہوں کہ کیلون شدّادر گمراہ شخص ہے ۔ اور وہ ہماری تعلیم کے لئے نہایت موزوں شخص ہے"۔

س ۱۔ کیا کیلون کا چال چلن لوتھر کے مقابلہ میں بہتر تھا؟

ج ۔ نہیں وہ اس سے بھی بدتر تھا۔ کیلون پرلے درجہ کا بدکار تھا۔ اور خلاف وضع فطری کا مجرم تھا۔ اور اس وجہ سے اس کو زندہ جلا دینے کا حکم ہُوا۔ لیکن قانونی تحقیقات کے بعد بشپ صاحب کی درخواست پر بجائے جلائے جانے کے آگ سے داغ دینے کا حکم دیا گیا۔ نویون میں بے شمار لوگوں کے سامنے اس کی پُشت پر داغ دیا گیا۔ یہ واقع ایسا صحیح ہے ۔ اور سرکاری کاغذات جو اس حقیقت کو پُورے طور پر ثابت کرتے ہیں۔ ایسے ٹھیک اور درست اور کافی ہیں ۔ کہ کوئی سرگرم پروٹسٹنٹ یا کیلون کا پُرجوش پیرَو بھی اس سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

س ۔ تقدیر کے مسئلہ پر کیلون کی کیا تعلیم تھی؟

ج ۔ کہ خدا نے بعض شخصوں کی تقدیر میں نجات لکھی ہے ۔ اور بعضوں کی تقدیر میں جہنمی ہونا لکھا ہے ۔ یہ خدائی حکم انسان پر منحصر نہیں ۔ اور انسان کے کسی فعل سے بدل نہیں سکتا اور یہ کہ جس شخص کی قسمت میں نجات پانی ہے ۔ اُسے نجات مل کر رہے گی ۔ خواہ وہ کتنے ہی زیادہ گناہ کرے ۔ اور برعکس اس کے جس آدمی کی تقدیر میں جہنمی ہونا ہے ۔ وہ جہنمی ہوگا ۔ خواہ وہ کیسی ہی پاک زندگی بسر کرے ۔ وہ یہ بھی تعلیم دیتا تھا ۔ کہ جیسا خدا کی مرضی بعض لوگوں کو برگزیدہ بنا دیتی ہے ۔ ویسا ہی خدا کی مرضی بعض شخصوں کو ملعُون کر دیتی ہے ۔ الغرض کیلون نے خدا کو گناہ کا بانی اور سبب ٹھہرایا ۔ بلکہ وہ صاف صاف کہا کرتا تھا ۔ کہ قبیح گناہ مثلاً خویشوں کے ساتھ ہم بستری جس کا ابی سلوم اپنے باپ کی بیویوں کے ساتھ مرتکب ہُوا تھا ۔ خدا کا

کام تھا۔

س۔ کیلون کے اس مسئلہ تقدیر پر لوگوں نے کیا رائے قائم کی؟

ج :۔ نہ صرف کا تھولک بلکہ پروٹسٹنٹ ملکوں میں اس مسئلہ کے خلاف عام اظہار ناپسندیدگی کیا گیا۔ نئے ایجاد کردہ چرچ آف انگلینڈ کے بشپوں نے خدا کے آگے اظہار کیا۔ کہ کیلون اور اس کے شاگردوں نے پاک نوشتوں کی ہر ایک آیت کے معنوں کو جنیوا کی کلیسیا کے حق میں بدل ڈالا ہے Surv. of Preland. Holy … p. 44.

جرمنی کے لوتھر کے پیرؤوں نے سنجیدہ طور پر اور راستی سے ظاہر کیا۔ کہ "ہر ایک شخص کو کیلون کی تعلیم سے خوف کرنا چاہیئے۔ اور اس پر لعنت بھیجنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک دیوانگی ہے۔ اور اخلاق کی تباہی اور ہیبت ناک کفر ہے"۔ دکورپ ڈاکٹر کریسٹ (Corp. Doctr. Christ)

س۔ کیا کیلون پروٹسٹنٹ مذہب کے بنیادی اصولوں کا پابند رہا؟ یعنی کہ ہر ایک شخص کو اختیار ہے۔ کہ نوشتوں کی خود ہی تفسیر کرے۔

ج :۔ اس نے سب لوگوں سے اس مسئلہ کی زیادہ مخالفت کی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ وہ خود خطا سے بری ہے۔ اور مخالفت شیطان کا کام ہے۔ اور یہ ایسا جرم ہے۔ کہ اس کا مخالف زندہ جلا دیا جائے۔ نئے ضابطہ قوانین میں جو کہ جینوا کے لئے اس کی زیر نگرانی مرتب کئے گئے تھے۔ لفظ موت متواتر استعمال ہوا ہے۔ جو خدا کی بغاوت کرے اس کے لئے موت۔ اور پروٹسٹنٹ پناہ گیروں کا مذاق کرنا خدا کی بغاوت کے برابر تھا۔ اور جو سلطنت کی بغاوت کرے، وہ موت کا مستحق تھا۔ اور کیلون کی ہنسی اڑانی سلطنت کے خلاف بغاوت کے برابر تھا۔ اور بدعتیوں کے لئے موت۔ اور جو کیلون سے کامل اتفاق نہیں رکھتے تھے۔ وہ سب بدعتی تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اُس خط میں جو اس نے مارکوئیس دی پوئی (Marquees de Poet) کو لکھا وہ اپنے مخالفین کا ذکر کر کے کہتا ہے۔ "کہ ایسے سخت بدمعاش شخصوں کو گلا گھونٹ کر مار

دینا چاہیئے۔ جیسے کہ میں نے مائیکل سروٹ کے ساتھ کیا تھا۔" (original letter Seal Calvin's [illegible])

Michael Servetus

س ۔ مائیکل سرویٹ کون تھا؟

ج :۔ وہ ایک پروٹسٹنٹ تھا جس نے اقدس ثالوث کے مسئلہ پر کیلون کی مخالفت کی۔ اس مخالفت کی وجہ سے کیلون نے جینوا میں اس کو زندہ جلوا دیا تھا۔

س ۔ کیلون لوتھر کے مسائل کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟

ج :۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ لوتھر کی طرح آدھا پیپسٹ رہنے کی بہ نسبت یہ بہتر ہے۔ کہ بالکل ایک نئی کلیسیا ایجاد کی جائے۔ وہ لوتھر کی کلیسیا کو سؤر خانہ کہا کرتا تھا۔

س ۔ تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج :۔ کہ پروٹسٹنٹ خادمانِ دین کی تعلیم مضحکہ انگیز ہے۔ کیونکہ وہ سکھاتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ مذہب گویا ابتدائی قدیمی کلیسیا کو بحال کرنا ہے۔ مگر اس مذہب کے بانی اس کو بالکل ایک نیا مذہب مانتے ہیں۔ یہ ہے کیلون کا اقرار۔ لوتھر کا اقبال۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

س ۔ جینوا کی وبا کے دنوں میں جس سے شہر برباد ہو گیا۔ کیلون نے کیا چال اختیار کی؟

ج ۔ کیلون نہ صرف تندخو۔ ریاکار۔ بدذات شخص تھا۔ بلکہ وہ بے حیا اور بزدل بھی تھا۔ جونہی کہ وبا شروع ہوئی کیلون نے شہر کی کونسل سے حکم جاری کرایا۔ کہ مسٹر کیلون بیماروں کی تیمارداری کے لئے نہیں جائے گا۔ کیونکہ کلیسیا کو اس کی ضرورت ہے۔ اس بزدل کو مقدس چارلس بورومیو کی روش سے مقابلہ کرو۔ جب کہ مقدس نے تقریباً اس وقت میلان کی وبا کے زمانے میں بیماروں کی تیمارداری کی۔ اور مسیح کے ذیل کے الفاظ کو یاد کرو۔ "اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ پر مزدور اور وہ جو چرواہا نہیں اور بھیڑوں کا مالک نہیں۔ بھیڑیا آتے دیکھ کر بھیڑوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور بھاگ جاتا ہے۔ اور بھیڑیا انہیں پکڑتا ہے۔ اور بھیڑوں کو پراگندہ کرتا ہے۔ مزدور بھاگتا ہے۔ کیوں کہ وہ مزدور ہے۔ اور بھیڑوں کے لئے فکر نہیں کرتا۔" (یوحنا ۱۰: ۱۱ تا ۱۳) ہم کو ضمناً یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ ایسی اور دیگر باتوں میں کیلون کے زمانہ سے پروٹسٹنٹ مذہب ترقی کر رہا ہے۔ مثلاً جب ۱۸۳۲ء میں شہر ڈبلن میں ہیضہ کا زور تھا۔ وہاں کے پروٹسٹنٹ

بشپ ڈاکٹرویٹلی نے نہ صرف اپنے دینی بزرگ کی پیروی کی۔ اور اس کی طرح اپنے آپ کو خطرہ سے دور رکھا۔ بلکہ اپنی بزدلانہ روش کی حمایت میں ایک امر کے ثابت کرنے کی حماقت کی۔ جس کا کیلون کو بھی خیال نہ آیا تھا۔ اور گویا اس کو پروٹسٹنٹ چرچ کے لئے بطور ایک قاعدہ کلیہ کے قائم کردیا اس نے پادریوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے اس امر کے اظہار میں کوئی خوف نہیں ہے۔ کہ اگر کسی پروٹسٹنٹ کو متعدی بیماری ہو جائے۔ تو اُسے اپنے پادری کو بلا کر خطرہ میں ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ اپنے فرائض کے انجام دہی کے لئے بیمار کا بستر یا موت سے بُری جگہ کوئی نہیں۔ ایسے الفاظ کو زیادہ وزنی بنانے کے لئے اس بُزدل بشپ نے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ یہ رسم چونکہ خاص طور پر رومای کلیسیا سے لی گئی ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی طور پر بُت پرستی کے برابر ہے۔

س ۔ کیلون کی موت کیسی ہوئی؟

ج ۔ خود کیلون کے ایک شاگرد نے کہا۔ کہ کیلون نے اپنی زندگی کو مایوسی میں ختم کیا۔ ایک ایسی شرمناک اور نفرت انگیز بیماری میں یعنی اُس کے آلۂ تناسل میں پھوڑا تھا جس سے خدا باغی اور ملعونوں کو سزا دیا کرتا ہے۔ اس بات کو میں تصدیق کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس کا خوفناک انجام بچشم خود دیکھا ہے۔" (دیکھو فیلر)

جرمنی کے لوتھر کے پیرو کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اپنا انصاف کیلون پر ظاہر کیا۔ جس کو اس نے اس کی کم بخت موت سے پہلے خوفناک سزا دی۔ خدا نے اس بدعتی کو ایسی سزا دی۔ کہ وہ نجات پانے سے مایوس ہو کر اور شیطان کا نام لیتا ہوا قسمیں کھاتے ہوئے اور کفر بکتے ہوئے اس نے اپنی ناپاک رُوح خدا کے حوالے کی۔ (Conrad Schlus. in Theol. Calv. 2 fo. 72)

س :۔ اب تم کیلون کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟

ج :۔ ہم یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ نہایت متعصب پروٹسٹنٹ کا ایسے بدنام شخص کو مردِ خدا کہنا اور اس کی اصلاح کے کام کو خدا کا کام سمجھنا نہایت غلط ہے۔

پنجم۔ چرچ آف انگلینڈ کی کلیسیا کے بانیوں کا احوال

س۔ چرچ آف انگلینڈ کو قائم ہوئے کتنا عرصہ ہُوا؟

ج:۔ تین سو برس کے قریب۔ اس سے پہلے کُل انگلینڈ کا تھولک تھا۔

س۔ انگلستان میں پروٹسٹنٹ مذہب کے بانی کون تھے؟

ج:۔ بادشاہ ہنری ہشتم اور قرانمر کنٹربری کا آرچ بشپ۔

س۔ کیا ہنری ہشتم نے اوّل اوّل لوتھر کے نئے مذہب کے خلاف نہیں لکھا تھا؟

ج:۔ ہاں اس نے لکھا تھا۔ اور اس لکھنے کے باعث پاپائے اعظم نے اُس کو "حامیٔ مذہب" کا شاندار خطاب دیا تھا۔ گو انہوں نے پاپائے اعظم کے رُوحانی اختیار کو برطرف کر دیا۔ اور اپنی سلطنت میں سچے مذہب کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آج تک شاہانِ انگلستان کے خطابات میں یہ خطاب ایزاد کیا جاتا ہے۔

س۔ ہنری ہشتم کس طرح ریفارمر بنا؟

ج:۔ جس طرح لوتھر اور کیلون نے نہایت شرمناک خواہشوں کا غلام بن کر اپنے آپ کو کاتھولک کلیسیا سے علیحدہ کر لیا۔ اسی طرح ہنری ہشتم نے بھی کیا۔ ایراگون کی کیتھرین کے ساتھ شادی کر لینے کے بیس برس بعد ہنری ہشتم این ٹی بولین پر فریفتہ ہو گیا۔ اور پاپائے اعظم سے درخواست کی کہ منکوحہ بیوی کو طلاق دینا منظور کریں۔ تاکہ وہ اپنی داشتہ سے شادی کرے

س:۔ پاپائے اعظم نے اس کا کیا جواب دیا؟

ج:۔ پاپائے اعظم نے کہا۔ کہ ہنری کی شادی کیتھرین کے ساتھ جائز اور شرعی ہے۔ اور این ٹی بولین کے ساتھ زناکارانہ تعلقات کی مذمت کی۔

س۔ اس موقع پر ہنری نے کیا کارروائی کی؟

ج۔ شہوت اور غصّہ سے بھڑک کر اس نے پاپائے اعظم کے روحانی اختیارات سے انکار کیا۔ اور

اعلان کر دیا۔ کہ وہ چرچ آف انگلینڈ کا واحد سردار ہے۔ اور اس نے اپنی بیوی کیتھرائن کو چھوڑ کر این ڈی بولین سے شادی کر لی۔

س ۔ اس کی دوسری کارروائی کیا تھی؟

ج :۔ اس نے اپنی خوشامدی پارلیمنٹ کو مجبور کیا۔ کہ کلیسیا کی تمام ملکیت کو اس کے حوالہ کر دے اُس نے گرجے اور خانقاہیں جو کہ محتاجوں کے لئے وقف تھیں چھین لیں۔ اور تمام مخالفت کو مٹانے کی غرض سے اُن شخصوں کو جو کہ اس کے شرمناک اور تفرقہ انداز کارروائیوں کے خلاف تھے۔ سُولی پر چڑھا دیا۔ ان شہیدوں میں نہایت ہی مشہور فشر روچیسٹر کا بشپ۔ اور انگلستان کا لارڈ چینسلر ٹامس مور تھے۔

س ۔ کیا این ڈی بولین نے یہ ناجائز تاج بہت دنوں تک پہنا؟

ج :۔ نہیں۔ دو یا تین برس کے بعد ہنری ہشتم اس سے بیزار ہو گیا۔ اور اس پر زنا کا الزام لگایا۔ اور اُسے قتل کروا دیا۔ پھر اس کے بعد جین سیمور سے شادی کی جس کا چند ماہ بعد انتقال ہو گیا جین سیمور کی جگہ این آف کلیوز آئی۔ اس کو بھی اس نے ترک کر دیا۔ پھر اس کے بعد کیتھرین ہورڈ آئی جو این ڈی بولین کی طرح اسی الزام پر پھانسی چڑھائی گئی۔ پاک ریفارمر کی چھٹی یا ساتویں بیوی کا بھی یہی حال ہوتا۔ اگر ہنری کی اپنی موت ایسے قصابانہ قتلوں کا خاتمہ نہ کر دیتی۔

س ۔ کیا اب تم کو پورے طور پر یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہنری ہشتم مرد خدا نہ تھا؟

ج ۔ ہاں۔ اور ہر ایک شخص پروٹسٹنٹ مؤرخوں کی رائے سے اتفاق کرے گا۔ کہ ہنری ہشتم سب سے بڑا شیطان سیرت شخص تھا جس نے مسیحیت کو بدنام کیا۔

(Cobbett's Letters 3 p. 104)

س :۔ قرانمر کون تھا؟

ج :۔ قرانمر ان تمام ناجائز کاموں اور قتلوں میں جو ہنری ہشتم نے کئے۔ اس کا سب سے بڑا مددگار اور کنٹربری کا پہلا پروٹسٹنٹ آرچ بشپ تھا۔

س ۔ قرانمر نے اپنے آپ کو اقدس خدمت کی مخصوصیت کے لئے کس طرح تیار کیا؟

ج ۔ حلف دروغی سے ۔ الطار کے سامنے جانے سے پہلے ۔ جہاں اس نے پاپائے اعظم کی تابعداری کرنے کی قسم کھانے کے واسطے معمولی طور پر جانا تھا ۔ وہ ایک چیپل میں گیا ۔ اور وہاں حلف اٹھایا ۔ کہ وُہ اُس قسم پر جو کہ وُہ کھانے کو جا رہا ہے ۔ قائم نہ رہے گا (Cobbett letter 2 p. 64)

س ۔ کیا یہ شریر آدمی کاہن تھا؟

ج ۔ ہاں ۔ اور باوجود اپنی منت کے اس کی ایک بیوی جرمنی میں زندہ تھی ۔ اور ایک انگلستان میں (Cobbett letter no 3 p. 109)

س ۔ قرانمر نے کتنے مسلسل طلاقوں کے فتوے ہنری ہشتم کے حق میں دیئے؟

ج ۔ کم سے کم چار ۔ جونہی بادشاہ کی طبیعت ایک بیوی سے بیزار ہوتی تھی ۔ اور وہ دوسری کرنا چاہتا تھا ۔ قرانمر ہر بار انصاف کی کرسی پر بیٹھتا تھا ۔ اور متواتر ان شادیوں کو جو اس نے خود جائز اور شرعی قرار دی تھیں ۔ ناجائز ٹھیراتا تھا ۔

س ۔ کیا قرانمر ایذا رساں تھا؟

ج ۔ ہاں ۔ ہنری کے عہد میں اس نے بہت شخصوں کو تبدیل جوہر کے اعتقاد نہ کرنے کے سبب سے جلوا دیا تھا ۔ اور بادشاہ ہنری کے مرجانے کے بعد اس نے دیگر شخصوں کو تبدیل جوہر کے ماننے کے سبب سے قصوروار ٹھیرایا ۔ اور ان کو جلوا دیا ۔ آخرکار اس نے بھی ملکہ میری کے برخلاف بغاوت کے الزام میں وہی سزا بھگتی

س ۔ پروٹسٹنٹ مورخ قرانمر کی بابت کیا کہتے ہیں؟

ج ۔ کہ اس کے نام پر ہمیشہ لعنت بھیجنی چاہیئے ۔ کیونکہ وہ ایسا نام ہے ۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے انصاف میں شک پیدا ہوتا ہے ۔ (Cobbett letter no: 2 p. 64)

س ۔ اب تم چرچ آف انگلینڈ کے بانیوں کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟

ج ۔ وہی پروٹسٹنٹ مورخ کہتا ہے ۔ کوئی عہد حکومت ۔ کوئی زمانہ کوئی ملک ایسا نہیں جس میں اس قسم کی ریاکاری ۔ لالچ ۔ کینہ پن ۔ دھوکہ دہی ہوئی ہو جیسی کہ انگلستان نے ان لوگوں میں دیکھیں ۔ جو کاتھولک مذہب کے تباہ کرنے والے ۔ اور پروٹسٹنٹ مذہب کے بانی تھے ۔"

(Cobbett letter 3 p. 220, 221)

ششم۔ اصلاح کے بانی مردِ خدا نہ تھے

س ۱:۔ جب کہ یہ بات بالکل صاف طور سے ظاہر ہو گئی۔ کہ لوتھر۔ کیلون اور چرچ آف انگلینڈ کے بانی خدا کے بھیجے ہوئے نہ تھے۔ تو کیا یہی بات اُن کے دیگر مصلح بھائیوں یعنی فرانس ٹٹ ([illegible])، زونگل (Zwingli) بیضا (Beza) وغیرہ وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے؟

ج:۔ بلا شبہ اُن لوگوں کی زندگیاں ایسے اعمالوں میں صرف ہوئیں جو اُن کی فطرت کی شرارت اور نتائج کے فتنوں کے لحاظ سے ایسی ہیں۔ کہ انسانی بدنامی کی تعریف میں اُن کا ثانی نہیں۔ ہم ایسی اور مثالیں نہیں دیں گے۔ ایسے شرم انگیز قصّوں کو طول دینا بالکل فضول ہے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے کابٹ کے قول کی تصدیق کی ہے۔ کہ دنیا نے کبھی کسی زمانہ میں لوتھر۔ کیلون۔ زونگل۔ بیضا وغیرہ وغیرہ جیسے بدمعاش نہیں دیکھے۔

س:۔ کیا اس بات کا احتمال یا امکان ہے۔ کہ خدا اپنی کلیسیا کی اصلاح کے لئے ایسے شخصوں کو منتخب کرے؟

ج:۔ جب ہم اُن لوگوں کا خیال کرتے ہیں۔ کہ جن کو خدا نے سالہا سال اپنے بندوں کو اپنی رحمت بھیجنے کے لئے نبی یا رسُول منتخب کیا تھا۔ مثلاً موسٰے اور نبی اور رسول۔ جب ہم غور کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص الٰہی خدمت کے لئے منتخب ہونے سے پہلے خواہ کچھ ہی تھے۔ تاہم اپنے انتخاب ہونے کے بعد وہ حلیم پاک رحمدل اور پُرجوش ہو گئے۔ اور اُن کے جوش نہایت اعلٰے نیک نیتی سے بھرے ہوئے تھے۔ تو ہمیں نتیجہ نکالنا ہوگا۔ جو کوئی اِن مُصلح رہنماؤں کو خدا کا بندہ خیال کرتا ہے۔ عقل سے خالی ہے۔ کوئی آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ پروٹسٹنٹ مذہب سے پہلے کاتھولک کلیسیا میں برائیاں آ گئی تھیں۔ اور ہر ایک زمانے میں عقل مند اور بے وقوف کنواریاں ہوں گی۔ اور گیہوں اور کالے دانے ملے ہوں گے۔ مگر ایسی برائیوں کے رفع کرنے کے لئے کاتھولک کلیسیا میں مناسب طور پر مسیح کے ہاتھوں سے قائم شدہ ایک جماعت ہے۔ اور ہمیشہ ہو گی۔ اور رہیگی

اور لوتھر کے زمانہ میں بھی تھی۔ اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اس جماعت نے اپنے فرائض ان تھک وفاداری کے ساتھ ادا کئے۔

س ۔ کیا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ کاتھولک مذہب کے بعض چرواہے ایسے ہی نکمے تھے۔ جیسے کہ لوتھر اور اس کے دوسرے اصلاح کرنے والے لوگ؟

ج ۔ بعض کیتھولک چرواہے شریر ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ خدا کے جایز خادمانِ دین تھے۔ کیونکہ وہ جایز طور پر مقرر شدہ چرواہوں کے جانشین ہوئے۔ مسیح خود کہتا ہے۔ فقیہہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو کچھ وہ تمہیں کہیں مانو اور عمل میں لاؤ۔ لیکن اُن کے سے کام نہ کرو۔ (متی ۲۳: ۲ و ۳) لیکن لوتھر نرالا تھا۔ یعنی وہ کسی جائز طور پر مقرر شدہ شخص کا جانشین نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک نئے فرقہ کا پہلا اور اکیلا تعلیم دینے والا شخص تھا۔ اور اس کا کوئی مشن نہ تھا۔

س ۔ کیا لوتھر جو کاتھولک کلیسیا کا ایک کاہن تھا۔ یہ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ کہ مجھے پاک نوشتوں کے مطابق کلیسیا کی طرف سے سچی تعلیم سکھانے کا اختیار ہے؟

ج ۔ یاد رہے کاتھولک کلیسیا اس وقت سچی کلیسیا تھی یا نہ تھی اگر سچی کلیسیا تھی۔ تو لوتھر نے کیوں اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کیا؟ اگر سچی کلیسیا نہ تھی۔ تو اس کلیسیا کو رسالت یا رسولی کام کرنے کی اجازت دینے کا بالکل اختیار نہ تھا۔

س ۔ کیا لوتھر اور دوسرے ریفارمر اس بات کا اقرار نہیں کرتے۔ کہ ہم انجیل کی تعلیم کے لئے طرح طرح یا بلا وسیلہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟

ج ۔ اُنہوں نے ایسا کیا۔ لیکن اگر وہ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے۔ تو وہ موسےٰ اور ہمارے خداوند کی طرح معجزہ کر کے اس بات کو ثابت کر سکتے

س ۔ کیا لوتھر نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کہ کوئی شخص منادی نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کو سچی کلیسیا یا خدا کی طرف سے اختیار نہ ملا ہو؟

ج ۔ ہاں اس نے تسلیم کیا۔ کیونکہ انابپٹسٹ واعظوں کو مخاطب کر کے وہ کہتا ہے۔ کہ اگر تم کو انسان نے بھیجا ہے۔ تو تم ہم کو اپنا فرمان دکھاؤ۔ اگر تم خدا کی طرف سے آئے ہو۔ تو ہم کو معجزہ دکھاؤ۔ (لوتھر

ورکس ٹوم ۵ صفحہ ۱۹۹) جب کاتھولک لوگوں نے زیادہ موزونیت سے یہ دلیل خود اس پر عائد کی۔ تو لوتھر یہ پریشان کن دلیل بھول گیا۔

س ۔ پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں کی بابت اب تمہاری کیا رائے ہے؟

ج ۔ کہ وہ اور ان کے جانشین خادمانِ دین بھیڑوں کے بھیس میں بھیڑیئے ہیں۔ جو بھیڑ خانہ میں دروازہ سے داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ دیوار پھاند کر آئے ہیں جن کی نسبت مسیح کہتا ہے۔ کہ وہ بھیڑوں کو پالنے کی خاطر نہیں آئے۔ بلکہ بھیڑوں کو کھانے کی خاطر اندر داخل ہوئے ہیں۔

ہفتم۔ اِصلاح خُدائی کام نہ تھا

س ۔ جھوٹے نبیوں کی بابت یسوع مسیح نے کیا کہا ہے؟

ج ۔ کہ تم انہیں اُن کے پھلوں سے پہچانو گے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لاسکتا۔ نہ بُرا درخت اچھا پھل لاسکتا۔" (متی ۷: ۱۶ و ۱۸) ہم پہلے یہ بات صاف طور پر ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ اصلاح کنندگان مردِ خدا نہ تھے۔ آؤ اب ہم دیکھیں۔ کہ آیا ان کے کام خدا کے کام تھے۔ اور انہی لوگوں کے اقرار سے صریحاً ثابت کریں۔ کہ وہ درخت جو انہوں نے لگایا۔ بُرا ہے۔ اور بُرا ہی پھل دے گا۔

س ۔ اس اصلاح کے فوری اثرات مسیحیوں کے اخلاق پر کیا تھے؟

ج ۔ مورخ کابٹ کے مفصلہ ذیل الفاظ کے موافق ہم کہتے ہیں۔ کہ اصلاح کے نتائج لوگوں کے اخلاق پر بہت ہولناک تھے۔ تمام مورخ متفق ہیں۔ کہ پہلے اس قسم کی بدیاں اور جرائم اتنے زیادہ نہ تھے۔" (Cobbett Letter 72-201)

س ۔ ایراسمس کا قول اس بارے میں کیا ہے؟

ج ۔ پہلے وقتوں میں انجیل کی بدولت تندخو شخص حلیم اور لوٹیرے رحم دل بن جایا کرتے تھے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ جو شخص اس نئے مذہب کو اختیار کرتے ہیں وہ غاصب بن کر دوسروں کے مال کو دبا بیٹھتے اور مفسد بن جاتے ہیں۔ ان کی زبان پر انجیل خدا کا پاک کلام ایمان

اور مسیح وغیرہ ایسے پاک الفاظ رہتے ہیں۔ مگر ان کے کام ایسے ہیں۔ جن سے یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ گویا ان کے اندر شیطان داخل ہوا ہوا ہے۔ الغرض وہ استے ہیں۔ کہ اگر مجھے دنیا میں ایسی جگہ کا علم ہوتا۔ جہاں وہ نہ ہوں۔ تو میں اسی وقت وہاں چلا جاتا"!

(The Protestant Reformers Lives & Deeds p. 62)

س۔ کیا ان میں کوئی مستثنےٰ بھی تھا؟

ج۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت کم۔ کیونکہ اسی ایراسمس کا قول ہے۔ کہ میں بدبخت ہی سہی۔ لیکن میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ مجھے ایک بھی ایسا شخص ان میں نہیں ملا۔ جو ظاہرا بدتر بھی نہ ہوا ہو" (وہی کتاب صفحہ ۶۳)

ایراسمس (Erasmus) نے تنہا یہ رائے قائم نہیں کی۔ کیونکر وہ آگے کہتا ہے۔ کہ کیا لوتھر نے خود تسلیم نہیں کیا۔ کہ اس موجودہ نسل پر جو بڑی سرگرمی سے انجیل کے بھیس میں ہر قسم کی برائیاں کرتی ہے۔ پاپائے اعظم اور زاہدوں کی پرانی حکومت کو ترجیح دیتا ہوں؟ کیا میلنکتھن (Melancthon) نے بھی ایسی شکایت اپنے رنج کے خطوط میں جو اس نے ہم کو لکھے نہیں کی؟ اور کیا ایک اور مصلح ایکولم پادریس نے اپنی گفتگو میں یہ نہیں کہا ہے؟ (وہی کتاب)

س۔ اس مضمون پر لوتھر کی اپنی شہادت کیا ہے؟

ج۔ چونکہ لوتھر پروٹسٹنٹ مذہب کا افسر اور رہنما تھا۔ اس لئے وہ ان برائیوں کے بیان کرنے میں جو اس نئے مذہب میں سے پیدا ہوئیں۔ مبالغہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس کی گواہی اس بارے میں نہایت ہی معتبر ہے۔ ہم دیکھیں کہ وہ خود کیا اقرار کرتا ہے۔ "ہر شخص جو اس نئی جماعت میں شریک ہوا ہے۔ وہ پہلے کی نسبت سات گنا بدتر ہو گیا۔ دوسرے شخصوں کا مال لوٹنے۔ جھوٹ بولنے۔ دھوکا دینے۔ شراب خوری۔ اور ہر قسم کی بدی کرنے لگا" (وہی کتاب صفحہ ۶۴) پھر وہ کہتا ہے "در اصل اس امر کا اقرار کرنا چاہیئے۔ کہ ہم نے بہ شکل اپنی اصلاح کو شروع کیا تھا۔ کہ تمام ملک میں ایک نہایت خوفناک ہنگامہ مچ گیا۔ اور کلیسیا میں فرقے پیدا ہو گئے۔ اور ہر مقام سے ایمانداری۔ اخلاق اور عمدہ تربیت نیست و نابود ہو گئی۔ اور تمام ادنےٰ و اعلےٰ درجہ کی اوباشی اور شرارت اندر ولی

یہاں تک پھیل گئی۔ کہ پہلے پاپائے اعظم کے مذہب کے زمانہ میں کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔" (وہی کتاب صفحہ ۲۶) اپنا پاک اصلاحی کام شروع کرنے سے صرف آٹھ سال بعد یعنی ۱۵۲۵ء میں لوتھر نے اس قسم کی گریہ زاری کی بلکہ سات سال بعد اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ وہ شکایت کرتے تھے۔ کہ "اب تک اس نئے مذہب نے دنیا میں بدی اور بدچلنی زیادہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ ہر جگہ جہاں اس مذہب کا قدم گیا۔ وہاں پر لوگ زیادہ حریص۔ زیادہ بے رحم اور زیادہ بدتمیز بن گئے" (وہی کتاب صفحہ ۵۱) اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ "ہمیشہ یہ نتیجہ نکلا۔ کہ جس وقت لوگ نئی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ پہلے کی نسبت زیادہ خراب ہو جاتے ہیں" (وہی کتاب صفحہ ۲۷)

اگر اصلاح کنندوں کے بے دلیل اقرار اور بیانات جمع کئے جائیں۔ تو آسانی سے ایک کتاب بن سکتی ہے۔ مگر میرے نزدیک اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور ثبوت نہیں ہے؟

ج:۔ ہاں۔ علاوہ لوگوں کی شہادتوں کے ہمارے پاس واقعاتی شہادت اس سے بھی قوی ہے۔ اس زمانہ کے قوانین اور آئین اور تمام پروٹسٹنٹ قصبوں اور شہروں کے عدالتی رجسٹروں اور دیگر سرکاری کاغذات کے ملاحظہ سے اصلاح کے زمانہ میں تمام جرائم بالخصوص شہوانی جرائم میں بڑی زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور یہ سرکاری کاغذات حال ہی میں اکثر پروٹسٹنٹ لوگوں نے شایع کئے ہیں ان کاغذات کے معتبر ہونے سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اصلاح کے نتائج کے متعلق ہمارا بیان ان بیانات سے جو بہت سے پروٹسٹنٹ مورخوں کے ہیں۔ مختلف ہے۔ لیکن حقیقت حقیقت ہی ہے۔ اور کوئی تعصب یا لاعلمی اس حقیقت کو معدوم نہیں کر سکتی

س:۔ تم مذکورہ بالا باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج:۔ ہم ان سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ اصلاح جس کا مقصد مذہب کی بہبودی ہو۔ اور برعکس اس کے بہت سی گمراہیاں۔ تفرقے اور بے اعتقادیاں پیدا ہو جائیں۔ خدا کا کام نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اصلاح جو خدا ترسی کا وعدہ کرے۔ اور برعکس اس کے پاکیزگی

کی نسبت بے پروائی کرے۔ خدا کا کام نہیں ہو سکتی۔ تیسرے یہ کہ وہ اصلاح جو ایک خالص اخلاق پیدا کرنے کا وعدہ کرے۔ اور بجائے اس کے ہر قسم کی بد چلنی کا موجب ہو۔ خدا کا کام نہیں ہے۔ یہ صریحاً شیطان کا کام ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا۔ نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔" (متی ۷:۱۸)

ہشتم:۔ پروٹسٹنٹ مذہب کی اصلی حالت

س۔ پروٹسٹنٹ مذہب کی خاص خصوصیت اور نہ مٹنے والے امتیاز کیا ہیں؟

ج۔ تبدیلی۔ بدنظمی۔ اور لاانتہا بے ترتیبی۔ یہ ہمیشہ سے پروٹسٹنٹ مذہب کے نمایاں اور خاص نشانات ہیں۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جہاں پروٹسٹنٹ جمع ہوئے۔ وہاں دو فرقے اور دو مختلف مذہب ہوں گے۔ کاتھولک مذہب کے انکار میں اکٹھے ہو جانا پُرانی عمارت کو مسمار کر دینا آسان بات تھی۔ لیکن جب نئی عمارت کو بنانے لگے۔ تو معماروں نے آپس میں جھگڑا کرنا شروع کیا۔ انجیل کی نسبت ہر شخص کی اپنی خاص رائے تھی۔ اور دوسروں سے اس رائے کو زبردستی سے منوانے کے لئے جھگڑا کرتا تھا کیلون۔ میلنکتھن کو لکھتے ہوئے کہتا ہے۔ "کہ یہ نہایت اہم ہے۔ کہ آئندہ نسلوں کو کبھی بھی ان نااتفاقیوں کا پتہ نہ ہونا چاہیئے۔ جو ہمارے درمیان ہو رہی ہیں۔ کیونکہ یہ سچ مچ مضحکہ انگیز بات ہے۔ کہ تمام دُنیا کے ساتھ مخالفت کرنے کے بعد ہم شروع ہی سے آپس میں اتفاق نہ کر سکے۔" (Reper. Lennea Beada p. 53)

بدقسمتی سے موجودہ نسل نہ صرف اُن نااتفاقیوں کو جو پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ جانتی ہے۔ بلکہ اس کو وہ اختلافات بھی معلوم ہیں۔ جو ہمیشہ سے آج تک ان کے پیروؤں میں زیادہ بڑھتے رہے ہیں۔ ہم اس جگہ ان اختلافات کی طویل داستان کا ذکر نہیں کریں گے۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ پروٹسٹنٹ بدعتوں کی ترتیب دینے اور تفصیل کرنے کے لئے جو لوتھر کے زمانہ سے پیدا ہوئی آئیں۔ بہت بڑی کتابوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔

س ۔ مشہور پروٹسٹنٹ عالم شلیماخیر (Schleiermacher)
اس بارے میں کیا کہتا ہے ؟

ج :۔ عام طور پر پروٹسٹنٹ مذہب پندرہ سال تک رہتا ہے ۔ اور وہ اس حقیقت کو ایک نہایت ہی آسان حساب کے عمل سے ثابت کرتا ہے ۔ کہ اصلاح کے زمانہ سے پروٹسٹنٹ ملکوں میں ایمان کے نئے نئے عقائد ہمیشہ جاری کئے جاتے ہیں ۔ اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہی عقائد حکماً منسوخ یا رد کئے جاتے ہیں ۔

س ۔ ان متواتر تبدیلیوں اور انقلابات کا پروٹسٹنٹ مذہب کے خاص نشانات پر کیا اثر پڑا ؟

ج ۔ اُن کا اثر یہ ہُوا ۔ کہ اُس وقت پروٹسٹنٹ لوگوں کا کوئی پکا عقیدہ نہیں رہا ۔ خدا کا شکر ہے ۔ کہ اس وقت بھی کئی پروٹسٹنٹ ہیں ۔ جو اقدس ثالوث ۔ تجسم ۔ اور دیگر ایسی دینی سچائیوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ مگر اصلی پروٹسٹنٹ مذہب کسی ایسی بات پر یقین نہیں کرتا ۔ بہت سے پروٹسٹنٹ ملکوں میں مسیح کی اُلوہیت کا بھی انکار کیا جاتا ہے ۔ نہ اقرار ۔ اور بہت سے پروٹسٹنٹ بشپ خادمانِ دین منبروں سے علانیہ مسیح کی اُلوہیت کا انکار کرتے ہیں تاہم وہ نیک اور پکے پروٹسٹنٹ سمجھے جاتے ہیں ۔ اور اُن کا صرف یہی قصور ہے ۔ کہ وہ اوروں کی بہ نسبت زیادہ معقول ہیں ۔

س ۔ اصلاح کرنے والوں کی تعلیموں یا مسائل کا اب کیا باقی رہا ؟

ج :۔ کچھ بھی نہیں ۔ لوتھر اور کیلون کے شاگردوں نے فوراً اپنے استادوں کے مسائل میں تبدیلیاں کرنی شروع کر دیں ۔ اور نئے مذہب قائم کر دیئے ۔ اور بے شمار تبدیلیوں کے بعد آج کل سیکسنی میں جو لوتھر کا وطن تھا ۔ اس کی کل تصنیفات مضر اور اخلاق کو خراب کرنے والی سمجھی جاتی ہیں ۔ ان کا پڑھنا منع ہے ۔ جینوا میں جو کیلون کا سب سے مضبوط قلعہ تھا کیلون کی تعلیم کے برعکس تعلیم سکھائی جاتی ہے ۔ اور کیلون کے کُل عقائد متروک ہو گئے ہیں ۔ اور ایسا ہی بلا کسی مستثنےٰ کے ہر پروٹسٹنٹ ملک میں بھی ہے ۔

س ۔ اِن تمام مختلف عقائد کا جو اصلاح کے شروع میں قائم ہوئے تھے ۔ کیا حال ہُوا ؟

ج:۔ لوگ اُن پر ہنستے ہیں۔ اور انہوں نے اُن کو بُھلا دیا ہے۔ اب سمالکالڈ (Smalcald Articles ۔) کے عقیدہ یا میٹراپولیٹن (Metropolitan) کے عقیدہ پر کون ایمان رکھتا ہے۔ اوگسبرگ (Augsburg Confession) کے عقیدہ پر کس کو اعتبار ہے۔ ڈورڈریکٹ (Dort Decrees) کی مجلس کے عقیدوں پر کون ایمان رکھتا ہے۔ کس کو اب پہلے۔ دوسرے یا تیسرے ہیلویٹیک (Helvetic Confession) کا عقیدہ یاد ہے۔ کون شخص اب صدقِ دل سے ایڈورڈ ششم کے ۴۲ مسائل یا ملکہ الزبتھ کے ۳۹ مسائل کو مانتا ہے۔

س۔ لیکن کیا چرچ آف انگلینڈ اس عام قاعدہ سے مستثنےٰ نہیں ہے؟

ج:۔ بالکل نہیں۔ اس میں بھی وہی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ اور چرچ آف انگلینڈ میں بھی وہی بے اعتقادی ہے۔ جیسے کہ دوسروں میں۔ چونکہ یہ دوسرے فرقوں کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔ اس لئے ہم اس کا کچھ مختصر ذکر ذیل میں درج کرتے ہیں۔

یہ چرچ آف انگلینڈ جو ہنری ہشتم نے قائم کیا تھا۔ پہلے پہل اس کے بیٹے ایڈورڈ ششم کے زمانہ میں بدلا گیا۔ پھر پاک سیکرامنٹ منسوخ کئے گئے۔ اور مذہبی رسوم بدل دیئے گئے۔ اور کاتھولک کلیسیا بالکل چرچ آف انگلینڈ بن گئی۔ پھر یہ ہوا۔ کہ کہانت کی تقرری کے لئے نئی نئی صورتیں تجویز کی گئیں۔ پھر یہ وقوع میں آیا۔ کہ ایمان کا ایک نیا عقیدہ جس میں ۴۲ قوانین درج تھے۔ انگلستان کے لوگوں سے جو اس نئے مذہب کے اختیار کرنے کے لئے تیار نہ تھے بالجبر منوایا گیا اور جرمنی کی سپاہ کے ذریعہ سے جو اسی غرض سے انگلستان میں بلائی گئی تھی جاری کیا گیا۔ عام دُعا کی کتاب پہلی بار جنوری ۱۵۴۹ء میں مرتب ہوئی۔ اور یہ کہا گیا۔ کہ یہ کتاب روح القدس کی خاص مدد سے تیار کی گئی ہے۔ تاہم دو سال کے بعد وہی کتاب منسوخ کر دی گئی۔ حالانکہ وہ رُوح القدس کی خاص مدد سے تیار کی گئی تھی۔ اور اس کے بجائے دوسری عام دعا کی کتاب جاری کی گئی۔ الزبتھ کے وقت میں ایک نیا طریقہ جاری ہوا یعنی بعض پُرانے آئین بدلے گئے۔ اور اُن کے بجائے نئے تجویز ہوئے جیمس۔ اوّل نے اور تبدیلیاں کیں۔ یعنی پہلے عقیدہ کو بدل ڈالا۔ اور اس کے بجائے نیا قائم کیا۔ چارلس اوّل نے آرچ بشپ لوڈ کے مشورہ سے ایک اور اصلاح کی جس کی وجہ

سے وہ مارا گیا۔ پھر پریسبٹیرین آئے۔ اور سرتاپا تبدیلی کر دی گئی۔ اس کے بعد اسقفوں نے عبادت کے قاعدے بدل ڈالے۔ اور پھر یہ خیال کرکے کہ یہ قاعدے ناقص ہیں۔ نئے تجویز کئے گئے وغیرہ۔

چرچ آف انگلینڈ کی تبدیلیوں کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ پر عقائد کے متعلق کیا اس مذہب میں کوئی ایسی شے ہے؟ جب کہ اُس کا رُوحانی سردار انگلستان کا بادشاہ وقت یہ اجازت دے کہ اس کے پادری اس بات کی تعلیم دیں۔ کہ بپتسمہ پانا ایک فضول شے ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چرچ آف انگلینڈ کا وفادار ممبر ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ بپتسمہ لیا جائے۔ درحقیقت ڈاکٹر نیومن کے قول کے مطابق نصف باشندگانِ انگلستان نے بپتسمہ نہیں لیا۔

چرچ آف انگلینڈ اس وجہ سے قائم ہے۔ کہ وہ بادشاہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے۔ وہ سرکاری محکمہ ہے۔ جس کا انتظام سرکار کرتی ہے۔ اور سرکار اس کی مدد کرتی ہے۔ اس کلیسیا کا عقیدہ پارلیمنٹ کا حکم ہے۔ اور اس کی عام دُعا کی کتاب پارلیمنٹ کا ایک قانون ہے۔ جو دوسرے قوانین کی طرح پارلیمنٹ کے شرکا کی کثرت رائے سے کسی وقت منسُوخ ہو سکتا ہے۔ اور پھر چرچ آف انگلینڈ بھی ایک گذشتہ واقع کی مانند ہو جائے گا۔ اس لئے کیا ایسی کلیسیا مسیح کی غیر تبدیل اور لازوال کلیسیا ہو سکتی ہے؟

س:۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے تمہاری کیا رائے ہے؟

ج:۔ مسیح کہتا ہے۔ کہ اس لئے جو کوئی میری یہ باتیں سنتا۔ اور اُن پر عمل کرتا ہے۔ اس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور باڑھیں آئیں۔ آندھیاں چلیں۔ اور اس گھر پر زور مارا۔ پر وہ نہ گرا۔ کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر رکھی گئی تھی۔ پر جو کوئی یہ میری باتیں سنتا اور اُن پر عمل نہیں کرتا۔ وہ اُس بے وقوف آدمی کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسا۔ اور باڑھیں آئیں۔ اور آندھیاں چلیں۔ اور اُس گھر پر زور مارا اور وہ گر پڑا۔ اور اس کا گرنا ہولناک ہُوا"۔ (متی ۷: ۲۴ تا ۲۷)

اصلاح کے زمانہ میں جب ریفارمر ایمان کے نئے نئے قواعد ترتیب دے رہے تھے

ٹرینٹ کی مجلس نے جس کو پاپائے اعظم نے جمع کیا تھا۔ اُن سچائیوں کو بیان اور مستقل کر کے جن پر بدعتی لوگوں نے حملے کئے تھے۔ قانون اور آئین تیار کئے۔ لڑائیوں اور انقلاب کے چار سو سال گذر گئے ہیں۔ اور جب کہ پروٹسٹنٹ عقیدے بالکل متروک ہو گئے ہیں۔ کاتھولک عقائد ایسے پورے طور سے مقبول اور مانے جا رہے ہیں۔ گویا وہ آج ہی جاری کئے گئے ہیں ہمارے ہزاروں بشپ اور لاکھوں کاہن ٹرینٹ کی مجلس کے قوانین کو اپنی تعلیم کا قطعی اور لاخطا قاعدہ مانتے ہیں۔ اور ان قوانین کے موافق تعلیم دیتے ہیں۔ اب ہر ایک شخص خود ہی اس بات کو جانچ کر فیصلہ کرے۔ کہ کون سا گھر پتھر پر اور کون سا گھر ریت پر بنا ہوا ہے؟

سچے مذہب میں داخل ہونے اور اسکو ترک کر دینے کے بارے میں

س ۱۔ سچے مذہب میں داخل ہونا اور مرتد ہونے کے کیا معنی ہیں؟

ج ۱۔ سچے مذہب میں داخل ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ غلط عقیدہ کو ترک کر کے سچے دین کو اختیار کیا جائے۔ اور مرتد ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ سچا مذہب چھوڑ کر جھوٹے عقیدہ کو اختیار کر لیا جائے۔ سچا مذہب اختیار کرنا سب پر فرض ہے۔ اور مرتد ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ وہ پروٹسٹنٹ جو پھر کاتھولک ہو جاتا ہے۔ تو مرید کہلاتا ہے۔ اور جو کاتھولک پروٹسٹنٹ ہو جاتا ہے۔ مرتد کہلاتا ہے۔ ہم اس فرق کو حسب ذیل دلیلوں سے ثابت کر سکتے ہیں۔

س ۱۔ تمہاری پہلی دلیل کیا ہے؟

ج ۱۔ کہ کاتھولک عقیدہ جیسا کہ ہمیشہ رسولوں کے زمانہ سے بتایا گیا ہے۔ بالکل سچا عقیدہ ہے اس میں کئی ایک مسائل شامل ہیں۔ مثلاً خدا کی وحدانیت۔ تثلیث۔ تجسم۔ پاک یوخرسٹ میں یسوع مسیح کی حقیقی حضوری۔ پاپائے اعظم کی روحانی سرداری وغیرہ وغیرہ۔ جب پروٹسٹنٹ کاتھولک کلیسیا سے علیحدہ ہوئے۔ تو وہ اپنے رہنماؤں کے خیالات کے مطابق بعض عقیدوں پر قائم رہے

اور بعض کو اپنے رہنماؤں کی مرضی کے مطابق رد کر دیا۔ اور جو کچھ وہ پورے یقین کے ساتھ مانتے ہیں۔ ہم بھی مانتے ہیں۔ اختلاف یہ ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ ہمارے عقیدہ کے ایک حصّہ کو رد کرتے ہیں۔ اور اسی انکار کے باعث پروٹسٹنٹ کہلاتے ہیں۔ اس سے یہ نہایت صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ کاتھولک شخص جو پروٹسٹنٹ ہو جاتا ہے۔ دراصل اپنے دین کو ترک کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بعض سچائیوں کو رد کرتا ہے جن کو وہ کل مانتا تھا۔ لیکن جو پروٹسٹنٹ کاتھولک مذہب کو قبول کرتا ہے۔ اس کو کوئی سچائی چھوڑنی نہیں پڑتی۔ وہ آج اس بات کو رد نہیں کرتا۔ جسے کل مانتا تھا۔ برعکس اس کے وہ آج اُن عقیدوں کو بھی مانتا ہے۔ جن کو وہ کُل رد کرتا تھا۔ لہٰذا اس لئے وہ دراصل نومرید ہے۔

س ۔ دوسری دلیل کیا ہے؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ جو کاتھولک بن جاتا ہے۔ کسی اخلاقی قانون یا فرض کو ترک نہیں کرتا۔ برعکس اس کے وہ اپنے آپ کو بعض عقائد کا پابند کرتا ہے۔ اور وہ نئے حکموں کو مانتا ہے۔ کاتھولک جو پروٹسٹنٹ ہو جاتا ہے۔ ان عقائد کو جن کو وہ پہلے مانتا تھا۔ مثلاً روزہ۔ پرہیز۔ اعتراف۔ وغیرہ وغیرہ کو ترک کرتا ہے۔ اور ہر بات کو جو کسی طرح مشکل اور تکلیف دہ ہو چھوڑ دیتا ہے۔ گویا ایک طرح نیک پروٹسٹنٹ ہونا بہت آسان ہے۔ مذہب کی بابت کچھ ہی مانو۔ جسے تم پسند کرو۔ نہ مانو۔ کبھی کبھی بائیبل پڑھ لی۔ کبھی اتوار کو گرجے چلے گئے۔ یا اس میں تکلیف معلوم ہوتی ہو۔ تو نہ گئے۔ دنیا کی نظروں میں ایماندار دکھائی دینے کی کوشش کرو۔ اپنا نام کسی بائیبل سوسائٹی کی چندہ کی فہرست میں داخل کرالو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کاتھولک کلیسیا سے دلی نفرت رکھو۔ اور پھر تم ہر طور سے نیک پروٹسٹنٹ کہلاؤ گے۔

مگر کاتھولک لوگوں کا یہ حال نہیں۔ سچی کلیسیا میں صاف قوانین مانے جاتے ہیں۔ اور تکلیف دہ عبادتیں ہیں۔ جو ادا کرنی ہوتی ہیں۔ ایک مشہور نومرید کونٹ آف سٹولبرگ کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے ہمیشہ دیکھا ہے۔ کہ ایک نکمّے سے نکمّا کاتھولک فوراً عمدہ سے عمدہ پروٹسٹنٹ اور بعض وقت انجیل کا خادمِ دین بن سکتا ہے۔ لیکن میں ہر چند روز بروز زیادہ ہی زیادہ محسوس کرتا ہوں۔

کہ سچے سے سچا پروٹسٹنٹ جیسا کہ میں تھا بمشکل لاپروا کاتھولک بن سکتا ہے۔

س ۔کیوں کبھی کبھی کاتھولک پروٹسٹنٹ مذہب قبول کر لیتے ہیں؟

ج ۔ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ کوئی کاتھولک کبھی کسی اچھی اور نیک غرض سے پروٹسٹنٹ نہیں بنتا اور کاتھولک مذہب کو ترک کرنے کے لئے ہمیشہ حسب ذیل اسباب ہوتے ہیں۔ اور رہوں گے یعنی تکبر۔ اور حصول مقصد میں ناکامی۔ شہوت پرستی۔ جہالت۔ فائدہ یا ترقی کی خواہش وغیرہ وغیرہ۔ کیا کسی شخص نے کبھی کسی ملک میں ایسا دیکھا ہے۔ کہ کوئی نیک کاتھولک نجات حاصل کرنے کے لئے پروٹسٹنٹ بن گیا ہو۔ کیا کسی نے ایسا دیکھا ہے۔ کہ کوئی مرتد پاک زندگی بسر کرے۔ اور اپنے نئے ہم مذہبوں کے لئے نیکی کا ایک نمونہ بنے؟ بعض نفس پرست زاہد۔ عیاش کاہن۔ بدچلن تارک الدنیا عورتیں یعنی کلیسیا کے بدقماش اشخاص اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو کر پروٹسٹنٹ مذہب کی طرف مائل اور رجوع ہو جاتے ہیں۔ تاکہ وہاں ہمدردی اور معاش حاصل کریں۔ مگر کسی کاتھولک نے کبھی اپنی روح کے فائدہ کے لئے ایسا خیال نہیں کیا۔ جب تجرد کے خلاف لوتھر کا رسالہ شائع ہوا۔ ایراسمس ([illegible]) اسوقت جرمنی میں تھا اور وہ ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے۔ کہ ملک جرمنی میں بعض قصبے ہیں۔ جہاں خانقاہوں کو چھوڑ دینے والے زاہد اور آوارہ، منکر دین، شادی شدہ کاہن فاقہ کش اور نصف ننگے بستے ہیں۔ وہ ناچتے کودتے اور شراب پیتے ہیں۔ اور اپنی باقی ماندہ زندگی روٹی اور بیوی کی خاطر بھیک مانگ کر گذارتے ہیں۔ اور انجیل کی کچھ پروا نہیں کرتے ([illegible])

وہی مورخ لکھتا ہے۔ کہ پہلے انجیل کی خاطر بیوی اور گھر بار چھوڑا جاتا تھا اب اسکے برعکس یہ حالت ہے۔ کہ جب کسی زاہد کو ایک مالدار بیوی مل جائے۔ تو انجیل کی ترقی کے لئے مفید سمجھی جاتی ہے۔" (وہی کتاب صفحہ [illegible])

ان جھوٹے نومریدوں کا چال چلن ہر شخص پر ایسا واضح ہے کہ سنجیدہ پروٹسٹنٹ علانیہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ان نومریدوں سے شرمندہ اور ناخوش ہیں۔ تیس سال کا عرصہ گزرا جب بدمعاش زاہد اچلی ([illegible]) کو ایک متعصب گروہ سارے انگلستان میں بڑی دھوم دھام کے ساتھ لئے پھرا۔ تو ہزاروں صادق دل پروٹسٹنٹوں نے بڑے افسوس کے ساتھ ڈین سوفٹ (Dean Swift) کے الفاظ کو دہرایا۔ کہ جب پاپائے اعظم اپنے باغ کی صفائی کرتا ہے۔ تو سارا کوڑا کرکٹ دیوار کے اوپر سے ہمارے باغ میں پھینکتا ہے"۔

س ۔ کیا کاتھولک نومریدوں کا بھی یہی حال ہے؟

ج ۔ ہرگز نہیں۔ البتہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ کوئی پروٹسٹنٹ مادی یا دنیوی غرض کے باعث کاتھولک بن جاتا ہے۔ مگر ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے عموماً پروٹسٹنٹ کو کاتھولک بننے سے کوئی دنیوی فائدہ نہیں ہوتا اور بعض وقت اگر دنیوی نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے۔ تو کاتھولک ہونے سے اس کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص پروٹسٹنٹ ملکوں میں کاتھولک ہو جائے۔ تو اس کی دنیوی اُمیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور ایسا شخص نفرت اور مخالفت کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اور بعض وقت اس پر بیجا ظلم اور ستم روا رکھا جاتا ہے۔ اور اس کو اُن دقتوں اور رکاوٹوں کے توڑنے کیواسطے جو اس کو کاتھولک ہونے کی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ بڑی دلیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو صدق دل سے اسکو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ اُن کو ایمان دیتا ہے۔ اور وہ فتح جس سے ہم دنیا پر غالب آتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے (یوحنا ۵:۴)

کیا یہ محض فوق الفطرت ایمان کی برکت نہ تھی جس کی بدولت نیومن ([illegible]) فیبر ([illegible]) مینگ ([illegible]) ولبر فورس۔ ڈیگارنس (Dalgairns) اور انکی طرح چرچ آف انگلینڈ کے سینکڑوں پادری کاتھولک کلیسیا میں واپس آئے۔ اور تمام فائدوں کو جو علم شہرت اور اعلےٰ تعلقات وغیرہ سے دنیا میں حاصل ہو سکتے ہیں ترک کر دیا۔

کیا صرف فوق الفطرت ایمان کے باعث ہی نہ تھا کہ مشہور لارڈ سپنسر صرف کاتھولک ہی نہ ہوا بلکہ پیشنیسٹ ([illegible]) جیسے غریب مذہبی فرقہ کا راہب بن گیا۔ اور بعد ازاں وہ فادر اگنیشیس کے نام سے مشہور ہوا۔

کیا صرف فوق الفطرت ایمان کے باعث حسب ذیل شاہی خاندانوں کے ارکان مثلاً سیکس گوتھا کا ڈیوک (Duke of Saxe Gotha) ملکہ وکٹوریہ کا قریبی رشتہ دار۔ کونٹ آف این ہیم ([illegible]) پرشیا کے بادشاہ کا بھائی اور ورٹمبرگ کے بادشاہ کا بھائی۔ بوریا کے بادشاہ کی ماں۔ اور دیگر مشہور اشخاص مثلاً ورنر۔ فریڈرک شیگل ڈبی ہالر۔ فریڈرک ہرٹر۔ اور بیک۔ ڈاکٹر براؤن سن۔ لارڈ رپن انگلستان کے فری میسن کا اعلےٰ رکن۔ وغیرہ وغیرہ۔ کاتھولک مذہب میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ درحقیقت سچے نومرید ہیں اور

کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا امیر اور نامور لوگ کسی دنیوی فائدہ کے لیئے کاتھولک بنے۔

س ۔ ان باتوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ اس کا نتیجہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ ایک فرانسیسی مؤرخ کے الفاظ میں خوب بیان کیا جا سکتا ہے۔ "اگر میں بدنصیبی سے کاتھولک نہ ہوتا۔ تو میں بڑی بے قراری محسوس کرتا جب سوچتا کہ لوتھر اور کیلون کے وقت سے کتنے عمدہ ذہین اشخاص بڑی جد و جہد سے تفتیش کر کے اگر وہ کاتھولک تھے۔ تو اپنے ایمان پر زیادہ مضبوطی سے قائم ہو گئے۔ اور اگر وہ پروٹسٹنٹ تھے تو اپنا نیا اصلاح کردہ ایمان ترک کر کے کاتھولک ہو گئے۔ تب بلا تکلف سچائی کے بارے میں ایک سرگرم تحقیقات کرنی پڑتی ہے۔" (Seguro Cameriere p. 43)

س ۔ کیا تمہیں اور کچھ کہنا ہے؟

ج ۔ ایک اور بات کہنی ہے۔ یہ مشہور بات ہے کہ اکثر پروٹسٹنٹ بستر مرگ پر اپنی گمراہیوں سے حلفاً منکر ہو کر خدا کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے مسیح کی سچی کلیسیا میں شریک ہونے کا خواستگار ہوتا ہے۔ کاتھولک پادری بُلائے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کسی آدمی نے کبھی نہیں سُنا۔ کہ کسی قریب المرگ کاتھولک نے پروٹسٹنٹ ہونے کی خواہش ظاہر کی ہو۔ کیوں؟ برعکس اس کے کاتھولک مذہب کو چھوڑ کر پروٹسٹنٹ شدہ لوگوں کا یہ عام دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ مرتے وقت اپنے پہلے یعنی کاتھولک مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لیکن کیا کسی نے کبھی ایسا بھی سُنا ہے کہ پروٹسٹنٹ مذہب سے کاتھولک مذہب اختیار کر وہ شخص نے مرتے وقت پھر بدعت یعنی پروٹسٹنٹ مذہب کی طرف جانے کی تمنا اور خواہش ظاہر کی ہو۔ بہت سال نہیں گذرے۔ کہ شمالی جرمنی کے ایک قصبہ میں ایک کاہن رہا کرتا تھا۔ جو اپنے پاک پیشہ اور مقدس فرائض کے باوجود لوباشی اور عیاشی میں پڑ گیا۔ جیسا کہ ایسی صورت میں عموماً ہوتا ہے۔ اس نے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کیا۔ اور اس کو فوراً خادم الدین بنا دیا گیا۔ اور وہ اسی مُنہ سے جس سے کہ اتنی مُدت تک اس نے سچائی کا وعظ کیا تھا۔ گمراہی کی تعلیم دینے لگا۔ یہی حال کئی برس تک رہا۔ یہاں تک کہ قریب کے ایک چھوٹے قصبے کے خادم الدین کے گھر

ایک دن وہ دوسرے خادم الدین کے ساتھ دعوت میں بلایا گیا۔

جب وہ دعوت میں خوشی منا رہے تھے۔ ایک شخص آیا۔ اور اس نے مالکِ مکان سے کہا کہ قصبہ میں ایک شخص قریب المرگ ہے جس کو روحانی تسلی کی نہایت ضرورت ہے۔ علاقہ کے خادم الدین کا کسی سبب سے جانا نہ ہو سکا۔ اُس مرتد پادری نے جو اس علاقہ کے خادم الدین کے ہاں مہمان تھا کہا۔ میں جاتا ہوں۔

جب وہ پادری وہاں پہنچا۔ تو اُس پادری کو ایک چھوٹے سے کمرے میں جہاں ایک بوڑھا شخص اپنی جان کنی کی حالت میں پڑا ہُوا کشمکش کر رہا تھا لے گئے۔ اس پادری نے لاحاصل اُس بوڑھے کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ اور بے فائدہ پاک نوشتوں کی چند آئتیں سنائیں۔ اس جاں بلب آدمی نے کہا "چھوڑ دو چھوڑ دو میرے لئے معافی نہیں ہے۔ میں لعنتی ہوں۔ اور دوزخ کا سزاوار ہوں" باوجود پادری کے سمجھانے کے اس نے کہا "کوئی شخص میری مدد نہیں کر سکتا۔ میرے گناہ بہت ہیں مجھے نجات نہیں مل سکتی میرے لئے بہشت نہیں ہے۔ میں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جاؤں گا" اس کے جواب میں پادری نے کہا "خدا کے لئے مجھے بتا۔ کیوں تو ایسا کہتا ہے؟ اپنا دل کھول اور مایوس مت ہو" لیکن اس جاں بلب آدمی نے پادری کی کچھ پرواہ نہ کی۔

مگر آخرکار پادری کی منت و سماجت کرنے پر اس نے کہا۔ کہ میرے لئے نہ بہشت ہے۔ نہ نجات کیونکہ میں ایک مرتد کاتھولک پادری ہوں۔ اور علاوہ اس کے مجھے اور بہت گناہوں کا جواب دینا پڑیگا افسوس میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرے گناہ بڑے ہیں۔ نہ معافی اور نہ مدد کی اُمید ہے۔ اور نہ نجات ہے میں لعنتی ہوں۔ مجھ کو چھوڑ دو"

ایسے خوفناک اور پُر اسرار اقرار نے اُس پادری پر بڑا اثر ڈالا۔ اس نے فوراً اپنے پہلے ایمان کو یاد کیا۔ اور اپنے اُس لازوال اور رد نہ ہونے والے اختیار سے واقف ہو کر جو اختیار اس نے پادری بنتے وقت حاصل کیا تھا۔ اس جاں بلب شخص کو کہا کہ "اے میرے پیارے بھائی! اے میرے پیارے بھائی مایوس مت ہو۔ میں سچ مچ تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں خود بھی ایک کاتھولک پادری ہوں۔ اور میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں بھی تمہاری طرح مرتد ہو گیا تھا۔ یہ سچ ہے۔ کہ میں کلیسیا کو

خارج کر دیا گیا ہوں۔ مگر تم بخوبی جانتے ہو۔ کہ میں اس شخص کے لئے جو قریب المرگ ہو۔ گناہوں کی سچی معافی دے سکتا ہوں۔ اور اس کے لئے بہشت کا دروازہ کھول سکتا ہوں "

اگر کوئی فرشتہ آسمان سے اُتر کر اس مایوس گنہگار کو نجات کی خوشخبری دیتا۔ تو وہ اس خوشخبری سے ایسا خوش نہ ہوتا۔ جیسا کہ وہ اس ایکایک غیر متوقع انکشاف سے خوش ہوا۔ وہ آدمی بستر مرگ پر خدا کا نہایت شکر گذار ہوا۔ کہ اس نے میرے پاس ایک کاتھولک کاہن کو بھیجا۔

اس نے اپنے تمام گذشتہ گناہوں سے توبہ کی۔ اور صدق دل سے کاہن کے پاس اپنا اعتراف کیا۔ اور کاہن سے ان کی معافی حاصل کر کے خداوند کی سلامتی میں جاں بحق ہو گیا۔ وہ مرتد کاہن جو اس آدمی کی مدد کو گیا تھا۔ اس منظر کی برداشت نہ کر سکا۔ اس کی ضمیر نے اس کو سخت ملامت کی۔ اور اسکا دل الٰہی فضل کی قوی تاثیر سے بدل گیا۔ اور اس نے فوراً صادق مذہب یعنی کیتھولک مذہب کی طرف واپس آنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اپنے دو ساتھیوں کے پاس واپس جا کر جو ابھی تک منتظر بیٹھے تھے۔ اس نے کہا۔ کہ اے دوستو الوداع۔ الوداع۔ میں نے بچشم خود دیکھ لیا ہے۔ کہ مرتد کی موت کیسی ہولناک ہے۔ اس لئے مجھ کو اس کلیسیا کی طرف جس کو میں نے ایسی بے وقوفی سے ترک کر دیا ہے۔ واپس جانا چاہیئے۔ اگرچہ میں نے بدقسمتی سے کاتھولک کلیسیا کو ترک کر دیا ہے۔ مگر اس موقع پر میں نے بطور کاتھولک کاہن کے کام کیا۔ اور اس جاں بلب آدمی کو کاتھولک کلیسیا کی حیثیت میں گناہوں سے چھٹکارا دیا۔ میں ہمیشہ کاتھولک کاہن رہونگا۔ تاکہ بوقت مرگ اس کا فضل میرے بھی شامل حال ہو "

دیگر نہ کو زیر صفحہ ۲۲۰ (Segneri Cammino p. 220

اگر یہ چند مختصر حروف کسی بدقسمت مرتد کی نگاہ میں پڑ جائیں۔ تو وہ بھی خدا کے بے حد رحم پر غور کرے۔ اور فوراً اپنے بھیڑ خانہ یعنی کاتھولک کلیسیا کی طرف رجوع کرے۔ اس کے گناہ خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا ہمیشہ تائب گنہگار کی گریہ وزاری کو سنتا ہے۔

حصّۂ دُوُم

پہلا باب

مسیح کی سچّی کلیسیاءِ ایمان کا لاممکن الخطا قاعدہ ہے

اوّل۔ ایمان کا سچّا قاعدہ کیا ہے؟

سوال۔ ایمان کیا ہے۔

جواب۔ ایمان فوق الفطرت فضل یا خدا کی بخشش ہے۔ جس سے ہم خُدا اور اس کے سارے الہام کو مانتے ہیں۔ گو وہ ہماری سمجھ سے باہر ہو۔

س۔ ایمان کا قاعدہ کیا ہے؟

ج۔ ایمان کا قاعدہ ایک وسیلہ ہے۔ جس سے ہم بلاشک و شُبہ تمام الٰہی الہامی سچائیوں کو جانتے اور انہیں محض انسانی رائوں اور بدعتی غلطیوں سے تمیز کر سکتے ہیں۔

س۔ کیا ایمان کے قاعدہ کا ہونا ضروری امر ہے۔

ج۔ ہاں مسیح نے تمام لوگوں کے لئے صلیب پر تکلیف برداشت کر کے اپنی جان دی۔ اس

پر ایمان رکھنا اور اُس کے حکموں کو ماننا نجات کے لئے ضروری ہے پس یہ صاف امر ہے۔ کہ مسیح نے تمام لوگوں کو اپنی الہامی سچائیاں اور وہ احکامات جن کے ماننے کے لئے اُس نے فرمایا ہے۔ سکھانے کی خاطر بعض ایسے وسائل قائم کئے ہوں گے۔ جن میں غلطی کا احتمال نہ رہے۔

س۔ ایمان کا سچا قاعدہ کیا ہے؟

ج۔ ایمان کا سچا قاعدہ خدا کا کلام ہے۔ خواہ وہ تحریری ہو یا غیر تحریری۔ اور جس کی تعلیم دینے والی کلیسیائی جماعت نے اس طور پر تفسیر کی ہو جس میں غلطی نہ ہو۔ یا یُوں کہو کہ ایمان کا سچا قاعدہ مسیح کی لاخطا کلیسیا ہے جس سے ہمیں مقدس نوشتے اور روایات ملی ہیں +

س۔ تم اس کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ یہ ایمان کا قاعدہ اس لئے درست ہے کہ (ا) اوّل تو کوئی دوسرا قاعدہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ جتنے مختلف قاعدے بدعتی لوگوں نے ایجاد کئے ہیں۔ وہ سب کے سب عقلِ عامہ کے خلاف ہیں۔ اور بنی نوع انسان کی تاریخ اور خود مقدس نوشتوں نے اُن کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ (ب) دوسرے یہ کہ مسیح نے در اصل اسی قاعدہ کو مقرر کیا۔ نہ کہ کسی دوسرے قاعدہ کو۔

دوم۔ پروٹسٹنٹوں کے ایمان کی قاعدوں کا بیان

س۔ پروٹسٹنٹوں کے ایمان کے مختلف قاعدے کیا ہیں:

ج۔ یہ قاعدے حسب ذیل ہیں۔ (ا) انابپٹسٹوں (Anabaptists) کویکروں (Quakers) موریویوں (Moravians) مورمن (Mormons) اور اسی قسم کے دیگر اشخاص جو مقدس نوشتوں کو بھی رد کرتے ہیں۔ ان کا قاعدۂ ایمان یہ ہے کہ خدا ہر شخص کو الہام عطا کرتا ہے۔ (ب) سوسینی انس (Socinians) یونی ٹیرینس (Unitarians) وغیرہ خدا کے کلام کے صرف اُس حصّہ کو مانتے ہیں۔ جو ان کی سمجھ میں

آسکے۔

(ج) پروٹسٹنٹ صاحبان کی کثیر تعداد یہ مانتی ہے۔ کہ بائبل اور صرف بائبل جس طریق سے بھی عالم یا جاہل اسے سمجھے خدا کا بنی نوع انسان کو عطا کردہ قاعدۂ ایمان ہے۔

س - ان تینوں میں سے پہلے قاعدۂ ایمان کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟

ج - یہ تو مقدس نوشتوں اور کل مکاشفہ شدہ مذہب کی مکمل بربادی ہے۔ اور اس سے کچھ کم نہیں۔ اگر ایک شخص کو فرداً فرداً الہام ہو۔ تو عام مکاشفہ بالکل بے فائدہ ہوگا۔ ماسوا اسکے اس سے وہ گمراہ شدہ متعصب لوگ کس طرح جان سکتے۔ اور ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ خدا کی روح نے نہ کہ تاریکی کی روح نے ان کی رہبری کی ہوئی ہے۔

س - سنری پی اٹس ([illegible]) کے قاعدۂ ایمان کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟

ج - ان کا قاعدۂ ایمان بیہودہ اور کفر ہے۔ بیہودہ اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر انسانی کمزور عقل کو مذہب کے معاملہ میں کام کرنے دیا جائے۔ تو افسوسناک توہمات پیدا ہو جائیں گے۔ اور تاریخ اسے ثابت کرتی ہے۔ کفر اس وجہ سے ہے۔ کہ چونکہ انسانی عقل محدود ہے۔ اس لئے وہ خدا کی لاانتہا عقل اور قدرت کی ناقابل گذر گہرائیوں کو عبور کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

س - پروٹسٹنٹوں کے تیسرے قاعدۂ ایمان کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔

ج - جو قاعدہ یہ سکھاتا ہے۔ کہ ہر شخص کا اپنے ہی خاص بیان کے مطابق سمجھا ہوا مقدس نوشتہ ایمان کا قاعدہ ہے۔ وہ مقدس نوشتوں کی تعلیم اور عقل عامہ کے بالکل برخلاف ہے۔ ایسے قاعدہ سے ایمان کا امکان تک جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس قاعدہ کے پیروانی متکبرانہ تحقیقات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ بے شمار لوگ خدا کے کلام کو توڑ موڑ کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے (۲ پطرس ۳: ۱۶)

چونکہ یہ قاعدہ یعنی کہ ہر شخص کو اپنی ہی سمجھ کے مطابق کتاب مقدس کے سمجھنے کا اختیار ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی اصول ہے۔ اس لئے ہم اچھی طرح ثابت کریں گے۔ کہ اپنی ہی سمجھ کے مطابق سمجھا ہوا مقدس نوشتہ نہ تو کبھی قاعدۂ ایمان بنا۔ نہ بن سکتا ہے۔ اور نہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ وہ قاعدۂ ایمان بنے۔ پروٹسٹنٹ اصحاب بھی عملی طور پر اس کو قاعدۂ ایمان

نہیں مانتے۔

سوم مقدس نوشتوں کی شخصی تفسیر کبھی قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی

س۔ کیوں تم کہتے ہو۔ کہ مقدس نوشتے بذاتِ خود اور ان کی شخصی تفسیر کبھی قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی؟

ج۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پرانی نیز نئی شریعت کے تحت کلیسیا قائم تھی۔ پورے طور پر بن چکی تھی۔ اور اپنے منصبی فرائض بجا لا رہی تھی۔ یعنی یہودی کلیسیا اس وقت موجود تھی۔ جب کہ پرانا عہد نامہ کی ایک سطر بھی ضبطِ تحریر میں نہ آئی تھی۔ اسی طرح مسیحی کلیسیا قائم تھی۔ پیشتر اس کے کہ نئے عہد نامہ کا کوئی لفظ بھی لکھا گیا ہو۔

س۔ تم اس امر کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ پرانے عہد نامہ کی نسبت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہودی کلیسیا موسےٰ کے احکام کے تحت موجود تھی۔ لوگ خدا کے احکام۔ اس کے قانون اور شریعت کے متعلق دریافت کرنے کے لئے موسےٰ کے پاس آیا کرتے تھے۔ (خروج ۱۸: ۱۵ و ۱۶)۔ جب ہارون سردار کاہن اور یشوع سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ تو پاک نوشتوں کا ایک لفظ بھی لکھا نہیں گیا تھا۔ شریعت کی پہلی تختیاں جن کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ موسےٰ سے ٹوٹ گئی تھیں۔ اور کئی ماہ کے گذرنے کے بعد دوسری تختیاں کوہ سینا سے لائی گئیں۔ اور لوگوں کو دی گئیں۔ اس کے بہت عرصہ بعد موسےٰ نے توریت لکھی۔ پرانے عہد نامہ کی دوسری کتابیں جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے۔ بہت صدیوں کے بعد داؤد سلیمان وغیرہ اور دیگر نبیوں نے لکھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب رہا نیا عہد نامہ۔ یسوع مسیح نے زبانی تعلیم دی۔ اور اپنی کلیسیا قائم کی۔ اس نے اپنے رسولوں کو حکم دیا۔ کہ جگہ جگہ جا کر منادی کرو۔ اس نے ان کو اپنے اختیارات سپرد کئے۔ اور آخر کار آسمان سے اپنا روح القدس ان پر بھیجا۔ مسیحی کلیسیا اس وقت بہترین اور باقاعدہ انتظام سے چل رہی تھی۔ کلیسیا نے مجلسیں قائم کیں۔ ایک بار دغاباز یہوداہ اسکریوطی کی جگہ دوسرا رسول

منتخب کرنے کیلئے دوسری دفعہ یہودیوں ... کی رسّت رسوم کے منسوخ کرنے اور بُت پرستوں کو کلیسیا میں داخل کرنے کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ کلیسیا نے ہزارہا لوگوں کو بپتسمہ دیا۔ اور دنیا کو اپنے مذہب میں شامل کیا لیکن اس وقت تک انجیل کا ایک لفظ تک لکھا نہ گیا تھا۔ کیا ہمیں اس امر کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ رُومی کلیسیا اور قرنتی کلیسیا وغیرہ موجود تھیں۔ پیشتر اس کے کہ مقدس پولس نے اپنے خطوط رومیوں اور قرنتیوں کو لکھے۔ اور مقدس یوحنا کی انجیل پہلی صدی کے آخر میں۔ جب مقدس پولوس نے رُومی کلیسیا کو یہ لکھا کہ تمہارا ایمان تمام دنیا میں مشہور ہُوا۔ اس کے چالیس سال بعد لکھی گئی۔

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ موسےٰ کے زمانہ میں خدا کی برگزیدہ قوم کے لئے اور ابتدائی کلیسیا کے مسیحیوں کے لئے مقدس نوشتہ قاعدۂ ایمان نہ تھا۔ کیونکہ وہ ضبط تحریر میں نہیں آیا تھا۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ کوئی پروٹسٹنٹ صاحب اس نتیجہ سے انکار نہیں کرے گا۔

س ۔ لیکن کیا مقدس نوشتوں کے تحریر میں آجانے سے کلیسیا کے اختیارات منسوخ نہیں ہو گئے؟

ج ۔ ہرگز نہیں۔ پُرانے اور نئے عہد نامہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا کی کلیسیا نوشتوں کے اختیار کے باوجود قائم رہی۔ اور اپنے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ نوشتے اس کو دیئے گئے۔ اس نے اپنے پاس رکھے اور مستند طور پر وہ ان کی تفسیر کرتی رہی۔ لیکن بائبل کی شخصی تفسیر کر کے اُسے ایمان کا قاعدہ بنانا لوتھر کے زمانہ سے پہلے کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا۔

س ۔ کیا تم اس کو روئداد سے ثابت کر سکتے ہو؟

ج ۔ ہاں۔ جب موسےٰ شریعت کو لکھ چکا تو اس نے اُسے لوگوں کے سپرد نہیں کر دیا۔ بلکہ یہ عہد کے صندوق میں رکھی گئی۔ کاہن لوگ سات سال میں صرف ایک دفعہ اُسے لوگوں کو سنایا کرتے تھے (استثنا ۳۱: ۵ و ۶) بابل کی اسیری کے بعد وہ یہودی جو یہودیہ میں رہا کرتے تھے۔ سُریانی زبان کی ایک شاخ میں ہمکلام ہوتے تھے۔ گو ان کے درمیان عبرانی زبان

کا استعمال نہ تھا۔ پھر بھی مقدس نوشتہ سُریانی زبان میں یسُوع مسیح کے زمانہ تک ترجمہ نہیں کیا گیا۔ یہ سچ ہے۔ کہ اُن یہودیوں نے جو یُونانی زبان بولا کرتے تھے۔ اور مصر میں رہتے تھے ٹولمی فلاڈلفوس کے زمانہ میں موسےٰؑ کی پانچ کتابوں کا مشہور یُونانی ترجمہ جسے سپٹواجنٹ کہتے ہیں کروایا۔ لیکن مصر اور یہودیہ میں مقدس نوشتے لوگوں کے سپرد نہ کئے گئے۔ بلکہ علما نے دین مقدس نوشتے لوگوں کو سمجھایا کرتے تھے۔ اور اس حقیقت کی خود یسُوع مسیح شہادت دیتا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ فقیہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو کچھ وہ تم سے کہیں مانو اور عمل میں لاؤ" (متی ۲۳: ۲ و ۳)

س۔ کیا جب ہم شریعت کی غلامی سے مسیح کے خون سے آزاد کئے گئے۔ تو کیا وہ قاعدہ بدل نہیں گیا؟

ج۔ بالکل نہیں۔ جب بعض عالموں نے انطاکیہ میں پولوس اور برناس کے ساتھ ختنہ کی ضرورت پر بحث کی۔ تو انہوں نے پاک نوشتوں کے متعلق شخصی تفسیر پر حصر نہ کیا۔ بلکہ اُنہوں نے یروشلم میں رسولوں سے صلاح لینے کے لئے آدمی بھیجے۔ اور رُوح القدس کی رہنمائی سے یہ مسئلہ کلیسیا نے طے کیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ صرف مقدس نوشتے ہی ایمان کا قاعدہ نہ مانے گئے۔ ورنہ رسُول اور انطاکیہ والے اس کو ترک کرنے پر نہایت سخت گناہ کے مرتکب ہوتے۔ پہلی صدی کے مسیحیوں نے جن کو پروٹسٹنٹ اصحاب خالص مسیحی کلیسیا کہتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ قاعدہ ایمان کی پیروی نہیں کی۔ ہم صرف ایک ہی نظیر دیتے ہیں۔ یہ کہ جب آریوس نے مسیح کی اُلوہیت سے انکار کیا۔ تو مقدس نوشتوں کے متعلق شخصی تفسیر پر حصر نہیں کیا۔ بلکہ ۳۲۵ء میں عام مجلس منعقد ہوئی۔ اور اس مجلس میں کلیسیا کے علما کی جماعت نے جو غلطی کی مرتکب نہیں ہوتی۔ آریوس کو بدعتی قرار دیا۔

س۔ کیا کوئی اور بھی دلیل ہے؟

ج۔ ہاں جو کچھ ہم نے ابھی تمام کلیسیا کی بابت ثابت کیا ہے۔ وہی ہر ایک فرد مسیحی کا بھی ہے۔ جو ہی کہ انسان مسیح پر ایمان لاتا ہو۔ اور بپتسمہ لیتا ہو۔ خواہ عالم ہو یا جاہل۔ خواہ اسے مقدس الہامی نوشتوں کی موجودگی کا علم ہو یا نہ ہو خواہ وہ اسکی پرواہ بھی نہ کرتا ہو۔ کیا وہ شخص مسیحی نہیں ہے؟ اور کیا ہر شخص اس کو مسیحی نہیں مانتا۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟ (ج) ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ چونکہ مقدس نوشتوں سے پہلے کلیسیا موجود تھی اور مقدس نوشتوں کے نہ ہونے پر بھی قائم تھی۔ اسلئے مسیحیوں کے لئے نوشتوں کا علم کوئی ضروری امر نہ تھا پس ظاہر ہوا۔ کہ مقدس نوشتے بذات خود۔ نہ تو کبھی قاعدہ ایمان ہوا اور نہ ہے

چہارم۔ کیا وجہ ہے۔ کہ مقدس نوشتوں کی شخصی تفسیر قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی؟

س۔ بائبل کی شخصی تفسیر کیوں قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی ہے؟

ج۔ کیونکہ خود کتاب المقدس اپنے آپکو ثابت نہیں کرتی۔ کہ جو کچھ اس کتاب میں درج ہے خدا کا کلام ہے پیشتر اسکے کہ ہم اُسے تسلیم کریں پیشتر اسکے ہم اس کی سند مانیں پیشتر اسکے کہ ہم یہ جان کر کہ یہ رُوح القدس کے الہام سے لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تعظیم کریں۔ ہماری تشفی ہونی چاہیئے۔ کہ صورت حال ایسے ہیں۔ کہ ہم کو ایک معقول قاعدہ ایمان کی ضرورت ہے۔ جو انجیل کے زمانہ سے پیشتر کا ہو۔ اس سے علیحدہ ہو۔ تاکہ ہم الہی الہام کی نسبت اپنی تشفی کر سکیں۔ اور یہ بتا سکیں۔ کہ کون سی کتابیں اصلی مقدس نوشتہ میں شامل ہیں۔ جو اشخاص کہ کلیسیا کے احکام کو بالائے طاق رکھتے ہیں۔ ان کو بائبل کے متعلق اس امر کے معنی۔ اس کے الہام بلکہ اس کے وجود کے متعلق بھی کوئی بات یقینی طور پر نہیں معلوم ہو سکتی (اس کا بیان آگے آئے گا)

س۔ لیکن اگر بائبل کو خدا کا لاخطا کلام تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر بھی کیا کسی دوسرے قاعدہ ایمان کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

ج گو کتاب مقدس خدا کا لاخطا کلام ہے۔ تاہم وہ بذات خود قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی کیونکہ جو آدمی اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ وہ لاخطا نہیں ہیں۔ مثلاً تم کسی ضروری آیت کو ایک طریقہ پر سمجھتے ہو۔ اسی آیت کو میں دوسری طرح سمجھتا ہوں۔ شاید ہم دونوں غلطی پر ہوں لیکن ہم میں سے ایک ضرور ہی غلطی پر ہوگا۔ ہماری تفسیروں کا فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ ہمیں اب کتاب مقدس کے صحیح معنے ظاہر کرنے کے لئے اور اپنے ایمان کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے ایسے قاعدہ ایمان کی ضرورت پڑی جو لاخطا ہو۔ بائبل سے قبل ہو۔ اور بائبل سے باہر ہو۔

س۔ اس سچائی کو مقابلۃً ظاہر کرو۔

ج۔ وہ سوسائٹی کس قسم کی ہوگی۔ اگر اس کی بنیاد پروٹسٹنٹ اصولوں پر قائم کی جائے۔ اگر ہر شخص خود اپنا ہی انصاف کرنے والا ہو۔ عدالتیں نہ ہوں۔ جھگڑوں کو طے کرنے کے لئے مجسٹریٹ نہ ہوں۔ مگر صرف قانون کی چھپی ہوئی کتابیں ہر شخص کے ہاتھ میں دے دی جائیں اور ہر شخص ان کی شرح اپنے ہی قیاس و تعصب سے کرے؟

س۔ شخصی تفسیر کے اصول پر اگر پورے طور پر عمل کیا جائے۔ تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

ج۔ ایمان اور اخلاق کی مکمل بربادی ہوگی۔ عقل عام ہم کو بتاتی ہے۔ کہ نوشتوں کی آیات کی غلط تفسیر کر کے بڑی سے بڑی بیہودہ غلطی۔ سخت سے سخت جرم۔ مکروہ سے مکروہ گناہ جائز ٹھیرائے جاسکیں گے۔ انسان کے اندر مکاری اور فریب دہی کی خاصیت اس طرح جاگزیں ہے۔ کہ تمام دنیا میں یہ بات بطور ضرب المثل مشہور ہے۔ کہ "اگر مجھے کسی شخص کی قلمی دو سطریں مل جائیں تو میں اس کو پھانسی دلاسکتا ہوں۔" اگر مقدس نوشتوں کی ۲۰۰ الہامی اور پراسرار کتابیں شخصی تفسیر کے مطابق سمجھی جائیں تو پھر کیا حال ہوگا؟ اپنے جذبات اور ذاتی اغراض سے متاثر ہو کر کسی آیت کی مضحکہ خیز اور قابل الزام تفسیر کرنا کتنا آسان ہے۔ ایڈیمائیٹ (Adamites) فرقہ نے کتاب مقدس کے یہ معنی نکالے کہ سچے مسیحی کو بالکل مادر زاد ننگا پھرنا چاہیئے۔ نہیں تو گنہگار ہوں گے۔ اوفائیٹ (Ophites) فرقہ کہتا ہے۔ کہ وہ فریب دینے والا سانپ جس نے ہماری پہلی ماں کو بہکایا۔ وہ یسوع مسیح کے سوا اور کوئی نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ جب انگلستان کی قومی مجلس نے ہنری ہشتم کی پہلی شادی ناجائز اور منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور زناکار بادشاہ کو "این ڈی بولین" (حنہ) کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دینے کا اعلان کیا۔ تو اس قومی مجلس کے ممبران نے اپنے گندے عمل کی بنیاد کتاب مقدس کے الفاظ پر رکھی۔ کہ "وہ اشتاروت (یعنی حنہ) سے محبت رکھتا تھا"۔ (سلاطین ۱۱: ۵)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ طریق ایمان میں مذہب کی وحدانیت ممکن ہے؟

ج۔ بالکل نہیں!۔ انسان جب تک انسان ہے۔ یعنی آزاد مخلوق ہے۔ جن کی طبیعتیں

جذبات۔ قابلیت اور مزاج وغیرہ مختلف ہیں۔ تو بظاہر نا ممکن ہے۔ کہ وہ کتاب مقدس کی تفسیر پر کلّی طور پر اتفاق کر سکیں۔ تین سو برس سے پاک نوشتوں کی شخصی تفسیر پروٹسٹنٹوں کا قاعدہ ایمان رہا ہے۔ اب اگر یہی ایمان کا سچا قاعدہ ہوتا۔ تو تمام پروٹسٹنٹ ایک ایمان کے ہوتے اور ہر آیت کی یکساں ہی تفسیر کرتے مگر صورت دگرگوں ہے۔ انگلستان کی کلیسیا پاک نوشتوں سے یہ سکھاتی ہے۔ کہ مسیح خدا ہے۔ اس کے برعکس یونیٹرین (Unitarians) لوگ اسی پاک نوشتہ سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیح خدا نہیں۔ بلکہ محض انسان ہے۔

پریسبیٹرین لوگ پاک نوشتہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ بشپوں کی سرداری لعنتی اور شیطانی تعلیم ہے۔ برعکس اس کے انڈی پینڈنٹ (Independents) یعنی خود مختار کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پریسبیٹرین اصول مسیحیت کے خلاف ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور یہی حال باقی اور کثیر التعداد فرقوں کا ہے۔ جو ریفارمیشن (اصلاح) سے پیدا ہوئے ہیں۔ دو پروٹسٹنٹ اصحاب بھی ایسے نہ ملینگے۔ جو پاک نوشتہ کی تفسیر پر کلیۃً متفق ہوں۔ صرف یہی نہیں بہت ہی کم پروٹسٹنٹ ایسے ہونگے کہ جن کے عقائد ہمیشہ یکساں رہیں۔ اگر آج انکا اصول معلوم ہو جائے۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ کل وہ اصول کیا ہوگا۔ ویسلی نے پیشتر اسکے کہ وہ میتھوڈسٹ مذہب کا بانی ہوا۔ اپنے مذہب کو سولہ بار تبدیل کیا تھا۔ (دیکھو اسکی سوانح عمری)

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل ہے؟

ج ۔ ہاں خود پاک نوشتہ۔ کیونکہ پاک نوشتہ مذہبی سچائیوں کی تفسیر یا کوئی بالترتیب کتاب نہیں ہے۔ یہ تو مختلف کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں بعض کتابیں تاریخی ہیں۔ بعض نبوتی ہیں بعض کا مضمون محض اخلاقی ہے۔ پروٹسٹنٹ اصحاب جب صرف پاک نوشتہ میں سے کوئی مسئلہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اِدھر اُدھر سے اپنے مفید مطلب آیات چُن لیتے ہیں۔ ایک آیت اس کتاب سے اور دوسری آیت دوسری کتاب سے لینے کے لئے ورق پر ورق اُلٹتے ہیں۔ تاکہ ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ کر ایک مجموعہ بنائیں جس کو وہ مسیح کا مذہب کہتے ہیں اس طرح کوئی بھی الہام شدہ سند نہیں ہے۔ کیا کوئی ذی عقل شخص اس بات کا یقین کر سکتا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے لوگوں کو جنہیں اس نے اپنے بے بہا خون کے ذریعہ بچایا چھوڑ دیا ہوگا۔ کہ وہ ایسے بے سروپا طریقہ سے اپنے لئے مذہب اختیار کریں۔

س ۱۔ خود کتاب مقدس اس امر کی نسبت کیا کہتی ہے؟
ج ۱۔ یہ کہتی ہے۔ کہ کسی نوشتہ کی نبوت شخصی تفسیر سے نہیں ہوتی"۔ (۲ پطرس ۱ باب ۲۰ آیت) اور اس سے آگے چل کر کتاب مقدس بیان کرتی ہے۔ کہ "پاک نوشتوں میں کئی باتیں ہیں۔ جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور وہ جو جاہل اور بے قیام ہیں۔ ان کے معنے اپنی ہلاکت کے لیئے پھیرتے ہیں" (۲ پطرس ۳ باب ۱۶ آیت)

باوجود ان سب کے بچپن سے سیکھے ہوئے تعصب کا اثر خواندہ اشخاص میں بھی ایسا قوی ہے۔ کہ پھر بھی پروٹسٹنٹ اصحاب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہر شخص کو پاک نوشتہ کی ہر ایک آیت اپنی شخصی تفسیر کے مطابق سمجھنی چاہیئے۔ اُن کا دعوے ہے۔ کہ پاک نوشتوں کی شخصی تفسیر ایسی بنیاد ہے۔ جس پر مسیحی ایمان کا منحصر ہونا چاہیئے۔ وہ اصحاب ہر شخص کو مجبور کرتے ہیں۔ خواہ وہ کیسا ہی جاہل کیوں نہ ہو۔ کہ کتاب مقدس سے اپنا مذہب ایجاد کرے اور یہ کہ روح القدس اس کے دل اور سمجھ کو روشن کریگا اور وہ تمام سچائیوں کو بخوبی معلوم کریگا۔ انکا خیال ہے کہ پڑھنے والے پر آسمانی سچائی خودبخود روشن ہو جائیگی۔ بشرطیکہ پاک آیات کے ایسے معنے نہ نکالے جائیں۔ جو کیتھولک اصحاب نکالا کرتے ہیں۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟
ج۔ جب تک انسان۔ انسان ہے۔ اور مقدس نوشتہ۔ مقدس نوشتہ ہے۔ تب تک اس سے افضل اور کوئی سچائی نہیں۔ کہ مقدس نوشتوں کی شخصی تفسیر قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی۔

پنجم۔ خدا کا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ شخصی تفسیر یافتہ بائیبل قاعدۂ ایمان ہو

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کر سکتے ہو۔ کہ جب خدا نے اپنی کلیسیا کو الہامی کتاب مقدس دی۔ تو اس کی یہ مرضی نہ تھی۔ کہ صرف کتاب مقدس ہی ایمان کا قاعدہ ہو۔
ج۔ ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اکیلی کتاب مقدس نہ تو کبھی قاعدۂ ایمان تھی۔ اور نہ ہے اور نہ ہو گی۔ یہ واقعات ہمارے دعوے کو ثابت کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ لیکن اس کے

علاوہ اور بھی قوی اور صاف دلیلیں ہیں۔ جن کا جواب پروٹسٹنٹ کبھی نہیں دے سکتے۔

س۔ تمہاری پہلی دلیل کیا ہے۔

ج۔ اگر یسوع مسیح کا منشا یہ ہوتا۔ کہ کتاب مقدس ہی اس معاملہ میں انسان کے لئے رہنما ہے۔ تو وہ بلا شبہ اس کو قلمبند کرتا۔ یا کم از کم اس کے لکھنے کا حکم دیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ نہ تو خود اس نے اس کا ایک حرف لکھا۔ نہ رسولوں کو کتاب مقدس کے لکھنے کا حکم دیا۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ "تم تمام دنیا میں جا کر ہر ایک مخلوق کو انجیل کی منادی کرو۔" (مرقس ۱۶: ۱۵)

کیا پروٹسٹنٹ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے خداوند کو نجات کے کام انجام دینے کا ٹھیک طریقہ معلوم نہ تھا۔ یا وہ اس کی تکمیل میں قاصر رہا؟

س۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ اگر صرف تحریری کلام ایمان کا صحیح قاعدہ ہوتا۔ تو رسولوں نے لاکھوں بائبلیں لکھ کر دنیا کے مختلف کونوں میں کیوں نہ بھیج دیں۔ اور کیوں نہ حکم دیا۔ کہ تمام لوگ اس کو پڑھا کریں۔ کیوں نہ انہوں نے مدرسے قائم کئے۔ تاکہ تمام لوگ پڑھنا سیکھیں۔ کیوں اُن میں سے صرف چند ہی لوگوں نے لکھا۔ کیوں پاک نوشتوں کی آخری کتاب لکھے جانے سے پہلے تقریباً سو برس گذر جانے دیئے۔ اور کیا اُن دوسروں کو جنہوں نے کچھ نہ لکھا۔ رسولوں کے ہمراہی ہونے کی وجہ سے روح القدس کی طرف سے الہام نہیں ہوا تھا؟ کیا جس مکاشفہ کو انہوں نے کیا۔ وہ ٹھیک طور پر پورا نہ کر سکے؟ جب انہوں نے بہت لوگوں کو بلا ایک لفظ لکھنے کے نو مرید کیا۔ تو کیا وہ اپنی امانت میں قاصر رہے۔ کیوں انہوں نے کتاب مقدس کو ان قوموں کی عام زبانوں میں جن کو انہوں نے مرید بنایا تھا۔ ترجمہ تک نہیں کیا؟ کیوں مقدس پطرس اور مقدس پولوس نے روما والوں کو جب وہ روما میں تھے اپنے خطوط کو رومی زبان میں نہ لکھا؟ کیوں مقدس پولوس نے اہل روما کو یونانی زبان میں لکھا۔ جس کو پڑھے لکھے لوگ ہی سمجھ سکتے تھے؟ ان سب باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول اکیلے تحریری کلام کو ایمان کا قاعدہ نہیں سمجھتے تھے۔

س ۔ تمہاری تیسری دلیل کیا ہے؟

ج ۔ اگر پروٹسٹنٹوں کا قاعدۂ ایمان صحیح ہے ۔ تو ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا ۔ کہ صدیوں تک یعنی انسان کی پیدائش سے چھاپہ کے ایجاد ہونے تک خدا نے دنیا کو بلا کسی قاعدۂ ایمان کے رہنے دیا ۔

موسے کے زمانہ یعنی دو ہزار پانچ سو سال تک کوئی الہام تحریری نہ تھا ۔ تاہم سیت ابراہیم ۔ اسحاق ۔ ملکِ صدق وغیرہ نے روایات کی صداقتوں پر ایمان لانے سے نجات حاصل کی ۔

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ۔ موسے نے شریعت لوگوں کے ہاتھوں میں سپرد نہیں کی ۔ اور نہ بابل کی اسیری کے بعد مقدس نوشتہ عبرانی زبان سے رائج الوقت زبان میں ترجمہ کیا گیا ۔ گو یہودی لوگ اس زبان کو بالکل بھول چکے تھے ۔

مسیحی مذہب کے پہلے چار سو برس میں اور مذہبی ایذا رسانی کی وجہ سے مقدس نوشتوں کی چند جلدیں پائی جاتی تھیں ۔ چند کتابیں ایک گرجا میں رکھی ہوئی تھیں ۔ اور چند دوسرے میں ۔ وہ صرف دو زبانوں میں ترجمہ کی گئی تھیں ۔ تاہم ان پہلی چار صدیوں کے درمیان قریباً تمام معلوم شدہ دنیا مسیح ہو چکی تھی ۔ چھاپہ کے ایجاد ہونے تک بہت کم لوگ لکھ پڑھ سکتے تھے ۔ اور اس سے بھی کم لوگ مقدس نوشتوں کو حاصل کر سکتے تھے ۔ کیونکہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی ۔ آج کل بھی جو لوگ پڑھ نہیں سکتے ۔ جو شخص روزی کمانے کے لئے لگاتار کام میں مصروف رہتے ہیں ۔ اور لکھنے پڑھنے کی ان کو فرصت نہیں مل سکتی ۔ وہ کس قاعدۂ ایمان کی پیروی کریں؟

س ۔ تمہاری چوتھی دلیل کیا ہے؟

ج ۔ اگر پروٹسٹنٹ قاعدۂ ایمان صحیح ہے ۔ اور ہر شخص کو خدا کی طرف سے اپنی ہی خاص سمجھ کے مطابق پاک نوشتوں میں سے اپنا خاص مذہب نکال لینے کا حق ہے ۔ تو بشیروں کا انبوہِ کثیر ایک فضول جماعت ہے ۔ اور روحانی خدمت جیسے الفاظ محض ڈھکوسلا ہے ۔ پس مسیح نے بارہ رسولوں کو کیوں منتخب کیا؟ اس نے کیوں ان کو حکم دے کر

بھیجا۔ کہ جاؤ۔ اور انجیل کی منادی کرو؟ کیوں رسولوں نے دوسرے لوگوں کو اپنا جانشین بنایا؟ جیسا مقدس پولوس کے حسب ذیل الفاظ سے جو اس نے تمطاؤس کو لکھے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تیری ان باتوں کو جو تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے سُنی ہیں۔ وہی ایسے امانت داروں کے سپرد کر۔ جو اوروں کو بھی سکھانے کے قابل ہوں (تمطاؤس ۲:۲)

س۔ تمہاری پانچویں دلیل کیا ہے؟

ج۔ بہت سی سچائیاں ہیں۔ جو کتاب مقدس میں صریحاً درج نہیں ہیں۔ مگر نجات کے لئے ضروری ہیں۔ خود مقدس نوشتوں کا تو کیا ذکر۔ اس کے الہام اور اس کے سکالب وغیرہ بہت ضروری صداقتیں ہیں جن کا ذکر مقدس نوشتوں میں نہیں آتا کتاب مقدس میں کس جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ موسےٰ کی شریعت کی مذہبی رسومات منسوخ کی گئی ہیں۔ اور کس جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ سنیچر کی بجائے اتوار کا دن آرام کا دن ماننا چاہیئے۔ یا کہ خون اور گلا گھٹے ہوئے حیوانوں سے پرہیز کرنے کا حکم منسوخ کیا گیا ہے۔ ہم کتاب مقدس میں کہاں پڑھتے ہیں۔ کہ بچوں کو بپتسمہ دینا چاہیئے۔ یا نہ دینا چاہیئے۔ یہ باتیں بہت اہم ہیں۔ بالخصوص آخری جس پر بنی نوع انسان کی ایک تہائی جماعت کی نجات کا انحصار ہے کیونکہ ایک تہائی انسان تو اپنے ساتویں سال سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ اب اگر خدا کا یہ منشا ہوتا۔ کہ کتاب مقدس ہی صرف ایمان کا قاعدہ ہو۔ تو خدا ایسی ضروری سچائیوں کو بلا شرح کیوں چھوڑ دیتا؟

س۔ مذکورہ بالا بیان سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ یہ کہ مقدس نوشتہ۔ عقل اور انسانی تاریخ اس بات کو صاف طور سے ثابت کرتی ہیں۔ کہ خدا کا منشا یہ نہ تھا۔ کہ صرف مقدس نوشتے ہی ایمان کا قاعدہ ہوں۔

ششم۔ پروٹسٹنٹ صاحبان نہیں مانتے کہ صرف مقدس نوشتے ہی اُن کا قاعدۂ ایمان ہے

س۔ کیا تمہارے پاس اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کوئی اور ثبوت ہے۔ کہ پاک

نوشتوں کی شخصی تفسیر قاعدۂ ایمان نہیں ہو سکتا؟

ج - ہاں ہے۔ گو خود پروٹسٹنٹ اصحاب شخصی آزاد تفسیر کی اصولی طور پر حمایت کرتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر اس کو ترک کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ تمام پروٹسٹنٹ فرقے اس آزادی میں جس کی وہ اس قدر شیخی مارتے ہیں۔ مداخلت کرتے ہیں۔ اور اس کو رد کرتے ہیں +

س - اس بات کا کیا ثبوت ہے؟

ج - ہر ایک پروٹسٹنٹ فرقے کے خادم الدین یا ایلڈرز یا پادری ہوتے ہیں۔ جن کا فرض پاک نوشتوں کی منادی کرنا۔ اور ان کی تفسیر کرنا ہے۔ کیوں؟ اگر کسی پادری کی کی ہوئی تفسیر ہی مانی جائے۔ تو پروٹسٹنٹ اصحاب اسی گناہ کے مرتکب ہیں۔ جس کو وہ پوپری کہہ کر سب سے بڑے گناہوں میں گنتے ہیں۔ یعنی خدا کی رُوح اور انسان کے درمیان ایک انسانی اختیار کا آنا اگر یہ سچ نہیں۔ تو پروٹسٹنٹ اصحاب خادم الدین کیوں مقرر کرتے ہیں۔

س - تمہاری اور دلیل کیا ہے؟

ج - انگلستان کی کلیسیا لوگوں کو کلیسیا سے خارج کر دیتی ہے۔ سکاٹ لینڈ کی کلیسیا بھی کلیسیا سے خارج کرتی ہے۔ تمام پروٹسٹنٹ فرقے کم و بیش اصولی تعلیم میں غلطیوں کے باعث لوگوں کو اپنی شراکت سے خارج کر دیتے ہیں۔ کیا یہ شخصی رائے کے حقوق کے اصول کے مطابق ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر کوئی لغویات ہو سکتی ہے؟ کہ پہلے تو ایک شخص کو اپنی شخصی رائے کے موافق تفسیر کرنے کا اختیار دیں۔ اور جب وہ ایسا کرے تو اسے جماعت سے خارج کر دیں؟ اگر ہر ایک شخص کو اپنے خاص ڈھنگ اور اپنے طور پر پاک نوشتوں کی تفسیر کرنے کا اختیار ہے۔ تو پھر کاتھولک اور ڈسنٹرز یونی ٹیرین وغیرہ لوگوں کے خلاف اس قدر شور کیوں مچایا جاتا ہے۔ اگر ہر ایک شخص کو سچ کی طرف سے شخصی تفسیر کا اختیار دیا گیا ہے۔ تو پوسی۔ ولبرفورس۔ ڈینی سن۔ کلینسز اور دوسروں کو کیوں معطل کر دیا گیا تھا؟

Unitarians & Dissenters

س. کیا کوئی اور ثبوت بھی ہے۔

ج. اگر صرف مقدس نوشتے پروٹسٹنٹوں کے لئے قاعدۂ ایمان ہوتے۔ تو وہ کسی اور کے پابند نہ ہوتے۔ لیکن ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔ انگلستان کی کلیسیا کے پیرو کو انتالیس ٣٩ مسائل دین پر دستخط کرنا پڑتا ہے۔ لوتھر کے پیرو کو اوگسبرگ کا اعتراف ضرور ماننا پڑتا ہے۔ اور ہر پیرو کو اپنے فرقہ کے خاص مسائل کی پیروی کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ وہ خارج نہ کیا جائے۔ اسی طرح مقدس نوشتوں پر اعتبار رکھنے کے علاوہ ہر قویکر کو فوکس اور ویسلیئن کو ویسلی پر اعتقاد کرنا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

س. پروٹسٹنٹ اصحاب کیوں اس طرح اپنے متضاد اصولوں پر عمل پیرا ہیں؟

ج. اگر اپنی ہی خاص رائے کے مطابق مقدس نوشتوں کی تفسیر کرنے کے حق پر کسی نہ کسی طرح کی روک تھام نہ ہوتی۔ تو کسی فرقے یا کسی جماعت کا وجود میں آنا ممکن نہ تھا۔ ہر شخص کو یہ چھوٹا آزادانہ حق استعمال کرنے دو۔ تو کل ہی تم کو اس قدر فرقے نظر آئیں گے۔ جس قدر کہ مقدس نوشتوں کے پڑھنے والے۔ ظاہری اصول اور عمل میں ایسے برملا اور ظاہرا اختلافات ان لوگوں کے سوا جو دیدہ ودانستہ اندھے بن جاتے ہیں۔ سب کی آنکھیں کھول دے گا کوئی شخص جس میں ذرا سی بھی عقل ہے۔ اس ثبوت کو رد نہیں کر سکتا۔ وہ قاعدۂ ایمان جس کی تائید کرنے والے خود اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ قاعدۂ ایمان نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

ہفتم۔ یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا قائم کی ہے۔ تاکہ قاعدۂ ایمان کا لاخطا قانون ہو

س. کلیسیا کو کس نے قائم کیا ہے؟

ج. خود مسیح نے۔ اسی نے شمعون سے کہا۔ کہ تو پطرس ہے (یعنی پتھر ہے) اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ اور دوزخ کے دروازے اس پر غالب نہ ہوں گے (متی ١٦ : ١٨)
خود یسوع مسیح نے جب اس نے بارہ رسولوں اور ان کے جائز جانشینوں کو ہمیشہ کے لئے

اصولی قانونی اور انتظامی اختیارات دیئے۔ جو اس کی زندگی کے لئے ضروری تھے۔ تو اُس مضبوط بنیاد پر تمام عمارت بنائی۔ اس لئے فرمایا۔ کہ تم جاکر سب قوموں کو سکھاؤ۔۔۔۔۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸: ۱۶؛ ۲۰) جو تمہاری سنتا ہے۔ میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں ناچیز جانتا ہے۔ مجھے ناچیز جانتا ہے" (لوقا ۱۰: ۱۶) "اگر وہ کلیسیا کی نہ سنے تو اُسے غیر قوم اور محصول لینے والے کی طرح جان" (متی ۱۸: ۱۷) جو کچھ تم زمین پر باندھو گے آسمان پر باندھا جائے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے۔ آسمان پر کھولا جائے گا" (متی ۱۸: ۱۸)

س۔ یسُوع مسیح نے اپنی کلیسیا کیوں قائم کی؟

ج۔ تاکہ سب لوگوں کو ایمان کا ایک ایسا قاعدہ دے۔ جس میں غلطی نہ ہو۔ اور جس کے ذریعہ نجات کا یقینی راستہ معلوم ہو جائے۔ کیونکہ کلیسیا کے پاسٹروں کی تعلیم دینے والی جماعت بہ حیثیت مجموعی بہ سرداری چیف پاسٹر بلا شک و شبہ غلطی کرنے سے مبرّا ہے۔ یعنی مذہب اور اخلاق کے بارے میں غلط راستہ نہیں بتا سکتی۔ وہ بذاتہٖ غلطی سے مبرّا نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ انسان ہیں۔ رسولوں اور اُن کے جانشینوں کی طرح خدا تعالےٰ نے اپنے لوگوں کے فائدہ کے لئے اُن کو مُبرا و منزہ عن الخطا بنایا۔ "دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں"۔ اور مسیح خود ان کے ہونٹوں سے تعلیم دلواتا ہے۔ کہ جو تمہاری سنتا ہے۔ میری سنتا ہے۔"

س۔ اس کی اور تشریح کرو۔

ج۔ جو کچھ خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ اگر انسان کو اس کا علم ہو۔ تو اس کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ کیونکہ خدا صادق ہے۔ نہ وہ دھوکہ دیتا ہے۔ اور نہ کوئی اس کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ "اور جو ایمان نہیں لاتا۔ اس کے واسطے سزا کا حکم ہو چکا" (یوحنا ۳: ۱۸) لیکن خدا نے ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ انسان کو الہام کا علم ہو جائے۔ اُسے اپنا الہام کلیسیا کے سپرد کیا ہے۔ اُس نے کلیسیا کو زندہ گواہ اور سچائی کی تعلیم دینے والا استاد بنایا ہے۔ پس کلیسیا جو کچھ ہمارے ایمان کے لئے تجویز کرے۔ کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ خواہ وہ تحریری ہو

خواہ غیر تحریری۔ خواہ وہ تجویز اپنی عام عالمگیر تعلیم سے ہو یا اپنے سوچے ہوئے فیصلے یا فتوے سے ہو۔ ہمکو الٰہی اور کاتھولک ایمان سے اسکو ماننا چاہئے

س ۔ کیا تمہارا یہ مطلب ہے۔ کہ کلیسیا ہمارے ایمان کے لئے وہ بات بتا سکتی ہے۔ جس کو خدا نے منکشف نہیں کیا تھا۔ یا خدا کے منکشف امورات میں کلیسیا کسی قسم کی ایزادی کر سکتی ہے؟

ج ۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کلیسیا کو خدا کے الہام میں کسی بات کے بدلنے یا بڑھانے کا اختیار نہیں ہے۔ مگر کلیسیا خدا کے الہام کی سچی اور لاخطا گواہ ہے۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ کم۔

س ۔ کیا یہ مسائل پاک نوشتوں کے خلاف نہیں ہیں؟

ج ۔ نہیں۔ اس کے خلاف کلیسیا کے منزہ عن الخطا ہونے کی سچائی کی نسبت اور کوئی بنیادی سچائی مقدس نوشتوں میں زیادہ صاف نہیں ہے۔

س ۔ ہم یسعیاہ میں اس کے متعلق کیا پڑھتے ہیں۔

ج ۔ کہ کوئی ہتھیار جو تیرے (کلیسیا) برخلاف بنایا گیا۔ کام نہ آئے گا۔ اور ہر ایک زبان جو عدالت میں تیرے برخلاف کھڑی ہو۔ تو اس کو مجرم ٹھیرائے گی (یسعیاہ ۵۴: ۱۷) پھر بھی ہم پڑھتے ہیں۔ کہ وہ قوم اور وہ مملکت جو تیری خدمت گذاری نہ کرے گی۔ ہلاک ہو جائیگی

(یسعیاہ ۶۰: ۱۲)

اور خوف نہ کر۔ کیونکہ تو پھر پشیمان نہ ہو گی۔ اور شرمندہ نہ ہو۔ کیونکہ تو رسوا نہ ہو گی۔" یسعیاہ ۵۴: ۴) اور پھر میں تجھ کو زمانوں کا فخر پشت در پشت کے لئے فرحت بناؤنگا" تو اپنی دیواروں کو نجات اور اپنے پھاٹکوں کو ستائیش کہے گی۔ بلکہ خداوند تیرا ابدی نور ہوگا۔ اور تیرا خدا تیرا فخر ہوگا۔ تیرا سورج پھر کبھی غروب نہ ہوگا۔ اور نہ تیرا چاند گھٹے گا۔ (یسعیاہ

۶۰: ۱۵-۱۸-۲۰)

"میں سچائی سے ان کے کاموں کا اجر دونگا۔ اور ان کے ساتھ ایک ابدی عہد باندھونگا"

(یسعیاہ ۶۱: ۸)

اُس کے ساتھ میرا یہ عہد ہے۔ میری رُوح جو تجھ پر ہے۔ اور میری باتیں جو میں نے تیرے مُنہ میں ڈالی ہیں۔ تیرے مُنہ سے اور تیری نسل کے مُنہ سے اب سے لے کر ابد

ختم جاتی نہ رہیں گی" (یسعیاہ۔ ۵۹: ۲۱)

اب کیا تو ہیں کلیسیا کی خدمت گذاری کے لئے مجبور کی جا سکتی ہیں؟ کیا کلیسیا خدا کی طرف سے ایسا اختیار رکھ سکتی ہے۔ کہ ہر زبان کو جو اس کے فیصلوں کی مخالفت کرتی ہے تقصیر وار ٹھیرائے۔ کیا کلیسیا دائمی جلالی ہو سکتی ہے؟ اور خداوند اس کا ابدی نور ہو سکتا ہے؟ اگر وہ یعنی کلیسیا الٰہی مرضی سے غلطی سے مبرّا نہ ہوتی؟ وہ کلیسیا کس طرح گمراہی سکھا سکتی ہے؟ کیونکہ خدا نے اس کے ساتھ دائمی عہد کیا ہے۔ جس کے منہ میں اُسنے ہمیشہ کے لئے اپنا کلام رکھ دیا ہے۔

س۔ حزقی ایل نبی کیا کہتا ہے؟

ج۔ "مَیں اپنے گلّے کو بچاؤں گا۔ وہ کبھی شکار نہ ہوگا" (حزقی ایل ۳۴: ۲۲)

س۔ ہم یرمیاہ نبی کی کتاب میں کیا پڑھتے ہیں؟

ج۔ "مَیں ایسی توفیق بخشوں گا۔ کہ وہ ایک دل ہو جائیں گے۔ اور ایک ہی راہ پر چلیں گے اور مجھ سے ہمیشہ ڈریں گے۔ اور میں اپنا خوف ان کے دلوں میں ڈالوں گا۔ کہ وہ مجھ سے پھر برگشتہ نہ ہوں" (یرمیاہ۔ ۳۲: ۳۹)

س۔ یسوع مسیح خود کیا کہتا ہے؟

ج۔ ہم نے اوپر چند حوالے دیئے ہیں۔ جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیح آپ ہی کلیسیا کا سچا بانی ہے۔ وہی حوالے یہ بھی ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے اپنی کلیسیا کو غلطی سے پاک رکھا۔ اور کہ اس سے منکر ہونا تو درکنار اگر ہم یہ بھی کہیں کہ "ہاں وہ فتح پائیں گے۔ تو کفر ہوگا"!

جب یسوع مسیح خود وعدہ کرتا ہے۔ کہ دوزخ کے دروازے میری کلیسیا کے خلاف فتح نہ پائیں گے۔ اب اگر یہ کہا جائے۔ کہ ہاں فتح پائیں گے۔ تو صریحاً کفر نہیں ہے؟ جب یسوع مسیح وعدہ کرتا ہے۔ کہ "مَیں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں" تو کیا ایسا کہنا کہ وہ ایک دن کے لئے بھی اپنی کلیسیا کو چھوڑ دے گا صریحاً کفر نہیں ہے؟ جب یسوع مسیح سنجیدگی سے کہتا ہے۔ کہ جو شخص میری کلیسیا کی سنتا ہے۔ وہ میری سنتا ہی

جو کچھ کلیسیا باندھتی ہے۔ میں خود باندھتا ہُوں۔ وغیرہ تو کیا اس بات کا کہنا کہ جو شخص کلیسیا کی سُنتا ہے۔ شیطان کی سنتا ہے۔ جو کچھ کلیسیا باندھتی ہے۔ آسمان پر نہیں باندھا جاتا۔ صریحاً کفر گوئی نہیں ہے؟

یہ امر بالکل صاف ہے کہ اگر یسوع مسیح خدا تعالےٰ ہے۔ تو یسوع مسیح کی کلیسیا ضرور ہی غلطی سے پاک ہو۔ اور اگر ایک لمحہ کے لئے بھی یسوع مسیح کی کلیسیا گمراہی میں پڑ سکتی ہے۔ تو یسوع مسیح جھوٹا نبی ہے۔

پس پروٹسٹنٹ خادم دین کے عام قول کی بطالت میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ تین یا چار صدیوں کے بعد کلیسیا بت پرستی میں پڑ گئی۔

س ۔ کیا رسولوں اور قدیم مسیحیوں نے کلیسیا کی بے خطائی پر یقین کیا؟

ج ۔ ہاں کیا۔ جب یروشلم کی مجلس کے انعقاد کے وقت رسولوں نے غیر قوموں کو ختنہ اور بعض دیگر یہودی رسومات سے آزاد کرنے کا فتوےٰ دیا۔ تو کہا کہ رُوح القدس نے اور ہم نے بہتر جانا۔" (اعمال ۱۵: ۲۸) اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو غلطی سے پاک سمجھ کر فیصلہ کیا۔ اور اُن کے فیصلہ کو سب لوگوں نے قبول کیا۔

س ۔ مقدس پولوس کیا کہتا ہے؟

ج ۔ مقدس پولوس دیدنی کلیسیا کو (جس کا طمطاؤس استاد تھا)"زندہ خدا کی کلیسیا اور سچائی کا ستون اور رنیو کہتا ہے۔" (طمطاؤس ۳: ۱۵) وہ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ "اگر آسمان سے کوئی فرشتہ آکر کلیسیا کے پاسبانوں کی انجیل کے خلاف دوسری انجیل سنائے۔ تو تم کو وہ نہ ماننی چاہیئے۔" (گلاتیوں ۱: ۸)

س ۔ تم ان مذکورہ بالا آیتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ میں حسب ذیل نتیجہ نکالتا ہُوں۔ اول کہ تمام پروٹسٹنٹ فرقے صریح طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ خطا کار ہیں۔ اور غلطی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ یعنی کہ وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ وہ مسیح کی کلیسیا نہیں ہیں۔ اگر ہمارے پاس کوئی اور دلیل بھی نہ ہو۔ تو صرف یہی دلیل کافی و وافی ہے۔

دوسرے یہ کہ مسیح کی کلیسیا ہی صرف ایسا قاعدۂ ایمان ہے۔ جو غلطی کا مرتکب نہیں۔ اب ہم پڑتال کریں۔ کہ مسیح کی سچی کلیسیا کون سی ہے؟

دُوسرا باب

کاتھولک کلیسیا مسیح کی سچی کلیسیا ہے

اوّل ۔ سچی کلیسیا کو دوسرے فرقوں سے پہچاننے کیلئے کون سے صحیح نشان ہیں

سوال ۔ کیا ایک سے زیادہ سچی کلیسیا ہو سکتی ہے؟

جواب :۔ نہیں ۔ سچائی لازمی طور پر ایک ہی ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے ۔ کہ یسوع مسیح نے جو کہ خدا کا کلمہ ہے ۔ متضاد مسائل نہیں سکھائے ۔ اگر وہ اس قدر فرقوں اور عقائد کا بانی ہوتا ۔ تو اُسے متضاد مسائل سکھانے پڑتے ۔ جب اس نے اپنی کلیسیا کا ذکر کیا ۔ تو ہمیشہ صیغہ واحد میں ذکر کیا ۔ اگر وہ کلیسیا کی نہ مانے ۔" وغیرہ " میں اپنی کلیسیا بناؤنگا ۔" وغیرہ اور جب غیر قوموں کو سچے خدا کی طرف پھیرنے کی پیشینگوئی کی تو اس نے صاف طور سے کہا ۔" ایک گلہ اور ایک ہی گڈریا ہوگا ۔" یوحنا ۱۰ باب ۱۶ آیت ۔ مقدس پولس ہم کو بتاتا ہے کہ صرف ایک خداوند ۔ ایک ایمان اور ایک بپتسمہ ہے ۔ افسیوں کا خط ۴ باب ۱۳ آیت اس لئے مسیح کی صرف ایک ہی سچی کلیسیا ہے ۔

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج :۔ کہ بے شمار فرقوں کے درمیان جو یسوع مسیح کی سچی کلیسیا ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ ان میں سے صرف ایک ہی سچی کلیسیا ہے ۔ اور باقی تمام جماعتیں ہلاک کرنے والی بدعتیں ہیں ۔ جن کو جھوٹے معلموں نے نکالا ہے (۲ پطرس ۲ باب ۱ آیت)

س ۔ کیا سچی کلیسیا کو پہچاننے کے لئے کوئی نشان ہے؟

ج ۔ چونکہ یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کو سچا قاعدۂ ایمان بنایا۔ جو کہ نجات کا تنہا راستہ ہے اور چونکہ اس نے ہر شخص کو حکم دیا۔ کہ وہ کلیسیا کی باتیں سُنے۔ نہیں تو وہ غیر قوموں میں شمار کیا جائے گا۔ اس لئے لازمی ہے۔ کہ سچی کلیسیا کو دوسرے فرقوں سے تمیز کرنے کے لئے چند نشان ہوں۔ اور یہ نشان یقینی دائمی۔ ظاہرا اور اس قسم کے ہوں۔ جسے ہر شخص خواندہ یا جاہل سمجھ سکے۔ کیونکہ سب لوگوں کے لئے سچی کلیسیا میں داخل ہونا ضروری ہے۔

س ۔ پروٹسٹنٹ سچی کلیسیا کے کون سے نشان بتاتے ہیں؟

ج ۔ دو۔ انجیل کے صحیح اصولوں کا وعظ اور ساکرامنٹوں کا جائز طور سے دیا جانا

س ۔ تم ان دو نشانوں کی نسبت کیا خیال کرتے ہو؟

ج ۔ یہ کوئی نشان نہیں ہیں۔ یہ تو بالکل سچ ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا کو چاہیئے۔ کہ انجیل کی سچی تعلیم سکھائے۔ اور جائز طور سے ساکرامنٹوں کو دے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسی کلیسیا ہے۔ جو سچی تعلیم سکھاتی۔ اور کون سی کلیسیا ہے۔ جو جائز طور پر ساکرامنٹ دیتی ہے؟

س ۔ اس بات کو مثال دے کر سمجھاؤ۔

ج ۔ مثلاً اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے۔ کہ فلاں دو آدمیوں میں سے کون حاکم ہے؟ اگر میں اُسے جواب دُوں۔ کہ حاکم وہ ہے۔ جس کو حکومت کرنے کا جائز اختیار ہے۔ گو میرا جواب بالکل سچ ہے۔ لیکن پوچھنے والے کے لئے یہ جواب لاحاصل ہے۔ کیونکہ سوال کرنے والا پھر پوچھے گا۔ کہ ان دونوں شخصوں میں سے جائز اختیار کس کو ہے؟ اور جب تک کہ میں اس کو کوئی ظاہری اور دیدنی نشان نہیں بتا دُوں گا۔ تب تک وہ شک و شبہ میں رہے گا۔

س ۔ سچی کلیسیا کے سچے نشان کیا ہیں؟

ج ۔ چار۔ جو نقایا کے عقیدہ میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی کہ میں ایک پاک کاتھولک اور رسولی کلیسیا کو مانتا ہوں۔

سچی کلیسیا کی وحدت اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ جس کی سب لوگوں

کو پرستش کرنی چاہیئے۔ اور جو انکشاف سچائی کا وہ کرے۔ اس میں نہ تو کوئی اختلاف نہ کوئی تبدیلی۔ اور نہ آپس میں تضاد ہو۔

سچی کلیسیا پاک اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا نے اس کو آدمیوں کی نجات۔ اور تقدیس کے لئے بنایا۔ سچی کلیسیا عالمگیر یعنی کاتھولک بلحاظ وقت اور ملک کے اسی وجہ سے ہے کیونکہ خدا تمام لوگوں کو نجات کے لئے بُلاتا ہے۔

سچی کلیسیا رسولی اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا نے بارہ رسولوں کو اپنی کلیسیا قائم رکھنے اور اس پر رُوحانی سرداری کرنے کے لئے منتخب کیا۔ اور سوائے اُن رسولوں کے حقیقی جانشینوں کے کسی اور کو روحانی اختیار حاصل نہیں۔

دُوم۔ سچی کلیسیا ایک ہونی چاہیئے۔ کس کلیسیا میں وحدانیت ہے؟

س۔ کیا مسیح نے اپنی کلیسیا میں وحدانیت کو ضروری سمجھا؟

ج۔ ہاں ہم ابھی مسیح کے الفاظ سُن چکے ہیں۔ کہ ایک ہی بھیڑ خانہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا (یوحنا ۱۰ باب ۱۶ آیت) مسیح نے اپنی صعوبتوں سے ایک رات پہلے باپ سے یوں دُعا کی۔ کہ اے قدوس باپ اپنے نام میں ان کی جنہیں تو نے مجھے بخشا حفاظت کر۔ تاکہ وہ ایک ہوں۔ جیسا ہم ایک ہیں۔" میں صرف انہی کے لئے نہیں۔ بلکہ اُن کے لئے بھی جو ان کے کلام سے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ عرض کرتا ہُوں۔ تاکہ وہ سب ایک ہوں۔ جیسا کہ تُو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں۔ کہ وہ بھی ہم میں ایک ہوں۔ تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا۔" (یوحنا ۱۷ باب ۱۱-۲۰-۲۱-۲۲ آیت) مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ ایسے ہی ہم جو بہت سے ہیں۔ مل کر مسیح میں ایک بدن اور آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں۔" (رُومیوں کا خط ۱۲ باب ۵ آیت) اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ ایک بدن۔ ایک رُوح ایک خداوند۔ ایک ایمان۔ ایک بپتسمہ۔" (افسیوں کا خط ۴ باب ۴ و ۵ آیت)

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ کہ کلیسیا ایک جسم یا بھیڑ خانہ ہے۔ اور اس کا ایک ایمان ہے۔ اور وہ ایک ہی چرواہے کے ماتحت ہے۔ پھر یہ کہ کلیسیا کے ممبران میں وحدت ہونی چاہیئے۔ جیسے کہ خدا باپ اور خدا بیٹا ایک ہیں۔ الغرض کوئی کلیسیا مسیح کی کلیسیا نہیں ہو سکتی جس میں اس طرح کی وحدت اور یگانگت نہ ہو۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں وحدت ہے؟

ج ۔ اصولاً ان میں وحدت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پروٹسٹنٹوں کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ پاک نوشتوں کی شخصی تفسیر کی جائے جس کے باعث ہمیشہ جدائیاں اور فرقہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ اور پیدا ہوتے رہیں گے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقہ جات اپنے عقائد میں متحد ہیں؟

ج ۔ نہیں کل پروٹسٹنٹ فرقوں میں کم و بیش اصولی باتوں میں اختلاف ہے۔ مثلاً انگلستان میں ایک عقیدہ سکاٹ لینڈ میں دوسرا۔ اور پروشیا میں تیسرا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جن اصولوں کو سرکاری کلیسیا (Established) صحیح مانتی ہے۔ ڈیسنٹرز (Dissenters) ان کو کفر سمجھتے ہیں۔ جن عقائد کو آج صحیح مانتے ہیں۔ کل ان سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اور ہر جگہ ہمیشہ یہی ہوتا رہتا ہے۔

س ۔ چونکہ سب پروٹسٹنٹ فرقے پاک نوشتوں کو مانتے ہیں۔ تو پھر کیا وہ اپنے عقائد میں متحد نہیں؟

ج ۔ صورتِ حال برعکس ہے۔ فرداً فرداً اور اپنی شخصی رائے کے مطابق انجیل کی تفسیر کرنے سے بے شمار فرقے اور علیحدہ علیحدہ مذہبی جماعتیں بن گئی ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ ہر فرقہ انجیل پر ایمان رکھنے کا دعوےٰ تو کرتا ہے۔ پھر ہر ایک فرقہ پاک نوشتوں کے مختلف معنی نکالتا ہے۔ اور اس کی یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح ایک ایسا طریق قائم کرے جو ایک دوسرے سے مختلف ہو (شخصی تفسیر کی وجہ سے وہ ہمیشہ خدا کا کلام نہیں رہتا۔ پر مفسر کا کلام بن جاتا ہے۔)

س ۔ جب اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ فرقوں کے مسائل متفق نہیں ہیں۔ تو وہ فرقے

معترضین کو کیا جواب دیتے ہیں۔

ج ۔ وہ کہتے ہیں۔کہ ہر الہامی سچائی کا ماننا ضروری نہیں ہے بلکہ چند بنیادی اصولوں ہی کو مان لینا کافی ہے۔اور باقی نجات کے لئے ضروری نہیں۔

س ؛۔ تم اِن بنیادی اور غیر بنیادی اصولوں کے امتیاز کی نسبت کیا کہتے ہو؟

ج ؛۔ ایسا امتیاز کرنا تو کمزور اور بگڑے ہوئے معاملے کو سدھارنے کا بیہودہ بہانہ ہے ایسا امتیاز کرنا خدا کے کلام کے خلاف ہے۔اور کفر اور فضول اور عملی طور سے ناممکن ہے۔ خدا کے کلام کے خلاف اس وجہ سے ہے۔کہ یسوع مسیح نے ہمیں یہ حکم ہیں دیا۔کہ صرف دو یا تین اصولوں پہ ایمان لاؤ۔بلکہ ان تمام باتوں کے ماننے کا فرمان دیا ہے۔جس کا اس نے حکم دیا (متی ۲۸ باب۔۲۰ آیت)

کفر اس وجہ سے ہے۔کہ الہامی سچائیوں کے کسی بھی حصے کو رد کرنا خدا کو جھوٹا ٹھیرانا ہے

فضول اس وجہ ہے۔کہ یہ تمام امور بدعتیوں کے لئے اور ان کے مسائل کیسے ہی متضاد خطرناک اور اخلاق سے گرے ہوئے کیوں نہ ہوں۔بہشت کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

عملاً ناممکن اس وجہ سے ہے۔کہ ہماری عقل اور ہمارے جذبات ہمیں صاف صاف طور سے نہیں بتا سکتے۔کہ کون سی سچائیاں ہیں؟ جو بنیادی ہیں۔اور کون سی غیر بنیادی۔چار سو سال سے زیادہ عرصہ سے پروٹسٹنٹ اصحاب کو بار بار اس امر کا چیلنج دیا گیا ہے۔کہ وہ بتائیں کہ بنیادی اصول کون کون سے ہیں۔اور کتنے ہیں؟ مگر آج تک انہوں نے اس بات کا نہ تو جواب دیا۔نہ ہی دے سکتے ہیں

س ؛۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنے اخلاقی مسائل میں متفق ہیں؟

ج ؛۔ نہیں۔ایک فرقے کا یہ عقیدہ ہے۔کہ انسان کو آزاد مرضی ملی ہوئی ہے۔ دوسرا فرقہ کیلون (Calvin) کی تعلیم کے مطابق کہتا ہے۔کہ خدا تعالےٰ جو پاک ہے۔گناہوں کا منبع ہے۔یا ویزلی (Wesley) کی طرح یہ کہتا ہے۔کہ بڑے بڑے گناہ خدا کے بچوں پر خفیف وجہتے ہیں۔بعض فرقے کثرت الازدواجی کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔بعض فرقے مثلاً مورمن (Mormon) خیال کرتے ہیں۔کہ کثرت الازدواجی مقدسین کا خاص استحقاق ہے۔

س ۔ کیا تمام پروٹسٹنٹ فرقوں کا نظام حکومت ایک ہی ہے ؟

ج ۔ نہیں پرشیا میں وہاں کا بادشاہ پراٹسٹنٹ فرقوں کا مذہبی سردار ہے۔ انگلستان میں بادشاہ یا حکومت برطانیہ۔ جرمنی میں منتخب شدہ جماعت وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک فرقے کا اپنا علیحدہ علیحدہ انتظام ہے۔ اور بہت پروٹسٹنٹ (مثلاً پلیمتھ برادرز وغیرہ) مذہبی امور میں کسی کو سردار نہیں مانتے۔ نہ کسی اتھارٹی یا سند کو تسلیم کرتے ہیں۔

س ۔ کیا کیتھولک کلیسیا میں وحدانیت ہے ؟

ج ۔ اصولاً کیتھولک کلیسیا لازمی طور پر متحد ہے۔ ضروری ہے کہ ہر کیتھولک اُنہی سچائیوں پر ایمان رکھے۔ اور اُن سچائیوں میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دینا اپنے آپ کو کیتھلک شراکت سے علیحدہ کر دینا ہے۔

س ۔ کیا کیتھلک کلیسیا اپنی ایمان میں متحد ہے ؟

ج ۔ دنیا میں سب کیتھلک اصحاب کا ایک اور یکساں عقیدہ ہوتا ہے۔ کیتھلک لوگوں میں فرقے نہیں ہوتے۔ مثلاً کوئی چرچ آف فرانس یا چرچ آف انگلینڈ۔ یا چرچ آف اطالیہ (یا چرچ آف انڈیا۔ برما و سیلون) نہیں ہوتے۔ ہر ایک شخص بلا کسی امتیاز کے وہی مانتا ہے جو دیگر کیتھلک مانتے ہیں۔

س ۔ کیا کیتھلک کلیسیا اپنی اخلاقی تعلیم میں باہم متفق ہے ؟

ج ۔ ہاں۔ تمام کیتھلک ایک ہی اخلاقی تعلیم مانتے اور سکھاتے ہیں۔ بیان کردہ برائیوں سے سب اجتناب کرتے ہیں۔ اور بیان کردہ نیکیوں کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُن پر عمل پیرا ہوتے ہیں ؛

س ۔ کیا کیتھلک کلیسیا کا نظام حکومت ایک ہی ہے ؟

ج ۔ ہاں دنیا کے کل مومن مذہبی امور میں اپنے کاہنوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ کاہن بشپوں کے اور کل بشپ مقدس پطرس کے حقیقی جانشین یعنی پاپائے اعظم کے تابع ہوتے ہیں۔

س ۔ تم ان باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو ؟

ج ۔ یہ کہ پروٹسٹنٹ ازم اُس بادشاہت کی مانند ہے۔ جو بادشاہت آپس میں مخالف ہو" (متی ۱۲: ۲۵)

یہ مذہب ایک مذہب نہیں۔ بلکہ کئی مذہبوں پر مشتمل ہے۔ اور اس لئے یہ مسیح کی کلیسیا نہیں ہو سکتی۔ چونکہ کیتھلک کلیسیا بلا شبہ ہر صورت میں ایک ہے۔ اسی وجہ سے بلا شک و شبہ مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

سوم۔ سچی کلیسیا پاک ہونی چاہیئے۔ کونسی کلیسیا پاک ہے

س ۔ کیا پاکیزگی سچی کلیسیا کے لئے ایک لازمی نشان ہے؟

ج ۔ ہاں ہے۔ وہی کلیسیا مسیح کی سچی کلیسیا کہلانے کی مستحق ہے۔ جس کی تعلیم قانون آئین رسوم و طور طریقے ہمیشہ کے لئے کامیابی کے ساتھ غرور اور نفسانیت کو رد کریں اور بُری طبیعت کو قابو میں رکھیں۔ اور ان کو کمالیت کے معراج پر پہنچانے میں ممد ہوں۔ ایسی ہی کلیسیا میں سچ مچ خدا کا ہاتھ پایا جاتا ہے۔ اور یہ سچی کمال کسی بدعتی فرقہ میں نہیں پایا جاتا۔

س ۔ کیا یہ امر پاک نوشتے سے بھی ظاہر ہوتا ہے؟

ج ۔ ہاں یشعیاہ نبی مسیح کی کلیسیا کو ایک مقدس رُوح کہتا ہے۔ "اس میں ناپاک نہ گزریگا" (یشعیاہ ۔ ۳۵: ۸) داؤد نبی کہتا ہے۔ کہ "اے خداوند قدوسیت تیرے ہی گھر کو شایاں ہے" (مزمور ۹۲: ۵)

مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "مسیح نے بھی کلیسیا کو پیار کیا۔ اور اپنے آپ کو اس کے بدلے دیا۔ تاکہ اس کو پانی کے غسل سے زندگی کے کلام کے ساتھ پاک کر کے مقدس کرے۔ اور کہ وہ اپنی ایک جلال والی کلیسیا حاضر کرے۔ جس میں داغ یا شکن یا کوئی ایسی چیز نہ ہو۔ بلکہ وہ مقدس اور بے عیب ہو (افسی ۵: ۲۵ و ۲۷)

س ۔ کیا پراٹسٹنٹ فرقوں کے مسائل پاک ہیں؟

ج ۔ نہیں۔ پراٹسٹنٹوں کے مسائل خصوصاً تقدیر۔ آزاد مرضی۔ فعل مختاری کے بارے میں نیز کہ صرف ایمان ہی نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور نیک اعمال نجات کے لئے ضروری

نہیں۔ یہ سب پاکیزگی کو تباہ کرنے والے ہیں۔ کون ایسی بے ہودگی کو مان کر برائی سے بچے گا۔ یا نیکی کرنے کا خیال کرے گا؟ مثلاً لوتھر کے پیرو میں کون گناہ سے باز رہ سکتا ہے جب خود لوتھر سکھاتا ہے۔ کہ جس قدر زیادہ ہم گناہ کرتے ہیں۔ اتنا زیادہ ہم خدا کا فضل حاصل کرتے ہیں"؛

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقوں کے شریک پاک ہیں؟

ج۔ اس میں شک نہیں۔ کہ پراٹسٹنٹوں کے ہاں بڑے معزز۔ لائق۔ اور خدا ترس سچے معتقد پائے جاتے ہیں۔ جو دل و جان سے اپنے پڑوسیوں کی بہبودی میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ پر اُن میں ایسے مقدّس نہیں ہوتے۔ جو کامل طور پر ہمارے خداوند کی تقلید کرتے ہوں۔ اور جنہوں نے دُنیا اور اس کی تمام بیہودگیوں کو خدا کی خاطر ترک کر دیا ہو۔ اور ہر پہلو میں نیک کام کرتے ہوں۔ اور خدا کے وسیلے سے معجزے کرتے ہوں۔ پراٹسٹنٹ خادم الدین لوایترد [illegible] کہتا ہے "میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ کیتھولک لوگوں کے ہاں مقدّس ہوتے ہیں۔ اور برخلاف اس کے ہمارے نہیں۔ نہ ان جیسا کوئی"؛

لیٹرٹو دی کونٹ آو سٹولبرگ (Letters to the Count of Stolberg)

س۔ کیا مختلف پراٹسٹنٹ فرقوں میں پاکیزگی حاصل کرنے کے وسائل موجود نہیں؟

ج۔ اگر ہیں تو بہت کم۔ پراٹسٹنٹوں نے اُن وسائل میں سے جو خود مسیح نے پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے مقرر کئے تھے۔ بہت سے عمدہ اور کامل وسیلوں کو رد کر دیا ہے۔ در اصل اُنہوں نے ماس کی پاک قربانی کو رد کرنے سے مذہب کی رُوح یعنی تمام فضائل کے سرچشمے کو بند کر دیا ہے۔ ان کے ہاں جائز طور پر مخصوص شدہ کاہن نہیں ہوتے۔ اس لئے نہ تو اُن میں گناہوں کی معافی ہو سکتی ہے۔ اور نہ خداوند کے بدن اور لہو کی شراکت "ماس کی قربانی"؛ وہ مبارک کنواری مریم اور دیگر مقدّسوں کی عزت و محبت کو رد کر کے کل افضل مسیحی نیکیوں کا نمونہ کھو بیٹھے ہیں۔ انہوں نے خانقاہوں اور ہر قسم کے مذہبی مکانوں کو برباد کر دیا ہے۔ سالسبری کا پروٹسٹنٹ بشپ برنٹ معترف ہے۔ کہ کیتھلک لوگوں کے ہاں

گوشہ نشین اور خدا ترسی کی زندگی بسر کرنے کے لئے مذہبی مکانات مذہبی جماعتیں اور خانقاہیں ہیں۔ نیز نہایت اعلےٰ عبادت کی کتابیں۔ میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ہم میں یہ نقص اور کمی اصلاح (ریفریمیشن) کے بعد سے پیدا ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں زاہدانہ زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی ایسے وسایل نہیں۔ درا صل ہمارے ہاں خانقاہوں کی عدم موجودگی کی بڑی بھاری کمی ہے۔

س۔ کیا اپنی کلیسیا کی صداقت کے ثبوت کیلئے خدا نے کبھی کسی پراٹسٹنٹ کے ہاتھ سے معجزے کرائے؟

ج۔ کبھی نہیں۔ چونکہ معجزے پاکیزگی کے ثبوت اور شہادتیں ہیں۔ اس لئے سچی کلیسیا کے سوا وہ اور کہیں نہیں ہوتے۔ اِی رَسُمَس (Erasmus) کا مذاق کہ لوتھر نا اس کا کوئی پیرو کبھی کسی لنگڑے گھوڑے کو بھی شفا نہ بخش سکا۔ اب تک سچ چلا آتا ہے۔ جینوا میں جو کالون کے ساتھ بیتی۔ وہ سب جانتے ہیں۔ وہ معاملہ یُوں ہے۔ کہ کیلون نے ایک شخص کو رشوت دی۔ اور کہا تو اپنے آپ کو مردہ بنالے۔ اور میں علانیہ طور پر تجھے زندہ کر دونگا۔ تاکہ لوگ مجھے بڑا نبی مانیں۔ جب اس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں کیا کرنے لگا ہوں۔ تو وہ مقررہ جگہ پر گیا۔ اور ایک جمِ غفیر اس کے پیچھے ہو لیا۔ جس وقت کیلون اس شخص کے مکان پر پہنچا۔ جس کو رشوت دی ہوئی تھی۔ تو خدا کے انصاف ظاہر کرنے کے لئے وہ شخص واقعی مُردہ پایا گیا۔ اس کی لاش اس کے گھر میں پڑی تھی۔ اور کیلون شرمسار ہو کر بھاگ گیا (سُوریِ اُس مم ہسٹ۔ بولسک ویٹا کیلون یعنی سوری اس کی تاریخ اور بولسک کی تحریر کردہ کیلون کے سوانح) (Surius, Mem. hist. Bolsec, Vita Calvin)

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا کی تعلیم پاک ہے؟

ج۔ ہاں۔ وُہ اپنے بچّوں کو سکھاتی ہے۔ کہ جو کچھ خدا نے بذریعہ مکاشفہ ظاہر کیا ہے اس کو مانیں۔ اور جو کچھ اس نے حکم دیا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہیں۔ روزہ ریاضت اور لگاتار دعا اور سکرمینٹوں کو اکثر لینا جن کی ہدایت بڑی تاکید سے پاک نوشتوں میں کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ کلیسیا کرنے کو حکم دیتی ہے۔ اور وہ متواتر لوگوں کو رغبت دلاتی ہے کہ نیکی اور دینداری اور پاکیزگی کی طرف گامزن رہیں۔ گو ان کا عمل بر فرد بشر کی آزاد مرضی

پر منحصر ہے۔ کہ وہ ان حکموں کو مانیں یا نہ مانیں۔

س ۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ اپنے ممبران و شرکا کے پاک ہے۔

ج ۔ ہاں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کُل کیتھولک اصحاب مقدس ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان میں کئی مقدس ہو چکے ہیں۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کا ثانی کسی اور جگہ پایا نہیں جاتا۔ پس ہم ان چند اشخاص کا ذکر کریں گے۔ جو لوتھر کے زمانہ کے بعد ہوئے مثلاً مقدس چارلس بررومیو (St: Charles Borromeo) مقدس فرانسس آف سیل (St: Francis de Sales) مقدس الفونسس لیگوری (Alphonsus Liguori) جیسے بشپ صاحبان مقدس اگنیشیس (St: Ignatius) مقدس فرانسس اگزیویر (Francis Xavier) مقدس ونسنٹ ڈی پال جیسے پریسٹ (Vincent de Paul) کارنیلی (Cornaggi) بوری (Borri) پرسونز (Persons) چیپ ڈے لین (Chapdelaine) ویناڈ (Vénard) اور ہر قسم کے سینکڑوں شہید۔ جنہوں نے چین، جاپان کوریا وغیرہ میں جامِ شہادت پیا۔ مقدسہ طریسا (Theresa) مقدسہ مریم مگدلین ڈی پازی (Mary Magdalen de Pazzi) مقدسہ روز آف لیما جیسی کنواریاں (Rose of Lima) کیا پروٹسٹنٹ مذہب میں پائے اور پالی جاتی ہیں؟

س ۔ کیا کیتھولک کلیسیا میں پاکیزگی کے وسائل ہیں؟

ج ۔ بکثرت۔ ماس کی پاک قربانی (جو صلیب کی قربانی کا جاری رہنا ہے) میں ہمارا خداوند منجی اپنے بدن اور روح اپنے لہو اور الوہیت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے درمیان رہتا ہے اور ہمارے گناہوں کے لئے قربان ہوتا ہے۔ بار بار پاک شراکت لینے سے ہم یسوع مسیح کے ساتھ اتحاد رکھتے ہیں۔ اور وہ ہمیں اپنا بدن اور لہو کھانے کو دیتا ہے۔ ہمیں ایسا بنا دیتا ہے۔ کہ ہم اس کی مانند اپنی زندگی بسر کریں۔ اس کی طاقت سے خود طاقت حاصل کریں۔ اور اس کے ساتھ ایسے متحد ہو جائیں۔ جیسے وہ باپ کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے۔ کل سکرامنٹ جو کہ فضل کی نالیاں ہیں۔ اور منجی کے خون سے بہ نکلتی ہیں۔ ہر طبقہ کے کیتھولک شخص کی روح تک پہنچتی ہیں۔ خواہ وہ کیتھولک غریب ہو یا امیر۔ جوان ہو یا بوڑھا

اور یہ فضل ان کی پیدائش کے وقت سے لے کر اس وقت تک ان کو ملتا رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی رُوح خدا کے ہاتھ میں سپرد نہ کر دیں۔ (یعنی مر نہ جائیں)

علاوہ بریں ان تمام لوگوں کے لئے جو دنیا میں رہ کر کمالیت حاصل کرنے سے ہی مطمئن نہیں (متی ۱۹: ۱۷) اور انجیل کی صلاحوں پر بھی چلنا چاہتے ہیں۔ اور مسیح کی تقلید کر کے کامل بن کر آسمان پر خزانہ جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اور اُن اشخاص کے لئے جو پوری طور پہ توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور انجیل کی صلاحوں کو لفظ بہ لفظ ماننا چاہتے ہیں۔ کلیسیا نے ان کے لئے مذہبی مکانات وغیرہ بنائے ہیں۔ جہانکہ اُنہیں ایسے نمونوں اور قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ جن کے ذریعہ کمزور بشر پاکیزگی کی سکڑی راہ پر بہ آسانی چل سکے۔

س۔ کیا خدا نے اپنی کلیسیا کی پاکیزگی ثابت کرنے کے لئے معجزے کئے؟

ج۔ اس امر کو تو پروٹسٹنٹ بھی مانتے ہیں۔ کہ اس نے کئے۔ یسوع مسیح کہتا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ یوحنا ۱۴: ۱۲۔ اور اس نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ ہر صدی اور ہر ملک میں ایسے معجزے خدا کے رحم سے ہوئے مثلاً ہندوستان میں مقدس فرانسس زیویر نے بہت معجزے کئے۔ جن کی صداقت پکے لوتھرن اور کیلون کے پیرو مثلاً بلدیوس ([illegible]) حق یوڈ ہنسلا ([illegible]) ٹے ورنیئر ([illegible]) وغیرہ سے ہوتی ہے۔

س۔ اس سے آپ کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟

ج۔ یہ کہ اوّل پروٹسٹنٹوں میں نہ تو کوئی پاکیزہ فرقہ ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ دُوم چونکہ کیتھولک کلیسیا بلحاظ اپنی تعلیم کے پاک ہے۔ اور بلحاظ اپنے ثمر کے پاک ہے۔ اور چونکہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اس میں بے شمار وسائل پائے جاتے ہیں۔ اور چونکہ اس کلیسیا کے مقدسین نے بے شمار معجزے دکھا کر پاکیزگی کا بدیہی ثبوت خدا کی جانب سے دیا ہے۔ اس لئے اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ وہی مسیح کی پاک کلیسیا ہے۔

چہارم - سچی کلیسیا عالمگیر یعنی کیتھولک ہونی چاہیئے
عالمگیر کلیسیا کونسی ہے

س - کیا کیتھولک یا عالمگیر ہونا سچی کلیسیا کا ضروری نشان ہے؟

ج - ہاں ہے۔ خدا کا سچا مذہب تمام قوموں میں پھیلانا چاہیئے۔ یسوع مسیح نے تمام بنی آدم کے لئے مصیبت اٹھائی۔ وہ تمام بنی آدم کے لئے مُوا۔ اس واسطے اس کا مذہب ہر وقت اور ہر قوم کے لئے ضروری ہے۔

س - کیا پاک نوشتوں میں بھی کہیں درج ہے۔ کہ کلیسیا کو عالمگیر یعنی کیتھولک ہونا چاہیئے

ج - ہاں کیونکہ یسوع مسیح نے کہا۔ کہ میری کلیسیا بلحاظ وقت و بلحاظ جگہ و بلحاظ تعلیم کے عالمگیر یعنی کیتھولک ہوگی۔ یسوع مسیح نے اپنے رسولوں کو اختیار دے کر کہا۔ کہ تُم جاکر سب قوموں کو سکھاؤ۔ اور ان کو بپتسمہ دو۔ باپ۔ بیٹے۔ رُوح القدس کے نام پر۔ اور انہیں سکھاؤ کہ ان سب باتوں کو مانیں۔ جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہُوں"۔ (متی ۲۸: ۱۶ تا ۲۰)

س - کیا نبیوں نے کبھی کلیسیا کے عالمگیر ہونے کی بابت پیشینگوئی کی ہے؟

ج - ہاں خدا نے ابراہیم سے قسم کھائی تھی۔ کہ تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائیں گی (پیدائش ۲۲ باب۔ ۱۸ آیت) ہر وقت نبی اس دائمی عہد کا ذکر کرتے ہیں جو خدا نے اپنی کیتھولک یا عالمگیر کلیسیا کے ساتھ کرنا تھا۔ داؤد کہتا ہے۔ کہ زمین کی ساری سرحدیں تذکرہ کریں گی۔ اور خداوند کی طرف رجوع ہوں گی"۔ (۲۱ زبور ۲۸ آیت) "مجھ سے مانگ اور میں قومیں تیری میراث میں اور زمین کی سرحدیں تیری ملکیت میں دونگا" (زبور ۲۔ ۸ آیت)

ملاکی کہتا ہے۔ کہ آفتاب کے طلوع سے اس کے غروب تک میرا نام قوموں کے درمیان بزرگ ہوگا"۔ (ملاکی ۱ باب ۱۱ آیت) اور یسوع نے اپنے آسمان پر جاتے وقت اپنے رسولوں سے کہا۔ کہ تم یروشلم اور سارے یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی حدوں تک میرے

گواہ ہوگے۔" (اعمال ۱ باب ۸ آیت)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ وقت کے عالمگیر ہیں؟

ج:۔ نہیں۔ کیونکہ پُرانا سے پُرانا پروٹسٹنٹ فرقہ ساڑھے تین سو سال سے پُرانا نہیں ہے۔ لُوتھر نے پہلے پروٹسٹنٹ مذہب کا وعظ ۱۵۱۷ء میں کیا۔ اور اس وقت سے پہلے دُنیا کے کسی مُلک میں کبھی پروٹسٹنٹ تعلیم۔ پروٹسٹنٹ گرجے۔ پروٹسٹنٹ خادم الدین یا فرقے نہ تھے۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ تعلیم کے عالمگیر ہیں؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ کوئی پروٹسٹنٹ فرقہ ساری سچائی کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ بلکہ ہر ایک فرقہ اپنی خاص تعلیم سکھاتا ہے۔ اور مانتا ہے۔ پروٹسٹنٹوں نے پاک نوشتوں کی کئی ایک کتابوں کو نامعتبر سمجھ کر رد کر دیا تھا۔ اور اُنہی کو وہ اب الہامی قبول کرتے ہیں جس بات کو کہ وہ کل سکھاتے تھے۔ آج اُس کو رد کرتے ہیں۔ ان کے بنیادی اور غیر بنیادی اصولوں کے درمیان بیہودہ فرق ہی بنات خود اس بات کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ کہ وہ لوگ ان سب باتوں کو جن کا مسیح نے حکم دیا ہے۔ نہیں مانتے ہیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ تعداد اور بلحاظ جگہ کے عالمگیر ہیں؟

ج۔ نہیں۔ یونانی بدعتی فرقہ بھی تمام پروٹسٹنٹوں کی بہ نسبت تعداد میں بہت زیادہ ہے اگر ہر ایک پروٹسٹنٹ فرقہ کا الگ الگ کیتھولک کلیسیا کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ تو ان کے شرکا کی تعداد بہت کم ہوگی۔ اور تمام پروٹسٹنٹ فرقوں کی کُل تعداد کاتھولک لوگوں کی تعداد کا چوتھا یا پانچواں حصہ ہوگی۔ انڈیپینڈنٹ کارسپانڈنس صفحہ ۲۳، میں لکھا ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس مضمون پر جو سب سے آخری شمار ہے۔ اس کے لحاظ سے کُل دُنیا میں۔

کیتھولک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۰۸۰۰۰۰۰۰

کل پراٹسٹنٹ فرقوں کے شریک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶۶۰۰۰۰۰۰

مشرقی بدعتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۷۰۰۰۰۰۰۰

کینین نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر یہ شمار دیئے ہیں۔

کیتھولک ------ ۲۵۴۶۵۵۰۰۰

پروٹسٹنٹ ------ ۴۸۹۸۵۰۰۰۰

یونانی وغیرہ ------ ۵۵۲۶۰۰۰۰

س ۱۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ وقت کے فی الواقع عالمگیر ہے؟

ج ۱۔ ہاں ہے۔ کیونکہ روئے زمین پر صرف وہی ایسی کلیسیا ہے۔ جس کا ہر زمانہ میں مسیح کے وقت تک صاف صاف طور سے پتہ چلتا ہے۔ اگر کوئی پراٹسٹنٹ اس بات سے منکر ہو تو اس سے پوچھو۔ کہ کس نے کاتھولک مذہب کی بنیاد ڈالی۔ کب اور کہاں وہ بنیاد ڈالی گئی ہم اس آدمی کا نام بتا سکتے ہیں جنہے پروٹسٹنٹ مذہب کو قائم کیا ہے۔ اور اس قصبہ کو بھی بتا سکتے ہیں جہاں اس شخص نے پہلے پہل وعظ کیا۔ اگر کوئی پروٹسٹنٹ کاتھولک مذہب کی نسبت یہ بتا سکتا ہے۔ تو بتائے۔ وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ وہ تسلیم کرے گا۔ کہ یسوع مسیح ہی کیتھولک مذہب کا بانی ہے۔ اور کہ کیتھولک مذہب کوہ کلوری پر سے شروع ہوا۔ اور کہ کیتھولک مذہب کی پیدائش کا دن وُہی دن تھا جس دن دنیا نے نجات پائی۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ تعلیم کے سچ مچ عالمگیر ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے فرزندوں کو ان تمام باتوں کو ماننے اور ان تمام سچائیوں پر ایمان لانے کی (جو خدا نے کشف کی ہیں) تعلیم دیتی ہے۔ اس کی تعلیم یسوع مسیح کی طرح ہمیشہ تک یکساں ہے۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ جگہ اور تعداد کے سچ مچ عالمگیر ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ کیونکہ کیتھولک کلیسیا تمام قوموں کی کلیسیا ہے۔ خدا نے کاتھولک کلیسیا کی نسبت کہا کہ (میں قومیں تیری میراث ہیں۔ اور زمین کی سرحدیں تیری ملکیت میں دونگا زبور ۲۔ آیت ۸۔ کیتھولک کلیسیا ہر جگہ ہے۔ اور ہر جگہ اس کا لوبان آسمان کو جاتا ہے۔ اور ہر جگہ اس کے سکرامنٹ دیئے جاتے ہیں۔ ہر جگہ اس کی قربانی چڑھائی جاتی ہے۔ اور اس لئے وہ ملاکی کی نبوت کو پورا کرتی ہے۔ کہ (ہر مکان میں میرے نام پر لوبان اور پاک ہدیئے گزرانے جائیں گے) ملاکی ۱ باب ۱۱ آیت۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا کا نام ہی اس بات کی قوی شہادت نہیں ہے؟

ج ۔ ہاں ہے۔ کیونکہ اُنیس صدیوں تک تمام لوگوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا ہی کو یسوع مسیح نے قائم کیا۔ ہر بدعتی فرقہ نے اپنے تئیں کاتھولک نام سے پکارنے اور کاتھولک کلیسیا کو اس نام سے محروم کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ پروٹسٹنٹ لوگ ہم کو پیپسٹ ۔ رومانسٹس وغیرہ کہتے ہیں۔ مگر دنیا ہم کو ہمارے جلالی نام ہی سے پکارتی ہے۔ مقدس اگستینس کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی اجنبی کسی شہر میں جاکر پوچھے۔ کہ یہاں کاتھولک کلیسیا کہاں ہے؟ تو کوئی پروٹسٹنٹ جرأت نہیں کرے گا۔ کہ اس کو اپنی کوئی بدعتی جماعت بتادے"۔ ٹوم ۶۔ انٹرا اے۔ پی فنڈ باب ۴۔ بنی آدم کی عام عقل ہمیشہ ہر ایک فرقے کو اس ہی کے خاص اور ٹھیک نام سے موسوم کرتی ہے۔ اور مسیح کی سچی کلیسیا کو اس نے غیر متبدل نام یعنی کیتھولک دیا ہے۔ پھر بنی آدم کی سمجھ مختلف بدعتی فرقوں کو یا تو ان کے بانیوں کے نام سے یا اُن مسائل کے لحاظ سے جو وہ سکھاتے ہیں۔ یا اُس ملک کے نام سے جہاں کہ وہ نیا مذہب جاری ہوا پکارتی ہے۔ مثلاً لوتھرنس ۔ کالونسٹس۔ چرچ آف انگلینڈ۔ ویسلی انس کوکرس وغیرہ وغیرہ۔

س ۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم ان تمام باتوں سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔ اوّل یہ کہ پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ وقت ۔ بلحاظ تعلیم۔ بلحاظ جگہ یا تعداد کے عالمگیر یعنی کیتھولک نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام دُنیا میں کاتھولک کلیسیا ہی ایسی کلیسیا ہے۔ جو بلحاظ وقت تعلیم جگہ اور تعداد کے عالمگیر ہے۔ اس لئے بلاشک وشبہ کیتھولک کلیسیا ہی مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

پنجم ۔ سچی کلیسیا رسولی ہونی چاہیئے۔ رسولی کلیسیا کون سی ہے

س ۔ اس بات کے کہنے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کہ سچی کلیسیا رسولی ہونی چاہیئے؟

ج ۔ اس بات کے کہنے سے کہ سچی کلیسیا رسولی ہونی چاہیئے۔ میری یہ مراد ہے۔ کہ مسیح کی سچی کلیسیا قریباً ساڑھے اُنیس سو برس ہوئے۔ رسولوں نے قائم کی تھی۔ اور کہ سچی کلیسیا

Tom. 6 Contra E.P. Fund ch. 4 ۔ Romanist Papists ۔

اپنی تعلیم اپنی کہانت اور اپنی رسالت کا سلسلہ خداوند کے رسولوں تک پہنچاتی ہے۔

س ۔ کیا یہ بات پاک نوشتوں سے ظاہر ہے؟

ج ۔ ہاں ہے۔ کیونکہ مسیح کے وقت سے اب تک مقدسوں کے کمال کے لئے خدمت کے کام کے لئے مسیح کے بدن کے تبدیل ہونے کیلئے (افسیوں ۴باب ۱۲آیت) کلیسیا میں چرواہے ہوتے آئے ہیں اے یروشلم میں نے تیرے دروازوں پر نگہبان بٹھائے ہیں۔ وہ سارے دن اور ساری رات کبھی چپ نہ رہینگے۔ (یسعیاہ ۶۲: ۶) یہ چرواہے وہی مسائل جو انہوں نے رسولوں سے حاصل کئے تھے۔ سکھایا کرتے تھے۔ اور میری ان باتوں کو جو تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے سنی ہیں۔ ایسے ایمانداروں کو سپرد کر۔ جو اوروں کو بھی سکھانے کے قابل ہوں۔" (۲ تمطاؤس ۲: ۲) وہ چرواہے جائز طور پر بھیجے گئے تھے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت حاصل نہیں کرتا۔ جب تک ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے (عبرانیوں کو ۵: ۴) وہ جائز طور سے اقدس خدمت کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ میں نے تجھے اس واسطے کریتے میں چھوڑا۔ تاکہ تو باقی چیزیں درست کرے۔ اور کاہنوں کو شہر بہ شہر مقرر کرے۔ جیسا میں نے تجھے حکم کیا ہے۔" (طیطس کو ۱: ۵) اور درحقیقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے رسولوں کو بھیجا۔ اور ان رسولوں نے دوسروں کو بھیجا۔ مثلاً مقدس پولوس اور برنباس کو۔ اور پھر پولوس نے طمطاؤس اور طیطس کو بھیجا۔ اور اس طرح سے چرواہوں کے ہر جانشین مسیح کے وقت سے اب تک سابقہ چرواہوں سے بھیجے گئے تھے۔ یہ تمام مسیح کے اُسی اختیار سے ہُوا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں بھی اُسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں۔" (یوحنا ۲۰: ۲۱)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنے مسائل میں رسولی ہیں؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ تواریخ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ مسائل مسیح کے زمانہ سے اصلاح کے زمانہ تک بنی آدم کے درمیان یعنی دنیا میں نامعلوم تھے۔ اور علاوہ اس کے کوئی عقلمند آدمی یہ یقین نہ کریگا۔ کہ رسولوں نے مختلف پروٹسٹنٹ فرقوں کے اتنے بیشمار مختلف مسائل سکھائے ہوں۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنی مشن میں رسولی ہیں؟

ج ۔ نہیں ۔ لوتھر پہلا پروٹسٹنٹ تھا ۔ جو دُنیا میں نمودار ہُوا ۔ اس کو کس نے بھیجا ؟ کیونکہ لوتھر نے اس بات کے ثابت کرنے کی خاطر کبھی کوئی معجزہ نہیں کیا ۔ لوتھر کو رسولوں نے بھی نہیں بھیجا ۔ کیونکہ لوتھر رسولوں سے چودہ سو سال پیچھے پیدا ہُوا ۔ لُوتھر کو کیتھولک کلیسیا نے نہیں بھیجا ۔ وہ تو کلیسیا سے خارج کیا گیا تھا ۔ لوتھر کو کسی پروٹسٹنٹ جماعت نے بھی نہیں بھیجا ۔ کیونکہ لوتھر سے پروٹسٹنٹ مذہب شروع ہُوا ۔ اس لئے اس کے پاس رسولی اختیار یا رسالت نہ تھی ۔ اور اسی طرح سے اس کے پیروؤں کے پاس کوئی رسُولی اختیار کا سلسلہ نہیں ۔ ان کی بابت یہ لکھا ہے ۔ کہ میں نے اِن نبیوں کو نہیں بھیجا ۔ پر وُہ بھرے ہیں ۔ میں نے اُن سے نہیں کہا ۔ لیکن انہوں نے نبوّت کی ۔" (یرمیاہ - ۲۳ : ۲۱)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنی اقدس خدمت یا کہانت میں رسولی ہیں ؟

ج ۔ نہیں ۔ لوتھر کے پیرو اور چرچ آف انگلینڈ کے خادم الدینوں کو چھوڑ کر باقی تمام پروٹسٹنٹ فرقے تسلیم بھی نہیں کرتے کہ ان میں کہانت موجود ہے ۔ لوتھر کے پیروؤں کے ہاں پاک خدمت کا عہدہ نہیں ہے ۔ کیونکہ ان کے یہاں جائز طور پر مخصوص شدہ اسقفوں کا سلسلہ نہیں ہے ۔ جس سے وہ دینی عہدے حاصل کر سکیں ۔ چرچ آف انگلینڈ کے خادم الدینوں کے ہاں بھی پاک خدمت کا عہدہ نہیں ۔ کیونکہ یہ بات کبھی ثابت نہیں کی گئی ۔ کہ پارکر (جو انکا پہلا بشپ تھا) جائز طور سے مخصوص کیا گیا تھا ۔ اور وہ ایک سو بارہ برس میں مخصوصیت کا سچا قاعدہ اور الفاظ بھُول گئے تھے ۔ چونکہ چرچ آف انگلینڈ اپنے ملک میں بہ نسبت دیگر پروٹسٹنٹ فرقوں کے زیادہ مشہور ہے ۔ اس واسطے اس کی پہلی مخصوصیتوں کی بابت ذیل کے حالات دلچسپ اور مفید ہوں گے ۔ کاتھولک کلیسیا نے کبھی چرچ آف انگلینڈ کے پادریوں کے تقرر کو جائز تسلیم نہیں کیا ۔ کیونکہ اُن کے تقرر کے الفاظ اور قاعدہ ناقص ہے ماسوا اس کے جب یہ خبر پھیلی ۔ کہ پارکر کی مخصُوصیت جائز طور سے نہیں ہوئی ۔ بلکہ ناگ ہیڈ سرائے میں اس کا تقرر ناٹک کے طور پر ہُوا ۔ تو بہت لوگ خیال کرنے لگے ۔ کہ یہ تقرر ناجائز ہے ۔ اور برعکس اس کے چند لوگ خیال کرتے تھے ۔ کہ پارکر کا تقرر جائز ہے ۔ مگر اس وقت تک یہ تحقیق نہیں ہوا تھا ۔ کہ آیا پارکر جائز طور سے اقدس خدمت کے لئے

مخصوص ہوا ہے یا نہیں ؟ اس کے بعد نصف صدی کے قریب ۱۶۱۳ء میں بشپ کا ایک رجسٹر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ پارکر بادشاہ ایڈورڈ کے آرڈینل کے موافق مخصوص کیا گیا تھا۔ پیش کیا گیا۔ مگر چونکہ یہ رجسٹر اس وقت جب کہ کاتھولک لوگوں نے اس کو طلب کیا۔ پیش نہیں کیا گیا۔ اس لئے قوی گمان ہوا کہ وہ رجسٹر پارکر کی مخصوصیت کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اور بہت سالوں کے بعد بنایا گیا تھا۔ مگر اس شک کو دور کرنے کے لئے اس معاملہ میں قانونی کارروائی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ملکہ نے پارلیمنٹ میں ایک ایکٹ جاری کیا۔ جس میں اس نے لکھا۔ کہ مخصوصیتوں کا سرکاری قاعدہ جائز اور ٹھیک ہے نیز وہ تمام بشپ جو اس سرکاری قاعدہ کے موافق مخصوص کئے گئے تھے جائز ہیں۔ اور اس معاملہ کی بابت تمام شک اور اضطراب کو دور کرنے کے لئے ملکہ نے اپنے اعلےٰ لغیاً اور حکومت سے ان سب منتخب شدہ بشپوں کی قابلِ اعتراض اور ناجائز کارروائیوں کو درست قرار دے دیا۔ پارلیمنٹ کے اس نرالے قانون نے انگلستان کی ملکہ کو اس قدر روحانی اختیار عطا کیا۔ جو کبھی روما کے بشپ میں بھی پایا نہیں گیا۔ کاتھولک کلیسیا تسلیم کرتی ہے۔ کہ مقدس پاپا کو کسی ایسی بات کی نسبت جو الٰہی تقرری یعنی سیکرامنٹوں سے تعلق رکھتی ہے۔ بدلنے یا درست کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ذی عقل اشخاص ملکہ الزبتھ میں یہ روحانی اختیارات نہیں مانتے تھے۔ (دیکھو ریویس ایس جنرل ہسٹری آف دی کرسچین چرچ صفحہ ۲۷۶) (Reeve's General History of the Christian Church)

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا اپنے مسائل میں رسولی ہے ؟

ج۔ پروٹسٹنٹ بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا اپنی تعلیم میں رسولی ہے کیونکہ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا پہلی کلیسیا ہے۔ اور وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ پوپری (رومی کلیسیا) ناقابلِ تبدیل ہے۔ کاتھولک کلیسیا کے شروع ہونے کا پتہ سوا رسولوں کے اور کسی آدمی یا فرشتے یا کسی ملک یا کسی تاریخ میں نہیں پایا جاتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کاتھولک کلیسیا کو رسولوں نے قائم کیا ہے۔ ہم کو اس مقام پر یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کلیسیا ایک زندہ دینی جماعت ہے۔ اور گو شروع سے کامل ہے۔ تاہم وہ

لگاتار صدیوں سے رو بہ ترقی ہے۔ مثلاً نوزاد بچہ فوراً پوری طاقت۔ جسامت۔ قد و قامت اور تمام ذہنی قوتوں کا پورا پورا مالک نہیں ہوتا۔ جیسے نشوونما یافتہ شخص ہوتا ہے۔ اس بچہ میں ان تمام صفتوں کی اصلی جڑ یا ابتدا ہوتی ہے۔ لیکن صرف جڑ ہی جڑ ہوتی ہے۔ اور اس کو بچپن سے لے کر لڑکپن پھر جوانی اور سن بلوغت تک دگو وہ اس تمام وقت میں وہی انسان رہتا ہے، مسلسل تبدیلیوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح وہ بارہ رسول جو عشائے ربانی کے وقت موجود تھے۔ وہی کاتھولک کلیسیا تھے۔ جس کلیسیا کے آج کروڑہا شریک ہیں۔ ان رسولوں کا ایمان ہمارا ایمان ہے۔ ان کی پرستش ہماری پرستش انکی شریعت ہماری شریعت ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ بدعت کے حملوں کے باعث یا مسیحیوں کی نئی ضرورتوں کے مطابق بعض سچائیاں جو پہلے الہام میں تھیں۔ اور ہمیشہ کلیسیا میں مانی جاتی تھیں۔ اب دوران زمانہ میں اور زیادہ صاف طور پر مشرح کی جاتی اور سکھائی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس بعض انتظامی قانون وقت اور جگہ کی موافقت کرنے کے لئے بدل دیئے گئے ہیں۔

س۔ کیا کاتھولک کلیسیا اپنی مشن میں رسولی ہے؟

ج۔ ہاں۔ ہر زمانہ میں صرف کیتھولک کلیسیا ہی موجود رہی۔ کاتھولک پاسٹر اپنے مشن کا پتہ کاہن سے لے کر بشپ تک اور بشپ سے پاپائے اعظم تک ہر ایک صدی میں خود رسولوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ۲۶۳ پوپ صاحبان کے مسلسل ناموں کی فہرست موجود ہے۔ جو موجودہ پاپائے اعظم سے لے کر مقدس پطرس تک پہنچتی ہے۔ اور ہمارے پاس بشپوں کا جو ہر زمانہ اور ہر ملک میں نگہبانی کرتے اور تعلیم دیتے۔ اور جن کی شراکت ہمیشہ مقدس پطرس کے جانشین پاپائے اعظم کے ساتھ رہی ہے۔ مسلسل سلسلہ موجود ہے۔

س۔ کیا کاتھولک کلیسیا اپنی کہانت یا دینی عہدوں میں رسولی ہے؟

ج۔ ہاں جیسے متذکرہ بالا جوابات میں واضح کیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹوں نے کبھی شبہ نہیں کیا۔ اور چرچ آف انگلینڈ تو دعوے کرتا ہے۔ کہ اس نے اقدس خدمت یا کہانت کاتھولک کلیسیا سے حاصل کی ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا نے

اپنی کہانت رسولوں سے حاصل کی ہوئی ہے۔

س۔ تم ان باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان باتوں سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔ پہلے یہ کہ پروٹسٹنٹ فرقے رسولی نہیں ہیں۔ اور نہ وہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ رسولوں کے پندرہ سولہ سو برس بعد قائم ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کاتھولک کلیسیا اپنی تعلیم اپنی مشن اور اپنی کہانت میں رسولوں کے زمانہ سے ہمیشہ رسولی رہی ہے۔ اور اس لئے وہی کلیسیا مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

ششم۔ سچی کلیسیا کبھی نادیدنی نہیں ہو سکتی ہے۔

س۔ کیا یہ بات پاک نوشتہ سے ظاہر ہے۔ کہ سچی کلیسیا ہمیشہ دیدنی ہونی چاہیئے؟

ج۔ ہاں۔ ظاہر ہے۔ یسعیاہ کہتا ہے۔ کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا۔ اور ٹیلوں سے اونچا کیا جائے گا۔ اور ساری قومیں اس کی طرف روانہ ہوں گی" (یسعیاہ ۲:۲) اس کی نسبت یسوع مسیح اپنے شاگردوں سے کہتا ہے۔ کہ تم دنیا کی روشنی ہو۔ جو شہر کہ پہاڑ پر بسا ہے۔ چھپ نہیں سکتا" (متی ۵:۱۴)

س۔ پہلے مقدس بزرگوں نے مذکورہ بالا آیتوں کو کیسے سمجھا۔ اور کیا سکھایا؟

ج۔ مقدس فرسوسٹم کہتا ہے۔ کہ آفتاب کی روشنی کا کم ہو جانا ممکن ہے۔ مگر کلیسیا کا چھپنا ممکن نہیں" (ہوم ۴۔ ان اسایم) (Hom. 4 in Isaiam) مقدس اگسٹینس کہتا ہے۔ کہ کلیسیا پہاڑ پر قائم ہے۔ اور چھپ نہیں سکتی۔ وہ لوگ جو ایسے بڑے پہاڑ کو دیکھ نہیں سکتے۔ اندھے ہیں۔ وہ روشنی سے اپنی آنکھیں چھپائے ہوئے ہیں۔ کلیسیا کی یہ پکی نشانی ہے۔ کہ وہ چھپ نہیں سکتی" (لیب ۳ کنٹرا پارمین ایٹ پیل باب ۱۰۴) ۲

س۔ کیا تمہارے پاس اس بات کو ثابت کرنے کے اور بھی دلائل ہیں۔ کہ کلیسیا ہمیشہ دیدنی رہی ہے؟

ج۔ ہاں بہت ہیں۔ یسوع مسیح نے کلیسیا کے چرواہوں کو حکم دیا۔ کہ تمام قوموں کو سکھاؤ اور بپتسمہ دو۔ اور یہ تو صاف امر ہے۔ کہ بپتسمہ دینا۔ اور وعظ کرنا ظاہرا کام ہیں۔ سکھانے والے

Lib. 3, Contra Parmen., et contr. Petil. c. 104 ۲

اور سیکھنے والے ظاہرا اشخاص ہیں۔ اگر کلیسیا کبھی دیدنی نہ ہوتی۔ تو کلیسیا کے حکم کا سننا جیسے کہ مسیح نے فرمایا ہے۔ ناممکن ہوتا۔ اور لوگوں کے پاس کوئی نجات کا طریق نہ ہوتا۔

س۔ کیا مختلف پروٹسٹنٹ فرقے یا کم از کم ان میں سے ایک فرقہ بھی لوتھر سے پیشتر موجود تھا؟

ج۔ نہیں۔ پروٹسٹنٹوں کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ لوتھر کے زمانہ سے پہلے ان کا مذہب کہیں بھی نہ تھا۔

س۔ کیا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ کہ اگرچہ سچی کلیسیا اس وقت نادیدنی تھی۔ مگر ہمیشہ ایسے آدمی ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو خفیہ طور پر پروٹسٹنٹ مسائل کو مانا کرتے تھے؟

ج۔ یہ جواب محض بیوقوفوں کو تسلی دے سکتا ہے۔ کہ نہ صرف اس وجہ سے کہ نادیدنی کلیسیا کا ہونا پاک نوشتہ سے اور عام عقل سے بیہودگی ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگ جو ایک مذہب کو اپنے دلوں میں مانتے ہیں۔ اور دوسرے مذہب کا اقرار کرتے ہیں بڑے ریاکار ہیں۔ اور اپنے مذہب کے ساتھ دغابازی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مسیح نے دائمی آگ کا سزاوار ٹھیرایا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا انکار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے۔ اس کا انکار کروں گا۔" (متی ۱۰: ۳۳) کسطرح ایسے بزدل لوگ مسیح کی پاک اور دلیر اور بیباک جماعت ہو سکتی ہے؟

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمارا سلسلہ جانشینی ال بی جنسیس ہُوسٹیس اور بارھویں اور تیرھویں صدیوں کے دیگر فرقوں سے چلا آتا ہے؟

ج۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان بدعتیوں کے مسائل پروٹسٹنٹوں کے مسائل سے بہت مختلف تھے۔ لیکن اس بات کو بھی تسلیم کر کے کہ پروٹسٹنٹ لوگ ان بدعتی فرقوں کے جانشین ہیں۔ پھر بھی کس طرح سے وہ اپنے آپ کو رسولوں کے ساتھ ملا سکتے ہیں۔ رسولوں کے زمانہ سے جان ہُس کے زمانہ تک بارہ صدیاں گذریں۔ ان بارہ صدیوں کے درمیان پروٹسٹنٹ لوگ کہاں تھے؟

س۔ تم ان سب سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا ہی جو ہمیشہ سے دیدنی چلی آئی

ہے۔ بلاشک مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

ہفتم۔ جو شخص کاتھولک کلیسیا میں شامل نہیں ہے وہ نجات نہیں پاسکتا ہے

س۔ کیا وہ شخص جو کاتھولک کلیسیا کا شریک نہیں ہے۔ نجات پاسکتا ہے؟

ج۔ نہیں پاسکتا۔ اُن اشخاص کو جو جان بوجھ کر اور ہٹ دھرمی سے کاتھولک کلیسیا کے شریک نہیں ہوتے۔ نجات کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ یہ ان شخصوں کی نسبت جو جان بوجھ کر اور ہٹ دھرمی سے سچی کلیسیا میں شریک نہیں ہوتے۔ بالکل سچ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی غلط مذہب میں پیدا ہوا ہے۔ اور اسی مذہب میں اُس نے تعلیم اور پرورش پائی ہے۔ اور وہ اپنے مذہب کی بابت کوئی شک نہیں رکھتا۔ یا اگر کوئی شک رکھتا ہو۔ اور وہ سچائی کے حاصل کرنے کی غرض سے سچے دل سے تحقیقات کرتا ہے۔ تو وہ (اگرچہ کلیسیا کا شریک نہیں ہے) نجات پائے گا۔ بشرطیکہ ایسا شخص ہوشیاری اور دینداری سے گناہوں سے باز رہے۔ اور خُدا کے حکموں کو مانے۔

س۔ یسوع مسیح کیا کہتا ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ جو آدمی کلیسیا کو نہ مانے۔ تو اس کو بُت پرست اور محصول لینے والے کے برابر جاننا چاہیئے" (متی ۱۸: ۱۷) اور پھر مسیح اپنے رسولوں کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ جو تمہاری سنتا ہے میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں ناچیز جانتا ہے مجھے ناچیز جانتا ہے۔ اور جو مجھے ناچیز جانتا ہے۔ اُسے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ ناچیز جانتا ہے۔ (لوقا ۱۰: ۱۶)

س ۱۰۔ اس مضمون کی بابت ابتدائی کلیسیا کا کیا ایمان یا عقیدہ تھا؟

ج۔ مقدس سائپرن کہتا ہے۔ کہ وہ جو کلیسیا کو اپنی ماں کے برابر نہیں مانتا ہے۔ درحقیقت وہ خدا کو اپنا باپ نہیں کہہ سکتا" (لب دے اُنٹ ایکل) (مقدس اگسٹینس کہتا ہے۔ کہ جو شخص کلیسیا کی شراکت کے باہر مرتا ہے۔ وہ دائمی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ گو وہ یسوع مسیح کے

نام کی خاطر زندہ بھی جلایا جائے۔" (اپ ۳، ۱۷) اور تمام مقدس بزرگ بالاتفاق یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ جیسے وہ تمام شخص جو نوح کی کشتی میں نہیں تھے طوفان کے پانیوں میں ہلاک ہوئے۔ ویسے ہی وہ شخص جو کلیسیا کے شریک نہیں ہیں ہلاک ہوں گے:۔

س۔ کیا انسانی عقل اس بات کو ثابت نہیں کرتی ہے۔ کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں سچ ہے؟

ج۔ ہاں کرتی ہے۔ کیونکہ اگر تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو۔ کہ یسوع مسیح نے کلیسیا کو قائم کیا۔ تو تم کو یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ ہر آدمی کا سب سے بڑا اور پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ اس کلیسیا کا شریک ہو۔ جو شخص جان بوجھ کر اور ہٹ دھرمی سے اس فرض کو انجام نہیں دیتا ہے۔ وہ بڑا گناہ کرتا ہے۔ اور اس لئے نجات نہیں پا سکتا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ تمام لوگوں کو دائمی سزا کے خوف سے سچے دل سے اس سچی کلیسیا کی تلاش کرنی چاہیے۔ اور اس کی شرکت میں ضرور ہی شامل ہونا چاہیئے۔ اگر وہ صاف دل اور دینداری سے اس کی تلاش کریں۔ تو خدا ان کی تحقیقات میں ان کا معاون و مددگار رہوگا۔ بہت سے ایسے شخص ہیں۔ جو محض اس وجہ سے پروٹسٹنٹ رہتے ہیں کہ وہ پروٹسٹنٹ مذہب میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ بہانہ کرتے ہیں۔ کہ اچھا اور ایماندار آدمی اپنا مذہب نہیں بدلتا۔ اگر کوئی شخص جھوٹے مذہب میں پیدا ہوا ہے۔ تو کیوں اس شخص کو اپنا مذہب تبدیل نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی اصول پر ایک یہودی ایک مسلمان اور ایک بت پرست انجیل کو رد کر سکتا ہے۔ اور خدا کے سامنے بے گناہ ٹھیرایا جا سکتا ہے۔ تو پھر مسیح نے کیوں مصیبت اٹھائی؟ کیوں رسول تمام دنیا میں وعظ کرتے پھرے اس دنیا کے معاملات میں بیوقوف لوگ ہی اپنی غلطیوں میں ہٹ دھرمی کرتے رہتے ہیں۔ گو اس ہٹ سے اُن کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر دنیا کے معاملات میں یہ حال ہے۔ تو پھر کیوں عقلمند لوگ اپنے جھوٹے مذہب کو مسیح کے مذہب کی خاطر نہیں بدل لیتے۔ تاکہ ان کو دائمی نجات حاصل ہو؟

س۔ تم ان بہت سے پروٹسٹنٹوں کی بابت کیا خیال کرتے ہو۔ جن کو اگرچہ کامل طور سے

یقین ہو گیا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا ہی سچی کلیسیا ہے۔ مگر خانگی وجوہات کے باعث یا دنیاوی فائدے اور ترقی کے باعث علانیہ طور سے اپنے ایمان کا اقرار نہیں کرتے ہیں؟

ج۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ "جو مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا۔ ابن آدم بھی جب اپنے اور باپ اور پاک فرشتوں کے جلال کے ساتھ آئے گا۔ اس سے شرمائیگا" (لوقا ۹: ۲۶) پھر کسی اور جگہ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ "جو کوئی ماں باپ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ میرے لائق نہیں" (متی ۱۰: ۳۷) اور آخرکار یسوع مسیح کہتا ہے۔ "کہ اگر کوئی آدمی ساری دنیا کو حاصل کرے۔ اور اپنی جان کا نقصان اٹھائے۔ تو اُسے کیا فائدہ ہوگا" (مرقس ۸: ۳۶)

تیسرا باب

صرف کلیسیا ہی سے ہم پاک نوشتہ حاصل کر سکتے ہیں

اوّل۔ پاک نوشتہ کیا ہے؟

س:۔ پاک نوشتہ کیا ہے؟

ج:۔ پاک نوشتہ کتابوں کا وہ مجموعہ ہے۔ جس کو ہم مستحکم طور سے مسیح کی لاخطا کلیسیا کی شہادت پر مانتے ہیں۔ کہ وہ رُوح القدس کے الہام سے لکھا گیا۔ اور کہ اس میں خُدا کا پاک کلام قلمبند ہے۔

س۔ لفظ بائبل کے کیا معنی ہیں؟

ج ۔ لفظ بائبل یونانی ہے۔ اس کے معنے کتاب کے ہیں۔ پاک نوشتہ فضیلت کے باعث کتاب مقدس کہلاتی ہے۔ کیونکہ یہ دوسری کتابوں پر ایسی ہی فوقیت رکھتا ہے جیسے کہ خدا انسانوں پر۔

س ۔ کتاب مقدس کے کتنے حصے ہیں؟

ج ۔ دو۔ پرانا عہدنامہ۔ اور نیا عہدنامہ

س ۔ پرانا عہدنامہ کونسا ہے؟

ج ۔ کتاب مقدس کا وہ حصہ جس میں یسوع مسیح سے پہلے کی لکھی ہوئی کتابیں شامل ہیں۔ پرانا عہدنامہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس پرانے عہد سے جو خدا نے اپنے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ کوہ سینا پر کیا تھا۔ تعلق رکھتا ہے۔

س ۔ نیا عہدنامہ کون سا ہے؟

ج ۔ کتاب مقدس کا وہ حصہ جس میں یسوع مسیح کے بعد کی لکھی ہوئی کتابیں شامل ہیں نیا عہدنامہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس نئے عہد کو جو خدا نے بنی آدم کے ساتھ کوہ کلوری پر کیا ظاہر کرتا ہے۔

س ۔ پرانے عہدنامہ کی کون کون سی کتابیں ہیں؟

ج ۔ پرانے عہدنامہ کی حسب ذیل کتابیں ہیں۔ پیدائش (تکوین) خروج۔ احبار۔ گنتی (عدد) استثنا۔ یسوع۔ قاضیوں کی کتاب۔ راعوت۔ سلاطین (ملوک) کی پہلی۔ دوسری تیسری۔ چوتھی کتاب۔ تواریخ (اخبار) کی پہلی اور دوسری کتاب۔ عذرا کی پہلی اور دوسری کتاب۔ طوبیا۔ یودت۔ آستر۔ ایوب۔ زبور کی کتاب۔ سلیمان کے امثال۔ واعظ۔ غزل الغزلات۔ حکمت کی کتاب۔ یشوع بن سیراخ کی کتاب۔ یسعیاہ۔ یرمیاہ۔ بارُوخ حزقیل دانیئل۔ ہوسیا۔ یوئیل۔ عاموس۔ عبادیاہ۔ یونا۔ میکاہ۔ نحوم۔ حبقوق۔ صفنیاہ۔ حجی۔ زکریاہ ملاخی۔ مکابیوں کی پہلی اور دوسری کتاب۔

س ۔ نئے عہدنامہ کی کون کون سی کتابیں ہیں؟

ج ۔ مقدس متی۔ مقدس مرقس۔ مقدس لوقا۔ مقدس یوحنا کی انجیلیں۔ رسولوں کے اعمال

مقدس پولوس کے چودہ خط یعنی ایک خط رومیوں کو۔ دو خط قرنتیوں کو۔ ایک خط گلاتیوں کو اور ایک خط افسیوں کو۔ اور ایک خط فلپیوں کو۔ ایک خط کلسیوں کو۔ دو خط تسالونیقیوں کو۔ دو خط تمطاؤس کو۔ ایک خط طیطس کو۔ ایک خط فلیموں کو۔ اور ایک خط عبرانیوں کو۔ مقدس یعقوب کا ایک خط۔ مقدس پطرس کے دو خط۔ مقدس یوحنا کے تین خط۔ مقدس یہوداہ کا ایک خط۔ اور مقدس یوحنا کا مکاشفہ۔

س۔ پاک نوشتوں کی بابت کاتھولک مسائل کیا ہیں؟

ج۔ کل کیتھولک اشخاص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پاک نوشتہ خدا کا سچا کلام ہے۔ اور اگر پاک نوشتہ مسیح کی لاخطا کلیسیا کے مطابق تفسیر کیا جائے۔ رسولی روایات سے اس کی تکمیل ہو۔ تب وہ ایمان کا لاخطا قاعدہ ہو جاتا ہے۔ پھر کاتھولک لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے واسطے۔ جو پاک نوشتہ کو خدا ترسی سے پڑھتے ہیں۔ یہ بہت مفید اور فائدہ مند ہے۔ مگر ساتھ ہی کاتھولک لوگ یہ بھی یقین کرتے ہیں۔ کہ صرف پاک نوشتہ ہی بذاتِ خود ایمان کا مکمل قانون نہیں ہے۔ اور کہ ہر ایک مسیحی کو نجات پانے کے لئے پاک نوشتوں کا پڑھنا ضروری بھی نہیں ہے۔

س۔ پاک نوشتوں کی بابت پروٹسٹنٹ مسائل کیا ہیں؟

ج۔ پروٹسٹنٹ لوگ عموماً کہتے ہیں۔ کہ پاک نوشتہ خدا کا کلام ہے۔ اور صرف یہی ایمان کا مکمل قانون ہے۔ علاوہ اس کے پروٹسٹنٹ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جو بات پاک نوشتہ میں صریح طور سے درج نہیں ہے۔ وہ ماننی نہیں چاہیئے۔ اور کہ ہر شخص کو اپنی ہی خاص سمجھ کے مطابق پاک نوشتہ کی تفسیر کرنے کا اختیار ہے۔ پھر پروٹسٹنٹ لوگ کہتے ہیں۔ کہ پاک نوشتہ کا پڑھنا ہر ایک مسیحی کے لئے نجات حاصل کرنے کی خاطر اشد ضروری ہے۔

س۔ کیا بائبل کے متعلق کیتھولک اصحاب اور پروٹسٹنٹوں میں کوئی اور بھی فرق ہے؟

ج۔ ہاں بڑا بھاری فرق ہے۔ پروٹسٹنٹ اصحاب بائبل کا بہت ذکر تو کرتے ہیں۔ اور شیخی مارتے ہیں۔ کہ وہ بائبل کی پوری طور پر پیروی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ وہی اُن کے لئے ایمان کا مکمل قانون ہے۔ لیکن درحقیقت وہ اپنے مطلب کو سدھ کرنے کے لئے

ایک آیت بائیبل کی ایک جگہ سے لے لیتے ہیں۔ اور دوسری دوسری جگہ سے۔ باقی حصّوں کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ان کی تعلیم کے حصّص ایسے نظر آتے ہیں کہ گویا بائیبل کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔

برعکس اس کے صرف کیتھولک ہی ہیں۔ جو بائیبل کے ہر الہامی لفظ کو مانتے ہیں بائیبل کی کوئی سطر ایسی نہیں۔ کہ وہ کسی کیتھولک ایمان کے خلاف ہو۔

س۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو۔ کہ واقعی معاملہ ایسا ہی ہے۔ جیسے آپ بیان کرتے ہیں۔

ج۔ یہ چھوٹی سی کتاب ہی ایک بدیہی ثبوت ہے۔ کہ معاملہ یونہی ہے۔ اس کے پہلے صفحہ سے آخری صفحہ تک ہم دیکھیں گے۔ کہ ہر امر متنازعہ میں پروٹسٹنٹ ہرزہ گوئی کے خلاف کیتھولک شخص اپنے ایمان کے ثبوت میں نوشتوں کی سند پیش کرتا ہے۔

دُوم۔ پاک نوشتوں کی سند کے بارہ میں

س۔ پاک نوشتوں کی سند سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج۔ ہمارا مطلب بائیبل کی قدرتی سند سے کہ وہ مستند۔ سچی اور قابل اعتبار وغیرہ وغیرہ کتاب ہے۔ نہیں، عام تنقیدی قاعدوں کے لحاظ سے ممکن ہے۔ ایسی قدرتی سند مان لی جائے۔ اور دراصل یہ مانی بھی جا چکی ہے۔ لیکن ہمارا مطلب سند سے مقدس نوشتوں کی فوق الفطرت سند ہے۔ کہ وہ خدا کا الہامی کلام ہے۔

س۔ پاک نوشتوں کی سند کس بات پر مبنی ہے؟

ج۔ پاک نوشتوں کی سند صرف مسیح کی لاخطا کلیسیا کی شہادت پر مبنی ہے پس کلیسیا کی شہادت سے انکار کرنا پاک نوشتوں کی سند سے منکر ہونا ہے۔ یعنی اگر ہم کلیسیا کو نہیں مانتے ہیں۔ تو یہ ضروری نتیجہ نکلے گا۔ کہ ہم پاک نوشتہ کو بھی نہیں مانتے۔ مقدس اگسٹینس کہتا ہے کہ اگر میں کلیسیا کی شہادت سے مجبور نہ ہوں۔ تو میں اناجیل کو بھی نہیں مان سکتا" (اپیٹ فونڈسی ۵) اور لوتھر کہتا ہے۔ کہ میں تسلیم کرتا ہوں پاپائے اعظم کے پیروؤں سے ان خدا کا کلام ہے۔ اور کہ ہم نے کتاب مقدس کو رُومی کلیسیا سے پایا ہے۔ اور مجھ کو یہ بھی

تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگر دُنیا میں رُومی کلیسیا نہ ہوتی تو ہمارے پاس کتابِ مقدس کا لفظ بھی نہ ہوتا کیونکہ ہم نے کتاب مقدس کو رُومی کلیسیا سے حاصل کیا ہے دقوم آن سنٹ جان۔ سی ۱۶۰) ر (Comm. on St: John ch. 16)

س۔ تم اس حقیقت کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ ہم اس حقیقت کو اس طرح ثابت کرتے ہیں۔ کہ اس میں کلام نہیں۔ کہ ایمان خدا کی فوق الفطرت بخشش ہے۔ مگر خدا اس بخشش کو صاحبِ عقل انسانوں کو عطا کرتا ہے جب خدا کسی بھید کو منکشف کرتا ہے۔ تو اس کا یہ منشا ہوتا ہے۔ کہ انسان اس عقل کو جو خدا نے اسے دی ہے۔ بالائے طاق رکھ دے۔ اور انسان کلیتہً اس کے مطیع رہے۔ پس انسان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے ایمان کے لئے وہ کافی وجوہ رکھے۔ یعنی کہ اس کا ایمان مستحکم بنیاد پر قائم ہو بہ الفاظ دیگر پیشتر اس کے کہ ہم اس سے ایمان کی توقع رکھیں۔ ضرور ہے کہ اُسے پختہ طور پر راستی سے معلوم ہو۔ کہ خدا نے کلام کیا۔ اور کیا کچھ کہا ہے۔ اس لئے انسانوں کو اپنے ایمان کے لئے کافی وجہ رکھنی چاہئے۔ یعنی ان کا ایمان ایک مضبوط بنیاد پہ قائم ہونا چاہیئے۔

س۔ اب زیادہ صاف طور سے پاک نوشتوں کی بابت بیان کرو؟

ج۔ ایک شخص کتاب مقدس اپنے ہاتھ میں لے کر یہ کہتا ہے۔ کہ یہ کتابوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں ناقابل سمجھ بھید درج ہیں۔ اور بہت صدیاں گذریں۔ کہ یہ بھید ایسی زبانوں میں قلمبند کئے گئے تھے۔ جو مدت سے متروک ہو گئی ہے۔ اور ان بھیدوں کو ایسے اشخاص نے لکھا ہے۔ جن کو میں بالکل نہیں جانتا۔ ان میں زمین اور آسمان کی باتیں خلقت کے شروع سے دُنیا کے آخر تک درج ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کتابیں کلام الٰہی ہیں۔ اور کہ یہ کتابیں رُوح القدس کے الہام سے لکھی گئی ہیں۔ مثلاً مقدس یوُحنا کا مکاشفہ جس میں اتنے بھید ہیں۔ جتنے کہ اُس کتاب میں لفظ ہیں۔ چاروں انجیلیں۔ داؤد کے زبُور۔ اور سلیمان کی غزل الغزلات جو دنیوی محبت کی مانند ہے۔ مجھے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تمام کتابیں کلامِ خدا ہیں۔ اور ان کو ایسی پختگی سے ماننا چاہیئے۔ جیسے کہ مانا جاتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور

کہ اس ایمان کی خاطر اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلے گا؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ وُہ آدمی کہے گا۔ کہ میں بلا تامل کلامِ خدا کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔ مگر مجھ کو پہلے معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ یہ بلا شبہ خدا کا کلام ہے۔ الہام فوق الفطرت اور نا دیدنی حقیقت ہے۔ اس حقیقت کے لئے شہادت چاہتا ہوں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پاک نوشتوں کے لکھنے والے مُلہم شخص تھے۔ کیونکہ انہوں نے بہت معجزے کئے ہیں۔ مگر اس بات کو مدت گذری۔ اور میں نے ان کو نہیں دیکھا ہے۔ میں ان معجزوں کے لئے شہادت چاہتا ہوں۔ اور نیز اس بات کی کہ نبیوں اور رسولوں نے دراصل ان کتابوں کو لکھا ہے۔ اور کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ یہی ٹھیک ترجمہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ علاوہ ازیں وہ شہادت لازمی طور پر بے خطا ہونی چاہئے۔ اگر ایسا نہیں تو غالباً پاک نوشتے بالکل دوسری کتابوں کی مانند ہیں۔ اور ہم تحقیق سے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ رُوح القدس سے لکھوائے گئے ہیں۔ مگر جو کچھ کہ ہم کتاب مقدس کی بابت جاننا چاہتے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ آیا یہ کلامِ خدا ہے یا نہیں۔

س۔ کاتھولک لوگ اس بات کا کیا جواب دیتے ہیں؟

ج۔ کاتھولک لوگ اس بات کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ خدا نے ہم کو پاک نوشتوں کی بابت کہ وہ کلامِ خدا ہے۔ ایک لاخطا شہادت عطا کی ہے۔ اور وہ شہادت کلیسیا ہے۔ کلیسیا پاک نوشتوں سے پہلے یعنی پرانے عہدنامہ اور نئے عہدنامہ کے زمانہ میں قائم تھی۔ الغرض پاک نوشتوں سے پیشتر کلیسیا موجود تھی۔ اور نجات کا راستہ سکھاتی تھی۔ اور یہ چار مستقل اور عجیب نشانیاں یعنی وحدانیت۔ پاکیزگی۔ عالمگیری۔ اور رسالت صاف صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا زندہ خدا کی کلیسیا۔ سچائی کا ستون اور نیو ہے (۱ تمطاؤس ۳ و ۱۵) اب جب کہ کاتھولک کلیسیا ہم کو بتاتی ہے۔ کہ ایسی کتابیں دراصل اور سچ مچ الہام الٰہی سے لکھی گئی ہیں۔ اور کہ وہ کلامِ خدا ہیں۔ اور کہ فلاں فلاں کتابیں الہامی ہیں۔ اور یہ کہ ان کے صحیح معنے کیا ہیں وغیرہ تو اس کی شہادت ہمارے ایمان کے لئے ایک کافی

وجہ اور بنیاد ہے۔ کیونکہ یہ خود خدا کی شہادت ہے۔ اور ہمارا ایمان اس سے مستقل رہتا ہے

س۔ اس بارہ میں پروٹسٹنٹوں کا کیا حال ہے؟

ج۔ وہ پروٹسٹنٹ جو کلیسیا کی شہادت اور اختیار کو نہیں مانتا۔ اور اس کی بے خطائی سے منکر ہوتا ہے۔ بائیبل پر سچا ایمان نہیں رکھ سکتا۔ اگر ہم اس سے پوچھیں۔ کہ کس طرح تم ثابت کر سکتے ہو۔ کہ بائیبل الہامی۔ اور خدا کا کلام ہے؟ کون سی کتابیں سچی اور الہامی ہیں؟ بلا تحریف اصل عبارت کہاں ملتی ہے؟ صادق کے معنے کیا ہیں۔ تو وہ ایسے سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اس کے لئے پاک نوشتہ بے معنی راز سربستہ ہے۔ اور حل نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ نہیں کہہ سکے گا۔ کہ آیا بائیبل میں دراصل کلام خدا درج ہے یا نہیں؟ پھر وہ بائیبل کے معنی کی بابت بھی تحقیق نہیں بتا سکتا۔ یہ حقیقت ان بہت مختلف اور متضاد تفسیروں سے جو پروٹسٹنٹ لوگ بائیبل کی کئی آیتوں کی نسبت کرتے ہیں۔ ظاہر ہوتی ہے۔

پس ہم اس کا کچھ مفصل حال بیان کریں گے۔

سوم۔ پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتوں کے الہامی ہونے کی نسبت صادق یقین ایمان نہیں رکھ سکتے

س۔ اس لفظ الہام سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج۔ لفظ الہام سے روح القدس کے وہ راز دار اور فوق الفطرت افعال مراد ہیں۔ جو تحریر کرنے والے کی مرضی کو متحرک کرتے ہیں۔ اور اس کو لکھنے کی طرف راغب کرتے اور اس کے دل کو منور کرتے ہیں۔ اور نیز اس کو وہ بات لکھنے کے لئے جو اس سے تحریر کرانی ہے۔ بتاتے ہیں۔ یہ تعریف ثابت کرتی ہے۔ کہ اگر ہم مسیح کی کلیسیا کی شہادت پر کتاب مقدس کو نہ مانیں۔ تو ہم صادق اور کاذب الہام کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے۔ اور نہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ کتاب مقدس کلام خدا ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم بائیبل کو کلام خدا خود بائیبل ہی کی شہادت سے مانتے ہیں؟

ج ۔ یہ دلیل بعید از قاعدۂ منطق ہے۔ کیونکہ پیشتر اس کے کہ ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ کتاب مقدس میں کلام خدا درج ہے۔ ہم کو اس بات سے پہلے معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ ماسوا اس کے کتاب مقدس صاف صاف طور سے اس بات کو ثابت نہیں کرتی ہے۔ کہ اس کی کون کون سی کتابیں الہامی ہیں۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ بائیبل الہامی کتاب ہے۔ کیونکہ اس کی اعلےٰ خوبیاں پڑھنے والوں کو خدا کی طرف مائل کرتی ہیں؟

ج ۔ نہیں کیونکہ کتابوں کی نسبت ہر ایک شخص کی پسندیدگی جداگانہ ہوتی ہے۔ مثلاً لوتھر مقدس یعقوب کے خط کو بھوسے کا خط کہتا ہے۔ اور اس سلئے اس کو رد کرتا ہے۔ برعکس اس کے کالون اسی خط کو سنہری خط کہتا ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کتاب مقدس کا الہامی ہونا ان پاک خیالات سے جو اس کے پڑھنے سے دل میں پیدا ہوتے ہیں ثابت ہوتا ہے؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ بہت اور کتابیں بھی ایسے خیالات پیدا کر سکتی ہیں۔ اور پاک نوشتوں کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر وہ بڑی احتیاط کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ جن کو ان کا کامل علم ہے۔ نہ پڑھی جائیں۔ تو بجائے پاک خیالات پیدا کرنے کے اغلباً بہت مختلف طور کی رغبتوں کو اکسائیں گی۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم کو فرداً فرداً خدا کے اصلی کلام کے پہچاننے کا روح القدس سے الہام ہوا ہے؟

ج ۔ بعض پرانے پروٹسٹنٹ خیال کرتے تھے۔ کہ ہم فرداً فرداً سچے پاک نوشتوں کے پہچاننے کے لئے روح القدس سے ملہم ہوئے ہیں۔ مگر زمانۂ حال کے پروٹسٹنٹ بالعموم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کوئی عقلمند اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ روح القدس ایک پروٹسٹنٹ کو یہ الہام دے۔ کہ تو فلاں فلاں کتابوں کو کلام خدا مان۔ اور دوسرے کو یہ الہام

کہ تو اُن کو کلام خدا نہ مان۔ مثلاً رُوح القدس انگلستان کے پروٹسٹنٹوں کو یہ الہام نہیں دے سکتا۔ کہ تم عبرانیوں کے خط کو سچا الہامی نوشتہ مانو۔ اور وہی رُوح القدس جرمنی کے پروٹسٹنٹوں کو اس بات کا الہام کرے۔ کہ تم اس خط کو سچا الہامی نوشتہ نہ مانو۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل بھی ہے؟

ج۔ مسلمان لوگ قرآن کی بابت ٹھیک یہی کہتے ہیں۔ جیسے کہ پروٹسٹنٹ لوگ بائبل کی بابت کہتے ہیں۔ مسلمان قرآن ہی کی شہادت سے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ کلام خدا ہے۔ وہ اس کی افضل فوقیت۔ اس کی عجیب دلچسپی۔ اور اس کے پاک خیالات سے۔ جو اس کے پڑھنے سے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ کیا ایسی وجوہات کسی پروٹسٹنٹ خادم الدین کو قرآن پر یقین کرنے اور ایمان لانے کی طرف مائل کریں گی؟

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جو پروٹسٹنٹ تعصب کو چھوڑ کر خود بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی تحقیق کے ساتھ نہیں جان سکتا۔ کہ پاک نوشتہ الہامی ہے یا نہیں اور کہ پاک نوشتہ کلام خدا ہے یا کلام انسان۔ اور کہ پاک نوشتہ آسمان کے بھیدوں کا مکاشفہ ہے۔ یا کہانیوں کا مجموعہ؟ اس لئے کوئی درمیانی راستہ نہیں ہے۔ یا تو تم پاک نوشتہ کو کاتھولک کلیسیا کے ہاتھوں سے حاصل کرو۔ اور اس کلیسیا کی شہادت پر اس کو مانو۔ یا تم اپنے تئیں پاک نوشتہ کی بابت لگاتار شکوک اور پریشانیوں میں پڑ جاؤ۔ اور ہمیشہ برگشتہ رہو

چہارم۔ پروٹسٹنٹ لوگ تحقیق کے ساتھ نہیں جان سکتے کہ کون کونسی کتابیں الہامی ہیں اور اسکے قانون میں شامل ہیں

س۔ پاک نوشتہ کے قانون سے کیا مراد ہے؟

ج۔ قانون یونانی لفظ ہے۔ جس کے بالکل ٹھیک معنی قاعدہ یا طریقہ کے ہیں۔ مگر بعض وقت یہ لفظ فہرست یا مجموعہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پاک نوشتہ کا قانون ان کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جن کو کلیسیا الہامی مان کر بطور خدا کے کلام کے قبول کرتی ہے۔

س۔ پاک نوشتوں کے قانون کو کس نے بنایا؟

ج۔ پرانے اور نیز نئے عہد کے زمانہ میں پاک نوشتوں کا قانون کلیسیا کے پورے پورے اختیار سے بنایا گیا۔ پرانے اور نئے عہدنامہ کی کتابوں کی نسبت کلیسیا نے فیصلہ کیا۔ کہ کون کون سی کتابیں قبول کرنی چاہیئں۔ اور کون کون سی کتابیں ترک کر دینی چاہیئں۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ درحقیقت یہی بات ہے۔ اور پروٹسٹنٹ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ بات درست ہے۔ عام عقل صاف صاف طور سے بتاتی ہے۔ کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ کہ آدمی الہامی نوشتوں کی تعداد کو کسی دوسرے طریقہ سے ماننے۔ یعنی آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ پاک نوشتوں کا قانون بجز کلیسیا کے فیصلہ کرنے کے کسی اور طرح سے بنا ہو۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ صرف کاتھولک لوگ ہی تحقیق کے ساتھ مانتے ہیں۔ کہ پاک نوشتوں کی کون کون سی کتابیں الہامی ہیں۔ کیونکہ وہ ان کتابوں کو لاخطا کلیسیا سے حاصل کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی پروٹسٹنٹ کتاب مقدس کو پڑھتا ہے۔ تاوقتیکہ پہلے یقین نہ کر لے کہ جو کچھ وہ پڑھتا ہے۔ لاخطا کلیسیا کی شہادت پر کلام خدا ہے۔ تب تک وہ تحقیق نہیں کر سکتا کہ جو وہ پڑھتا ہے۔ کلام خدا ہے۔ ہمیشہ جھوٹے اور سچے بعل کے نبی ہوتے چلے آئے ہیں۔ اگر کوئی خطاکار کلیسیا ہو۔ جو گمراہی میں پڑ جائے۔ تو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کیا نتیجہ ہوگا۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم قانونی کتابوں کو ان کے ناموں سے پہچانتے ہیں؟

ج۔ اگر ہم مقدس متی اور مقدس یوحنا کی انجیل کو محض اس لئے مانیں۔ کہ ان انجیلوں پر اُن رسولوں کے نام ہیں۔ تو ایسے ہی ہم کو مقدس تھوما اور مقدس برتھولما کی انجیلوں کو بھی (جن کو تمام مسیحی غیر معتبر انجیلیں (اپوکریفا) جان کر رد کرتے ہیں) قبول کرنا چاہیئے۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ نئے عہدنامہ کی کتابوں کو ہم روایت کی شہادت پر مانتے ہیں۔ اور پرانے عہدنامہ کی کتابوں کو اس وجہ سے مانتے ہیں۔ کہ نئے عہدنامہ میں ان کا ذکر یا حوالہ دیا ہوا ہے۔

ج۔ نہیں۔ کیونکہ اوّل تو وہ لوگ روایت کو قاعدۂ ایمان نہیں مانتے۔ اور اگر وہ روایت کو قاعدۂ ایمان مانیں۔ تو وُہ پروٹسٹنٹ مذہب کی خاصیت کو کھو دیتے ہیں۔ دوسرے پروٹسٹنٹ لوگ پرانے عہدنامہ کی گیارہ کتابوں کو جن کا نئے عہدنامہ میں بالکل ذکر نہیں آیا مانتے ہیں۔ اور وہ کتابیں حسب ذیل ہیں۔ یعنی قاضیوں کی کتاب۔ رُوت۔ سموئیل کی پہلی کتاب۔ سلاطین کی دُوسری کتاب۔ تواریخ کی پہلی اور دوسری کتاب۔ عزرا کی کتاب۔ آستر واعظ۔ غزل الغزلات۔ عبادیاہ۔ صفنیاہ کی کتاب۔ علاوہ ازیں پروٹسٹنٹ لوگ چھ یا سات پرانے عہدنامہ کی کتابوں کو رد کرتے ہیں۔ جن کا حوالہ نئے عہدنامہ میں دیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے نام نہیں دیئے گئے ہیں۔ یعنی لوقا ۱۲ باب ۱۹ آیت میں یسوع بن سیراخ ۱۱ باب ۱۹ آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔

رُوم ۱: ۲۰ میں حکمت ۱۳: ۱ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

یعقوب ۱: ۱۰ آیت میں یسوع بن سیراخ ۱۴: ۱۸ کا حوالہ موجود ہے۔

یعقوب ۱: ۱۱ آیت میں یسوع بن سیراخ ۳: ۱۴ کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نوٹس سریس لیبورس اپوکرافیس جلینوا ۱۸۲ Notie Sur les livres apocryphes Geneve 1828

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل ہے؟

ج:۔ ہاں ہے۔ اور بہت قوی دلیل ہے۔ پروٹسٹنٹ لوگ کبھی آپس میں متفق نہیں ہوتے کہ پاک نوشتوں کی الہامی کتابیں کون کون سی ہیں۔ مثلاً لُوتھر نے عبرانیوں کے خط۔ مقدس یعقوب اور یہوداہ کے خطوط کو۔ مقدس پطرس کے دوسرے خط کو۔ مقدس یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط کو اور مکاشفہ کو اور علاوہ ان کے پُرانے عہدنامہ کی چھ یا سات کتابوں کو الہامی کتابوں میں سے خارج کر دیا۔ برخلاف اس کے کالون نے نئے عہدنامہ کی یہ سب کتابیں مان لیں۔ جن کو لُوتھر نے خارج کر دیا تھا۔ پروٹسٹنٹ لوگ ہم کو نہیں بتاتے۔ کہ کس

اختیار سے لُوتھر اور کالون نے پاک نوشتوں کے ان حصّوں کو اپنی مرضی سے ردّ کر دیا۔ بائبل سُوسائٹیاں بھی جو کالون کی اس مختصر بائبل کو چھاپتی ہیں ہم کو نہیں بتائی ہیں۔ کہ کس اختیار سے لُوتھر اور کالون نے ایسا کیا۔ شہر سٹراسبرگ (Strasburg) میں ۱۵۹۸ء میں پروٹسٹنٹوں نے نئے عہدنامہ میں سے چار یا پانچ کتابیں خارج کیں۔ اور قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور (۴) برس کے بعد یعنی ۱۶۰۲ء میں پھر ان کتابوں کو نئے عہدنامہ میں شامل کر دیا۔ اس امر کا ثابت کرنا آسان ہے۔ کہ کوئی بھی کتاب۔ نیز انجیل کی چار کتابیں ایسی نہیں ہیں۔ جن سے کم و بیش بہت سے پروٹسٹنٹ خادم الدین منکر نہیں ہوئے ہیں۔ یعنی بہت پروٹسٹنٹ خادم الدینوں نے ان سے کسی نہ کسی طرح سے انکار کیا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ پہلے ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ نہ تو تحقیق کے ساتھ پاک نوشتہ کی اصلی کتابوں کو مانتے ہیں۔ اور نہ جان سکتے ہیں۔ اور اسی لئے پاک نوشتوں پر پورا ایمان نہیں رکھ سکتے ہیں۔ دوسرے اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ یا تو تم لاخطا کلیسیا کی شہادت پر تمام شرعی کتابوں کو مانو۔ یا پاک نوشتوں کی تمام کتابوں سے یا کم از کم اُن میں سے چند کتابوں سے منکر ہو جاؤ۔

پنجم۔ پروٹسٹنٹ لوگ تحقیق کیساتھ نہیں جان سکتے۔ کہ آیا اُن کے بائبل کے ترجمے درست ہیں یا نہیں؟

س۔ پاک نوشتے کی اصلی زبان کیا ہے؟

ج۔ پرانا عہدنامہ (سوائے چند حصّوں کے جو کلدی یا آرمی۔ شامی اور یونانی زبان میں لکھے گئے تھے) اور بہت حصّہ نئے عہدنامہ کا یونانی میں لکھا گیا تھا۔ مقدس متی کی انجیل عبرانی زبان میں اور مرقس کی انجیل لاطینی زبان میں لکھی گئی تھی۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ پکا پروٹسٹنٹ ہونے کے لئے ہر شخص کو عبرانی یونانی اور لاطینی زبانوں سے کامل واقفیت ہونی چاہیئے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی مسئلہ یہ ہے۔ کہ کلام خدا اور انسان کے درمیان کوئی درمیانی انسانی مداخلت یا اختیار نہیں ہونا چاہیے مگر وہ پروٹسٹنٹ جو پاک نوشتے کے ترجمہ کو پڑھتا ہے۔ اپنے اور کلام خدا کے درمیان ایک خطاکار مترجم کی انسانی مداخلت رکھتا ہے اور اس لئے اس کا ایمان جب تک کہ وہ خود اصلی زبانوں کو نہیں پڑھ سکتا۔ مشکوک شہادت یعنی مترجم کی شہادت پر موقوف رہتا ہے۔

اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ چونکہ پروٹسٹنٹ قاعدہ ایمان کے مطابق خدا کے کلام ہی کو پڑھنا ہر ایک مسیحی کی نجات کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے بہشت کے دروازے سوائے ان چند شخصوں کے لئے جو مختلف مذکورہ بالا زبانوں کو پورے طور سے جانتے ہیں بند ہیں۔ علاوہ اس کے ان کو ایک اور دقت بھی پیش آئے گی۔

س۔ وہ کون سی دقت ہے؟

ج۔ وہ دقت یہ ہے۔ کہ اس امر کو لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہودیوں نے پرانے عہدنامے کی اصلی عبارت میں چند فقروں کی اس غرض سے کہ مسیح کی نسبت نبیوں کی جو پیشینگوئیاں ہیں۔ کمزور پڑ جائیں۔ تحریف کر دی ہے۔ مثلاً زبور ۱۶:۲۲ جو پروٹسٹنٹ بائیبل میں ہے اس کی اصلی عبرانی عبارت حسب ذیل ہے۔ کہ انہوں نے میرے ہاتھ اور پاؤں کو چھیدا" یہ صاف پیشینگوئی ہے۔ کہ خداوند مسیح صلیب پر چڑھتا ہے۔ ایک حرف علت کے بدل دینے سے یہودیوں نے اس مذکورہ آیت کو یہاں یوں بدل دیا کہ "میرے ہاتھ اور پاؤں مثل شیر کے ہیں" جو بالکل بے ہودہ الفاظ ہیں۔

یہی حال پہلے زمانے کے بدعتی لوگوں نے نئے عہدنامہ کی اصلی عبارت کے ساتھ کیا اور ایسا کرنے سے پاک نوشتوں کی موجودہ کتابیں اصلی زبانوں میں بہت سی آیتوں میں کم و بیش مختلف ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ شخص بھی جو عبرانی اور یونانی زبانوں کو پڑھتے ہیں۔ پاک نوشتوں کی اصلی عبارت کی بابت کوئی وثوق نہیں رکھ سکتے۔ جب کہ ایک لاخطا فیصلہ کرنے والا ان کو نہ بتائے۔ کہ اصلی عبارت کیا ہے؟

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ جواب نہیں دے سکتے۔ کہ انکو ان کے مترجموں پر پورا اطمینان ہے؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ ان مترجموں نے مختلف اور بعض وقت متضاد ترجمے کئے ہیں۔ مثلاً زوانگلس (Zwinglius) کہتا ہے۔ کہ لوتھر نے کلام خدا کی بُری طرح تحریف کی ہے۔ برخلاف اس کے لوتھر جواب دیتا ہے۔ کہ زوانگلس نے تحریف کی۔ اسی طرح بیضا نے اکولمپیدیس (Æcolampadius) کے ترجمے کو رد کیا۔ اور کسٹالیو[1] نے بیضا کے ترجمہ کو ناقص کہا۔ پروٹسٹنٹ بشپ ڈونسٹل نے بائبل کے پہلے انگریزی ترجمہ میں دو ہزار غلطیاں نکالیں۔ پروٹسٹنٹ ڈاکٹر براؤٹن کہتا ہے۔ کہ انگریزی بائبل میں اتنی تحریف ہے۔ کہ ہزار ہا رُوحیں ان کے ذریعہ دوزخ کی آگ میں جا سکتی ہیں۔ خود مترجم معترف ہیں۔ کہ ہم کو یقین نہیں۔ کہ انہوں نے ہر آیت میں کلام خدا کے صحیح معنے ظاہر کئے ہیں۔ لیکن ہم نے صرف وہ معنی دیئے ہیں۔ جو ہماری سمجھ میں ٹھیک ہیں۔" (کینن۔ تھرڈ ایڈیشن۔ پی ۴۹) (Keenan 3rd Edit. p. 49)

س ۔ کیا دورِ حاضرہ میں جو پروٹسٹنٹ انگریزی بائبل ملتی ہے۔ وہ پہلی سے اچھی نہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ ایک سو چار سال ہوئے (یعنی سنہ ۱۸۲۲ء) میں اس مضمون پر انگلستان کے بڑے دار العلوم آکسفورڈ اور کیمبرج کے وائس چانسلرز کی خدمت میں ان دار العلوم کے دس چوٹی کے علماء نے ایک معرُوضہ نامہ پیش کیا۔ اس میں یہ شکایت تھی۔ کہ نئی بائبل کی جلد جو یونیورسٹی کے چھاپہ خانہ میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں بادشاہ جیمس اوّل کی منظور شدہ بائبل سے کئی مقامات میں اختلاف ہے۔ چھاپہ خانہ کی غلطیوں سے قطع نظر کرکے بھی بے شمار دیگر غلطیاں ہیں۔ جو عمداً بائبل کے اندر گھسیڑ دی گئی ہیں۔ کہ انہوں نے صرف تکوین یعنی پیدائش ہی کی کتاب میں ۵۰۰۔ مزامیر میں ۶۰۰۔ مقدس متی کی انجیل میں ۴۱۶ تحریفیں کی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے بخوبی ثابت ہے کہ پروٹسٹنٹ اصحاب حق کی چنداں پروا نہیں کرتے

س ۔ خود لوتھر اک نوشتوں کے اپنے ہی ترجمے کی بابت کیا تسلیم کرتا ہے؟

ج ۔ وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس نے مقدس پولوس کی حسب ذیل آیت میں لفظ صرف "بڑھا" ہم سمجھتے ہیں کہ آدمی ایمان سے راستباز ٹھہرتا ہے۔" لوتھر ترجمہ کرتا ہے۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ

[1] Castalio

آدمی صرف "ایمان سے راستباز ٹھہرتا ہے" (رومیوں ۳: ۲۸)

س۔ جب لوتھر کو کلامِ خدا میں لفظ "صرف" بڑھانے کے سبب ملامت کی گئی۔ تو اُس نے کیا جواب دیا؟

ج۔ لوتھر نے جواب دیا کہ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ لفظ "صرف" مقدس پولس کی عبارت میں نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی پاپسٹ اس مضمون کے متعلق تم کو تنگ کرے۔ تو اُس سے کہو۔ کہ ڈاکٹر مارٹن لوتھر کی یہی مرضی تھی۔ کہ یہ لفظ بڑھایا جائے۔ اور یہ بھی کہو۔ پاپسٹ اور گدھے میں فرق نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ یہ لفظ "صرف" میرے نئے عہدنامے میں قائم رہے گا۔ جب تک کہ تمام پاپسٹس سد سے نہ مر جائیں (لوتھرس ورکس ٹوم ۳ پی پی ۱۴۱ اینڈ ۱۴۴) کیا اب ہم پروٹسٹنٹ ترجموں پر اطمینان رکھ سکتے ہیں۔

س۔ بائبل سوسائٹیوں کے ترجموں کا کیا حال ہے؟

ج۔ مئی ۱۸۵۶ء (سو سال ہوئے) ایک رسالہ بعنوان "میں بائبل سوسائٹی کا ممبر کیوں نہیں بنتا" ڈاکٹر بیسی دل ملکۂ انگلستان کے پروٹسٹنٹ چیپلن نے شائع کیا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی سوسائٹی کفرانہ طور پر جرأت کرتی ہے۔ کہ قادرِ مطلق کے الہام کی کس طرح تحریف کرے۔ اور پھر اپنے مددگاروں پر بھروسہ رکھتی ہے۔ اور اپنے ایجنٹوں کی گویا طالب علموں کی مشق کی کاپیوں کو خدا باپ کا کلام کہتی ہے۔ تو مسیحی کا خون سرد ہو جاتا ہے۔ ایسے ایسے ترجموں کی اشاعت کو اس سوسائٹی کی میٹنگوں میں کئی بار کافرانہ طور پر زبانوں کی بخششوں کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے۔ ایسے طریقہ کے ساتھ وہ لوگ ہمدردی کرتے ہیں۔ ایسے مقاموں پر وہ لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔ جو خود کو پرہیزگار اور ذی فہم تصور کرتے ہیں" (میپ جنوری ۱۸۵۲ء)

س۔ تم پاک نوشتوں کی کیتھولک عبارت کی بابت جس کو عموماً "ڈگلٹ" کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہو؟

ج۔ بڑے بڑے پروٹسٹنٹ عالمانِ دینِ الٰہی پاک نوشتوں کی کیتھولک عبارت کو بہت

Luther's works tom. 3 pp. 141 and 144

عمدہ کہا ہے۔ بیضا جو پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں سے ایک ہے کہتا ہے "میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ پرانے مترجموں نے پاک نوشتوں کو بڑی عجیب صداقت اور دیانتداری کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ "ولگٹ" کو میں عموماً کل ترجموں پر ترجیح دیتا ہوں"۔ بیضا اِن پرلیف نوو ٹسٹ (Beza in Praef. Nov. Test.) گردیتوس (Gerdtius) کہتا ہے۔ کہ لاطینی ولگٹ پاک نوشتوں کے تمام حال کے ترجموں پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ ترجمہ بہت پرانا ہے۔ اور مغربی اور مشرقی کلیسیاؤں کی بڑی جدائی سے پہلے کیا گیا تھا۔ اور اس لئے اس ترجمہ میں کسی قسم کا تعصب اور طرفداری نہیں ہے" وغیرہ

س۔ تم ان سب امور سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جب پاک نوشتوں کا کوئی ترجمہ کلیسیا سے تصدیق کیا جاتا ہے۔ تو کاتھولک لوگ بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ کہ اس میں ایمان اور اخلاق کے متعلق کوئی غلطی نہیں ہے۔ مگر کوئی پروٹسٹنٹ اپنی بائبل پر پورا ایمان نہیں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جان نہیں سکتا۔ کہ آیا پاک نوشتوں کا ترجمہ اصلی عبارت سے کیا گیا ہے۔ اور دیانتداری کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پس کوئی درمیانی طریقہ نہیں ہے اگر تم مسیح کی لاخطا کلیسیا سے پاک نوشتے کو قبول نہ کرو اور نہ سیکھو۔ تب تک تم تحقیق کے ساتھ جان نہیں سکتے ہو۔ کہ وہ کتاب جو کتاب مقدس کہلاتی ہے۔ دراصل سچ مچ کلام خدا ہے۔

ششم۔ پروٹسٹنٹ لوگ تحقیق کیساتھ معلوم نہیں کر سکتے کہ پاک نوشتوں کے صحیح معنی کیا ہیں؟

س۔ تم کیوں کہتے ہو۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتوں کے صحیح معنے حقیقۃً نہیں جانتے

ج۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پاک نوشتوں کی بہت سی آیتیں جو دینی مسائل سکھاتی ہیں۔ ان کے بعض وقت مختلف اور بعض وقت متضاد معنی نکالے جا سکتے ہیں۔ مثلاً مسیح کے یہ چار لفظ۔ یعنی یہ میرا بدن ہے"۔ جو مسیح نے اقدس یوخارسٹ کے مقرر کرتے وقت کہے مختلف پروٹسٹنٹ

فرقوں نے تقریباً دو سو مختلف طریقوں سے سمجھے ہیں۔ ہاں بلکہ غلط سمجھے ہیں۔ چونکہ پروٹسٹنٹ مذہب میں خدا کی طرف سے مقرر شدہ کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے اُن لوگوں کے شک و شبہ کس طرح رفع ہوں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ کہ پاک نوشتہ کم از کم اُن اصُولِ دین کے سمجھنے میں جو نجات کے لئے ضروری ہیں۔ بہت صاف ہے؟

ج۔ وہ ایسا کہتے ہیں۔ مگر پاک نوشتہ خود اس کے خلاف سکھاتا ہے۔ مقدس پطرس۔ مقدس پولوس کے خطوط کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ اُن میں کئی ایک باتیں ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور وہ جو جاہل اور بے قیام ہیں۔ اُن کے معنی کو جس طرح دوسرے نوشتے کے بھی، اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں" (۲ پطرس ۳: ۱۶)

س۔ خود لوتھر کے قول کا حوالہ دو؟

ج۔ لوتھر کہتا ہے۔ کہ پاک نوشتے کے معنوں کو بخوبی سمجھنا بالکل ناممکن ہے۔ ہم الفاظ کو سطحی طور پر جان سکتے ہیں۔ مگر اصلی گہراؤ کو پہچاننا انسانی عقل سے باہر ہے۔ علما نے دینِ الٰہی خواہ کچھ ہی کہیں۔ اور جو ان کی مرضی میں آئے کریں۔ مگر الٰہی کلام کے بھید ہماری عقل سے ہمیشہ باہر ہی رہیں گے یعنی ہم الٰہی بھیدوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ کس طرح انسانی عقل رُوح القدس کے الہاموں کو پُورے طور سے سمجھ سکتی ہے؟

Audin, Vie de Luther tom. 2 p. 339
(آوڈِن وائی ڈی لوتھر۔ ٹوم ۲ صفحہ ۳۳۹)

س۔ ہم رسولوں کے اعمال میں کیا پڑھتے ہیں؟

ج۔ جب حبشیوں کی ملکہ کنداکی کا وزیر اپنی گاڑی میں یسعیاہ نبی کی کتاب پڑھ رہا تھا تو رسول فیلبوس نے اس سے پوچھا۔ آیا جو کچھ تو پڑھتا ہے سمجھتا ہے؟ اس نے کہا۔ یہ کس طرح ہو سکے۔ جب تک کوئی مجھے نہ سمجھائے؟ میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ بتا نبی کس کے حق میں یہ کہتا ہے؟ کیا اپنے یا کسی دوسرے کے حق میں؟ تب فیلبوس نے اپنی زبان کھول کے اُسی نوشتے سے شروع کر کے یسوع کی خوشخبری اسے دی۔ (اعمال ۸: ۳۰-۳۵)

مذکورہ بالا حقیقت صاف صاف ثابت کرتی ہے۔ کہ دیندار لوگوں کے واسطے بھی پاک نوشتہ قریباً بے فائدہ ہوگا۔ اگر اس کے معنی سمجھانے کے لئے ہمارے پاس مقرر شدہ استاد نہ ہو۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے۔ کہ ہم کو بائبل کے صحیح معنی سمجھانے کے لئے فرداً فرداً الہام ہوتا ہے؟

ج۔ وہ ایسا کہتے ہیں۔ مگر اُن کا یہ قول بیہودہ اور کفر گوئی ہے۔ کیونکہ کون خیال کر سکتا ہے کہ رُوح القدس متضاد مسائل سکھا سکتا ہے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کا ایک ہی رُوح لُوتھر کے پیروؤں کو یہ تعلیم دے۔ کہ وہ یوخارسٹ میں انجیل کی شہادت سے مسیح کی حقیقی موجودگی ثابت کریں۔ اور کالوِن کے پیروؤں کو اس کے خلاف تعلیم دے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ رُوح القدس اپسکوپلین لوگوں کو یہ سکھائے۔ کہ کلیسیا میں بشپوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور پریسبیٹرین لوگوں کو یہ سکھائے۔ کہ کلیسیا میں بشپوں کا ہونا ایک ملعُون اور شیطانی تدبیر ہے؟

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ مشکل یا مشکوک آئتیں آسان آیتوں سے صاف ہو جاتی ہیں؟

ج۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو وہ اتنے فرقوں میں کیوں تتر بتر ہو رہے ہیں؟ اور ہر ایک شخص فخر سے کہتا ہے۔ کہ صرف وہ آئتیں جو اس کے خاص مسائل کو تقویت دیتی ہیں صاف ہیں؟ ہر فرقہ درجنوں آیات اپنے خاص مسائل کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ اور دوسرے فرقہ کے مسائل کو رد کرتا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ اوّل یہ کہ کاتھولک پاک نوشتے کے صحیح معنوں کو بالتحقیق جانتے ہیں۔ کیونکہ کلیسیا اُنکے لئے لاخطا مُفسّر ہے۔ دوُم یہ کہ پروٹسٹنٹوں کو پاک نوشتے کے صحیح معنی حقیقۃً معلوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ خود ایسے کام کا سرانجام سنبھال چکے ہیں۔ جس کو بڑے بڑے اصلاح کرنے والے بھی ناممکن خیال کر چکے ہیں۔ سوُم۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یا تو تم کلامِ خدا کو مسیح کی لاخطا

کلیسیا سے قبول کرو۔ ورنہ تم کبھی حقیقت میں نہیں کہہ سکتے کہ تم کلام خدا کے معنی کو سمجھتے ہو۔ اور اس لئے تمہارا اس میں کوئی صحیح ایمان نہیں ہو سکتا۔

س۔ پاک نوشتے کی بابت پروٹسٹنٹ لوگوں کی دقتوں کو مختصراً بیان کرو

ج۔ بے تعصب پروٹسٹنٹ جو کلیسیا کے اختیار کو رد کرتا ہے۔ اور پاک نوشتے کو اپنی ہی خاص تفسیر کے مطابق سمجھتا ہے۔ پاک نوشتے پر کوئی پکا ایمان نہیں رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ ان دقتوں کی طرف متوجہ ہو۔ اور ان کو جانچے۔ تو وہ حسب ذیل نتیجہ نکالے گا

(۱) ممکن ہے کہ چند نوشتے الہامی ہوں۔

(۲) ممکن ہے۔ کہ پاک نوشتوں میں خدا کا کلام درج ہو۔

(۳) ممکن ہے۔ کہ یہ ترجمہ جو میرے ہاتھ میں ہے سچا ترجمہ ہو۔

(۴) ممکن ہے۔ کہ یہ اصلی معنی ہوں۔

اب میں یہ امر پڑھنے والے کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔ کہ ان چار امکانات یا شکوک پر کس کا ایمان پختہ ہو سکتا ہے۔

ہفتم۔ پاک نوشتوں کی تلاوت

س۔ کیا پاک نوشتوں کی تلاوت تمام مسیحیوں کے لئے ضروری ہے؟

ج۔ پاک نوشتوں کی تلاوت صرف ان لوگوں کیلئے ضروری ہے جن کا کام دوسروں کو سکھانا ہے۔ یعنی کلیسیا کے چرواہوں کے لئے پاک نوشتوں کا پڑھنا لازمی ہے۔ کیونکہ کاہنوں کے ہونٹ معرفت کے محافظ ہوں گے۔ اور وہ ان کے منہ سے شریعت کی تلاش کریں گے" (ملاکی ۲: ۷) گو پاک نوشتے کا پڑھنا ایماندار لوگوں کے لئے جو ان کو خلوص دل سے پڑھتے ہیں۔ اور پورا علم رکھتے ہیں۔ بہت مفید ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ہر ایک شخص کو کتاب مقدس پڑھنی لازمی ہے اور اس کا پڑھنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ ایک جھوٹ۔ کفر اور یاوہ گوئی ہے۔

س۔ تم اس کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج۔ یہ مسئلہ اس وجہ سے جھوٹ ہے۔ کہ نہ تو یسوع مسیح نے۔ نہ رسولوں نے کبھی ایسا حکم

دیا ہے۔ ریفارمیشن کے زمانہ تک مسیحی دُنیا میں کسی نے کبھی یہ مسئلہ نہ سنا تھا۔ کہ ہر ایک شخص کو نجات حاصل کرنے کے لئے کتابِ مقدس کا پڑھنا ضروری ہے۔ کلیسیا کی تاریخ بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ لوتھر کے زمانے سے پہلے بدعتی لوگ بھی خیال نہیں کرتے تھے۔ کہ نجات پانے کے لئے کتابِ مقدس کا پڑھنا ضروری ہے۔

یہ مسئلہ کفر اس درجے ہے۔ کہ اگر نجات کا حاصل کرنا کتابِ مقدس ہی کے پڑھنے پر منحصر ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ دنیا کے آغاز سے چھاپہ کی ایجاد تک جو ۵۴ صدیاں گزریں اُن میں اُس رحیم خدا نے جو ہمارے لئے صلیب پر موا۔ ایک انبوہِ کثیر کے لئے نجات حاصل کرنا ناممکن کر دیا تھا۔ گویا خدا تعالےٰ چھاپہ کے ایجاد ہونے تک بنی آدم کی نجات کو ناممکن بناتا ہے۔

یہ مسئلہ حسبِ ذیل وجوہات کے باعث بیہودہ ہے۔

(۱) یہ کہ پاک نوشتوں میں کئی باتیں ہیں۔ جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور وہ جو جاہل اور بے قیام ہیں۔ ان کے معنی کو اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں (۲ پطرس ۳: ۱۶)

(۲) یہ کہ اگر ہر ایک شخص کو اپنی ہی شخصی تفسیر کے مطابق کتاب مقدس سے اپنا مذہب بنانا ہے۔ تو کلیسیا کی وحدانیت قائم نہ رہے گی۔

(۳) یہ کہ وہ عوام الناس جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے حکموں پر چلتے ہیں۔ محض اس وجہ سے نجات نہ پا سکیں گے۔ کہ انہوں نے کتاب مقدس کو نہیں پڑھا۔ پروٹسٹنٹ طریقے کے موافق ان لوگوں کے لئے جن کو کتابِ مقدس پڑھنے کی فرصت نہیں ہے۔ اور غریبوں کے لئے جن کو یسوع مسیح بہت پیار کرتا ہے۔ نجات نہیں ہو سکتی ہے۔

س۔ کیا یسوع مسیح نے نہیں کہا ہے۔ کہ تم نوشتوں میں ڈھونڈتے ہو (یا ڈھونڈو) کیونکہ تم گمان کرتے ہو۔ کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اور یہ وہی ہیں۔ جو میرے لئے گواہی دیتے ہیں (یوحنا ۵: ۳۹)

ج۔ مذکورہ بالا الفاظ مضمونِ زیرِ بحث کے ساتھ کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ ہمارا منجی یہودی کاہنوں سے جن کا فرض لوگوں کو شریعت سمجھانا تھا۔ مخاطب تھا۔ پھر یہ بھی مشکوک ہے۔ کہ

اس نے اُنہیں حکم دیا۔ کیونکہ یُونانی لفظ "تم تلاش کرو" بیانیہ طریق ہے۔ "اور تلاش کرو" حکمیہ طریق ہے۔ اور مضمون میں بیانیہ طریقہ کی نسبت بیان غالب ہے "تم نوشتوں میں تلاش کرتے رہتے ہو۔ کیونکہ تم خیال کرتے ہو۔ کہ ان میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اور وہ میری نسبت شہادت دیتے ہیں" بہرنوع ان الفاظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ کہ نوشتوں کی شہادت کُل عوام الناس پر فرض ہے۔ اور اس کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ الفاظ تو فریسیوں پر بطور طعن استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ تم نوشتوں کو پڑھتے ہو۔ اور خیال کرتے ہو۔ کہ اُن سے تم کو ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے۔ تاہم تم اُسے نہیں مانتے۔ جس کی نسبت کُل نوشتے شہادت دیتے ہیں۔ اور صرف جس کے وسیلے اُن کو حقیقی زندگی ملتی ہے۔

س ۔ کیا مقدس پولوس نے طمطاؤس کی تعریف نہیں کی۔ کیونکہ طمطاؤس نے اپنے بچپن سے پاک نوشتوں کو پڑھا تھا؟ (۲ طمطاؤس ۳: ۱۵)

ج ۔ ایسے ہی کاتھولک کلیسیا اُن تمام لوگوں کی تعریف کرتی ہے۔ جو پاک نوشتوں کو نیک نیتی سے پڑھتے ہیں۔ اس بات پر غور کرو۔ کہ طمطاؤس بشپ تھا۔ جس کا فرض نہ صرف پاک نوشتوں کا پڑھنا تھا۔ بلکہ اوروں کو پاک نوشتوں کا سکھانا بھی تھا۔ رسُول اُسے یاد دلاتا ہے۔ کہ پاک نوشتوں کا مُطالعہ اس کے اعلےٰ فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ "تو بچپن سے مقدس کتابوں سے واقف ہے۔ وہ تجھے اُس ایمان کے وسیلے جو یسوع مسیح میں ہے نجات کی بابت تعلیم دے سکتی ہیں۔ سارا نوشتہ جو الہام سے ہے تعلیم کے اور الزام کے اور نصیحت کے۔ اور راستی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند ہے" (۲ طمطاؤس ۳: ۱۵، ۱۶) ان آیتوں سے یہ ظاہر ہے کہ کاہنوں اور بشپوں کو جن کا فرض تعلیم دینا۔ تنبیہ کرنا۔ سزا دینا اور راستی میں تربیت کرنا ہے۔ کتاب مقدس پڑھنی چاہیئے۔ لیکن ان آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ تمام مسیحیوں کو پاک نوشتوں کا پڑھنا بالکل لازمی ہے۔

س ۔ پھر کاتھولک کلیسیا کا اس بارے میں کیا قاعدہ ہے؟

ج ۔ کاتھولک کلیسیا اپنے پہلے مقدس پاپا بڑے اعظم پطرس کی نصیحت پر غور کر کے ہر طور کی احتیاط کرتی ہے۔ کہ جاہل اور بے قیام لوگ پاک نوشتے کو غلط طور سے سمجھ کر اپنی ہلاکت کا باعث

نہ ہوں۔ کیونکہ خدا کی شریعت ہمارے قدموں کے لئے چراغ اور ہماری راہوں کے لئے روشنی ہونی چاہیئے۔ (زبور ۱۱۹: ۱۰۵)

کاتھولک کلیسیا اُس اختیار سے جو یسوع مسیح نے اُس کو باندھنے اور کھولنے کا عطا کیا ہے۔ اُن لوگوں کو جو پاک نوشتوں کے پڑھنے سے رُوحانی فائدہ اٹھانا چاہتے۔ مروجہ زبانوں میں ان کے پڑھنے کی اجازت دیتی ہے۔ اور اُن لوگوں کے لئے جو پاک نوشتوں کے پڑھنے سے کوئی رُوحانی فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں۔ منع کرتی ہے۔

کاتھولک کلیسیا پروٹسٹنٹ ترجموں کے پڑھنے سے بھی منع کرتی ہے۔ کیونکہ وہ ترجمے کاٹے چھانٹے ہوئے اور غلط ہیں۔ علاوہ ازیں کاتھولک کلیسیا ان تمام ترجموں کے پڑھنے سے بھی روکتی ہے۔ جن ترجموں میں شرح نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سی آیتوں کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور آسانی سے اُن کے غلط معنی لگائے جا سکتے ہیں۔ اور ہلاکت کا باعث ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ تمام بدعتوں کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کاتھولک کلیسیا بائبل سوسائٹیوں کو جائز نہیں سمجھتی۔ کیونکہ وہ جو بائبلیں طبع اور شائع کرتی ہیں۔ وہ بھی مذکورہ بالا ممانعت کی ذیل میں داخل ہیں۔

رہا پاک نوشتوں کے ان ترجموں کی بابت جن کو کلیسیا نے منظور فرمایا ہے۔ اُن ترجموں ہی کے پڑھنے کے لئے نہ صرف اجازت دیتی ہے۔ بلکہ ایمانداروں کو ان ترجموں کے پڑھنے کی جانب مائل بھی کرتی ہے۔ کیونکہ پاک نوشتوں کے پڑھنے کی نسبت کوئی اور امر زیادہ مفید زیادہ تسلی بخش اور زیادہ روحانی فائدہ پہنچانے والی نہیں ہو سکتی ہے۔ (پائس ساتواں ٹو دی انگلش بشپس۔ ۱۸ اپریل ۱۸۲۰ء)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے ہیں کہ کاتھولک لوگوں نے پاک نوشتے کا کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ جب تک کہ پروٹسٹنٹوں کی مثال نے اُن کو پاک نوشتوں کا ترجمہ کرنے کے لئے مجبور نہ کیا؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ مذہب پیدا ہونے سے پہلے رائج الوقت زبانوں میں پاک نوشتوں کے بیس ترجموں سے زیادہ تھے لیلانگ بائبلوتھ سکرا لیپس ۱۷۰۹ء (Selong, Bibliotheca sacra Lipsia 1709

س. کیوں کاتھولک کاہنوں نے اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی پاک نوشتوں کا ترجمہ ہندوستانی زبان میں نہیں کیا؟

ج۔ اس وجہ سے کہ پاک نوشتوں کے ترجمے دیسی زبانوں میں نہ صرف مسیحیوں کے لئے بلکہ ہندو اور مسلمانوں کے لئے بھی غیر مفید ہوتے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے یوں۔ کہ جو صاحبان ہندوستان کے باشندوں کے حالات سے خوب واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ دیسی لوگ انگریزی رواجوں اور دستوروں سے نفرت رکھتے ہیں۔ پہلی ایک دو صدیوں تک یورپین لوگوں کے رواج اور دستورات سے ہندوستانیوں کے دلوں میں بہت ہی سخت نفرت تھی (گو اب یہ متعصبانہ خیالات روز بروز خواندہ اور تعلیمیافتہ دیسیوں کے دلوں سے بوجہ یورپین صاحبان کے روزانہ میل ملاپ کے کم ہوتے جاتے ہیں) لہٰذا ایسی حالت میں پاک نوشتوں کے ترجمہ سے یہ نتیجہ نکلتا کہ ہندوستانی یسوع مسیح کو بھی فرنگی سمجھتے اور اس کے مذہب کو بالکل ردّ کر دیتے۔

مسیحیوں کے لئے یوں غیر مفید ہوتے۔ کہ مسیحی اکثر نو مُرید تھے۔ اور وہ ایسے تھے جیسے کہ قرنتس کے لوگ جن کی بابت مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ جیسے اُن کو جو مسیح میں لڑکے ہیں۔ میں نے تمہیں گوشت نہ کھلایا۔ پر دودھ پلایا۔ کیونکہ تم کو طاقت نہ تھی۔ (۱ قرنتی ۳:۱۲) گوشت بذاتہٖ ایک فرحت بخش مقوی غذا ہے۔ مگر بچوں یا بیماروں کے لئے وہ مثلِ زہر ہے۔ اسی طرح سے پاک نوشتہ بھی بذاتِ خود نہایت مفید رُوحانی غذا ہے۔ مگر جاہلوں اور بے قیاموں کے لئے بھی پاک نوشتہ باعث ہلاکت ہے۔

س. ہر ایک شخص کو خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو۔ پاک نوشتوں کے دینے کے رواج کی بابت تمہاری کیا رائے ہے؟

ج۔ ہر ایک شخص کو بلا امتیاز یعنی عام طور پر پاک نوشتوں کے دینے سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ اکثر ہندو اور مسلمان پاک نوشتوں کا غلط استعمال کریں گے۔ اُن پر ہنسیں گے۔ اور اُن کی توہین کریں گے۔ تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوُا ہے۔ کہ محض پاک نوشتوں کے دینے سے ہندوستانی لوگ مسیحی نہیں ہوسکتے۔

س ۔ کیا ان بائبل دینے والوں کی بابت انجیل میں کوئی ایما نہیں ہے؟

ج ۔ ہاں ہے ۔ ان بائبل دینے والوں کے متعلق یسوع مسیح اپنے رسولوں کو حسب ذیل نصیحت کرتا ہے ۔ کہ پاک چیز کتوں کو مت دو ۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پامال کریں ۔" (متی ۷ : ۶)

چوتھا باب

صرف کلیسیا ہی سے ہم کو سچی روایت مل سکتی ہے

اوّل ۔ روایت کی سند کے بیان میں!

س ۔ روایت سے کیا مراد ہے؟

ج ۔ روایت سے کلامِ خدا کا وہ حصّہ مراد ہے ۔ جس کو گو مسیح یا روح القدس نے رسولوں پر منکشف کر دیا ہے ۔ مگر وہ یا تو بالکل کتاب مقدس میں درج نہیں ہے ۔ یا صاف طور پر اس تحریر سے واضح نہیں ہوتا ۔ بلکہ وہ مسیحیوں کو سینہ بہ سینہ اور پشت در پشت زبانی یا تحریری یا یادگاروں کے ذریعہ ملا ہوا ہے ۔

س ۔ اس امر کو ذرا اور بھی واضح طور سے بیان کرو؟

ج ۔ ہم کیتھولک ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح اور اس کے رسولوں نے زبانی کئی سچائیاں جو صحیفوں میں قلمبند نہیں ہوئیں سکھائیں (یوحنا ۲۱ : ۲۵) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمیں یہ سچائیاں مسلسل

روایت سے ملی ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ یہ روایت جس کو شروع سے کلیسیا کے ہر زمانے میں تمام عیسائی قوموں نے تسلیم کیا ہے معتبر ہے۔ الغرض ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ کلام خدا ہم کو دو طریقوں یعنی ایک بذریعہ پاک نوشتوں کے اور دوسرے بذریعہ روایت کے دستیاب ہوا ہے۔ اور کہ روایت پر حصر کرنا ایسا ہی ضروری امر ہے۔ جیسا کہ پاک نوشتوں کا ماننا لابدی ہے۔

س۔ کیا پاک نوشتوں میں تمام ضروری سچائیاں درج نہیں ہیں؟

ج۔ ہم خود مسیح کی شہادت سے جانتے ہیں۔ کہ تمام باتیں جو اُس نے اپنے باپ سے سُنی ہیں۔ اپنے رسولوں پر ظاہر کر دی ہیں (یوحنا ۱۵: ۱۵) اور کہ اُس نے رُوح القدس اُن پر نازل کیا۔ تاکہ وہ ان سچائیوں کو نہ بھُولیں۔ اور "میں باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ اور وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۲۶) ہم جانتے ہیں۔ کہ یسُوع مسیح اپنے جی اُٹھنے سے پہلے اور پیچھے خدا کی بادشاہت کی بابت کہتا رہا (اعمال ۱: ۳) یعنی یسوع مسیح کئی باتیں کلیسیا کی سچائیوں اور اس کے اخلاقی اور انتظامی قواعد وغیرہ کی بابت کہتا ہے۔

اب یہ کہنا کہ جو سچائیاں تین برس سے کچھ زیادہ عرصہ میں منکشف کی گئیں۔ پورے طور پر ایک چھوٹی سی کتاب میں جو چند گھنٹوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔ درج ہو چکی ہیں۔ ایک لغو بات ہے۔ علاوہ اس کے مقدس یُوحنا جو صریحاً بیان کرتا ہے۔ کہ اور بھی بہت سے کام ہیں۔ جو یسوع مسیح نے کئے۔ اور اگر وہ جُدا جُدا لکھے جاتے۔ تو میں گمان کرتا ہوں۔ کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں (یُوحنا ۲۱: ۲۵) اس کا کیا جواب ہوگا؟

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ یہ الفاظ جو آخری انجیل میں پائے جاتے ہیں۔ اوّل تو بتاتے ہیں کہ یسُوع مسیح نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تمام جو میں نے سکھایا ہے۔ اور کیا ہے قلمبند کرو۔ دوم کہ مسیح کی تمام باتوں کا لکھنا ناممکن تھا سوم کہ ہمارے نجات دہندہ کی تعلیم کا غیر تحریر شدہ حصّہ ہم کو کلیسیا کی لاخطا روائیت سے معلوم ہونا چاہیئے۔ چہارم کہ اگر ہم اپنے نجات دہندہ کی تعلیم کے غیر تحریری حصّے کو کلیسیا سے معلوم کرنا نہیں

چاہتے تو ہم قیاس کریں گے۔ کہ مسیح نے اس بات کی پروا نہیں کی۔ کہ ہم اس کی پوری تعلیم مانتے ہیں یا نہیں۔ لیکن ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یسوع مسیح کا یہ ارادہ ہو کہ اس کی تعلیم بھلا دی جائے۔

س ۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج ۔ ہماری دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ پاک نوشتہ خود ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان رسولوں نے بھی جنہوں نے کچھ قلمبند کیا ہے۔ بہت سی باتیں جو ان کی تحریروں میں پائی نہیں جاتی ہیں۔ زبانی سکھائی ہیں مقدس یوحنا کہتا ہے کہ مجھے بہت سی باتیں تمہیں لکھنی ہیں۔ پر میں نے نہ چاہا۔ کہ کاغذ اور سیاہی سے لکھوں۔ کیونکہ امیدوار ہوں کہ تمہارے پاس آؤں۔ اور روبرو سکھاؤں۔" (۲ یوحنا ۱۲) مقدس پولوس طمطاؤس کو لکھتا ہے۔ کہ تو ان صحیح باتوں کا نقشہ جو تو نے مجھ سے سنیں۔ اس ایمان اور محبت میں جو یسوع مسیح سے ہے حفظ کر رکھ۔" (۲ طمطاؤس ۱: ۱۳) پھر مقدس پولوس تسلونیقیوں کو لکھتا ہے۔ کہ "اے بھائیو ان روایتوں کو جنہیں تم نے کلام یا ہمارے خط سے سیکھا تھامے رہو۔" (۲ طمطاؤس ۲: ۱۴) یہاں پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ روائیت اور پاک نوشتہ دونوں ایک جیسے کلام خدا ہیں۔ اور اس لئے ان دونوں کو برابر ماننا چاہیئے۔ مگر مقدس پولوس کے الفاظ جو اس نے قرنتیوں کو لکھے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہیں۔ "تم مسیح کے ظاہر اخط ہو جس کے تیار کرنے میں ہم مدد کرنے والے ہیں۔ اور وہ سیاہی سے نہیں۔ بلکہ زندہ خدا کی روح سے لکھا گیا ہے۔" (۲ قرنتیوں ۳: ۳) آج کل جیسے کہ مقدس پولوس کے دنوں میں سچی کلیسیا مسیح کا ہمیشہ زندہ رہنے والا خط ہے۔ جس کے تیار کرنے میں رسول خادم ہوئے۔ اور وہ سیاہی سے نہیں بلکہ زندہ خدا کی روح سے لکھا گیا۔ اور تمام قوموں کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اس خط میں تمام منکشف شدہ سچائیوں کو پڑھ سکیں۔

س ۔ ابتدائی صدیوں میں کلیسیا کی کیا تعلیم تھی۔ اور کیا دستور تھا؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ عموماً تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کلیسیا پہلی تین یا چار صدیوں میں تو اپنی کلیسیا کو گمراہی سے محفوظ رکھنے میں کامیاب رہا۔ لیکن وہ تکلف سے یہ بھی قیاس کرتے ہیں۔ کہ مسیح ان تین یا چار صدیوں کے بعد اپنا قول نباہنے سے یا تو قاصر یا بے پروا رہا۔ لطف یہ کہ پہلی صدیوں میں روائیت کی ضرورت کو تو سب تسلیم کرتے رہے ہیں۔

انطاکیہ کا مقدس اگنیشیس جو رسولوں کا ایک شاگرد تھا۔ اور جس نے نجات دہندہ کو دیکھا ہوا بھی تھا۔ کہتا ہے۔ کہ بدعتوں کی غلط تعلیم سے خبردار رہو۔ اور رسولوں کی روائیت سے وابستہ رہو (یوسی بی اس) السنڈ ٹے۔ ایکل جلد ۳ باب ۳۶) Eusab: Inst: Ecd. Lib. 3 C 36

مقدس اریغوس (Irenaeus) کہتا ہے۔ کہ جس وقت کوئی مذہبی بحث ہو۔ تو ہم کو چاہیئے۔ کہ سب سے پرانی کلیسیا کی روائیت کی طرف جن کی خود رسولوں نے تعلیم دی متوجہ ہوں" (اڈور۔ ہیور۔ لب۔ ۳ سی ۴) (Adv: Haer. I 3. C.)

دوسری صدی میں طور طیلینوس اپنی کتاب ملقب بہ "دی پریسکرپشن" (یعنی خدمت حق) میں تمام بدعتوں کو رسولی روائیتوں سے رد کرتا۔ اور بیان کرتا ہے۔ کہ جو شخص کلیسیا کی روائیت کو نہیں مانتا وہ سچا مسیحی نہیں ہو سکتا (پریسیر۔ سی۔ ۱۹) Praeser C. 19 Cor. Mil C. ?

تیسری صدی میں مشہور اوریجن (Origen) صاف طور سے کہتا ہے۔ کہ صرف وہی حق ہے۔ جو کامل طور سے رسولی اور مذہبی روائیت سے مطابقت رکھے"۔ (اوف پرنسپل۔ ٹوم ۱۔ پی ۴۷) Of Principles tom 1 p. 47

ہم ان امور کے لئے بے شمار آیتوں کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ ابتدائی زمانہ کے مسیحی رسولوں کے شاگرد اور شہید کا تھولک قاعدۂ ایمان پر چلتے تھے نہ کہ پروٹسٹنٹ قاعدۂ ایمان پر۔ ہماری دانست میں صرف متذکرۂ بالا حوالجات ہی کافی ہیں۔

س۔ کیا اکثر پروٹسٹنٹ مصنف معترف ہیں کہ روایت کا ہونا ضروری ہے؟

ج۔ ہاں فاضل گروطیس (Grotius) کا قول ہے۔ کہ روایت کی بابت یہ بنیادی اصول سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ عام طور پر مقبول ہے۔ اور جس کے آغاز کا وقت اور مقام کا صاف صاف پتہ نہیں چلتا۔ وہ ضرور رسولوں ہی سے سینہ بہ سینہ چلے آئے ہیں"۔ (وُوٹم پرو پیکا۔ پی ۱۳۷) Volume Pro Pace p. 137

لیسنگ کہتا ہے۔ کہ "روائیت وُہ چٹان ہے۔ جس پر مسیح کی کلیسیا قائم کی گئی ہے"۔ ایک اور مقام میں بیان کرتا ہے۔ کہ اگر یہ روائیت جھوٹی مان جائے۔ تو پاک نوشتہ بھی جھوٹا ہو سکتا ہے"۔ (ہینگ سی۔ ۵) Hoesingh Ch. 5

دیگر پروٹسٹنٹ شہادتوں کا حوالہ دینا آسان ہے۔ کیونکہ تقریباً تمام فاضل پروٹسٹنٹوں نے روائیت کو بالکل ضروری تسلیم کیا ہے۔

س۔ لیکن تم انسانی روایت کو الٰہی روایت سے کس طرح تمیز کر سکتے ہو؟

ج۔ میں انسانی روایت کو الٰہی روائیت سے ایسی آسانی کے ساتھ تمیز کر سکتا ہوں۔ جیسے کہ میں انسانی نوشتے کو الٰہی نوشتے سے پہچان سکتا ہوں۔ یعنی میں اس بات کو کلیسیا کی لاخطاء تعلیم سے تمیز کر سکتا ہوں۔ ہم ابھی اوپر دیکھ چکے ہیں۔ کہ محض اس لاخطا شہادت ہی کے ذریعہ سے ہم جانتے ہیں۔ کہ کونسی کتابیں الہامی ہیں۔ اور کون سی نہیں۔ اسی طرح سے ہم روائیت کی بابت بھی تمیز کر سکتے ہیں۔ کہ کون سی انسانی ہیں اور کون سی الٰہی۔

س۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان تمام باتوں سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔ رسولوں اور ابتدائی مسیحیوں اور تمام کلیسیا نے ہر زمانہ اور ہر ملک میں روائیت کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ روائیت کی یہ ضرورت نہ صرف کتاب پاک نوشتہ میں درج ہے۔ اس لئے لاخطا کلیسیا کا تفسیر کردہ مکمل الہام تحریری و غیر تحریری قاعدۂ ایمان ہوتا ہے۔ اور اسے یسوع مسیح نے بنی آدم کی خاطر سپرد کیا ہے۔

دوم۔ پروٹسٹنٹوں کے اعتراضات کا جواب

س۔ روائیت کی بابت پروٹسٹنٹ تعلیم کیا ہے؟

ج۔ روائیت کے بارہ میں پروٹسٹنٹ تعلیم یہ ہے۔ کہ وُہ بالعموم روایت کا انکار کرتے ہیں۔ اور یہ سکھاتے ہیں۔ کہ جو بات صریحاً پاک نوشتہ میں درج نہیں ہے۔ وُہ قابلِ ایمان نہیں ہو سکتی۔ اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ گویا وُہ خدا سے یہ التجا کرتے ہیں۔ کہ (اگر تو ہم سے وہ جو کچھ کہ تو نے منکشف کیا ہے منوانا چاہتا ہے۔ تو اپنے قلم سے لکھ دے۔ ورنہ ہم اس کو نہیں مانیں گے)

ہم اُوپر پورے طور سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹوں کا یہ قاعدۂ ایمان کیسا غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے اُس کی دوبارہ تردید کرنا غیر ضروری ہے۔

س۔ تمام بدعتی لوگ روائیت سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟

ج۔ کوئی کتاب بذاتِ خود اپنی تفسیر نہیں کر سکتی۔ اور پاک نوشتوں کے لئے بھی حقیقتہً ایک مفسّر کی ضرورت ہے۔ ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کوئی آیت کتنی ہی صاف کیوں نہ ہو۔ اور اس کے معنی کیسے ہی آسان اور صاف کیوں نہ ہوں۔ تاہم اس کے بے شمار مختلف معنے ہو سکتے ہیں۔ لیکن زندہ کلیسیائی زندہ روائیت کی بابت ایسا نہیں۔ اگر یسوع مسیح پاک نوشتہ ہی کو صرف قاعدۂ ایمان قرار دیتا۔ تو چودہ سو (۱۴۰۰) سالوں میں اس کی کلیسیا بہت سے فرقوں میں منقسم ہو جاتی۔ اور مسیحی مذہب اس طرح معدوم ہو جاتا۔ اور پھر کبھی بحال نہ ہو سکتا۔ مگر روائیت بمنزلہ شہر پناہ اور فصیل کے ہے۔ جو تمام نئے مسائل کو اندر گھسنے نہیں دیتی۔ روائیت ایک ہتھوڑے کی مانند ہے۔ جو تمام غلطیوں کو چُور چُور کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر زمانہ میں بدعتیوں نے کلیسیا کے شروع سے لے کر ہمارے موجودہ زمانہ تک اس کی مخالفت کی ہے۔ مثلاً آریوس۔ مقدونیس یوٹی خس۔ پیلاجیوس وغیرہم نے مخالفت کی۔ گو اُنہوں نے لوتھر کی طرح روائیت سے بالکل انکار نہیں کیا۔ تاہم اس کا زور کم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

س۔ کیا پاک نوشتہ نہیں کہتا ہے۔ کہ (تم اس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ نہ کچھ زیادہ کیجیو نہ کم) (استثناء ۲:۴) اور "اگر کوئی ان باتوں میں کچھ بڑھائے۔ تو خدا اُن آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ اس پر بڑھائے گا۔" (مکاشفہ ۲۲:۱۸)

ج۔ ان آیتوں کا روایت کے ساتھ کیا تعلق؟ ان آیات کے صرف یہ معنی ہیں۔ کہ موسیٰ کی شریعت میں اور مقدس یوحنا کے مکاشفہ میں نہ تو کچھ بڑھانا چاہیئے۔ اور نہ کم کرنا چاہیئے۔ اُن آیتوں کی پروٹسٹنٹ تفسیر مضحکہ خیز ہے۔ اس کے مطابق انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ موسےٰ نے اُن نبیوں اور رسولوں کو جنہوں نے پرانے اور نئے عہد نامہ کی کتابیں لکھیں تقصیر وار ٹھیرایا ہے اور کہ مقدس یوحنا خود تقصیر وار ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ اس نے علاوہ مکاشفہ کے اپنی انجیل اور تین خطوط بھی لکھے۔

س۔ کیا مسیح نہیں کہتا ہے۔ کہ "تم کس واسطے اپنی روائیت کے سبب خدا کا حکم ٹال دیتے ہو؟" (متی ۱۵:۳) اور "تم خدا کا حکم چھوڑ کر آدمیوں کی روائیت۔ جیسے تھالیوں اور پیالوں کا دھونا مانتے ہو" (مرقس ۷:۸)

ج۔ کاتھولک کلیسیا بھی کہتی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آدمیوں کی روائیت لے کر خدا کے حکم کو توڑے تو اس پر لعنت ہے۔ ہمارا خداوند مذکورہ بالا آیتوں میں فریسیوں کی ان روایات کو رد کرتا ہے۔ جو یا تو کلامِ خدا کے یا سچی خدا ترسی کے خلاف ہیں۔ مگر کاتھولک کلیسیا کی روائیت آدمیوں کی روائیت نہیں۔ بلکہ وہ کلامِ خدا کی اور یسوع مسیح اور اس کے رسُولوں کی زبانی تعلیم کی روائیت ہے۔ جس کی بابت مقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ "اے بھائیو۔ ثابت قدم رہو۔ اور اُن روائیتوں کو جن کو تم نے کلام یا ہمارے خط سے سیکھا تھامے رہو۔" (۲ تسلونیقیون کو ۲: ۱۴)

س۔ اُن اعتراضات کا جو روائیتوں کے خلاف کیے جاتے ہیں۔ سب سے مؤثر اور قطعی جواب کیا ہے؟

ج۔ روائیتوں کے خلاف اعتراضات کا بہترین جواب خود پروٹسٹنٹوں کے اعمال اور ان کی تعلیم ہے پروٹسٹنٹوں کا طریقہ بیہودہ ہے۔ اور غیر ممکن بھی ہے۔ عملاً پروٹسٹنٹ بھی تقریباً کاتھولک اشخاص کی طرح روائیت کو مانتے ہیں۔ (مثلاً کس[۱] نے ان کو بتایا کہ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں بجائے سنیچر کے اتوار کو مقدس ماننا چاہیئے؟ کس[۲] نے ان کو بتایا کہ مسیح کے ان الفاظ کے خلاف "جو ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائے گا۔" (مرقس ۱۶: ۱۶) چھوٹے بچوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے ایمان نہیں لا سکتے۔ کس[۳] نے ان کو بتایا کہ یروشلم کی مجلس کا یہ صریح قانون کہ "تم لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرو۔" (اعمال ۱۵: ۲۹) آج کل نہیں ماننا چاہیئے۔ کس[۴] نے ان کو بتایا کہ پاک نوشتوں کی کتابیں کلامِ خدا ہیں۔ کس[۵] نے ان کو بتایا کہ مسیح کے اِن الفاظ کے خلاف "اگر تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ۔ اور اُس کا لہو نہ پیو۔ تو تم میں زندگی نہیں ہوگی۔" (یوحنا ۶: ۵۴) بچوں کو اقدس یوخرسٹ نہیں دینا چاہیئے؟

سوم۔ روائیت کے مختلف ذریعوں کا بیان!

س۔ رسولی روائیتیں ہم کو کن کن مختلف طریقوں اور وسائل سے دستیاب ہوئی ہیں؟

ج۔ دو مختلف طریقوں اور دو مختلف ذریعوں سے۔ ان کو ہم تحریری اور غیر تحریری روائیت کہہ سکتے ہیں؟

س :۔ تحریری روائتیں کہاں ملتی ہیں؟

ج :۔ تحریری روائتیں ان تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو مسیحی مذہب کی پہلی صدیوں میں بنائی گئی تھیں۔ اور نیز اُن کتابوں میں ملتی ہیں۔ جو بدعتی یا بت پرست مصنفوں نے تصنیف کی ہیں۔ جو کسی نہ کسی طریقہ سے اُس وقت کی کلیسیا کے ایمان کی بابت شہادت دیتی ہیں۔

س ۔ تحریری روائیت کے بڑے وسائل کون سے ہیں؟

ج ۔ تحریری روائیت کے بڑے وسائل حسبِ ذیل ہیں:۔

اوّل :۔ مشرقی اور مغربی کلیسیاؤں کی عبادت کے قاعدے کی کتابیں یعنی لطوریہ جات جو لاطینی۔ یونانی۔ شامی اور روسی زبانوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہ سب اس امر کو ثابت کرتی ہیں۔

دُوم :۔ رسُولی بزرگ۔ کلیسیا کے علماء اور دیگر علماء دینِ الٰہی۔ واعظوں اور مذہبی بحث کرنے والے کی تصانیف سے جن میں انہوں نے کوئی امر فروگذاشت نہیں کیا۔ اور تمام غلطیوں کا جواب دیا ہے۔

سوُم ۔ شہیدوں کے کارنامجات جن میں مسیح کے پکے گواہوں کا ایمان گویا اُن کے خون سے لکھا ہُوا ہے۔

چہارم :۔ کلیسیا کی تاریخ اور بیشمار جنگ جو اُسے تاریکی کے فرزندوں کے خلاف کرنے پڑے تاکہ اُس مقدس ایمان میں جو کلیسیا کے سپرد کیا گیا تھا کسی قسم کی کدورت اور الائش کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

س ۔ مگر بدعتی اور بُت پرست مصنفوں کی کتابیں الٰہی روائیت کے ساتھ کیا تعلق رکھ سکتی ہیں؟

ج :۔ میں نے بدعتی اور بُت پرست مصنفوں کی تصانیف کا بھی اُوپر ذکر کیا ہے۔ کیونکہ بدعتیوں کا انکار اور اقرار اور بُت پرستوں کی بدگوئیاں اُن کے معصر مسیحیوں کے ایمان کی شاہد ہیں۔ مثلاً پہلی تین صدیوں کے بُت پرست مورخ عموماً مسیحیوں پر یہ تہمت لگاتے تھے۔ کہ مسیحی لوگ اپنی الٰہی پرستش کے وقت ایک نئے پیدا ہوئے بچہ کو مار دیتے ہیں۔ اور اس کا گوشت کھا جاتے ہیں۔ اور خون پی لیتے ہیں۔ اس سے بہتر ہم کو اور کیا شہادت مل سکتی ہے۔ کہ ابتدائی صدیوں کے مسیحی اقدس یوخرسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کو مانا کرتے تھے۔

س ۔غیر تحریری روایت سے تمہاری کیا مُراد ہے؟

ج ۔ غیر تحریری روائیت سے میری مراد وہ قوانین اور ریت و رسوم ہیں۔ جو ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسیحیوں میں جاری اور مروج رہے ہیں۔ اور جن کا سراغ رسولوں کے زمانہ تک لگایا جاسکتا ہے۔ اور نیز میری مُراد اُن عمارات۔ تصویرات۔ نقاشیوں۔ سِکوں اور گذشتہ زمانے کے کتبوں وغیرہ سے ہے۔ جو کسی نہ کسی طور سے ہمارے آباؤاجداد کے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں۔

س ۔ غیر تحریری روائیت کی بڑی یادگاریں کون سی ہیں؟

ج ۔ قوانین اور ریت و رسوم میں سے جو تمام مسیحیوں میں عام ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔ مثلاً صلیب کا نشان کرنا۔ چالیس دن کے روزے۔ اور چاروں موسم میں روزہ رکھنا۔ اور جمعہ وغیرہ کے دنوں میں گوشت سے پرہیز کرنا۔

پھر رُوم کے تہ خانے (کٹاکمبس) تمام مسیحی پُرانے گرجے خاص طور پر ہمارے آباؤاجداد کے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں۔

س ۔ اس غیر تحریری روائیت کے مفید ہونے کی چند مثالیں دو؟

ج ۔ رُوم کے تہ خانوں میں ہم کو حسب ذیل یادگار دستیاب ہوتی ہیں۔

اوّل ۔ پتھر کی قربان گاہیں۔ جن پر شہیدوں کے تبرک جڑے ہوئے تھے۔ تاکہ اس پر ماس کی قربانی چڑھائی جائے۔

دُوم ۔ یسُوع مسیح اور اس کی مبارک ماں اور اس کے رسولوں وغیرہ کی کندہ تصویریں اور سنگ تراشیاں۔

سِوم ۔ شہیدوں کی قبریں۔ جن پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ "خُداوند میں زندگی بسر کرو۔ اور ہمارے لئے دُعا مانگو۔ سلامتی سے رہو۔ اور ہمارے لئے دُعا کرو۔" اور دیگر کتبے ایسے ہی معنوں میں لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

چہارُم ۔ اسی طرح کتبے۔ تمغے اور سِکے جو مقدس پطرس کی سرداری اور اعراف کے اعتقاد اور ہمارے لئے مقدسوں کی شفاعت کو ظاہر کرتے ہیں۔ دستیاب ہوئے ہیں۔ حال میں خاص قسم کی کرسیاں دریافت ہوئی ہیں۔ جو تہ خانوں کی پتھر کی دیواروں میں کندہ ہیں۔ جن کا

استعمال پہلے پہل تو معلوم نہ ہوا۔ مگر جب اُن کو بڑے غور سے مشاہدہ کیا گیا۔ تو کاتھولک اور پروٹسٹنٹ ماہرین آثارِ قدیمہ نے اعترافی کرسی (کان فس یونلس) بتایا۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ کرسیاں کسی اور دیگر مطلب کے لئے کام میں نہیں لائی جا سکتی تھیں۔

یہ تمام یادگاریں بلاشک وشبہ دوسری یا تیسری صدی کی ہیں۔ وُہ اس کلیسیا سے متعلق ہیں۔ جن کو پروٹسٹنٹ لوگ خالص قدیمی کلیسیا کہتے ہیں۔ پھر اس پُرانے بہتان کی نسبت کیا کہنا چاہیئے۔ کہ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری۔ پاک تصویروں اور مجسموں کی عزت کرنا۔ مقدسوں سے مناجات اور گناہوں کا اعتراف کرنا شیطانی کام ہیں۔ اور یہ سب کسی گمنام پہلے پریسٹ نے روپے اکٹھے کرنے کی خاطر تاریک زمانہ میں بڑی چالاکی سے جاری کر دیئے۔

رُوما کے تہ خانوں میں ہمارے پاس پتھر پر کندہ روایت و ابتدائی شہادت ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ شہید لوگ بھی وہی صداقتیں مانا کرتے تھے۔ جن کو آج کل ہم مانتے ہیں۔ کون کہیگا کہ تہ خانے قدیمی شہیدوں کے ایمان کی ایک سچی شہادت نہیں؟ اگر کلیسیا کے بزرگ مقدس مسیحی اور علمائے دینِ الٰہی قدیمی مسیحیوں کے خالص ایمان اور روایتوں کو قلمبند نہ کرتے۔ تو تہ خانوں کی تصویریں اور کندہ پتھروں قدیمی مسیحیوں کے خالص ایمان کو صاف صاف طور سے ظاہر کر دیتے (اگر یہ چپ رہیں تو پھر چلائیں گے) لوقا ۱۹: ۴۰

س۔ جو کچھ اس باب اور گذشتہ باب میں لکھا گیا ہے۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج:۔ میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ پاک نوشتہ۔ کلیسیا کی تاریخ۔ عام عقل اور ہر ایک معقول دلیل یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ صحیح قاعدۂ ایمان صرف کاتھولک قاعدۂ ایمان ہے یعنی خدا کا مکمل کلام جو پاک نوشتہ اور روایت سے ہم کو ملتا ہے۔ اور مسیح کی لا خطا کلیسیا اس کے سچے معنی بتاتی ہے۔ اور وہ مسیح کی کلیسیا کا سچا قاعدۂ ایمان ہے۔ اس سے انکار کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے۔ اور خدا کو جھٹلانے کی کوشش کرنا ہے

پانچواں باب

کلیسیا کا سردار

اوّل۔ یسوع مسیح نے مُقدّس پطرس کو اپنی کلیسیا کا سردار مُقرر کیا

س۔ کلیسیا کا سب سے بڑا سردار کون ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کلیسیا کا حقیقی سردار ہے۔ جو خود غیر مرئی ہے۔ لیکن آسمان سے غیر مرئی طور پر اپنی کلیسیا کی نگہبانی کرتا ہے۔

س۔ کیا یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا پر نگہبانی کرنے کی خاطر اس دُنیا میں کوئی اپنا قائم مقام مقرر کیا؟

ج۔ مسیح نے اس مطلب کے لئے مقدس پطرس اور اس کے جانشینوں کو جیسے کہ پاک نوشتہ کی بہت سی آیتوں سے ظاہر ہے۔ "تو یونس کا بیٹا شمعون ہے۔ تو کیفاس کہلائیگا جس کا ترجمہ پطرس یا پتھر ہے۔" (یوحنا ۱: ۴۲) "میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور دوزخ کے دروازے اس پر غالب نہ ہونگے۔ اور میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دُوں گا۔ جو کچھ تو زمین پر بند کرے گا۔ آسمان پر بند ہوگا۔ اور جو کچھ تو زمین پر کھولیگا آسمان پر کھلا ہوگا۔" (متی ۱۶: ۱۸ و ۱۹) اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

س۔ کیا وہی اختیار دوسرے رسولوں کو بھی نہیں دیا گیا تھا؟

ج۔ نہیں۔ بلکہ اس اختیار کا ایک حصہ دیا گیا تھا۔ صرف پطرس ہی وہ غیر متزلزل اور مستقل

پائدار چٹان بنایا گیا ہے۔ جس پر کلیسیا قائم کی گئی۔ صرف پطرس ہی کو آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں دی گئیں۔ مگر بند کرنے اور کھولنے کا اختیار بارہ رسولوں کو بھی عطا کیا گیا۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے۔ آسمان پر باندھا جائے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے۔ آسمان پر کھلا ہوگا۔" (متی ۱۸:۱۸) یہ آیت پہلی آیت کے خلاف ہونے کے بجائے اس کو مکمل کرتی ہے۔ اور وہ دونوں آیتیں باہم مل کر ہم کو صریح طور سے بتاتی ہیں۔ کہ کس طرح سے یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کو قائم کیا دوسری آیت ثابت کرتی ہے۔ کہ صرف ایک ہی پاسٹر نہیں بلکہ پاسٹروں کی جماعت ہے۔ اور پہلی آیت یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ اس جماعت کا ایک سردار بھی ہے۔ اور صرف ایک بنیادی پتھر ہے۔ یعنی مقدس پطرس جس کو آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں خاص طور پر عطا کی گئیں۔

س ۔ مسیح نے مقدس پطرس سے کیا کہا؟

ج ۔ "میں نے تیرے لئے دعا مانگی۔ کہ تیرا ایمان کم نہ ہو۔ اور جب تو پھرے۔ تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا۔" (لوقا ۲۲:۳۲) پس پطرس اکیلا ہی ہے۔ کہ جس کا ایمان کم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اسی سبب سے اس نے اپنے بھائیوں کو مستحکم کرنا ہے۔ لیکن اگر پطرس دوسرے رسولوں کا سردار نہ ہوتا۔ تو وہ انکو ایمان میں مستحکم کیوں کر کر سکتا؟ یہ الفاظ "جب تو پھرے" اس گناہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو گناہ پطرس نے تین بار اپنے خداوند کا اس کی صعوبت کے وقت انکار کرنے سے کیا تھا (لوقا ۲۲:۶۱) اور جس گناہ کی بابت پطرس سخت نادم ہوا۔ یسوع مسیح نے اپنے جی اٹھنے کے بعد اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے کہ میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا۔ اور پطرس کو اپنے قصور پر توبہ کرنے کا موقع دینے کے لئے تین بار پوچھا کہ "اے یوحنا کے بیٹے شمعون کیا تو مجھے ان سے زیادہ پیار کرتا ہے" اس پر پطرس نے جواب دیا کہ ہاں اے خداوند تو خود جانتا ہے۔ کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں" پھر یسوع نے اس کو تین بار فرمایا "تو میرے برے چرا۔ تو میری بھیڑیں چرا" (یوحنا ۲۱:۱۵ و ۱۷) یعنی پیشتر اس کے کہ یسوع مسیح آسمان پر صعود کرے۔ اس نے اپنے کل گلہ کو ایک دینی چرواہے کے سپرد کر دیا۔

س ۔ کیا تم اس بات کو ثابت کر سکتے ہو۔ کہ کنجیاں دینے اور بھیڑوں کو چرانے کا کام صرف اعلیٰ روحانی اختیار کو ظاہر کرتا ہے؟

ج - ہاں - اور واقعی اس کے یہی سچے معنی ہیں ۔ پاک نوشتہ کی بہت سی آیتوں سے ظاہر ہے کہ کنجیوں کا اشارہ خود مسیح کے اختیار کو بتانے کے لیے مستعمل ہُوا ہے ۔ "وہ جو مقدس اور سچا ہے ۔ اور داؤد کی کنجی رکھتا ہے ۔ وہ جو کھولتا اور کوئی بند نہیں کرتا ۔ وہ جو بند کرتا ہے ۔ اور کوئی نہیں کھولتا" (مکاشفہ ۳: ۷) خداوند نے داؤد کو فرمایا ہے "تو میرے اسرائیل کے لوگوں کو چرائے گا ۔ اور تو اسرائیل کا سردار ہوگا (۲ سموئیل ۵: ۲) نیز مسیح کی نسبت حزقی ایل نبی کی مشہور و معروف نبوت ملاحظہ ہو (حزقی ایل ۳۴: ۲۳)

س ۔ کیا مقدس پطرس کی رُوحانی سرداری کا تمہارے پاس کوئی اور انجیلی ثبوت ہے؟

ج ۔ ہاں ۔ پاک نوشتہ کی تین انجیلوں میں ہمارے پاس رسولوں کے ناموں کی فہرست ہے ۔ متی ۱۰: ۲ ۔ مرقس ۳: ۱۶ ۔ لوقا ۶: ۱۴ ۔ ان میں پطرس ہمیشہ پہلے آتا ہے ۔ مقدس متی ۱۰: ۲ میں لکھا ہے کہ پہلا شمعون جو پطرس کہلاتا ہے ۔" یعنی مرتبہ میں پہلا ۔ یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا ۔ کہ یہ پہلا مرتبہ پطرس کو اس وجہ سے ملا ۔ کہ وہ عمر میں سب سے بوڑھا تھا ۔ یا اس وجہ سے کہ وہی سب سے پہلے مسیح کا شاگرد بنا ۔ کیونکہ اندریاس اس کا بڑا بھائی تھا ۔ اور پطرس سے پہلے اندریاس ہی مسیح کا شاگرد بنا ۔ دیکھو یوحنا ۱: ۴۰ و ۴۱)

س ۔ ہمارے خداوند کے صعود کے بعد کس نے کلیسیا میں بطور سردار کے کام کیا؟

ج ۔ ہمیشہ اور ہر حالت میں پطرس نے بطور کلیسیا کے بڑے سردار کے کام کیا ۔ ہمارے خداوند کے صعود کے بعد پطرس نے رسولوں کو جمع کیا ۔ اور یہوداہ اسکریوطی کی جگہ ایک نیا رسول منتخب کرنے کے لئے میر مجلس ہُوا (اعمال ۱: ۱۵)

پطرس ہی اُن رسولوں میں پہلا تھا جس نے یہودیوں کو وعظ سنایا ۔ اور ان میں سے تین ہزار آدمیوں کو یسوع مسیح کی طرف پھیرا ۔ اور مسیح کے وعدہ کو کہ "تو بنیاد یا پتھر ہوگا ۔ جس پر کلیسیا قائم رہے گی ۔" پورا کیا ۔ (اعمال ۲: ۱۴)

پطرس ہی پہلا رسول تھا جس نے لنگڑے آدمی پر عنیاس اور تابیتھا پر (اعمال ۳: ۲۔۵ و ۹: ۳۴) اور بطور سزا کے حننیاہ اور سفیرہ (اعمال ۵ باب) پر معجزے کئے ۔ پطرس ہی پہلا رسول تھا جس نے یہ تعلیم دی ۔ کہ غیر قومیں بھی یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ پائیں ۔ اور کلیسیا میں شامل ہوں

اور یہ سچائی خود پطرس ہی نے خاص الہام سے سکھائی تھی (اعمال ۱۰ باب)

س۔ کیا مقدس پطرس نے دیگر رسولوں کے درمیان کبھی بطور پردھان استاد کے کام کیا؟

ج۱۔ ہاں اس نے کیا تھا یروشلم کی پہلی مجلس میں اس لئے فیصلہ کیا تھا کہ نومرید کا ختنہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جب بڑی بحث ہوئی پطرس نے کھڑا ہو کر اُن سے کہا۔ اے مرد بھائیو۔ تم جانتے ہو۔ کہ اگلے دنوں میں خدا نے ہم میں سے مجھے چُنا۔ کہ غیر قومیں میرے منہ سے انجیل کی بات سُنیں۔ اور ایمان لائیں۔ تب ساری جماعت چپ رہی" (اعمال ۱۵ : ۷ تا ۱۲) اور یعقوب رسُول بھی جو یروشلم کا بشپ تھا۔ صرف پطرس کے فیصلہ کو دُہرانے اور اس کو قبول کرنے کے لئے کھڑا ہوا (اعمال ۱۵ : ۱۳ تا ۲۲)

س۔ کیا دیگر واقعات سے بھی مقدس پطرس کی اعلےٰ روحانی سرداری ثابت ہوتی ہے؟

ج۔ ہم اعمال کی کتاب کے نویں باب میں پڑھتے ہیں۔ کہ پطرس سبھوں کا معائنہ کرنے کے لئے پھرتا رہا۔ یعنی سارے ایمانداروں کے چلن کی دریافت اور نصیحت کرنے کی خاطر (اعمال ۹ : ۳۲) جب پطرس قیدخانہ میں ڈالا گیا۔ تو کل کلیسیا نے اس کے لئے دعا مانگی۔ ایسا کسی اور رسول کے لئے نہیں کیا گیا تھا (اعمال ۱۲ : ۵) مقدس پولوس ارادۃً یروشلم کو مقدس پطرس سے ملنے کے لئے گیا تاکہ میری تعلیم بت پرستوں کے درمیان مقبول و منظور ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ میں بے فائدہ دَوڑوں یا دَوڑا ہوں" (گلاتی ۱ : ۱۸) و (گلاتی ۲ : ۲)

س۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۱۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس کی روحانی سرداری صاف طور پہ پاک نوشتہ میں درج ہے۔ اور یہ کہ آخری عالمگیر کونسل نے ۱۸ جولائی ۱۸۷۰ء کو جو یہ فتوےٰ دیا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے گا۔ کہ مقدس پطرس رسُول کل رسولوں کا سردار اور کل دُنیا کی کلیسیا کا دیدنی سردار مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ اور پھر یہ کہے کہ مقدس پطرس نے ہمارے خداوند یسوع مسیح سے محض عزت ہی عزت کی سرداری نہ کہ سچے حقیقی اختیار کی سرداری حاصل کی۔ اس پر لعنت ہو" درست تھا۔

دُوم۔ پاپائے اعظم جو مقدّس پطرس کا جانشین ہے، کلیسیا کا سردار ہے

س۔ جب مقدس پطرس کی رُوحانی سرداری ایک بار قائم ہو چکی، تو پھر کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ پہلے یہ کہ مقدس پطرس کے تمام جانشین ویسا ہی رتبہ اور استحقاق رکھتے ہیں کیونکہ مسیح نے پطرس کو روحانی سرداری صرف اُسی ہی کے فائدہ کے لئے نہیں دی۔ بلکہ کل کلیسیا کے فائدہ کے واسطے دی یعنی کلیسیا کی وحدانیت قائم رکھنے کے لئے۔ دُوم یہ کہ روحانی سرداری کا وہ طریق جو مسیح نے قائم کیا ہے۔ صرف مقدس پطرس ہی کے حینِ حیات تک نہیں۔ بلکہ دنیا کے آخر تک جاری رکھنے کے لئے قائم کیا یعنی کلیسیا نے دنیا کے آخر تک رہنا ہے۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ یسوع مسیح کے مذکورہ بالا الفاظ صریحاً ظاہر کرتے ہیں کہ کلیسیا بمنزلہ عمارت کے ہے جسکا بنیادی پتھر پطرس ہے۔ کلیسیا بمنزلہ ایک خاندان کے ہے جس کا بزرگ پطرس ہے۔ کلیسیا بمنزلہ بھیڑخانہ کے ہے۔ جس کا چرواہا پطرس ہے۔ کلیسیا بمنزلہ بادشاہت کے ہے۔ جس بادشاہت کا سردار پطرس ہے۔ کلیسیا بمنزلہ بدن ہے جس کا سر پطرس ہے۔ مگر جب تک عمارت رہے گی۔ تب تک بنیاد کا پتھر بھی قائم رہے گا۔ جب تک بھیڑخانہ رہے گا۔ تب تک چرواہا بھی ہونا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مقدس پطرس کا اختیار کلیسیا کی طرح دنیا کے آخر تک رہے گا

س۔ لیکن کیا مقدس پولوس کے الفاظ کے مطابق (جن کا پروٹسٹنٹ لوگ اکثر حوالہ دیتے ہیں) کہ سوا اُس نیو کے جو ڈالی گئی ہے۔ کوئی دوسری نیو ڈال نہیں سکتا۔ وہ یسُوع مسیح ہے۔" (اقرنتیول ۱۱:۳) خود مسیح بنیادی پتھر نہیں ہے؟

ج۔ کس کیتھولک نے کبھی اس امر سے انکار کیا ہے؟ بلاشک وشبہ یسُوع مسیح بُنیادی اور اصلی نیو ہے۔ مگر مسیح نے ایک دوسری ماتحت نیو بھی ڈالی ہے۔ جیسے کہ وہ کہتا ہے۔ "کہ تو پتھر (یعنی پطرس) ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی ۱۶: ۱۸)۔ بلاشک یسُوع مسیح نیک چرواہا ہے۔ مگر اس نے دوسرا ماتحت چرواہا بھی مقرر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ "میرے برّے چرا۔

میری بھیڑیں چرا۔" (یوحنا ۲۱: ۱۵تا۱۷) بلاشبہ یسُوع مسیح بدن کا سر ہے۔ جس بدن کے ہم اعضاء ہیں مگر اس نے ایک دیدنی سر مقرر کیا ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ "میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دُوں گا۔" (متی ۱۶: ۱۹) تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر۔" (لُوقا ۲۲: ۳۲)

س۔ مقدس پطرس کے جانشین کون ہیں؟

ج۔ روما کے بشپ۔ جو دُنیا کا دارالخلافہ کہلاتا تھا۔ اور جہاں مقدس پطرس نے اپنا صدر مقام بنایا۔ اور جہاں اپنے مُنجی کی طرح ۶۷ء میں شہنشاہ نیرو کے عہدِ حکومت میں صلیب پر اپنی جان دی۔

س۔ تم ان لوگوں کو کیا جواب دیتے ہو۔ جو کہتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس کبھی رُوم میں نہیں رہا ہے؟

ج۔ ہم اُن لوگوں سے حسبِ ذیل اہم سوالات پوچھتے ہیں:۔

اوّل:۔ اگر مقدس پطرس شہنشاہ نیرو کے زمانہ میں روما میں شہید نہیں ہُوا۔ تو دُنیا کے کس حِصّہ میں اور کب وہ مرا؟

دُوم۔ اگر مقدس پطرس روما میں نہیں مرا۔ تو کس وقت اور کون سے ملک سے اس کی لاش روما میں لائی گئی۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ مقدس پطرس کی ارتھی (میّت) روما میں ہے۔

سُوم۔ اگر مقدس پطرس رُوما کا پہلا بشپ نہیں تھا۔ تو پھر کون تھا؟ اور بالآخر کیا ابتدائی کلیسیا کے بزرگ جو مقدس پطرس کے زمانہ کے قریب زندہ تھے۔ پروٹسٹنٹوں کی بہ نسبت جو پندرہ سو سال بعد آئے۔ اس بات سے بہتر واقف نہ تھے۔ کہ مقدس پطرس نے اپنا صدر مقام کہاں بنایا؟

س۔ کیا کلیسیائی بزرگ کہتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس نے اپنا صدر مقام روما میں قائم کیا؟

ج۔ اس حقیقت کی بابت وہ سب متفق الرائے ہیں۔ ہم چند نظیریں پیش کرتے ہیں:۔

مثلاً پہلی صدی میں کلیمنٹ اپنے خط میں جو اس نے کرنتھیوں کو لکھا۔ اس امر کا ذکر کرتا ہے۔ اور مقدس اگناشیئس انطاکیہ کے بشپ نے اپنے خط رومیوں کے نام میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔ دوسری صدی میں مقدس آیرنیوس کی شہادت ہے۔ تیسری صدی میں سکندریہ

کے کلیمنٹ مُقدس سائیفرن اور دیگر اشخاص کی شہادتیں موجود ہیں۔ آپ یہ سب شہادتیں پروٹسٹنٹ بشپ ڈاکٹر پیرسن کی کتاب موسومہ (On the Succession of the First Roman Bishops) یعنی "روما کے پہلے بشپ صاحبان کے جانشین" باب ۱ صفحہ ۳۲ میں پڑھ سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں جتنے کلیسیائی بزرگوں نے رُوما کے بشپوں کی سلسلہ وار فہرست دی ہے اس میں مقدس پطرس کا نام سب سے اوّل درج کیا ہے۔ مقدس اگسٹین۔ مقدس اوپٹاٹس۔ مقدس ایرنیوس۔ طرطولین۔ مقدس یوسیبیوس وغیرہ وغیرہ یہی شہادت دیتے ہیں۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور قوی دلیل بھی ہے؟

ج۔ ہاں۔ ہر زمانہ اور ہر ایک مُلک کے کُل مسیحی اس کو مانتے آئے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وجہ سے پاپائے اعظم کے مطیع رہے ہیں۔ کہ وہ مقدس پطرس کا قائم مقام ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ہمارے پاس چودھویں صدی کے سارے بدعتیوں کی شہادت ہے۔ اگر اس حقیقت کی بابت کچھ شک ہوتا کہ مقدس پطرس روما میں نہیں رہا۔ اور نہ وہ وہاں مرا۔ تو ان بدعتیوں کے بے شمار فرقے۔ جو ہمیشہ روما کے سردار بشپ کے مخالف رہے ہیں۔ بڑی جرأت اور دلیری سے یہ حجت پیش کرتے۔ علاوہ اس کے قسطنطنیہ کے رافضی دیسیس تیس بشپ جنہوں نے پانسو برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ممکن ذرائع سے روما کے سردار بشپ کی بیخ کنی کی کوشش کی۔ ضرور اس دلیل کو استعمال کرتے۔ لیکن یہ حقیقت کہ مقدس پطرس روما میں رہا۔ اور اس شہر میں شہید ہوا۔ ایسی یقینی اور ایسی قوی طور سے ثابت ہے۔ کہ چودھویں صدی تک کسی شخص کو اس کے انکار کرنے کی جرأت تک نہ ہوئی۔ پہلا شخص جس نے یہ کہا۔ کہ مقدس پطرس کبھی روما میں نہیں رہا۔ اور نہ وہاں شہید ہوا بدعتی مارسیلیس پٹاوینس (Marcellinus Patavinus) تھا۔

س۔ کیا مقدس پطرس کا پہلا خط بابل سے نہیں لکھا گیا تھا؟

ج۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے۔ کہ نیا عہد نامہ روما کو تشبیہی طور پر بابل کہتا ہے۔ کیونکہ بُت پرست رُوما یعنی شہر روما مسیحی ہونے سے پہلے مثل قدیمی بابل کے دُنیا کی بُت پرستی کی ماں تھا۔ مکاشفہ میں مقدس یُوحنا یہی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ اور پروٹسٹنٹ لوگ اس سے بخوبی

واقف ہیں۔ کیونکہ مقدس یُوحنّا کی وہ تمام تصنیفیں جو اس نے اس تشبیہی بابل کے خلاف کیں۔ مسیحی روما سے منسوب کرتے ہیں۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج:۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس نے بے شک اپنا صدر مقام رُوما میں قائم کیا۔ اور وہاں ہی شہید ہُوا۔ اور اس لئے پاپائے اعظم جو مقدس پطرس کا جانشین ہے۔ اس کی مانند کلیسیا کا دیدنی سر ہے۔ اسی سبب سے کاتھولک کلیسیا کو رُومی کلیسیا بھی کہتے ہیں۔

س:۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے۔ کہ پاپائے اعظم کا رُوحانی اختیار چوتھی یا پانچویں صدی سے پہلے قائم نہیں ہوا تھا؟

ج۔ اُن کو جانے دو۔ وہ اندھے ہیں۔ اور اندھوں کو راہ دکھلانے والے ہیں" متی ۱۵: ۱۴۔ کیا چوتھی یا پانچویں صدی میں یسوع مسیح نے مقدس پطرس کو رسولوں کا سردار قائم کیا تھا۔ کیا چوتھی یا پانچویں صدی میں مسیح نے مقدس پطرس کو فرمایا تھا۔ کہ اپنے بھائیوں کو مضبوط کر۔ تو پتھر ہے جس پر میں اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ میرے برّے چرا۔ میری بھیڑیں چرا۔ وغیرہ؟ اگر مسیحی تاریخ کی پہلی یادگاروں سے کوئی بات صریحاً قائم ہوئی ہے۔ تو وہ یہی حقیقت ہے۔ کہ مقدس پطرس کا رُوحانی اختیار ابتدائی صدیوں میں بھی ویسا تھا جیسا کہ اب ہے۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ ابتدائی صدیوں میں کرنتھ کے مسیحیوں کے درمیان ایک مذہبی جھگڑا ہُوا۔ کرنتھیوں نے فوراً مقدس کلیمنٹ پوپ کو جو روما کے صدر مقام پر مقدس پطرس کا تیسرا جانشین تھا۔ لکھا۔ اور پاپائے اعظم نے اس معاملہ کو طے کر دیا۔ گو اس وقت مقدس یُوحنّا رسول زندہ تھا۔ اور ایشیا کی جماعتوں کی نگہبانی کرتا تھا۔ کرنتھیوں نے مقدس پطرس کے جانشین سے کیوں مرافعہ کیا اور مقدس یوحنّا سے کیوں نہ کیا؟ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اہلِ کرنتھ خوب جانتے تھے۔ کہ یسوع مسیح نے مقدس پطرس اور اس کے جانشینوں کو۔ نہ کہ مقدس یُوحنّا اور دیگر رسولوں کو کلیسیا کا سردار مقرر کیا ہے۔

س۔ کیا اس امر کو ثابت کرنے کے لئے اور مشہور تاریخی واقعات بھی ہیں؟

ج ۔ ہاں ۔ بہت ہیں ۔ مثلاً تیسری صدی میں مقدس اسٹیفن (پاپائے اعظم) نے کارتھج کے بشپ مقدس سائپرن کے فیصلہ کو رد کردیا تھا ۔ اور مقدس سائپرن اور افریقہ کے تمام بشپوں نے فوراً سرِ تسلیم خم کرکے اطاعت قبول کی ۔ اگر مقدس پطرس کی رُوحانی سرداری کے بارہ میں کوئی شک ہوتا تو مقدس اسٹیفن پاپائے اعظم کیوں مداخلت کرتا ۔ اور کیوں افریقہ کے بشپوں نے اُسی سے مرافعہ کیا؟ چوتھی صدی کے شروع میں کیا پاپائے اعظم بذریعہ اپنے ایلچیوں کے نکایا کی عام مجلس کا جس میں ۳۱۸ بشپ شامل تھے ۔ صدرنشین نہیں بنا تھا؟ کیا کلیسڈون اور افسس کی عالمگیر مجلس نے یہ بُنیادی سچائی قائم نہیں کی ۔ کہ مقدس پطرس اپنے جانشینوں میں زندہ ہے ۔ اور ان کے ذریعہ انصاف اور فیصلہ کرتا ہے؟ کیا دوسری اور تیسری صدیوں کے تمام بزرگ خصوصاً مقدس آرینوس طرطولین اور مقدس سائپرن وغیرہ نے یہ تسلیم نہیں دی ۔ کہ بدعتیوں کو سچے مسیحیوں سے پہچاننے کا یہ قاعدہ ہے ۔ کہ وہ مقدس پطرس کے جانشینوں کو مانتے ہیں یا نہیں؟ ہم بآنگِ دُہل پروٹسٹنٹوں کو اس بات کا چیلنج دیتے ہیں ۔ کہ وہ پہلی چار صدیوں کے درمیان ایک بزرگ کا ہی حوالہ دیں ۔ جو پاپائے اعظم کے سوا (جو کہ مقدس پطرس کا جانشین ہے) کسی اور کی رُوحانی سرداری کا دعویدار ہو ۔

س ۔ تم ان امور سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم ان امور سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں :۔

اوّل :۔ یہ کہ پاپائے اعظم مقدس پطرس کی مانند مسیحی کلیسیا کا بُنیادی پتھر ہے ۔

دوم :۔ کہ پاپائے اعظم سچے بھیڑخانہ کا صادق چرواہا ہے ۔

سوم :۔ یہ کہ صرف پاپائے اعظم ایسا شخص ہے ۔ جو آسمان کی بادشاہت کی کُنجیاں رکھتا ہے

چہارم ۔ کہ جو اشخاص پاپائے اعظم کے اختیار کو نہیں مانتے ۔ وہ اس بے بُنیاد گھر کے اندر رہتے ہیں ۔ جو جلد گر جائے گا ۔

پنجم ۔ کہ جو لوگ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری کو نہیں مانتے ۔ وہ گمراہ اور بھٹکی ہوئی بھیڑوں کی طرح بلا چرواہے کے ہیں ۔ جو کہ بہت خونخوار بھیڑیوں کا شکار ہو جائیں گے ۔

ویٹیکن کی عالمگیر کونسل کہتی ہے ۔ کہ اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرے ۔ کہ مبارک پطرس عالمگیر کلیسیا کی روحانی سرداری میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کی مرضی سے جانشینوں کا مسلسل سلسلہ نہیں

رکھتا۔ یا کہ روما کا پاپائے اعظم اس روحانی سرداری پر مقدس پطرس کا جانشین نہیں ہے۔ اس شخص پر لعنت ہو۔ دفرسٹ ووگما۔ کونسٹ آن دی چرچ آف کرائسٹ۔

سوم۔ مقدّس پاپائے اعظم کی روحانی سرداری کے اختیار اور خاصیّت کا بیان

س۔ لفظ پوپ کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ لفظ "پوپ" کے معنی باپ کے ہیں۔ کیونکہ پاپائے اعظم بحیثیت مقدس پطرس کے جانشین ہونے کے کُل سچے مسیحیوں کا باپ ہے۔ مگر پاپائے اعظم خود اپنے آپ کو خادمانِ خدا کا خادم کہتا ہے۔

س۔ پاپائے اعظم کیا اختیار رکھتا ہے؟

ج۔ وہ عالمگیر کلیسیا پر روحانی سرداری اور اس کا انتظام کرنے اور اس کو چرانے کا پورا پورا اختیار رکھتا ہے۔ اس لئے پاپائے اعظم کل کلیسیا کے چرواہوں اور لوگوں پر یعنی تمام بشپوں پر فرداً فرداً یا بحیثیت مجموعی۔ اور ہر ایک خاص کلیسیا پر اور بشپوں کے علاقوں پر براہِ راست روحانی سرداری رکھتا ہے۔ پاپائے اعظم کی یہ سرداری بشپوں کے اختیار کو تقویت اور سہارا دیتی ہے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس الٰہی سرداری سے تین نتائج نکلتے ہیں:۔

اوّل:۔ کہ روما کا بشپ کل کلیسیائے جامع کا ایک بڑا منصف ہے۔ جس کے فیصلہ اور فتوے کی کوئی اپیل نہیں۔

دوم:۔ یہ کہ روئے زمین پر کوئی بادشاہ یا اس الٰہی سرداری میں مداخلت نہیں کر سکتا۔

سوم:۔ یہ کہ یہ اعلےٰ روحانی اختیار ریاستوں یا حکومتوں کی طرح منقسم نہیں ہے۔ بلکہ مقدس پطرس کے جانشینوں میں کامل اور پورے طور پر موجود ہے۔

س۔ کیا کُل مسیحیوں کو پاپائے اعظم کی اطاعت کرنی لازمی ہے؟

ج۔ ہاں سب مسیحی جو دنیا میں ہیں۔ خواہ وہ بشپ اور پادری ہوں۔ یا محض مومن۔ ایمان اور

اخلاق کے معاملات میں اور اُن تمام معاملات میں بھی جو کلیسیا کے انتظام اور سرداری سے متعلق ہیں۔ روما کے پاپائے اعظم کی اطاعت کرنے کے پابند ہیں۔

س ۔ جو لوگ پاپائے اعظم کی اطاعت سے منکر ہیں۔ وہ کیا کہلاتے ہیں؟

ج :۔ وہ سِسماٹکس (schismatics) یعنی رخنہ ڈالنے والے۔ مفترق کہلاتے ہیں۔ (لفظ سکسما یونانی ہے۔ جس کے معنے شگاف یا رخنہ کے ہیں) کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو کلیسیا کی وحدانیت سے الگ اور جدا کر دیا ہے۔

س ۔ ہیرٹیکس اور سسماٹک یعنی بدعتی اور رافضی میں کیا فرق ہے؟

ج ۔ رافضی وہ اشخاص ہیں۔ جو تمام کاتھولک سچائیاں تو مانتے ہیں۔ مگر پاپائے اعظم اور جائز چرواہوں کی اطاعت سے منکر ہونے کے باعث اپنے آپ کو کلیسیا سے علیحدہ کرتے ہیں۔ برعکس ان کے بدعتی وہ ہیں۔ جو علاوہ جائز چرواہوں کی اطاعت کا انکار کرنے کے بعض الہامی سچائیوں سے منکر ہوتے اور غلط مسائل کو مانتے ہیں۔

س ۔ کیا یہ بات بالکل ضروری ہے۔ کہ تمام مسیحی جماعتیں روما کی گدی کے ساتھ شراکت رکھیں؟

ج :۔ ہاں۔ جیسے کہ یسوع مسیح کے اس حکم سے ظاہر ہے۔ جو اس نے پطرس کو دیا۔ کہ تُو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر۔" اور یہی حال کلیسیا کے شروع سے ہوتا چلا آیا ہے۔ دوسری صدی میں مقدس آئرینیوس بیان کرتا ہے۔ کہ رومی کلیسیا سب سے افضل ہے۔ کُل دیگر کلیسیاؤں کو اس کے ساتھ شراکت رکھنا ضروری ہے (مقدس آئرینیوس جلد ۳ بدعتیوں کے خلاف باب ۳)

تیسری صدی میں مقدس سائپرن کہتا ہے۔ کہ "خدا ایک ہے۔ مسیح ایک۔ کلیسیا ایک۔ اور مقدس پطرس کی گدی ایک ہے۔ اس کو خود مسیح کے الفاظ نے مقرر کیا ہے" (مقدس سائپرن جلد ا خط ۴۰)

پانچویں صدی کے شروع میں مقدس جیروم پاپائے اعظم دماسُس کو لکھتا ہے "میں آپ کی گدی سے جو مقدس پطرس کی گدی ہے۔ وابستہ ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کلیسیا اسی چٹان پر بنی ہوئی ہے" اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ "جو شخص اس کشتی میں پناہ نہ لے گا۔ طوفان میں غرق ہو جائے گا۔ جو شخص آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ وہ یسوع مسیح کے خلاف ہے۔ جو آپ کے ساتھ جمع نہیں کرتا بکھیرتا ہے۔"

س ۔ پاپائے اعظم کی روحانی سرداری کی ماہیت کی بابت کاتھولک ایمان کیا ہے؟

ج ۔ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری کی ماہیت اس اصول میں پائی جاتی ہے۔ کہ "جہاں پطرس ہے۔ وہاں کلیسیا ہے۔" اور اس بُنیادی سچائی کو واٹیکنس کی عالمگیر کونسل حسب ذیل الفاظ میں یُوں بیان کرتی ہے۔ "اگر کوئی شخص یہ کہے کہ روما کے پاپائے اعظم کا کام معائنہ کرنا اور ہدائیت کرنا ہی ہے لو وہ عالمگیر کلیسیا پر نگہبانی کا اعلےٰ اور کامل اختیار نہ صرف ایمان اور اخلاقی معاملات میں بلکہ اُن تمام معاملات میں بھی جو تمام دنیا کی کلیسیا کے انتظام اور سرداری کے ساتھ متعلق ہیں نہیں رکھتا یا اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ روما کا پاپائے اعظم ضروری امُور میں تو اختیار رکھتا ہے۔ لیکن اعلےٰ اختیار بصورت کُلی نہیں رکھتا۔ یا جو اختیار پاپائے اعظم رکھتا ہے۔ عام اور لابدی نہیں ہے۔ اور فرداً فرداً ہر جماعت پر کلیسیائے جامع پر اور ہر پاسٹر اور کُل پاسٹروں اور مومنین پر نہیں ہے۔ تو ایسے شخص پر لعنت ہو۔" (مسیحی کلیسیا کے ابتدائی اصُول باب ۳)

چہارم۔ پوپ صاحب کی بے خطائی

س ۔ ویٹیکن کونسل کا آخری اور نہایت مشہور فتوےٰ ۱۸۷۰ء میں کیا دیا گیا تھا؟

ج ۱۔ یہ فتوےٰ دیا گیا تھا۔ کہ اُس روایت کو جو مسیحی کلیسیا میں ابتدا ہی سے چلی آتی ہے۔ پکڑے رکھ کر ہم دیانتداری سے اپنے نجات دینے والے خدا کے جلال اور کاتھولک ایمان کی سرفرازی اور مسیحی قوم کی بہبُودی کے لئے تعلیم دیتے اور فیصلہ کرتے ہیں۔ اور اس سے پاک مجلس بھی متفق ہے۔ کہ یہ ایک الٰہی منکشف شدہ مسئلہ ہے۔ کہ جب روما کا پاپائے اعظم ایکس کتھیڈرا تعلیم دیتا ہے۔ یعنی بحیثیت چرواہے اور تمام مسیحیوں کے ہادی الدین کے اُس اعلےٰ رسولی اختیار سے سکھاتا ہے۔ اور ایمان اور اخلاق کی بابت کسی مسئلہ کا فیصلہ کرتا ہے۔ تاکہ اُسے عالمگیر کلیسیا مانے۔ تو اس الٰہی مدد سے جو اُسے مقدس پطرس میں وعدہ کی گئی تھی۔ اسے وہ بے خطائی ملتی ہے۔ جو الٰہی منجی کی مرضی تھی۔ کہ اُس کی کلیسیا میں ایمان و اخلاق کی تعریف کرتے وقت ہو۔ پس روما کے پوپ کی ایسی تشریح اور تعریف بذاتِ خود ناقابلِ اصلاح ہوتی ہے۔

نہ کہ کلیسیا کی نارضامندی سے۔ لیکن خدانخواستہ اگر کوئی ہماری اس تشریح کے برخلاف کہے۔ تو اس پر لعنت ہو"۔ (مسیحی کلیسیا کے ایمان کا پہلا اصول باب ۴) (First Dogm. Const. on the Church of Christ)

س۔ پاپائے اعظم ایکس کتھیڈرا فیصلہ کب کرتا ہے؟

ج۔ پاپائے اعظم کا فیصلہ ایکس کتھیڈرا تب ہی ہوتا ہے۔ جب کہ وہ تمام مسیحیوں کے چرواہے اور ہادی الدین کی حیثیت میں کسی ایمان اور اخلاق کے بارہ میں فتوے دیتا ہے۔ جب پاپائے اعظم بطور پرائیویٹ شخص یا پرائیویٹ عالم شخص کے یا مقامی لقب کے یا دنیوی شہزادہ کے کچھ کہے۔ تو وہ خطاکار ہو سکتا ہے صرف ایک ہی حیثیت میں وہ غلطی سے مبرا ہوتا ہے۔ یعنی جب کہ وہ تمام کلیسیا کا اُستاد ہو کر کل کلیسیا کو ایمان اور اخلاق کے معاملات میں کوئی تعلیم دیتا ہے۔

س۔ بے خطائی کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

ج۔ کلیسیا کی بے خطائی اوّل تو خدا کے مکمل مکاشفہ شدہ کلام میں ہے۔ اور اشارۃً وہ بے خطائی اُن تمام سچائیوں میں ہی ہے۔ جو گو منکشف نہیں ہوئی ہیں۔ تاہم کلام خدا کے ساتھ وابستہ ہیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ واٹیکنس کی عالمگیر مجلس ہی نے پاپائے اعظم کو منزہ عن الخطا بنایا؟

ج۔ نہیں۔ جس نے پاپائے اعظم کو منزہ عن الخطا بنایا۔ وہ خداوند یسوع ہے۔ اُس نے مقدس پطرس سے کہا۔ کہ تو پطرس ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ اور دوزخ کے دروازے اُس پر فتح نہ پائیں گے"۔ (متی ۱۶: ۱۸) اور پھر یسوع مسیح مقدس پطرس سے کہتا ہے۔ کہ میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان کم نہ ہو۔ کہ جب تو پھرے گا۔ تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر"۔ (لوقا ۲۲: ۳۲)

منزہ عن الخطا ہونے کی تعلیم جیسے اس کی تعریف و تشریح پہلے کلیسیا میں بطور مسئلہ ایمان مانی جاتی تھی۔ ویسی ہی تعریف و تشریح بعد میں بھی مقدس گدی ہمیشہ سکھاتی رہی۔ اور تمام مسیحی اُسے تسلیم کرتے رہے۔ کلیسیا کے طرزِ عمل کی عالمگیر کونسلیں اور خاص کر وہ کونسلیں جن میں مشرق و مغرب کے مومن شریک تھے۔ مثلاً قسطنطنیہ کی چوتھی مجلس اور لائینز کی دوسری کونسل اور فلورنس کی کونسل نے اسے تسلیم کیا۔ اس تعریف و تشریح نے اسی تعلیم میں کچھ ایزادی نہ کی۔ بلکہ صرف یہ کہا۔ کہ یہ مسئلہ خدا

کی طرف سے کشف شدہ ہے

س ۔مسیح نے اپنے قائم مقام کو ایسی مراعات کیوں عطا کیں ؟

ج ۔کل مسیحیوں کے فائدے کے لئے پاپائے اعظم اس لئے لاخطا ہے۔ کہ ہم بھی لاخطا ایمان رکھیں اُسے بخشش ملی ہوئی ہے۔ کہ دھوکہ نہ دے۔ تاکہ ہم جو روشنی کے فرزند ہیں۔ دھوکہ نہ کھائیں۔ اگر پوپ صاحب منزہ عن الخطا نہ ہوتے۔ تو کلیسیا مدت سے معدوم ہو جاتی۔ یا پروٹسٹنٹ مذہب کی مانند متضاد غلطیوں کا گویا بابل کا برج بن جاتی۔

س ۔جب تم پاپائے اعظم کو لاخطا کہتے ہو۔ تو کیا اس بے خطائی سے تمہاری یہ مراد ہے۔ کہ پاپائے اعظم اپنی مرضی سے ایمان کے نئے مسئلے یا عقیدے بنا سکتا ہے ؟

ج ۔بالکل نہیں۔ پاپائے اعظم صرف کشف شدہ سچائیوں کی تشریح کر سکتا ہے۔ اور سنداً فیصلہ کر کے بتا سکتا ہے۔ کہ کشف شدہ سچائی کس امر میں ہے۔ اور کس میں نہیں۔ اور یہ کہ فلاں اصول الہام کے مطابق ہے۔ اور فلاں غیر مطابق۔ اور فلاں بنیادی سچائی ہے۔ اور فلاں نہیں ہے۔ کیوں کہ واٹیکنس کی عالمگیر کونسل بیان کرتی ہے۔ کہ روح القدس نے مقدس پطرس کے جانشینوں سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا۔ کہ وہ الہام سے نئے مسئلے معلوم کر کے ظاہر کریں۔ بلکہ روح القدس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ تم میری مدد سے ایمان کے اُس الہام کو جو رسولوں کے زمانہ سے تم کو پہنچا ہے۔ وفاداری سے محفوظ رکھو۔ اور ایمانداری سے اس کی تشریح کرو۔" دفرسٹ ڈوگما آن دی چرچ آف کرائیسٹ باب ۴)

س ۔لیکن کیا پوپ صاحبان یا اُن کے قائم مقاموں اور عالمگیر کونسلوں نے وقتاً فوقتاً نئے مسئلے نہیں نکالے ؟

ج ۔ہرگز نہیں۔ کاتھولک کلیسیا آج بھی وہی مانتی ہے۔ جو وہ رسولوں کے زمانہ میں مانا کرتی تھی۔ نہ کم نہ زیادہ۔ کاتھولک کلیسیا فطرتی اور فوق الفطرتی سچائیوں کی تمام الٰہی روایات کو محفوظ رکھتی ہے۔ اور تعلیم دیتی ہے۔ اور اس کی تبلیغ کرتی ہے۔ لیکن جب ضرورت ہو۔ تو اُن سچائیوں کی جو غلطی کی وجہ سے تاریک ہو گئیں۔ یا بدعت کے باعث لوگ اُن سے منکر ہو گئے۔ تفسیر و تشریح کر دیتی ہے۔ یہ اعلیٰ اختیار کاتھولک کلیسیا نے شروع سے استعمال کیا ہے۔ صرف چند مثالیں اس باب میں کافی

ہوں گی۔ مثلاً۔

کلمہ خدا اور خدا باپ کا ہم ذات ہونا (کونسٹانٹی ایلیٹی) ۳۲۵ء میں اس کی تشریح کی گئی۔ یسوع مسیح میں ایک ہی شخص کی وحدانیت اور دو ذاتوں کا ہونا ۴۳۱ء میں ظاہر کیا گیا۔ خدا کے بیٹے میں جو کلمہ مجسم ہے۔ اس میں دو مرضیوں کا ہونا ۶۸۰ء میں ظاہر کیا گیا تھا۔ وغیرہ۔

س۔ کیا خود پروٹسٹنٹ اس اختیار کو تسلیم نہیں کرتے؟

ج۔ قیاسی طور پر وہ انکار کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ خداوند نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں دنیا کے آخر تک ہر روز اپنی کلیسیا کے ساتھ رہوں گا۔" تو وہ اُسے جھٹلاتے ہیں۔ اور گویا یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح کی موجودگی اور رُوح القدس کا سکھانا افسس میں آخری رسول مقدس یوحنا کی وفات پر ختم ہو چکا ہے۔ اور گویا وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پہلی صدی کے بعد مسیح اپنی کلیسیا کے ساتھ موجود نہیں رہا۔ پھر بھی پروٹسٹنٹوں میں سے وہ اشخاص جو ابھی تک مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ باپ اور بیٹے کی ہم ذاتی کو مانتے ہیں۔ اور بہت سی اور سچائیوں کو بھی جن کو کلیسیا نے اُن کی اصلاح سے پہلے بیان کر دیا تھا۔ مگر وہ ان سچائیوں سے جن کو اُسی کلیسیا نے اُن کی نقلی اصلاح کے بعد مشرح کیا انکار کرتے ہیں۔ گویا کہ ۱۵۴۵ء سے یسوع مسیح اپنی کلیسیا کے ساتھ نہیں رہا۔ اور رُوح القدس نے کلیسیا کے بشپوں کو نہیں سکھایا۔ حالانکہ مسیح نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ میں دنیا کے آخر ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔" متی ۲۸: ۲۰)

س۔ وٹیکنس کی کونسل نے پوپ صاحب کے منزہ عن الخطا ہونے کے مسئلہ کی کیوں تشریح کی؟

ج:۔ اس وجہ سے کہ بے خطائی کا انکار دورِ حاضرہ میں نہایت خطرناک گمراہی تھی۔ اور اس نے پچھلے تین سو سالوں میں پوپ صاحبان کے اختیار کو کمزور کر دیا تھا۔ اور حال میں بھی بعض مسیحی کافی فرماں برداری سے اُن کے فیصلوں کو نہیں مانتے تھے۔ اور پوپ صاحبان کی بے خطائی قطعی طور پر بیان نہیں کی گئی تھی۔ غلطی کی رُوح نے (شیطان نے) حتی الوسع اس سچائی کے فتوے کو روکنا چاہا۔ مگر خدا کی رُوح نے اس کے ان ارادوں کو پست کر دیا۔ اور وٹیکنس کی کونسل نے یہ فتوے دیا۔ کہ یہ خدا کا کشف شدہ مسئلہ ہے۔ پاپائے اعظم اعلےٰ اسقوف ہے۔ اور کلیسیا جامع کا لاخطا رُوحانی استاد ہے۔ اس لئے خدا نے ایسا کیا کہ اس کی کلیسیا میں ایمان۔ سچائی انتظام اور تادیب

کی وحدت قائم رہے۔ بارشیں آئیں۔ مینہ برسے۔ تیز ہوائیں چلیں اور کلیسیا سے ٹکرائیں۔ مگر وہ نہیں گر سکتی۔ کیونکہ وہ پطرس یا چٹان پر بنائی گئی ہے۔

پنجم۔ پوپ صاحب کے دُنیوی اختیارات

س۔ کیا پوپ صاحب کے کوئی دُنیوی اختیارات بھی ہیں؟

ج۔ وہ روما کا بشپ ہے۔ اور اس وجہ سے کل کاتھولک کلیسیا کا سردار ہے۔ اس کے علاوہ پوپ صاحب روما اور اس کے اردگرد کے اضلاع کا بادشاہ بھی ہے۔ اس مُلک کو عموماً مقدس پطرس کی وراثت یا کلیسیا کی ریاست بھی کہتے ہیں۔

س۔ مسیح کے جانشین کے ہاتھ یہ دنیوی حکومت کہاں سے آگئی؟

ج۔ یہ خدا کی خاص تجویز اور پروردگاری سے ہُوا۔ مغرب میں جب رُومی سلطنت کا ۴۹۶ء میں زوال ہُوا۔ تو اطالیہ کے وسطی مُلک کے لئے (جو برائے نام رادینا کی سلطنتِ عظیم کہلاتا تھا) دراصل روما کے پاپائے اعظم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جو اُس کو محفوظ رکھے۔ اور حکومتی اختیار میں اس کا مُمِد ہو۔ آٹھویں صدی کے آخر میں فرانسیسی شہنشاہ شارلیمین نے اٹلی کو فتح کر لیا۔ اور رومن سلطنت صاف طور سے پطرس کی گدی کو بخش دی۔ اور اس عطیہ کو ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک مسیحی مومن تسلیم کرتے رہے۔ اور اس کے لئے دُعائے خیر کرتے رہے۔

س۔ کیا یہ دُنیوی حکومت پوپ صاحب کی رُوحانی فضیلت کے لئے لازمی تھی؟

ج۔ اعلےٰ اختیار کے آزادانہ استعمال کے لئے یہ ضروری ہے۔ گو یہ استعمال اعلےٰ اختیار کا لازمی جُز نہیں ہے۔ کلیسیا کا سردار خواہ کسی جگہ بھی رہے۔ خواہ رُوما میں رہے۔ خواہ جلاوطن رہے۔ خواہ اسیر ہو۔ خواہ آزاد رہے۔ ہمیشہ مقدس پطرس کا جانشین ہوگا۔ اختیار کے لحاظ سے اعلےٰ اور ایمان کے لحاظ سے لاخطا ہوگا۔

س۔ کیا تم دُنیوی حکومت کی ضرورت ثابت کر سکتے ہیں؟

ج۔ روما کے پوپ صاحب نے ایک قوم کے مومنوں پر ہی نہیں بلکہ کُل قوموں کے مومنین پر

حکومت کرنی ہے۔ ایک ملک کے باشندوں پر نہیں۔ بلکہ کل ممالک کے باشندگان پر۔ پس وہ کسی دنیوی شہزادہ کے ماتحت نہیں رہ سکتا۔ لازمی ہے۔ کہ وہ آزاد اور خود مختار ہو۔ تاکہ جبر سے اس کا منہ بند نہ ہو سکے۔ اور نہ ناجائز پولیٹکل اثرات سے اس کے اعمال پر کسی قسم کی بندش نہ ہو۔ اور اس کے بلا رو و رعایت طریقوں پر کبھی شبہ تک نہ ہو۔ مثلاً کس طرح ممکن ہے۔ کہ جنگ کے دوران میں اگر وہ کسی غیر ملک کے بادشاہ یا شہنشاہ کے اختیار کے تحت ہو۔ تو پاسٹران اور عوام الناس اس کے پاس آئیں اس سے صلاح مشورہ لیں۔ صلح کے ایام میں بھی کون قیاس کر سکتا ہے۔ کہ وہ کسی مقامی پارلیمنٹ کے زیر اثر رہ کر عالمگیر کلیسیا کی بھیڑوں اور بروں کو بخوبی چرا لئے۔ یا کسی ریاست کے وزیروں سے اجازت حاصل کرے۔ تاکہ آسمان کی بادشاہت کی کنجیوں کا استعمال کر سکے۔

س۔ لیکن کیا آج کل وہ دنیوی اختیار پورے طور پر ضبط نہیں ہو گیا؟

ج۔ کلیسیا کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اختیار ضبط ہو گیا ہے۔ اور گذشتہ زمانہ میں بار بار فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ ۵۹ پوپ صاحبان یا تو روما سے نکالے گئے یا انہوں نے کبھی روما میں قدم تک نہیں دھرا۔ نو دفعہ اس شہر پر غاصبانہ طور پر قبضہ کر لیا گیا۔ سات بار شہر لوٹ لیا گیا۔ چونکہ یہ مقدس پطرس کی وراثت تھی اس لئے ایسا قبضہ اور غارتگری ہر صدی میں جبر سے ہوئی۔ اٹلی کے بادشاہ نے کلیسیا کی ریاست تابع میں کر لی تھی۔ اور پوپ صاحب کو ویٹکن میں گویا قید کر دیا تھا۔ لیکن بہت شکر گذاری کا باعث ہے۔ کہ مسولینی نے حال میں اس ریاست کا کچھ حصہ پوپ صاحب کو واپس کر دیا ہے۔ اور صلح کر لی ہے۔

س۔ کیا ممکن نہیں۔ کہ کبھی نہ کبھی پوپ ایسی زبردستی پر راضی ہو جائے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ پوپ پائیس نہم نے کئی بار کہا۔ کہ میرا فرض ہے۔ کہ میں مقدس گدی کی دنیوی ریاست اختیارات اور جائداد کی پوری طرح حفاظت کروں۔ کیونکہ یہ میری جائداد نہیں۔ بلکہ کل دنیا کے کیتھولک اصحاب کی ملکیت ہے۔ میں جان دے دونگا۔ لیکن خدا عالمگیر کلیسیا اور انصاف کے کاموں کو نہ چھوڑونگا بادشاہ اس دنیوی اختیار کو توڑنے کے خیال میں لگے ہیں۔ لیکن جو سچ ہے۔ وہ سچ ہے۔ دنیا کی حکومتیں فرداً فرداً یا بہ حیثیت المجموع مسیح کے قائم مقام کو اپنی رعیت کا فرد بنانے کی کوشش میں ہزار لگی رہیں۔ مگر پوپ صاحب کسی کی رعیت کا فرد نہ بنے گا۔ بے خطا کلیسیا کا لاخطا سردار انسانی بادشاہت

سے نہیں ڈرتا۔

س۔ پروٹسٹنٹ کا غضب کب ہٹے گا؟

ج۔ مشہور کارڈینل آرچ بشپ آف ویسٹ منسٹر کے الفاظ یہاں درج کرتے ہیں۔ "ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ کلیسیا کے سوائے کوئی چیز دائمی طور پر قائم نہیں رہے گی۔ اور انصاف کبھی ختم نہیں ہوتا دُزدی کے ساتھ تباہی کا بیج رہتا ہے۔ اس قسم کی ڈاکہ زنی کی مدت طویل اور دراز نہیں ہو سکتی ہمیں یہ پتہ نہیں۔ کہ کب اور کس طرح سزا ملے گی لیکن ملے گی ضرور۔ اس امر میں شبہ نہیں۔ کہ جن قوموں نے مسیح کے قائم مقام کو تخت سے اُتارنے کی کوشش کی۔ وہ ضرور مار کھائیں گے۔ خواہ ایک دوسرے سے مار کیوں نہ کھائیں۔ جن لوگوں نے اس گناہ میں خاص بڑا حصہ لیا ہے۔ وہ سب سے زیادہ مار کھائیں گے۔ کس شخص نے پوپ صاحب سے لڑائی کی اور اقبالمند ہُوا؟ بادشاہ اُسے قید کر کے لے گئے۔ شہزادگان نے اُسے پکڑوایا لیکن ایک ایک کر کے وہ سب نابود ہو گئے۔ اور وہ اب تک جیتا جاگتا حکومت کرتا ہے۔ ان کا انجام ایسا افسوسناک ہُوا ہے۔ کہ لوگوں کو اس سے سبق اور عبرت مل سکتی۔ تاہم بادشاہ اور شہزادے سبق اور عبرت نہیں حاصل کرتے۔ وہ چٹان سے لڑتے ہیں۔ اور ہلاک ہوتے ہیں۔ دنیا ان کی تباہی دیکھتی ہے۔ لیکن وجہ معلوم نہیں کرتی لیکن مومنین ان کی تباہی کو جنہوں نے مسیح کے قائم مقام پر ہاتھ ڈالے۔ دیکھ دیکھ کر مزمور نویس کے الفاظ کو "تم میرے مسیح پر ہاتھ نہ ڈالو" نیز ہمارے خداوند کے ان الفاظ کو کہ جو اس پتھر پر گرے گا۔ ٹوٹ جائے گا" اور جس پر یہ پتھر گرے گا۔ اس کو چکنا چور کر دے گا" یاد کرتے ہیں"

ششم۔ جو پروٹسٹنٹ پاپائے اعظم کو جھوٹا مسیح کہتے ہیں۔ وہ صریحاً پاک نوشتوں کے خلاف کہتے ہیں۔

س۔ کیا کوئی ایسا مسئلہ بھی ہے۔ جس پر سب فرقوں کے پروٹسٹنٹ متفق ہوں؟

ج۔ ہاں ہے۔ پاپائے اعظم سے نفرت کرنا۔ ان کی مذمت کرنا۔ اور ہر طرح سے اس کو بُرا کہنا تمام پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان خواہ اُن فرقوں کے اصول ایک دوسرے کی ضد کیوں نہ ہوں

ایک عام بات ہے۔ صرف اسی اصول میں کل پروٹسٹنٹ متحد ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری کاتھولک کلیسیا کا بنیادی اصول ہے۔ اور اس کو حتیٰ الوسع مسمار کرنے کے لئے اُنہوں نے پوپ صاحبان پر عیب لگانے کے لئے کُل تاریخ کو ڈھونڈ مارا ہے۔ کہ کس کس پوپ نے کون کون سا قصور کیا ہے۔ پھر اُنہوں نے اُن کے قصوروں کو پہاڑ بناکر دکھایا۔ اور بات کا بتنگڑا بنادیا۔ اور اُن بالکل معمولی قصوروں کو پوپ صاحبان کے گناہوں کے نام سے نامزد کیا ہے۔ اور اس کو وہ کاتھولک مذہب کے خلاف بطور پکے ثبوت کے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کے تمام وعدے جو اس نے مقدس پطرس سے کئے تھے ناکام رہے۔

س۔ لیکن بفرضِ محال یہ بالکل سچ بھی ہو۔ کہ بعض پوپ صاحبان گنہگار تھے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہمارا مذہب صحیح اور سچا نہیں ہے؟

ج۔ یہ نتیجہ کسی طور سے نکل نہیں سکتا۔ کیونکہ کاتھولک بخوبی جانتے ہیں۔ کہ پاپائے اعظم انسان ہیں۔ اور دوسرے آدمیوں کی طرح انسانی ذات کی تمام کمزوریوں اور نقصوں کے تابع ہیں لیکن جیسے کہ کسی بادشاہ کی ذاتی خوبیاں یا بُرائیاں اُس کے شاہی اختیار سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ اسی طرح پوپ صاحبان کے اخلاق اس کی روحانی سرداری یا اختیار سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔

س۔ کیا واقعی بہت پوپ اپنے اعلےٰ عہدہ کے ناقابل ہوئے ہیں؟

ج۔ نہیں صرف چند پوپ اپنے عہدے کے ناقابل ہوئے ہیں۔ یعنی ۲۶۵ میں سے صرف چار یا پانچ پوپ کمزور ہوئے ہیں۔ لیکن دونوں کاتھولک اور پروٹسٹنٹ راست گو مؤرخ اس بات کو پورے طور سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ اور آج کل بھی نیک اور فاضل پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ روما کے پوپ عموماً بڑے نیک اور پارسا ہوئے ہیں۔ مگر پروٹسٹنٹ منادوں اور رسولوں کے لکھنے والے خصوصاً ہندوستان میں تاریخی سچی حقیقتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ وہ کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ تمام پوپ مع مقدس پطرس کے بد اور بُرے تھے۔ تاکہ وہ اوروں کو جھوٹا بالیقین دلائیں۔ کہ روما کا پوپ مسیح کا مخالف ہے۔

س۔ جھوٹے مسیح سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج۔ مقدس پولوس تسلونیقیوں کے دوسرے خط باب دوم میں ہم کو بتاتا ہے۔ کہ دنیا کے آخر

اور ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے آنے سے پہلے وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند خدا کی کلیسیا کو برباد کرنے کی خاطر نمودار ہوگا۔ وہ بڑے اختیار اور قدرت سے آئے گا۔ اور شیطان کے ذریعہ سے جھوٹے کرشمے اور جھوٹی کراماتیں دکھائے گا۔ وہ خدا کی ہیکل میں بیٹھے گا۔ اور اپنے آپ کو ظاہر کریگا کہ میں خدا ہوں۔ مگر بعدۂ خداوند یسُوع مسیح آکر اپنے جلال سے اس کو نیست و نابود کرے گا۔ اور اُسے اپنے مُنہ کے دم سے ہلاک کرے گا۔ یہ شخص دجال یعنی مسیح کا مخالف یا جھوٹا مسیح کہلاتا ہے۔ اور بہت سے پروٹسٹنٹ کفر بکتے ہیں۔ کہ سوائے روما کے پوپ صاحبان کے جو مقدس پطرس سے لے کر موجودہ وقت تک چلے آتے ہیں۔ اور کوئی دجال نہیں۔

س۔ کیا اس جھوٹے اور باطل دعوے کا کہ پاپائے اعظم دجال ہے۔ پاک نوشتہ یا تاریخ میں کوئی ذکر ہے؟

ج۔ نہیں۔ یہ جھوٹا دعوے پیشینگوئی کے بالکل خلاف ہے۔ اور پاک نوشتہ کی بہت سی آیتوں میں ایسے کفر کو نہایت خُوبی سے رد کیا ہُوا ہے۔ مثلاً مقدس متی کے چوبیسویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ جھوٹے مسیح کے آنے سے پہلے لڑائیاں۔ قحط۔ بھونچال۔ وبائیں۔ جھوٹے نبی۔ اور ہر طرح کی مصیبتیں جو کہ نہ کبھی ایسی ہوئیں اور نہ ہوں گی آئیں گی۔ مگر یہ عجیب و غریب باتیں ابھی تک نمودار نہیں ہوئی ہیں اس لئے دجال ابھی نہیں آیا ہے۔

اُسی باب میں (متی ۲۴ باب) یہ بھی درج ہے۔ کہ جھُوٹے مسیح کے آنے سے پہلے تمام دنیا میں انجیل سنائی جائے گی۔ مگر انجیل ابھی تک تمام دُنیا میں سنائی نہیں گئی ہے۔ اس لئے جھوٹا مسیح ابھی تک نہیں آیا ہے۔ لہذا پوپ صاحب دجال نہیں ہو سکتا ہے۔

دانیئل کے ساتویں باب اور مکاشفہ کے گیارھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ آخری قیامت سے پہلے دجال کو صرف ساڑھے تین برس تک اختیار ہوگا۔ مگر روما کے پوپ صاحبان یسوع مسیح کے وقت سے روحانی سرداری کر رہے ہیں۔ اس لئے پاپائے اعظم وہ جھوٹا مسیح نہیں۔

پھر مکاشفہ کے گیارھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ حنوک اور الیاس اُن ساڑھے تین برس میں جھوٹے مسیح کے خلاف وعظ کریں گے۔ مگر حنوک اور الیاس ابھی تک نہیں آئے۔ اس لئے ابھی تک دجال نمودار نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا پاپائے اعظم دجال نہیں۔

مکاشفہ کے تیرھویں باب میں یہ لکھا ہے۔ کہ دجّال اپنے تمام مریدوں کی پیشانی یا اُن کے دہنے ہاتھ پر نشان کرے گا۔ مگر پاپائے اعظم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ پس وہ دجّال پاپائے اعظم نہیں ہو سکتا۔

یہ بھی ذکر ہُوا ہے۔ کہ اس کے سوا جس پر نشان یعنی اس حیوان کا نام یا اس کے نام کا عدد ہو۔ اور کوئی خرید و فروخت نہ کر سکے گا۔ مگر کاتھولک اصحاب پر نہ تو یہ نشان ہے۔ نہ اُس کا نام۔ نہ اُس کے نام کا عدد ہے۔ اور نہ مقدّس پاپائے اعظم نے کبھی اُن کو خرید و فروخت سے منع کیا ہے۔ اس لئے پاپائے اعظم دجّال نہیں۔

مکاشفہ کے گیارھویں باب میں اُن لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو دجّال سے ہلاک ہوں گے۔ مقدس یوحنا کہتا ہے۔ کہ اُن کی لاشیں اس بڑے شہر کے بازار میں جہاں اُن کا خداوند بھی صلیب پر کھینچا گیا۔ پڑی رہیں گی۔ چونکہ خداوند یروشلم میں صلیب پر کھینچا گیا تھا۔ نہ کہ روما میں۔ اس لئے پاپائے اعظم جو روما میں ہے دجّال نہیں ہے۔

پھر مکاشفہ کے تیرھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ دجّال خدا کی نسبت کفر بکنے کے لئے منہ کھولے گا۔ اور اس کے نام اور اس کے خیمہ اور اُن کی نسبت جو آسمان پر رہتے ہیں کفر بکے گا۔ مگر روما کے پوپ صاحبان نے خدا کے نام کو ہر ملک اور ہر زمانہ میں مُبارک اور عزّت دار کروایا ہے۔ انہی پوپ صاحبان کے وسیلہ سے وہ قومیں جواب پروٹسٹنٹ ہیں مسیحی ہوئیں۔ پوپ صاحبان بہشت میں رہنے والوں (یعنی فرشتوں اور مقدّسوں) کی عزّت اور بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لئے پوپ صاحب دجّال نہیں ہو سکتا ہے۔

الغرض پاک نوشتہ سے یہ ظاہر ہے۔ کہ دجّال پیدائش ہی سے یہودی ہوگا۔ اور یہودی اسکو مسیح موعود (جس کی نسبت نبیوں نے پیشنگوئیاں کی ہیں) خیال کریں گے۔ اور تمام ملکوں سے اس کی پیروی کرنے کے لئے یروشلم میں جمع ہوں گے۔ مگر کوئی پوپ صاحب ایسا نہیں ہُوا ہے۔ جس کو یہودیوں نے مسیح موعود تسلیم کیا ہو۔ اور پاپائے اعظم کبھی یروشلم میں نہیں گیا۔ اس لئے پوپ صاحب دجّال نہیں ہو سکتا۔

آخر میں ہم اس حقیقت پر لحاظ کریں گے۔ کہ دجّال آسمان کے رہنے والوں یعنی فرشتوں

اور مقدسوں کی نسبت کفر بکے گا۔ کیا پروٹسٹنٹ فرشتوں اور مقدسوں کی نسبت کفر نہیں بکتے ہیں؟ اور کاتھولک صاحبان پر جن کی فرشتوں اور مقدسوں کی عزت و تعظیم کرتے ہیں مضحکہ نہیں اُڑاتے؟ اور اسی وجہ سے اُن کو بُت پرست نہیں کہتے؟ برعکس اس کے کیا کاتھولک اصحاب آسمان کے رہنے والوں یعنی فرشتوں اور مقدسوں کی عزت و تعظیم نہیں کرتے؟ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔ کہ اسی خصوصیت کی وجہ سے پروٹسٹنٹ اصحاب ہی مسیح کے مخالف یا دجال ہیں۔

تیسرا حصّہ

پہلا باب

مقدّسوں کی تعظیم اور اُن سے مناجات

اوّل۔ فرشتوں اور مقدّسوں کی تعظیم کی بابت کیتھولک تعلیم دراصل کیا ہے؟

س۔ کیتھولک مذہب کی بنیادی شریعت کیا ہے؟

ج۔ شریعت جو پہلے کوہ سینا پر علانیہ طور پر سکھائی گئی۔ اور پھر یسوعؔ مسیح نے اس کو سکھایا۔ یہ ہے کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے۔ سجدہ کر۔ اور صرف اس ہی کی بندگی کر" (لوقا ۴: ۸)

س۔ پھر خدا کو کون سی عزت دینی مناسب ہے؟

ج۔ وہ عزت جو خدا کے لئے مناسب ہے۔ وہ بڑی عزت اور پرستش ہے جس کے ذریعہ ہم اس کو دنیا کا خالق مطلق۔ نیز اپنا خالق اور منجی اور اپنی زندگی کی علّت غائی سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اس پرستش کی اصلیت خدا کے ساتھ ہمارے قطعی تعلق کو تسلیم کرنا۔ اطاعت اور فرمانبرداری

کرنے میں ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ قادرِ مطلق۔ سب سے اعلےٰ اور دیگر تمام ہستیوں کا خالق ہے۔ اور تمام قدرتی اور الٰہی برکتوں اور نعمتوں کا اصلی ذریعہ ہے۔ اس لئے اس کی اعلےٰ عزت اور پرستش جو خدا کے لئے مناسب ہے۔ قربانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ قربانی قدرتہً خدا کے ساتھ تعلق رکھنے اور اس کی اطاعت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ کسی مخلوق کو قربانی چڑھانا خواہ وہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ بت پرستی ہوگی۔

س۔ یسوع مسیح کے لئے کون سی عزت مناسب ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کے لئے وہ تعظیم ضروری ہے۔ جو صرف خدا کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ وہ حقیقی خدا اور حقیقی انسان ہے۔ اور یسوع مسیح میں دونوں ذاتیں ایک ہی الٰہی اقنوم میں جو خدا کے بیٹے کا وجود ہے متحد ہیں۔

س۔ اس اعلےٰ پرستش کا جو صرف خدا کے لئے واجب ہے۔ کیا نام ہے؟

ج۔ علم الٰہی کے جاننے والے اس پرستش کو جو صرف خدا کے لئے واجب ہے **لاٹریا** کہتے ہیں۔ اس بڑی عزت کو جو مبارک کنواری مریم کے لئے واجب ہے۔ **ہائی پر دولیا** کہتے ہیں۔ اور اس عزت کو جو فرشتوں اور مقدسوں کے لئے واجب ہے۔ **دولیا** کہتے ہیں۔ یہ الفاظ یونانی ہیں۔

س۔ فرشتوں اور مقدسوں کے لئے کون سی عزت واجب ہے؟

ج۔ فرشتوں اور مقدسوں کے لئے وہ نسبتی عزت و تعظیم واجب ہے۔ جس کی وجہ سے ہم انہیں (جنکو یسوع مسیح نے اپنی بادشاہت کا ہم شریک اور اپنے جلال کا حصہ دار بنایا ہے) خدا کے دوست اور خادم تسلیم کرتے ہیں۔ وہ عزت و تعظیم جو ہم فرشتوں اور مقدسوں کو دیتے ہیں۔ اس بڑی اور اعلےٰ پرستش سے جو خدا کے لئے واجب ہے۔ نہ صرف بہت کم بلکہ بالکل مختلف قسم کی ہے۔

س۔ اس فرق کو بیان کرو؟

ج۔ اوّل۔ جب ہم فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہ ہم کسی طرح ان پر حصر رکھتے ہیں۔ یا اُن کے تابع ہیں۔ کیونکہ بلحاظ مذہب کے ہم صرف خدا ہی پر حصر رکھتے ہیں۔ اور اس کے تابع ہیں۔ مبارک کنواری مریم اور سب مقدس اور فرشتے بھی خدا پر حصر

رکھتے ہیں۔ اور اس ہی کے تابع ہیں۔ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے سجدہ کر۔ اور صرف اُس ہی کی بندگی کر (لوقا ۴: ۸) وہ عزت جو ہم فرشتوں اور مقدسوں کی کرتے ہیں۔ ایک پیار اور اُنس کی عزت ہے۔ نہ کہ تابعداری کی عزت ہے۔ یہ عزت اس لئے ہے کہ وہ ہمارے ہم جنس تھے۔ گو ہم سے افضل تھے۔" برادرانہ محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رُو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو" (رومیوں ۱۲: ۱۰)

پھر مقدس آگسٹین کہتا ہے۔ کہ ہم اُن کی محبت کی راہ سے عزت کرتے ہیں۔ نہ کہ غلامی کی وجہ سے

دُوم:۔ ہم فرشتوں اور مقدسوں کی عزت خدا کی خاطر کرتے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ وہ خدا کے برگزیدہ دوست اور خادم ہیں۔ پس فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنا خدا ہی کی عزت کرنا ہے۔

سُوم۔ ہم کوئی قربانی مُبارک کنواری مریم۔ فرشتوں اور مقدسوں کو نہیں چڑھاتے۔ مگر ہم ان کی یادگار اور شراکت میں خدا کو قربانی چڑھاتے ہیں یعنی ہم اُن سے مناجات کرتے ہیں۔ کہ وہ اس قربانی میں جو ہم خدا کو چڑھاتے ہیں۔ شریک ہوں۔

چہارم۔ اس تعظیم کے نام تک (جیسا کہ ہم نے اُوپر بیان کیا ہے) جو ہم خدا۔ مقدسوں اور فرشتوں کو دیتے ہیں۔ مختلف ہیں۔

س۔ کیا کاتھولک فرشتوں اور مقدسوں کی اس طور سے پرستش نہیں کرتے ہیں۔ جیسے کہ وہ خدا کی کرتے ہیں؟

ج۔ بالکل نہیں۔ ہم صرف خدا ہی کی پرستش کرتے ہیں۔ خدا نہ کرے۔ کہ ہم ایسے سخت گناہ کے تقصیر وار ہوں۔ اور ہر ایک سی کی بالکل فرشتوں اور مقدسوں کی وہی تعظیم کریں۔ جو صرف خدا تعالےٰ کے لئے واجب ہے۔ کاتھولک کلیسیا ہمیشہ اور ہر جگہ خدا کی پرستش اور مقدسوں کی عزت کا اصلی فرق اور امتیاز بہت ہوشیاری سے اور صاف طور سے بیان کرتی ہے۔ اور یہ امر کُل مسیحی تعلیموں کی مطبوعہ کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

س۔ پھر پروٹسٹنٹ لوگ اپنی تحریروں میں کیوں بار بار لکھتے ہیں۔ کہ کاتھولک لوگ مبارک کنواری مریم اور دوسرے مقدسوں کی پرستش کرتے ہیں؟

ج۔ یہ الزام بعض اوقات لاعلمی کی وجہ سے اور اکثر دیدہ دانستہ اور جان بوجھ کر کینہ کی وجہ سے

کاتھولک اصحاب پر لگایا جاتا ہے۔ جب پروٹسٹنٹ لوگ یہ الزام لاعلمی کے باعث کاتھولک لوگوں پر لگاتے ہیں۔ تب ہم کو اُن کے لئے دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا اُن کی آنکھیں کھولے۔ اور جب کینہ کی وجہ سے یہ الزام ہم پر لگایا جاتا ہے۔ تو ہم مسیح کے حسب ذیل الفاظ سے جواب دیں گے۔ کہ تم اپنے باپ شیطان سے ہو۔ اور چاہتے ہو۔ کہ اپنے باپ شیطان کی خواہشوں کے موافق کرو۔ . . . . . . جب وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو اپنے ہی کی بولتا ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔ اور جھوٹ کا باپ ہے (یوحنا ۸ : ۴۴) مگر ہم کو اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ گو پہلے پروٹسٹنٹوں کے تمام فرقے اس بات کو اپنا مسئلہ ایمان مانتے تھے۔ کہ کاتھولک مقدسوں اور فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جیسے خدا کی کرتے ہیں۔ مگر اب پروٹسٹنٹوں میں جو زیادہ فاضل اور خواندہ اشخاص ہیں۔ وہ اس بات کو نہ تسلیم کرتے۔ اور نہ مانتے۔

س ۔ کیا کاتھولک مبارک کنواری مریم یا فرشتوں اور مقدسوں کے لئے گرجے نہیں بناتے۔ اور قربان گاہیں تقدیس نہیں کرتے۔ اور اُن کو ماس کی قربانی نہیں چڑھاتے ؟

ج ۔ ہرگز نہیں۔ یہ کل باتیں حسد کی وجہ سے ہیں۔ اور بالکل جھوٹی ہیں۔ گرجے خدا ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اور خدا ہی کے لئے قربان گاہیں تقدیس کی جاتی ہیں۔ کیونکہ گرجے اور قربان گاہیں صرف قربانی کے لئے ہوتی ہیں۔ اور قربانی صرف خدا ہی کو چڑھائی جاتی ہے۔ گرجوں کو مقدسوں کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ صرف خدا کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ قربان گاہیں خدا کے لئے تقدیس کی جاتی ہیں۔ اور پاک قربانی مقدسوں کی شراکت اور اُن کی یادگاری میں خدا کو چڑھائی جاتی ہے۔ اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ خود پروٹسٹنٹ یا کم از کم اُن میں سے جو زیادہ عالم و فاضل ہیں۔ گرجوں کو فرشتوں اور مقدسوں کا نام رکھ کر تعمیر کرتے ہیں۔

س ۔ کیا کاتھولک فرشتوں اور مقدسوں کی ویسی ظاہری پرستش نہیں کرتے ہیں۔ جیسی کہ وہ خدا کی کرتے ہیں ؟

ج وہ اشخاص جو یہ مضحکہ انگیز حجت کرتے ہیں۔ اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں۔ کہ عزت کے ظاہر افعال نیت سے دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً جب میں صلیب کے آگے اپنا سر ننگا کرتا ہوں۔ تو میرا فعل خدا کے مصلوب بیٹے کی پرستش کی نیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جب میں کسی مقدس کی تصویر کے آگے اپنا سر ننگا کرتا ہوں۔ تو یہ میری مذہبی تعظیم کی نیت ہے۔ اور جب میں کسی آدمی کے آگے اپنا سر ننگا

کرتا ہوں۔ تو یہ تہذیب عامہ کی نیت ہے۔ اگر جھکنا ہی پوجا کی نیت ہے۔ تو جو لڑکا برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے باپ کے سامنے جھکتا ہے۔ بت پرست ہوگا پس انگلستان کے بڑے بڑے امیر جو خاص اوقات پر بادشاہ کے آگے جھکتے۔ اور گھٹنے بھی ٹیکتے ہیں۔ بت پرستوں کے زمرہ میں آگئے۔

س۔ کاتھولک مقدسوں کی عزت و تعظیم کیوں کرتے ہیں؟

ج۔ کیونکہ خود خدا نے اُن کو عزت دی ہے۔ اور ہمیشہ تک دے گا۔ خداوند یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ جہاں میں ہوں۔ وہاں میرا خادم بھی ہوگا۔ اور اگر کوئی میری خدمت کرے۔ تو میرا باپ (۱) اس کی عزت کریگا" (یوحنا ۱۲: ۲۶) جو غالب ہوتا ہے۔ میں اُسے اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھنے دونگا" (مکاشفہ ۳: ۲۱) "مبارک ہیں وہ نوکر جن کو خداوند آکے جاگتا پائے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ آپ کمر باندھ کر انکو کھانے کے لئے بٹھلائے گا۔ اور پاس آکے ان کی خدمت کرے گا" (لوقا ۱۲: ۳۷) یہاں آخری فقرہ قابلِ غور ہے۔ کہ خود خدا مقدسوں کی عزت و تعظیم کرے گا۔ مقدسوں کے لئے اس سے بڑی عزت اور کیا ہو سکتی ہے؟ داؤد کہتا ہے۔ کہ اے خدا تیرے دوست میرے نزدیک بہت معظم ہیں" (مزمور ۱۳۸: ۷)

س۔ ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اِن سب باتوں سے حسب ذیل نتیجے نکلتے ہیں؛

(۱) یہ کہ مقدسوں کی عزت سے انکار کرنا۔ جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا آیتوں میں دیکھا ہے۔ خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

(۲) یہ کہ مقدسوں کی عزت کا انکار یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ مقدس لوگ یسوع مسیح کی کلیسیا کے شریک نہیں۔

(۳) یہ کہ مقدسوں کی عزت کا انکار کرنا مقدسوں کی شراکت اور بہشت کے جلال کا انکار ہے

(۴) الغرض مقدسوں کی عزت نہ کرنا خود نجات سے بھی منکر ہونا ہے۔

س۔ کیا پرانے عہد نامہ کے ایام میں بھی فرشتوں اور مقدسوں کی عزت ہوتی تھی؟

ج۔ ہاں ہم پاک نوشتے میں پڑھتے ہیں۔ کہ ممرے کی وادی میں جب ابراہیم نے تین فرشتوں کو دیکھا۔ تو وہ اپنے خیمے کے دروازے سے اُن کے ملنے کو دوڑا۔ اور زمین تک اُن کے آگے جھکا"

(پیدائش ۱۸: ۲۰) لُوط دو فرشتوں کو سدُوم میں آتے ہُوئے دیکھ کر اُن کے استقبال کے لئے گیا اور اپنا سر زمین تک جُھکایا؛" (پیدائش ۱۹: ۱) "یشوع فرشتوں کے آگے زمین پر اوندھا گرا۔ اور سجدہ کیا" (یشوع ۵: ۱۵) "جب الیاس شونمیہ کے مُردہ بچّہ کو زندہ کر چکا۔ تو وہ بیوہ آ کر اس کے قدموں پر گری اور اس نے زمین پر سجدہ کیا۔" (لوک ۴: ۲۷) پرانے عہدنامہ کے بزرگ فرشتوں کو خدا کے دوست اور قاصد جان کر اُن کی عزّت کرتے تھے۔ شونمیہ نے الیاس کو مقدّس اور معجزہ کرنے والا جان کر اس کی عزّت کی اور اُس عزّت کرنے کے باعث اُن پر کبھی الزام نہیں لگایا گیا۔ ان تمام امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ فرشتوں اور مقدّسوں کی عزّت کرنا بالکل جائز ہے۔ اس وقت بھی جائز ہے۔ جب وہ مقدّس اس دُنیا میں زندہ اور جیتے جاگتے ہوں۔ مگر مقدّس جو بہشت میں اپنا اجر پا چکے ہیں۔ اور اور خدا کو رُوبرو دیکھتے ہیں۔ اور بہت ہی زیادہ گرمجوشی سے اس کو پیار کرتے ہیں۔ وہ اب گناہ نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ راستی میں مستحکم ہیں۔ اور یسُوع مسیح کے جلال میں شریک ہیں۔ اور اس لئے بہ نسبت کسی زندہ شخص کے ہماری عزّت و تعظیم کے زیادہ لائق ہیں۔ اور ہو سکتے ہیں۔

س۔ لیکن کیا وہ عزّت جو فرشتوں اور مقدسوں کو دی جاتی ہے۔ اس حکم کے خلاف نہیں ہے۔ کہ "تُو خداوند کو جو تیرا خدا ہے۔ سجدہ کر۔ اور صرف اس ہی کی بندگی کر"؟ (لوقا ۴: ۸)

ج۔ اگر ہم مقدّسوں کی اس طرح سے پُوجا کریں۔ جیسے خدا کی کرتے ہیں۔ تو یہ سخت بت پرستی ہوگی لیکن کوئی کاتھولک کبھی مقدسوں کی وہ اعلےٰ پرستش نہیں کرتا۔ جو صرف خدا کے لئے موزُوں ہے۔ فرشتوں اور مقدسوں کے لئے وہی پرستش ممنوع ہے۔ جو صرف خدا کے لئے واجب ہے۔ جیسے ذیل کی آیت سے ظاہر ہے۔ "میرے آگے تیرے لئے کوئی دُوسرا خدا نہ ہو۔" (استثناء ۵: ۷) فرض کرو کہ اگر کوئی بادشاہ یہ حکم دے۔ کہ کسی شخص کی سوائے میرے شاہانہ طور پر عزّت نہ کی جائے۔ تو کون شخص ایسا بے وقوف ہوگا۔ جو یہ قیاس کرے گا۔ کہ بادشاہ کے اس حکم دینے سے یہ مراد ہے۔ کہ کوئی آدمی میرے دوستوں اور حاکموں کی مناسب ادنےٰ درجہ کی بھی عزّت نہ کرے؟ اب یہ امر کہ فرشتے اور مقدس خدا کے دوست اور خادم ہیں۔ پاک نوشتوں سے ظاہر ہے۔ کیونکہ "فرشتے سب خدمت گذار ہیں؛" (عبرانی ۱: ۱۴) اور "وہ جو غالب ہوتا ہے۔ اور میرے کاموں پر آخر تک عمل کرتا ہے میں اُسے غیر قوموں پر اختیار دُونگا۔ اور وہ ان پر حکومت کرے گا" (مکاشفہ ۲: ۲۶ و ۲۷)

س - کیا ہم مکاشفہ میں (باب ۱۹۔ آیت ۱۰) یہ نہیں پڑھتے ہیں۔ کہ فرشتہ نے اس عزت کو قبول نہ کیا۔ جو کہ مقدس یُوحنا اس کو دیتا تھا؟

ج - یہ سچ ہے۔ لیکن جیسے عالم و فاضل پروٹسٹنٹ گروشیُس خود تسلیم کرتا ہے۔ کہ فرشتے کی اس حکم سے اس کی یہ مراد نہ تھی۔ کہ سوا خدا کے اور کسی کی عزت نہ کی جائے۔ ہم پیشتر پڑھ چکے ہیں۔ کہ فرشتوں نے ایسی عزت قبول کرنے سے انکار نہیں کیا تھا۔ جو ابراہیم۔ لوط۔ یشوع۔ اور طوبیاس وغیرہ نے کی تھی۔

دُوم:۔ اگر فرشتوں کو عزت دینا بُت پرستی میں داخل ہوتا۔ تو پھر پروٹسٹنٹوں کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ مقدس یُوحنا ایک بڑا بُت پرست تھا۔ کیونکہ ہم مکاشفہ کے ۲۲: ۸ میں پڑھتے ہیں۔ کہ وہ فرشتے کے پاؤں پر سجدہ کرنے کو گرا۔

س - لیکن فرشتے کا انکار تم کس طرح سمجھا سکتے ہو؟

ج - مقدس اگسٹینس کی یہ رائے ہے۔ کہ فرشتہ ایسے پُرجلال طریق سے نمودار ہُوا۔ کہ مقدس یوحنا نے اس فرشتے کو مسیح سمجھا۔ اس لئے مقدس یوحنا کو اگر فرشتہ یہ کہہ کر کہ "میں مسیح کا ایک خادم ہوں" نہ روک دیتا۔ تو اس کو الٰہی عزت دیتا۔ مقدس گرگوریس خیال کرتا ہے۔ کہ جو عزت مقدس یُوحنا نے فرشتوں کو دی تھی۔ وہ الٰہی عزت نہ تھی۔ لیکن مقدس یوحنا کے مرتبہ کے خیال سے کہ وہ رسول اور نبی اور شہید بھی تھا۔ فرشتے نے وہ عزت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

س - کیا مقدس پولوس اور مقدس برنباس نے لسترا کے لوگوں کو نہیں کہا۔ کہ وہ ان کی عزت نہ کریں؟

ج - ہاں۔ انہوں نے وہ عزت قبول کرنے سے انکار کیا۔ کیونکہ لسترا کے باشندوں نے پولوس کو ہرمیس کہا۔ اور برنباس کو زیوس۔ اور وہ ان کی پرستش بطور دیوتاؤں کے کرنا چاہتے تھے (اعمال ۱۴: ۱۱ و ۱۷)

س - کیا مقدس پطرس نے قرنیلیوس کی عزت کے قبول کرنے سے انکار نہیں کیا؟ (اعمال ۱۰: ۲۶)

ج - ہاں۔ فروتنی کے باعث انکار کیا۔ جیسے کہ تمام زندہ مقدسوں نے ایسی حالتوں میں انکار کیا ہے۔

س - کیا مقدس پولوس ہم کو اُن لوگوں سے آگاہ نہیں کرتا ہے۔ جو فرشتوں کی باطل پرستش کرتے

تھے ؟ (کلسیوں ۱۱: ۱۸)

ج۔ مقدس پولوس اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو فرشتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اور یسوع مسیح سے منکر تھے۔ جیسے کہ اگلے لفظوں سے ظاہر ہے۔ "اور اس سر کو پکڑے نہیں رہتے" (آیت ۱۹) بہت فیلسوف جن کا ذکر مقدس پولوس (آیت ۸) کرتا ہے۔ سمجھتے تھے۔ کہ آدمی فرشتوں اور دیوتاؤں کے وسیلے سے ساری حکمت اور علم حاصل کرتے ہیں۔ اور کہ وہ خدا اور دنیا کے مابین اکیلے درمیانی ہیں۔ وہ فیلسوف جھوٹی فروتنی سے ان کی پرستش کرتے تھے۔ گویا کہ آدمی اس لائق نہیں ہیں۔ کہ وہ خود خدا سے ہم کلام ہو سکیں۔ یا دعا کریں۔ اُن فیلسوفوں نے سر کو یعنی مسیح کو جو فرشتوں کا بھی سر اور مالک ہے، نہ پکڑا۔ اس کو اکیلا بچانے والا نہ جانا۔ اس سبب سے وہ نجات سے خارج ہوئے۔ پہلے بدعتی ل بیں شمعون اور مونا ندر کے شاگرد تھے۔ جو فرشتوں کی اسی طرح کی پرستش کرتے تھے۔ اور ان کو زمین کے بانی اور مالک مانتے تھے۔ مقدس پولوس نے جو کچھ فرشتوں کی پرستش کے حق میں لکھا ہے وہ کاتھولک کلیسیا کی تعلیم اور اعمال سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ کاتھولک لوگ مسیح کو سر مانتے ہیں اور بجز اس کے کسی اور کی پرستش نہیں کرتے۔ اور مقدسوں اور فرشتوں کی محض یسوع مسیح کے سبب سے عزت کرتے ہیں۔

س۔ پھر فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کی وجہ کیا ہے؟

ج۔ جیسا کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ سوائے اُس نیو کے جو ڈالی گئی ہے۔ کوئی دوسری نیو ڈال نہیں سکتا۔ اور وہ یسوع مسیح ہے (۱ قرنتیوں ۳: ۲) اس لئے ہم جو عزت مقدسوں اور فرشتوں کی کرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں خود یسوع مسیح کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ وہ سب اُسی کے وفادار خادم۔ اسکے دوست اور اس کی بادشاہت کے ہم وارث ہیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے کہ مقدسوں کی عزت کرنا ایک نیا بنایا ہوا مسئلہ ہے؟

ج۔ ایسا کہنے میں وہ تاریخ کو جھوٹا بناتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس بلاشبہ شہادتیں موجود ہیں جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ دوسری صدی میں مسیحی ہمیشہ شہیدوں کی عیدیں منایا کرتے تھے پرانے مسیحی اگر یہ بات رسولوں کی تعلیم کے موافق نہ ہوتی تو شہیدوں کی عیدیں نہ مانتے۔ ہم رسولی قواعد میں آپوسٹولک کانسٹیٹیوشن بمقدس کلیمنٹ کے حسب ذیل الفاظ پڑھتے ہیں۔ شہیدوں کی عزت کرو۔ خدا نے انکو مبارک بنایا ہے۔ اور پاک آدمیوں نے انکی عزت کی ہے اور سو

کانسٹینٹوشن ۵ مقدس دیونیشیئس ۔ آریوپارگیٹ مقدس پولوس کا شاگرد تھا۔ اور انتھینز کا پہلا بشپ تھا۔ کاتھولک مسئلہ کو حسب ذیل الفاظ میں مختصراً بیان کرتا ہے۔ "جب ہم مقدسوں سے دعا مانگتے ہیں۔ تو ہم کو بڑی مدد ملتی ہے" (کلیسیائی حکومت باب ۰) مقدس دیونیشیئس اس جگہ مقدسوں کے نام لینے کا ذکر کرتا ہے۔ مگر یہ دونوں باتیں یعنی مقدسوں اور فرشتوں کا نام لینا اور اُن کی عزت کرنا کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوئی ہیں۔ اور نہ کبھی ہو سکتی ہیں۔ اس بارے میں بہت سی شہادتیں ہیں جن کا حوالہ دینا تضیع اوقات ہے۔ کیونکہ عالم و فاضل پروٹسٹنٹ لوگ اس حقیقت کو خود ہی تسلیم کرتے ہیں۔

س ۔ سب سے بڑے پروٹسٹنٹ عالم دین الٰہی لیبنٹز کی [illegible] کا اس معاملہ میں حوالہ دو

ج ۔ لیبنٹز بیان کرتا ہے۔ کہ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا کی دوسری صدی میں مسیحی لوگ شہیدوں کی عیدوں کو منایا کرتے تھے۔ اور اُن کی قبروں پر جا کر جمع ہُوا کرتے تھے (سسٹم آف تھیولوجی صفحہ ۱۷) اور اس حقیقت سے لیبنٹز پُر اثر نتیجہ نکالتا ہے "میں اندیشہ کرتا ہوں۔ کہ وہ شخص جو مقدسوں کی عزت کرنے کو بُت پرستی خیال کرتے ہیں۔ وہ مسیحی مذہب کی بربادی کے درپے ہیں۔ وہ جو کہتے ہیں کہ یسوع مسیح نے پہلی بُت پرستی کو رد کیا۔ اور پھر تین یا چار صدیوں کے بعد اس کی کلیسیا اس بُت پرستی میں پڑ گئی۔ وہ یسوع مسیح اور اس کے تمام وعدوں کی بابت کیا خیال کریں گے۔ جب وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیحی کلیسیا چار صدیوں تک بھی خالص اور پاک نہ رہی۔ اور برعکس اس کے وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہودی اور مسلمان لوگ اپنے بانیوں کے مذہب پر بہت صدیوں سے قائم چلے آتے ہیں"

س ۔ کیوں کاتھولک کلیسیا نے مقدسوں کے تہواروں کو اس قدر بڑھایا ہے؟

ج ۔ کاتھولک کلیسیا نے مقدسوں کے تہواروں کو حسب ذیل غرض کے لئے بڑھایا ہے۔

(۱) اس لئے کہ ہم ان کی مثال سے دینداری اور پاکیزگی میں اُبھارے جائیں۔ اور ترقی کریں۔

(۲) یہ کہ ہم اپنے دلوں میں خدا کی ویسی ہی سرگرم محبت پیدا کریں۔ جیسی کہ اُن کے دلوں میں تھی۔ اور حتی الوسع اُن کے نقشِ پا پر چلیں۔

(۳) یہ کہ اُن کی مثالیں نو مریدوں کو دلیری اور جرات دلائیں۔ جیسے مقدس پولوس نے

مثالیں دے کر کہا۔ کہ ایمان سے جدعون اور برق اور سمسون اور افتاح اور داؤد اور سموئیل اور نبیوں نے بادشاہوں کو مغلوب کیا۔ اور راستی کے کام کئے۔ اور وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلواروں کی دھاروں سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے لڑائی میں بہادر بنے۔ اور غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔ بعض شکنجے میں کھینچے گئے۔ کوڑے کھائے۔ اور زنجیر اور قید میں پھنسے۔ سنگسار کئے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ آزمائے گئے۔ تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے۔ تنگی میں مصیبت میں۔ دُکھ میں مارے مارے پھرے پس جب کہ گواہوں کا اتنا بڑا ابر ہم پر چھا گیا۔ تو ہم ہر ایک بوجھ اور الجھانے والے گناہ کو اتار کے برداشت کے ساتھ اس دوڑ میں جو ہمارے سامنے آپڑی ہے۔ دوڑیں" (عبرانیوں ۱۱ و ۱۲ باب) کا تھولک کلیسیا روح القدس کے الہام سے ایسا ہی کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ مسیح کے شہیدوں اور مسیح کے سرگرم پیرووں کی مثالیں ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ تاکہ ہم بھی اُن کی مانند نجات دہندہ سے پیار کرنا۔ اور اس کی بندگی کرنا سیکھیں۔

س ۔ لیکن کیا مقدسوں کے روزانہ مسلسل تیوہار منانے کے باعث خدا کی پرستش کے فراموش ہو جانے کا احتمال تو نہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ یسوع مسیح خود اس عزت کی جو ہم مقدسوں کی کرتے ہیں۔ بنیو۔ سبب۔ مقصد اور غرض ہے۔ اس لئے جس قدر ہم زیادہ مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔ اُسی قدر زیادہ ہم خود مسیح کی عزت اور محبت کا تصور کرتے ہیں۔ کلیسیا کی تاریخ پورے طور سے ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ بات ایسی ہی ہے۔ اور ہمیشہ ویسی ہی رہے گی۔ قدیم زمانہ کے کیتھولک پہلے بدعتیوں کی بہ نسبت یسوع مسیح کی زیادہ پرستش اور حمد و ثنا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ دور حاضرہ میں پروٹسٹنٹوں کے ہر ایک فرقے کی بہ نسبت کا تھولک لوگ مسیح کی زیادہ پرستش اور حمد و ثنا کرتے ہیں۔ صرف کا تھولک مسیح کے بدن اور لہو کی روزانہ قربانی چڑھاتے ہیں۔ وُہی صرف اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کو مانتے ہیں۔ اور ہر طرح کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ مسیح کی شبیہوں اور تصویروں کی بڑی عزت و تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ وہ مسیح کی مصیبت کی یادگار میں چالیس روزے رکھتے ہیں۔ وہ مسیح کی موت اور اس کی تدفین کی یادگار میں جمعہ کے دن گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور بہت سے ملکوں میں

سنیچر کے دن بھی گوشت نہیں کھاتے۔ وہ اکثر صلیب کا نشان بھی کیا کرتے ہیں۔ تاکہ یسوع مسیح کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو یاد رکھیں۔ جو کہ اس نے برداشت کی تھیں۔

س۔ کیا اعلےٰ درجہ کے عالم اور فاضل پروٹسٹنٹوں نے فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کے بارے میں کاتھولک مسئلہ کی صداقت کو تسلیم نہیں کیا؟

ج۔ ہاں۔ تسلیم کیا ہے۔ اگسبرگ اور ہیلوٹیک کنفیشنس آرٹیکل ۵ و ۲۱ بیان کرتے ہیں۔ کہ "فرشتوں اور مقدسوں کی نسبتی اور ادنےٰ درجہ کی عزت کرنا واجب ہے۔" معلّم تھورن ڈائیک کہتا ہے۔ کہ "فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کے بارے میں کاتھولک مسئلہ بہت صحیح ہے۔" لوتھر خود بیان کرتا ہے۔ کہ "میں تمام کاتھولک کلیسیا کے ساتھ یقین کرتا ہوں۔ کہ ہم کو مقدسوں کی عزت کرنی اور اُن سے دُعا مانگنی چاہیئے۔" اور پھر وہ کہتا ہے۔ "کہ کوئی شخص مبارک کنواری مریم اور مقدسوں کا نام لینا نہ بھولے۔ تاکہ وہ اس کے لئے سفارش کریں۔"

س۔ تم ان مذکورہ بالا باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کا کاتھولک مسئلہ نہ صرف انجیل اور روائیت متواترہ اور عقلِ سلیم کے مطابق ہے۔ بلکہ یسوع مسیح میں ہمارا ایمان اور ہماری محبت کے بڑھانے کے لئے بھی بالکل مناسب اور لائق ہے۔

دُوم۔ فرشتوں اور مقدسوں کے نام لینے کی بابت کاتھولک مسئلہ

س۔ خدا اور انسان کے بیچ درمیانی کون ہے؟

ج۔ خدا اور انسان کے بیچ صرف ایک ہی درمیانی ہے۔ یعنی یسوع مسیح (۱ طمطاؤس ۲: ۵) کیونکہ صرف یسوع مسیح نے ہی گناہ کا کامل کفارہ دیا ہے۔ اور صرف یسوع مسیح ہی ہم کو گناہ سے رہائی بخش کر نجات دے سکتا ہے۔ وُہی صرف اپنے قیمتی خون کے بہانے سے فرشتوں اور انسان کے لئے تمام فضل کے حاصل کرنے اور دینے کا مستحق ہوا ہے۔

س۔ کیا مبارک کنواری مریم۔ فرشتے یا مقدسین ہمارے لئے کفارہ دے سکتے ہیں؟

ج۔ بالکل نہیں۔ مبارک کنواری مریم اور تمام فرشتے اور مقدسین مل کر بھی ایک گناہ کا کفارہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ خدا کے بے حد انصاف کے لئے ایک بے حد کفارہ کی ضرورت تھی۔ جو کسی مخلوق سے خواہ کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ ادا نہیں ہو سکتا تھا۔

س۔ پھر کیوں کاتھولک لوگ مسیح کی خوبیوں پر بھروسہ نہ کر کے مقدسوں ہی پر اپنا بھروسہ رکھتے ہیں؟

ج۔ یہ الزام بہت سخت بلکہ گستاخانہ بہتان و اتہام ہے۔ کل کاتھولک لوگ جانتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح ہی ہمارا نجات دہندہ اور مخلصی دینے والا ہے۔ اور ہم صرف اسی سے فضل کے خواہاں ہوتے ہیں۔ کاتھولک مقدسوں سے فضل کی خواہاں نہیں ہوتے۔ بلکہ مقدسوں سے مناجات کرتے ہیں تاکہ وہ خدا کو سفارش کریں۔ کہ وہ یسوع مسیح کی لیاقت کے باعث ہم پر فضل عطا کرے۔ کاتھولک بخوبی جانتے ہیں۔ کہ صدیقہ کنواری مریم اور دیگر مقدسوں کی خوبیاں اور نیکیاں خود انہی کی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ یسوع مسیح ہی کی بدولت ہیں۔

س۔ کیا کاتھولک عبادت میں خدا اور مقدسوں کے لئے وہی دعائیں نہیں کی جاتی ہیں؟

ج۔ بالکل نہیں۔ جب کاتھولک خدا کی طرف مخاطب ہوتے ہیں۔ تو اُس سے یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا، تو ہم پر رحم کر۔ اے خدا تو ہمارے گناہ معاف کر۔ مگر جب کاتھولک، مبارک کنواری مریم یا مقدسوں سے مناجات کرتے ہیں۔ تو وہ اُنہیں کہتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے دعا کرو۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ مقدس لوگ بھی ہماری طرح خدا کے بندے ہیں۔ اور ہم اُن سے مناجات کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر خدا کے حضور سرگرم دعائیں مانگیں۔ تاکہ یسوع مسیح کے وسیلے ہم وہ فضل حاصل کر سکیں جن کی ہمیں ضرورت ہے۔ کاتھولک کلیسیا کی تمام دعائیں۔ نیز وہ دعائیں جن میں ہم مقدسوں کی سفارش طلب کرتے ہیں۔ حسب ذیل طریق سے ختم ہوتی ہیں۔ کہ یسوع مسیح ہمارے خداوند کے وسیلے سے آمین۔

س۔ پس مقدسوں سے مناجات کرنے اور سفارش کروانے کی بابت کاتھولک تعلیم کیا ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا سکھاتی ہے۔ کہ فرشتے اور مقدسین جو مسیح کے ساتھ سلطنت کرتے ہیں زمینیوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور کہ ان کا نام لینا اور اُن سے سفارش چاہنا۔ اور اُن سے مناجات کرنا مفید ہے۔ تاکہ ہم خدا سے یسوع مسیح کے وسیلے جو ہمارا نجات دینے اور بچانے والا ہے فضل و

کو حاصل کر سکیں۔

س ۔کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ فرشتے اور مقدس یہ نہیں جانتے۔ کہ دُنیا میں کیا ہوتا ہے۔ اور اس لئے وہ ہماری دُعاؤں کو نہیں سُن سکتے؟

ج ۔ان کا یہ کہنا صریحاً پاک نوشتوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ مسیح کہتا ہے۔ کہ خدا کے فرشتوں کے آگے ایک گنہگار کے لئے جو توبہ کرتا ہے۔ ایسی ہی خوشی ہوگی" (لوقا ۱۵: ۱۰) اس لئے سب فرشتے جو آسمان پر ہیں۔ زمین پر جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ بخوبی جانتے ہیں۔ ہم خوب واقف ہیں۔ کہ مقدسین آسمان میں خدا کے فرشتوں کی مانند ہیں۔ وہ پھر مرنے کے نہیں۔ کیونکہ وہ فرشتوں کی مانند بلکہ اُن کے برابر ہیں۔ اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ فرشتے اور مقدسین ہمارے دلوں کے خیالات کو جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ گنہگاروں کی توبہ سے۔ جو وہ اپنے گناہوں کے لئے کرتے ہیں۔ واقف ہیں۔ اور ان کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں۔

مقدس یوحنا کہتا ہے۔ کہ بڑے بابل کی بربادی کے وقت آسمان میں ایک آواز سنائی دی جو کہتی تھی۔ کہ اے آسمان (فرشتو) اور اے مقدس رسولو اور نبیو (یعنی مقدسو) اس پر خوشی کرو۔ کیونکہ خدا نے اُس سے تمہارا بدلہ لیا" (مکاشفہ ۱۸: ۲۰) اُسی کتاب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ شہیدوں کی روحیں خدا سے دُعا کرتی ہیں۔ کہ تو کلیسیا کے ظالموں کو سزا دے۔ خدا اُن کی دُعاؤں کو سنتا ہے۔ مگر اُن کو فرماتا ہے۔ کہ تھوڑے دن صبر کرو (مکاشفہ ۶: ۹) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ فرشتے اور مقدس جو کچھ کہ زمین پر گزرتا ہے۔ جانتے ہیں۔ اور خدا اُن کو وہ باتیں بتا دیتا ہے۔ جو ہونے والی ہیں۔

ماسوا اس کے خدا نے فرشتوں اور مقدسوں کو ہمارا نگہبان اور محافظ مقرر کیا ہے" خبردار ان چھوٹوں میں سے کسی کو ناچیز نہ جانو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ آسمان پر اُن کے فرشتے میرے آسمانی باپ کا مُنہ ہمیشہ دیکھتے ہیں" (متی ۱۸: ۱۰) مقدس پولوس کہتا ہے۔ فرشتے خدمتگار روحیں جو نجات کے وارثوں کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں" (عبرانی ۱: ۱۴) اگر وہ ہمارے خیالوں اور کاموں کو نہ جانتے ہوں۔ تو کس طرح وہ ہماری خدمت کر سکتے ہیں؟

مقدسوں کی نسبت ہم پڑھتے ہیں۔ کہ خدا ان کو قوموں پر اختیار دے گا۔ اور وہ لوہے کے عصا

سے اُن پر حکومت کریں گے۔ (مکاشفہ ۲: ۲۶ و ۲۷) اور مقدس لوگ خود یہ گاتے ہیں "تو نے ہم کو ہمارے خداوند کے واسطے سلطنت اور کہانت بخشی۔ اور ہم زمین پر بادشاہت کریں گے"۔ (مکاشفہ ۵: ۱۰) ہم اسی کتاب کے بیسویں باب کی چوتھی آیت میں پڑھتے ہیں۔ کہ مقدس اور شہید یسوع مسیح کے ساتھ بادشاہت کرتے ہیں۔ اور کہ وہ اس کے ساتھ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ اور اُن کو انصاف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ اگر وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ تو کس طرح وہ زمین اور قوموں پر حکومت اور یسوع مسیح کے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں؟

س۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ نبی جو محض انسان تھے۔ خدا کے فضل سے دُور کا حال معلوم کر لیا کرتے تھے۔ الیشع نبی نے جو کچھ شوریا کے بادشاہ کے محل میں گزرا (۲ سلاطین ۶: ۱۲)۔ اور جو کچھ نعمان اور جیحازی کے درمیان اس کی غیر حاضری میں گذرا۔ معلوم کر لیا۔ (۲ سلاطین ۵: ۲۶) مقدس پطرس کو حنانیاہ اور سفیرہ کے جھوٹ کا علم تھا (اعمال ۵ باب) اب کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مقدس جو بہشت میں ہیں۔ وُہ اس علم سے۔ جو وہ زمین پر رکھتے تھے۔ بہرہ ور نہیں؟

س۔ کیا شیاطین بھی ہمارے کاموں کو نہیں جانتے؟

ج۔ کُل پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ شیاطین ہمارے کاموں کو جانتے ہیں۔ پاک نوشتے خود اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "ہمارے بھائیوں پر تہمت لگانے والا شیطان جو رات دن ہمارے خدا کے آگے ان پر تہمت لگاتا تھا گرا دیا گیا"۔ (مکاشفہ ۱۲: ۱۰) پس ہر شخص کم از کم اس امر کو تسلیم کرے گا۔ کہ مقدسوں کو بھی اتنی واقفیت تو ہے۔ جتنی شیطان کو ہے۔

س۔ کیا کتاب مقدس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ فرشتے اور مُقدسین ہمارے لئے دُعا مانگتے ہیں؟

ج۔ ہاں۔ یہ امر بہت اچھی طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ فرشتوں کی بابت دو آیتوں کا حوالہ دینا کافی ہے۔ ہم زکریاہ نبی کی کتاب میں پڑھتے ہیں۔ کہ خداوند کے فرشتے نے جواب دے کر کہا۔ کہ اے رب الافواج تو یروشلم اور یہوداہ کے شہروں پر جن پر تُو نے ستر برس سے عذاب نازل کیا ہُوا ہے کب تک رحم نہ کرے گا؟ اور خداوند نے اس فرشتے کے جواب میں جو مجھ سے گفتگو کرتا تھا۔ ملائم اور دلپذیر باتیں کیں۔ (زکریاہ ۱: ۱۲ و ۱۳) ان آیات سے ہم چار نتائج نکالتے ہیں۔ ا۔

(۱) یہ کہ ایک فرشتہ یروشلم اور یہوداہ کے شہروں کی نسبت خیر خواہی کرتا ہے۔

(۲) یہ کہ وہ جانتا ہے۔ کہ خدا ان سے ناراض ہے۔

(۳) یہ کہ وہ اُن کے لئے سفارش کرتا ہے۔

(۴) یہ کہ خدا اس کی سفارش کو قبول فرماتا ہے۔

مقدس یُوحنا کہتا ہے۔ کہ پھر ایک اور فرشتہ آیا۔ اور سونے کا بخوردان لئے ہوئے قربانگاہ کے پاس جا کھڑا ہُوا۔ اور بہت سی خوشبوئیں اسے دی گئیں۔ تاکہ سارے مقدسوں کی دعاؤں کو سنہری قربانگاہ پر جو خدا کے تخت کے آگے ہے چڑھائے (مکاشفہ ۸ : ۳) اس آیت میں ہم ایک فرشتے کو یسُوع مسیح کے وسیلے سے (جو تشبیہ کے لحاظ سے سنہری قربانگاہ ہے) اپنی دعائیں پیش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

(۲) مقدسوں کی بابت۔ یہوداہ مکابی کہتا ہے۔ کہ میں نے ایک رویا میں اونیاس اور یرمیاہ کو دیکھا جن کو فوت ہوئے عرصہ گذر چکا تھا۔ اور وہ دونوں لوگوں کے لئے سفارش کر رہے تھے۔ اور ان کی دُعائیں مقبول ہوئیں۔ اور یہودیوں نے ایک کامل فتح حاصل کی (۲ مکابی ۱۵ : ۱۲ و ۱۴) مقدس یُوحنا نے دیکھا کہ وہ چاروں جاندار اور چوبیس بزرگ اس برہ (یعنی مسیح) کے آگے گر پڑے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور خوشبو سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدسوں کی دُعائیں ہیں (مکاشفہ ۵ : ۸) مقدس لوگ اپنے لئے دُعا نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کو بہشت کا جلال حاصل ہے۔ یہ دُعائیں صرف اُن ہی لوگوں کے لئے ہیں۔ جو اُن کے محتاج ہیں یعنی اُس دنیا کے گنہگاروں کے لئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقدس لوگ جو آسمان پر مسیح کے ساتھ ہیں۔ ایمانداروں کی دعائیں مسیح کے حضور پیش کرتے ہیں۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور قوی دلیل نہیں ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ ہم پاک نوشتوں میں پڑھتے ہیں۔ کہ خدا نے اکثر نہ صرف اُن فرشتوں اور مقدسوں کی سفارش کی وجہ سے جو بہشت میں ہیں۔ عجیب رحمتیں عطا کیں۔ بلکہ زمینی مقدسوں کی دُعاؤں کی وجہ سے بھی بڑی بڑی مہربانیاں کی ہیں۔ اس بارے میں ہم صرف دو مثالیں دیتے ہیں۔ جب خدا ایوب کے دوستوں سے ناراض تھا۔ اس نے خود اُن کو کہا۔ کہ تم اپنے لئے سوختنی قربانی گذرانو

اور میرا بندہ ایوب تمہارے لئے دُعا مانگے گا۔ اور میں اس کی خاطر قبول کروں گا۔ اور ایسا ہی ہُوا (ایوب ۴۲: ۸) جب یشوع عمالیقیوں سے جنگ کرتا تھا۔ تو مُوسےٰ پہاڑ کی چوٹی پر دُعا مانگ رہا تھا۔ اور جب مُوسےٰ اپنا ہاتھ اٹھاتا تھا۔ تب بنی اسرائیل فتح پاتے تھے۔ اور جب وہ ہاتھ لٹکا دیتا تھا تب بنی اسرائیل مغلوب ہوتے۔ اور عمالیق غالب ہوتے تھے (خروج ۱۷: ۱۱)

اب کیا یہ ممکن ہے۔ کہ جونہی مقدس بہشت میں داخل ہو جائیں۔ اور خدا کے جلال اور محبت میں پیوست ہو جائیں۔ اُسی وقت اُن کی دُعاؤں کا اثر جو اُن کی زمینی زندگی میں اس قدر کارگر تھا۔ بالکل معدوم ہو جائے؟

س۔ کیا مسیحیوں کا ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگنے کا دستور ہمارے اس دعوےٰ کو ثابت نہیں کرتا؟

ج۔ صریحاً ثابت کرتا ہے۔ مقدس پولوس کے تمام خطوط میں ہم حسب ذیل الفاظ پڑھتے ہیں۔ کہ اَے بھائیو میں اپنے خداوند یسُوع مسیح کی خاطر اور رُوح القدس کی محبت کے سبب تم سے التماس کرتا ہوں۔ کہ تم میرے لئے خدا سے دُعائیں مانگنے میں میری مدد کرو (رومیوں ۱۵: ۳۰) اور مقدس یعقوب فرماتا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگو۔ تاکہ نجات پاؤ۔ کیونکہ راستباز کی مسلسل دُعا بہت فائدہ دیتی ہے۔ (یعقوب ۵: ۱۶) یہ ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگنے کا دستور جو رسُولوں کی تعلیم اور مثالوں پر مبنی ہے۔ انسانی خصلت کے ایسا مطابق اور موافق ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ بھی اس کو مانتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اب اُن کو یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ کیوں زندہ لوگوں کی سفارش طلب کرنا جائز اور مفید ہے۔ اور کیوں ان لوگوں سے سفارش چاہنا جب کہ وہ مر گئے۔ اور مسیح کے ساتھ بہشت میں بادشاہت کرتے ہیں۔ ناجائز اور غیر مفید ہے؟ اگر بہشت کے مقدسوں سے سفارش طلب کرنا یسُوع مسیح کی شفاعت کے لئے مضر اور منافی ہے۔ تو کیا زندہ لوگوں سے سفارش چاہنا مسیح کے لئے صد گنا مضر نہیں ہے؟

س۔ مقدس ہمارے لئے کیوں دُعا کرتے ہیں؟

ج۔ مقدس ہمارے لئے بعینہٖ اُسی وجہ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ جس سے ہم ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے ساتھ اسی سچی کلیسیا کے شریک ہیں۔ مقدس پولوس کہتا

ہے۔ اگر ایک عضو کچھ دکھ پاتا ہے۔ تو سارے اعضاء اس کے ساتھ دکھ پاتے ہیں۔ اور اگر ایک عضو عزت پاتا ہے۔ تو سارے اعضا اس کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔" (اقرنتیوں ۱۲: ۲۶) ایک دوسرے کے لئے دعا مانگنے کو ہم مقدسوں کی شراکت کہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ دین ہے۔ کہ جس کو پروٹسٹنٹ بھی مانتے ہیں۔ لیکن وہ اس کو سمجھنے سے عاری ہیں۔ کیونکہ وہ مقدسوں کو اس شراکت سے خارج کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مقدسوں کے مرتے ہی ان کا تعلق ہم سے منقطع ہو جاتا ہے۔

س۔ لیکن مقدسوں سے سفارش کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ یسوع مسیح نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ کہ "جو کچھ تم میرا نام لے کر باپ سے مانگو گے۔ وہ تم کو دیگا" (یوحنا ۱۶: ۲۳)

ج۔ بے شک جو کچھ ہم یسوع مسیح کے نام سے خدا باپ سے مانگیں گے۔ وہ ہم کو دے گا بشرطیکہ ہم اس سے مانگیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص بری طرح سے دعا کرتا ہے۔ کچھ نہیں پاتا اور جو شخص اچھی طرح سے دعا کرتا ہے۔ بکثرت پاتا ہے۔ اور جو شخص کامل طور سے دعا کرتا ہے۔ بافراط پاتا ہے۔ اب خود یسوع مسیح تعلیم دیتا ہے۔ کہ ہماری دعا زیادہ پُر اثر ہو جائے گی۔ اگر دوسرے اشخاص بھی ہماری دعا میں شریک ہوں۔ "اگر تم سے دو شخص زمین پر کسی بات پر متفق ہو کر دعا مانگیں۔ تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے۔ ان کے لئے ہو جائے گی" (متی ۱۸: ۱۹) کیا ہماری دعائیں بغایت درجہ پُر اثر نہ ہوں گی۔ جب کہ وہ خدا کے مقدسوں اور فرشتوں اور خصوصاً مبارک کنواری مریم کی دعاؤں کے ساتھ شامل ہو کر کی جائیں؟

س۔ کیا فرشتوں اور مقدسوں سے مناجات کرنا ضروری ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا جو ہمیشہ روح القدس سے ہدایت یافتہ ہوتی ہے۔ یہ تعلیم نہیں دیتی ہے۔ کہ مقدسوں اور فرشتوں کا نام لینا بالکل ضروری ہے۔ لیکن وہ صرف اتنا سکھاتی ہے۔ کہ ایسا کرنا عمدہ اور مفید ہے۔ (کونسل آف ٹرنٹ سیشن ۲۵) اور کلیسیا کے تمام ہادیانِ دین۔ اور عالمانِ مذہب الٰہی اپنی تعلیم کو پاک نوشتے اور مذہبی تاریخ پر موقوف کر کے اور آپس میں متفق الرائے ہو کر ہم کو مقدسوں سے سفارش کرانے کے لئے نصیحت کرتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جو اس زندگی کی مشکلوں۔ آزمائشوں اور خطروں کے درمیان مقدسوں کی دعا اور سفارش نہیں چاہتا۔ نہایت ہی بے عقل اور جاہل ہے۔ کیونکہ مقدسوں کی سفارش اور ان کا نام لینا انسان کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

سوم۔ کیتھولک کلیسیا میں معجزے

س۔ معجزہ کیا ہے؟

ج۔ معجزہ ایک محسوس اور فوق الفطرت کام ہے۔ جس کو کوئی مخلوق نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ کام کسی پیدا کردہ سببوں یا اتفاقیہ طور سے ہو سکتا ہے۔ بلکہ خود خدا ہی اس کو اپنے بندوں کا ایمان بڑھانے اور اُن کو اجر دینے کی خاطر کرتا ہے۔

س۔ معجزوں کی بابت کاتھولک مسئلہ کیا ہے؟

ج۔ کاتھولک ایمان یہ ہے۔ کہ اُن کا وقوع میں آنا نہ صرف ممکن ہے۔ بلکہ مسیح کے وعدوں کے مطابق سچی کلیسیا میں ضرور ہی معجزے ہونے چاہئیں۔ مسیح نے خود فرمایا ہے۔ کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کریگا۔ بلکہ اُن سے بھی بڑے کام کریگا"۔ (یوحنا ۱۴: ۱۲)

کاتھولک یقین کرتے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ اس کی کلیسیا میں بے شمار معجزے ہوئے اور اب بھی ہوتے ہیں۔ اور دُنیا کے آخر تک ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ "دیکھو خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں کہ بچا نہ سکے۔ اور اُس کا کان بہرہ نہیں کہ سُن نہ سکے"۔ (یسعیاہ ۵۹: ۱)

س۔ معجزوں کا سبب۔ وسیلہ اور مقصد کیا ہے؟

ج۔ معجزوں کا سبب ایمان ہے۔ "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اُن سے بھی بڑے کام کرے گا"۔ (یوحنا ۱۴: ۱۲) "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم ایمان رکھو۔ اور شک نہ لاؤ۔ اگر اس پہاڑ سے کہو گے۔ کہ دریا میں جا گر تو ویسا ہی ہوگا" (متی ۲۱: ۲۱) معجزوں کا وسیلہ یسوع مسیح کی بے انتہا قدرت ہے۔ "جو کچھ تم میرا نام لے کر باپ سے مانگو گے۔ میں وہی کرونگا۔ تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے۔ اگر تم میرا نام لے کر کچھ مانگو گے۔ تو میں وہی کرونگا"۔ (یوحنا ۱۴: ۱۳ و ۱۴) معجزوں کا مقصد خدا کا جلال ہے۔ جیسے کہ مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ "باپ بیٹے میں جلال پائے"۔

س۔ کتاب مقدس کے معجزوں۔ اور اُن معجزوں کے درمیان۔ جو بعدۂ مختلف وقتوں میں مسیحی ملکوں میں وقوع میں آئے کیا فرق ہے؟

ج۔ فی نفسہٖ وہ معجزے ایک ہی قسم کے ہیں۔ ان کے سبب۔ وسیلے اور مقصد یکساں ہیں۔ فرق صرف اُن کے ماننے کے طریق میں ہے۔ یعنی کتاب مقدس کے معجزوں کو تو ہم بطور الہامی حقیقتوں کے مانتے ہیں۔ اور دوسرے معجزوں کو ہم بطور ایک تاریخی حقیقت کے مانتے ہیں۔

س۔ معجزوں کے بارے میں پروٹسٹنٹوں کی مختلف رائیں کیا ہیں؟

ج۔ بعض پروٹسٹنٹ معجزوں سے قطعی انکار کرتے ہیں۔ اور نیز اُن معجزات کے بھی منکر ہیں۔ جو پاک نوشتوں میں مندرج ہیں۔ اُن کا قول ہے۔ کہ معجزوں کا وقوع میں آنا ناممکن ہے۔ لیکن اگر معجزوں کا ہونا ناممکن ہے۔ تو اس کا مطلب نہ صرف یسوع مسیح کی اُلوہیت کا انکار کرنا بلکہ خود مسیح ہی کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ خدا اگر قادرِ مطلق نہیں تو خدا نہیں۔ بائیبل کی پہلی سطر جو پیدائش کا معجزہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا معجزہ ہو سکتا ہے؟ یہ لوگ اپنے آپ کو عقلی دلائل کے معتقد یعنی ریشنالسٹ کہتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ عقلی دلائل کے اعتقاد سے بڑھ کر کوئی زیادہ جھوٹا اور بے ہودہ طریق نہیں ہے۔

پروٹسٹنٹ اصحاب کا بڑا حصہ کتاب مقدس کے معجزوں کو مانتے ہیں۔ مگر دیگر معجزوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ پس اُن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خداوند یسوع مسیح نئے عہدنامہ کے آخری صفحہ کے لکھے جانے تک تو قادرِ مطلق رہا لیکن بعد ازیں ایک دن کے لئے بھی نہیں رہا۔ وہ مجبوراً اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کے ہاتھوں سے بڑے بڑے معجزے کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کسی نہ کسی طرح سے وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے یا تو اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ یا پورا نہ کر سکا۔ وہ اس امر سے بھی خوب واقف و آگاہ ہیں۔ کہ اُن کا یہ عقیدہ غلط۔ بیہودہ اور بعید از عقل ہے۔ لیکن چونکہ اُن کے ریفارمروں کی تعلیم کاتھولک تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے وہ مجبوراً یہ سچی حقیقت اور سچے عقیدہ سے بھی دیدہ دانستہ انکار کرتے ہیں۔ اور یہ انکار جازم ہی ہے۔ اور بس۔

لیکن شکر ہے۔ کہ ایسے پروٹسٹنٹ بھی ہیں۔ جو ایسی ضدی کفر گوئی سے ڈر کر اور تاریخی ثبوتوں کا یقین کر کے کاتھولکوں کی طرح یقین کرتے ہیں۔ کہ سچی کلیسیا میں ہمیشہ معجزے ہوتے رہے ہیں۔

اور اب بھی ہوتے ہیں۔

س۔ مگر کیا کاتھولکوں کے درمیان جھوٹے معجزے مشہور نہیں کئے گئے۔ اور مانے نہیں گئے؟

ج۔ کلیسیا کی منظوری یا اختیار سے کبھی ایسی بات نہیں ہوئی۔ بعض مقامات میں جھوٹے معجزات مان لئے گئے ہیں۔ دغاباز لوگ اس دُنیا میں اپنے ہی بھائیوں کو دھوکہ دینے کے لئے بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ اور جاہل بہت آسانی سے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ اسی قسم کی مثالیں ہندوستان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جہاں بعض لوگ اپنے ولیوں کی خودساختہ کرامتوں کو مذہبی رنگ دے کر مشہور کر دیتے ہیں۔ اور جاہل اور سادہ لوح فوراً اُن کا یقین کر لیتے ہیں۔ مگر کاتھولک کلیسیا ایسے جھوٹے معجزوں کے مشہور کرنے والوں کو کبھی جرأت و حوصلہ نہیں دلاتی۔ بلکہ اُن کو سخت تریں سزا دیتی ہے۔

ہر ایک ملک میں جعلساز ہوتے ہیں۔ جو کھوٹا اور نقلی روپیہ بناتے ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ تمام روپے کھوٹے ہیں؟ اور ہر ایک کو روپیہ لینے سے انکار کر دینا چاہیئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسی شکیہ حالتوں میں جب کہ تم کو روپیہ دیا جائے۔ تو اس کو پرکھنا چاہیئے۔ کہ آیا یہ اچھا روپیہ ہے یا کھوٹا۔ اب مذہب کے بارے میں پرکھنے کی کسوٹی کلیسیا کا اختیار ہے۔ کیونکہ کلیسیا ہر ایک رُوح کا یقین نہیں کرتی۔ بلکہ رُوحوں کو آزماتی ہے۔ کہ آیا وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں (۱ یوحنا ۴:۱) اور کلیسیا ہمیشہ اس فرض کو نہایت تاکید اور درستی کے ساتھ ادا کرتی ہے۔

ایک انگریزی پروٹسٹنٹ شریف زادہ جب کہ وہ رُوما میں تھا۔ معجزوں کے بارہ میں ایک پادری صاحب کے ساتھ بحث کرنے لگا۔ پادری صاحب نے اس کو ایک رسالہ پڑھنے کے لئے دیا۔ جس میں چند معجزات کی تحقیقات کے نتائج مندرج تھے۔ اور جن کی چھان بین مذہبی عدالت نے کی تھی۔ تاکہ ان کی اصلیت معلوم ہو جائے۔ جب وہ شریف شخص اس رسالے کو غور سے پڑھ چکا اور اُسے واپس کرنے لگا۔ تو اس نے کہا بہت اچھا۔ اگر یہ تمام معجزات کاتھولک کلیسیا نے تسلیم کر لئے ہیں۔ تو کوئی پروٹسٹنٹ ان سے انکار نہیں کرے گا۔ پادری صاحب نے کہا۔ بہت خوب لیکن ان معجزوں میں سے جو آپ کو سچے معلوم ہوتے ہیں۔ ریتوں کی جماعت ([illegible]) نے کسی کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سچے ثابت نہیں ہوئے۔ اس بات کو سُن کر وہ پروٹسٹنٹ بہت حیران ہُوا۔ اور بالآخر معترف ہُوا کہ میں آج تک وہ پروٹسٹنٹ

تعلیم سے جو وہ معجزات کے بارہ میں دیتے ہیں۔ گمراہ رہائیوں وا ے نکولاس۔ نوو۔ ایٹودیس فلوسس ٹوم ۴ صفحہ ۲۲۳ (
A. Nicolas, Nouv, Etudes Philos
(Tom. IV, p. 223

چہارم۔ مقدّسوں کے تبرّکات اور جانترا

س۔ مقدسوں کے تبرکات کے بارہ میں کاتھولک ایمان کیا ہے؟

ج۔ مقدسوں کے تبرکات کے بارہ میں ٹرینٹ کی عالمگیر مجلس کا فرمان ہے۔ کہ تمام دینداروں کو شہیدوں اور دیگر مقدسوں کے تبرکات کی حسب ذیل وجوہات کے باعث بڑی عزت و تعظیم کرنی چاہیئے۔

(۱) اُن کے بدن یسُوع مسیح کے زندہ عضو اور رُوح القدُس کی ہیکل تھے۔

(۲) وہ بدن پھر زندہ ہوں گے۔ اور ابد تک جلال میں رہیں گے۔

(۳) خدا نے اکثر ان کی معرفت بڑی بڑی عنایات عطا فرمائی ہیں (کونسل آف ٹرینٹ۔ سیشن ۲۵)

س۔ کیا تبرکات میں کوئی مُخفیہ عجیب بات یا کسی خاص قسم کی خوبی۔ وصف۔ عمدگی اور قوّت ہے؟

ج۔ کوئی نہیں۔

س۔ کیا تم یہ بات پاک نوشتوں سے ثابت کر سکتے ہو۔ کہ خدا نے مقدسوں کے تبرکات کے وسیلے بہت سے معجزے کئے ہیں؟

ج۔ ہاں ثابت کر سکتے ہیں۔ مثلاً جب الیشع نبی نے دریائے یردن کے پانی کو ایلیاہ کی چادر سے مارا۔ تو پانی اِدھر اُدھر ہو گیا۔ اور دریائے یردن نے الیشع نبی کو جانے کے لئے ایک خشک راستہ دیا۔ (۴ سلوک ۲: ۱۴) ایک مُردہ شخص کا جسم الیشع کی قبر میں ڈالا گیا۔ اور جب وہ شخص الیشع کی ہڈیوں سے لگا۔ تو وہ جی اٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا (۴ سلوک ۱۳: ۲۱)

نئے عہدنامہ میں بھی ہم اس قسم کی مثالیں بکثرت مندرج پاتے ہیں۔ مثلاً ایک عورت نے جس کا بارہ برس سے لہو جاری تھا۔ یسُوع مسیح کے پیچھے آکے اس کے کُرتے کا دامن چھُوا اور بھلی چنگی ہو گئی (متی ۹ باب ۲۰ و ۲۱۔ آیات) اور جتنے لوگوں نے اس کی پوشاک کا کنارہ چھُوا۔ وہ بھلے چنگے ہو گئے (متی ۱۴: ۳۶)

ہم رسولوں کے اعمال میں پڑھتے ہیں۔ کہ لوگ رُومال اور پٹکے مقدس پولوس کے بدن سے چھُوا کر بیماروں پر ڈالتے تھے۔ اور ان کی بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ اور بُری رُوحیں ان پر سے اُتر جاتی تھیں (اعمال ۱۹: ۱۲)

مقدس پطرس کے سائے نے بھی بہت لوگوں کو جو بیمار تھے۔ اور ناپاک رُوحوں سے ستائے جاتے تھے چنگا کیا۔ (اعمال ۵: ۱۵)

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جب پروٹسٹنٹ مقدسوں کے تبرکات پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ تو ان کی مقدس نوشتوں سے حیرت انگیز ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب کہ کاتھولک مقدسوں کے تبرکات کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ تو ان کا ایسا کرنا حق بجانب ہے۔ کیونکہ خدا نے اکثر ان کے ذریعہ سے معجزے کئے ہیں۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی دلیل ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ ابتدائی مسیحی جیسا کہ کلیسیا کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ مقدسوں کے تبرکات کی ایسی ہی عزت کیا کرتے تھے۔ جیسے کہ اس وقت ہم کرتے ہیں۔

س۔ اس بارہ میں چند شہادتیں پیش کرو؟

ج۔ مقدس اگنیشیس انطاکیہ کے بشپ کے اعمال میں جو ہمارے نجات دہندہ کے جی اٹھنے کے ستر سال بعد لکھے گئے۔ ہم پڑھتے ہیں۔ کہ اگنیشیُس کی پاک ہڈیاں انطاکیہ میں لائی گئیں۔ اور اس بڑے شہید کی یادگار میں بطور کلیسیا کے بڑے قیمتی خزانہ کے ایک برتن میں رکھی گئیں۔ "ہم نے اُس کی موت کا دن نوٹ کر رکھا ہے۔ تاکہ اس روز جمع ہو کر ہم خداوند یسُوع مسیح کے اس بڑے شہید کے ساتھ اپنی شراکت ظاہر کریں۔" (ایکٹس آف سینٹ اگنیشیُس باب ۶ و ۷)

مقدس پولیکارپ (جو مقدس یوحنا رسول کا ایک شاگرد تھا) کے اعمال میں (جو یسوع مسیح کے صعود کے ایک سو تیس سال بعد قلمبند کئے گئے) ہم یوں پڑھتے ہیں "شیطان نے ہم کو پولیکارپ کے تبرکات کے لانے سے کئی طرح سے روکا۔ اس بدروح نے نکیتس کو تحریک دی۔ کہ صوبہ دار کو منع کرے۔ کہ ہم کو شہید کے تبرکات نہ لے جانے دے۔ مبادا مسیحی مسیح مصلوب کو ترک کر کے پولیکارپ کی پرستش شروع کر دیں۔ وہ اس امر کو نہ جانتے تھے۔ کہ ہم کسی حالت میں بھی یسوع مسیح کو ترک نہیں کر سکتے۔ ہم تو خدا کے بیٹے کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اس کے شہیدوں۔ شاگردوں اور مریدوں سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ہم نے پولیکارپ کے تبرکات لے ہی لئے۔ جو کہ سونے اور جواہرات سے بھی بڑھ کر قیمتی ہیں۔ ہم نے اُن کو ایک موزوں جگہ رکھ دیا ہے۔ اور جب ہم اُس جگہ جمع ہوتے ہیں۔ تو خدا ہم کو فضل عطا کرتا ہے۔ ہم اُس دن جب کہ پولیکارپ اس جلال کے لئے پیدا ہُوا تھا۔ عید مناتے ہیں۔ اور دیگر شہیدوں کی یادگار میں اُن کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی تقلید سے خود حوصلہ پاتے ہیں" (ایکٹس آف سینٹ پولیکارپ باب ۱۷ و ۱۸)

ہم اور بہت سے حوالے دے سکتے ہیں۔ مگر مذکورہ بالا نظائر کافی ہیں۔ ہر شخص اس بات کو خوب جانتا ہے۔ کہ ایذا رسانی کے زمانے میں مسیحی اشخاص شہیدوں کے خون میں کپڑے وغیرہ ڈبونے یا آلودہ کرنے اور اُن کے پاک تبرکات کے حصول کے لئے موت سے بھی نہ ڈرتے تھے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹوں نے جو پاک تبرکات کی عزت کرنے پر ٹھٹھا اڑاتے ہیں۔ شہیدوں اور ابتدائی مسیحیوں کا مذہب جو رسولوں کے شاگرد تھے۔ ترک کر دیا ہے۔

س۔ تبرکات کے بارہ میں تم پروٹسٹنٹوں کو کیا کہو گے؟

ج۔ ہم اُن سے کہیں گے۔ کہ اگر تم اُن دلائل سے جو اوپر دی گئی ہیں۔ ابھی تک کماحقہٗ مطمئن نہیں ہوئے ہو تو میں اس بات کا مرافعہ تمہارے ہی دل سے کرتا ہوں۔ مثلاً کیوں لڑکا اپنے باپ یا ماں کی نشانیاں بطور یادگار بڑی احتیاط سے رکھتا ہے؟ کیوں ماں اپنے مرحوم بیٹے کے بال بطور یادگار رکھتی ہے؟ تم کیوں اُن چیزوں کی جن کو تمہارے بزرگوں اور بہادروں نے استعمال کیا تھا۔ بڑی عزت کرتے ہو؟ کیوں تم بعض اوقات نہایت کم قیمت اور ادنےٰ چیزوں کے لئے زر کثیر خرچ کرتے ہو؟ محض اس لئے کہ وہ کسی بڑے شخص کی یادگار ہیں۔

س ۔ کیا جاتراؤں سے کوئی رُوحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

ج ۔ بے شک ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سچی ریاضت اور عبادت کی غرض سے کی جائیں۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ حجت پیش نہیں کرتے۔ کہ خدا ہر ایک جگہ موجود ہے۔ پھر جاترا کی ضرورت ہی کیا ہے؟

ج ۔ خدا ہر ایک جگہ واقعی موجود ہے۔ اس امر سے کوئی انکار نہیں کرتا مگر بعض مقامات پرستش کی طرف رجوع کرانے کے لئے زیادہ موزُوں ہوتے ہیں۔ جب کہ خدا ہر ایک جگہ حاضر ناظر ہے۔ تو پھر پروٹسٹنٹ خود گرجے کیوں بناتے ہیں۔ اور بعض دُعا گرجوں میں کیوں جاتے ہیں؟ جب کہ خدا اُن کے گھروں میں بھی گرجوں کی طرح موجود ہے؟

س ۔ جاترا کیوں عبادت کرنے کی جانب راغب کرانے کے لئے زیادہ موزوں ہے؟

ج ۔ جاترا میں ہم زیادہ سرگرمی سے دُعا مانگتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں پر زیادہ مُتاسف ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم بیت اللحم۔ کوہ کلوری۔ اور یروشلم جاتے ہیں۔ جہاں ہمارے خداوند یسُوع مسیح نے زندگی بسر کی۔ اور ہمارے لئے تکالیف شدید برداشت کیں۔ تو ہم بڑا رُوحانی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور ان پاک مقامات کا نظارہ ہمارے دِل پر بڑا اثر کرتا ہے۔

س ۔ کیا ہم کتابِ مقدس میں جاترا کے بارے میں کوئی مثال دیکھتے ہیں؟

ج ۔ ہاں۔ مثلاً القانہ اور حنا ہر سال دُعا مانگنے سیلا جایا کرتے تھے (۱ سلاطین ۱: ۳) ہمارا خداوند یسُوع مسیح مقدسہ کنواری مریم اور مقدس یوسف ہر سال عیدِ فسح کی تقریب پر یروشلم کو جاتے تھے۔ (لوقا ۲: ۴۱) علاوہ ان نظائر کے اور بھی کئی نظیریں اس امر کی کتاب المقدس میں پائی جاتی ہیں۔

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی دلیل ہے؟

ج ۔ پاک مقامات کی زیارت اور تبرکات کی عزت کرنے کا خیال انسانی خصلت پر مُنحصر ہے۔ مثلاً کوئی مسافر اُس جگہ کو جہاں کوئی مشہور لڑائی ہوئی یا جہاں کوئی مشہور شخص پیدا ہُوا۔ یا جہاں وہ دفن ہُوا بغیر دیکھے نہ رہے گا۔ لوگ عموماً زمانہ سلف کے مشہور جگہوں کے کھنڈرات کو دور و دراز ملکوں میں دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور بہت سے برباد شدہ شہروں کا ملاحظہ کرنے جایا کرتے ہیں۔ مگر کوئی شخص کبھی اُن کو بت پرست نہیں کہتا۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ تبرکات نہیں رکھتے ۔ اور یاترا نہیں کرتے ؟

ج ۔ ہاں وہ تبرکات رکھتے ہیں ۔ اور یاترا بھی کرتے ہیں ۔ اس جگہ صرف ایک مثال کا حوالہ دینا کافی ہوگا ۔ لوتھر جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بانی اور اُن کا رسول اعظم تھا ۔ کہتا ہے ۔ کہ مجھے شیطان سے بڑے مباحثے کرنے پڑے ۔ اور ایک مرتبہ میں نے اپنی دوات شیطان کے سر پہ دے ماری ۔ وہ کمرہ جس میں یہ واقعہ دقوع میں آیا ۔ اور نیز وہ دوات اور دیوار پہ کا داغ بڑی احتیاط سے محفوظ رکھے ہوئے ہیں ۔ اور ہر سال سینکڑوں پروٹسٹنٹ بڑی عبودیت دینداری اور عزت کے ساتھ اس جگہ کی یاترا کرتے ہیں ۔ بہت سے پروٹسٹنٹ ایسلین (Eisleben) کی جہاں لوتھر فوت ہوا تھا ۔ زیارت کرتے ہیں ۔ اور اُن چیزوں کو جو لوتھر کی تھیں ۔ بڑے پیار کے ساتھ چھوتے ہیں ۔ اور ان میں سے کچھ اپنے ساتھ لایا کرتے ہیں اور اُن کو سر اور دانتوں کے درد کے علاج میں استعمال کرتے ہیں ۔ (دیکھو آڈنس سوانح لوتھر منجانب ڈبلیو ٹرن بُل (Audin's life of Luther English Translation by W. Turnbull)

بڑے تعجب کی بات ہے ۔ کہ پھر یہی لوگ شہیدوں کے تبرکات پر مضحکہ اڑاتے ہیں ۔ اور کاتھولک جاتراؤں پر تمسخر کرتے ہیں ۔

س ۔ مندرجہ بالا بیان سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو ؟

ج ۔ ہم اس سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں ۔

(١) یہ کہ پروٹسٹنٹ لوگ جاتراؤں اور تبرکات پر حملہ کرنے کے باعث پاک نوشتوں ہی سے منکر ہوتے ہیں ۔ اور انسانی خصلت کو بھی جھوٹا سمجھتے ہیں ۔

(٢) یہ کہ اس مضمون کی نسبت کاتھولک کلیسیا دوسرے مضامین کی طرح سچّی تعلیم دیتی ہے ۔ اور اس کی تعلیم پاک نوشتوں اور عقلِ سلیم کے موافق ہوتی ہے ۔

پنجم ۔ مقدّس تصاویر کا بیان

س ۔ کیا کاتھولک تصویروں کی پرستش کرتے یا اُن سے مناجات کرتے ہیں ؟

ج - بالکل نہیں - کاتھولک صرف خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ کاتھولک مقدس تصویروں کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن وہ نہ تو اُن پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور نہ اُن سے فضل وامداد کے خواستگار ہوتے ہیں۔ اور نہ اُن سے دُعا مانگتے ہیں۔ اور نہ اُن سے سفارش کراتے ہیں۔

س - اس مضمون کے بارے میں صحیح کاتھولک تعلیم کیا ہے؟

ج - ہم محض اس وجہ سے تصویروں اور مُورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ کہ وہ یسُوع مسیح۔ مقدسوں اور فرشتوں کی صورت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہم اس امر کا یقین نہیں کرتے۔ کہ تصویروں اور مُورتوں میں کوئی پوشیدہ اور عجیب صفت یا رُوحانی قوت ہے۔ عزت تو محض یسُوع مسیح اور مقدسوں کی ہی کی جاتی ہے۔ نہ کہ تصویروں کی۔ مثلاً جب ہم یسُوع مسیح کی تصویر کے آگے اپنے سر کو برہنہ اور ننگا کرتے یا جھکاتے ہیں۔ تو ہم صرف یسُوع مسیح ہی کی پرستش کرتے ہیں۔ اور جب ہم یہی عمل کسی مقدس تصویر کے آگے کرتے ہیں۔ تو ایسا کرنے سے ہم خود مقدس کی عزت کرتے ہیں۔ نہ کہ تصویر کی۔

چونکہ کاتھولک اصحاب پر عموماً اس امر کی بابت الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ کلیسیا کی اصلی تعلیم کو چھپاتے اور بدلتے ہیں۔ اس لئے ٹرینٹ کی مجلس کے الفاظ بطور شاہد بیان کرنے مفید ہوں گے۔ اور وہ الفاظ حسب ذیل ہیں۔

مسیح اور خدا کی کنواری ماں اور دیگر مقدسوں کی تصاویر پاس رکھی جائیں۔ خصوصاً گرجوں میں اور انکی مناسب عزت کی جائے۔ لیکن اس سبب سے نہیں۔ کہ ان میں کوئی الوہیت یا خوبی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی پرستش کی جائے۔ یا اُن سے کسی بات کی التجا کی جائے۔ یا کہ تصویروں پر بھروسہ اور اعتماد کیا جائے۔ جیسا کہ پُرانے زمانہ میں بُت پرست لوگ جو اپنی اُمید بُتوں پر رکھتے تھے۔ کیا کرتے تھے۔ مگر صرف اس باعث سے کہ وہ عزت جو تصویروں کو دی جاتی ہے۔ خود یسُوع مسیح اور مقدسوں کی جن کی صُورت وہ تصاویر یات دکھاتی ہیں کی جاتی ہے۔ اُن تصویروں کے ذریعہ سے جن کو ہم چُومتے ہیں۔ اور جن کے آگے ہم اپنے سر کو ننگا کرتے ہیں۔ اور دوزانو ہوتے ہیں۔ ہم مسیح کی پرستش اور مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ عام مجلسوں کے فیصلوں اور خصوصاً نکایا کی دوسری مجلس کے فیصلہ سے تصویروں کے دشمنوں کے خلاف منظور ہو چکا ہے۔" (کونسل آف ٹرنٹ سیشن ۲۵)

س - تابعی عزت (ریلیٹو آنر) (Relative honour) سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج ۔ تابعی عزت سے میری وُہ عزت مُراد ہے۔ جو کسی چیز کی نہ خود اُس چیز کے باعث بلکہ اور کسی شے کے باعث جس کو وہ ظاہر کرتی ہے۔

س ۔ کیا خود پروٹسٹنٹ مادی چیزوں کو نسبتی عزت نہیں دیتے؟

ج ۔ ہاں کرتے ہیں۔ مثلاً ہُوس آف لارڈس میں انگلستان کے اُمراء وزراء بادشاہ کے تخت کے آگے جھکتے ہیں۔ اور ہر ملک میں سپاہی اپنے جھنڈے کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور کسی قوم کی دوستانہ عزت ظاہر کرنے کا یہی طریق ہوکہ اُس قوم کا جھنڈا کھڑا کیا جائے۔ توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ یہ تمام عزتیں محض تخت کی نہیں کی جاتیں۔ بلکہ صرف بادشاہ کے بلند وارفع رتبہ کی۔ اور نہ کپڑے کے اُس ٹکڑے کی جو پھریرا کہلاتا ہے۔ بلکہ اُس ملک کی جس کا وہ جھنڈا ہے کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ عزت جو کاتھولک تصویروں اور مورتوں کی کرتے ہیں۔ وہ صرف یسوع مسیح اور اس کے مقدسوں کی عزت ہوتی ہے۔ جن کو وہ تصویریں اور مورتیں ظاہر کرتی ہیں۔

س ۔ کیا خدا کا پہلا حکم تصویروں اور مُورتوں کے بنانے یا ان کے استعمال کرنے کو منع نہیں کرتا؟

ج ۔ خدا تصویروں اور مُورتوں کا بنانا منع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اُن مورتوں کے بنانے سے جو بطور دیوتاؤں کے پُوجی جاتی ہیں۔ منع فرماتا ہے۔ اور یہ امر مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے "خداوند تیرا خدا میں ہُوں۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مُورت اور کسی چیز کی صُورت جو آسمان کے اُوپر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے۔ مت بنا۔ تو ان کی پرستش نہ کر۔ اور نہ ان کی بندگی کر۔ اس لئے کہ میں خداوند تیرا خدا غیور ہوں" (خروج ۲۰: ۲ و ۵)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ جو شخص کسی قسم کی مُورت بناتا ہے۔ وہ خدا کے حکم کو توڑتا ہے۔ اور بُت پرستی میں گرفتار ہوتا ہے؟

ج ۔ اگر یہ بات بالکل درست ہو تو بقول اُن کے (گو ہمارا دل ایسے کفر سے کانپتا اور تھرتھراتا ہے) خدا خود بُت پرستی کا تقصیروار ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ اس نے تراشی ہوئی صورتیں اور اُن چیزوں کی صورتیں جو آسمان کے اوپر اور نیچے زمین پر ہیں۔ بنانے کے لئے صریح حکم دیا ہے "تو سونے کے دو کروبی بنائیو۔ انہیں گھڑ کر اس کفارے کے سرپوش کی دونوں طرف بنائیو" (خروج ۲۵: ۱۸) کیا فرشتے اُن چیزوں میں سے نہیں ہیں۔ جو آسمان پر ہیں؟

پھر ہم پڑھتے ہیں۔ کہ خدا نے حکم دیا۔ "تو ایک پیتل کا سانپ بنا۔ اور ایک بلی پر لٹکا۔ جو سانپ کاٹا ہوا اس پر نظر کرے گا۔ وہ بچ جائے گا۔" (گنتی ۲۱: ۸) پھر اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود خدا نے اُن چیزوں کی صورت جو نیچے زمین پر ہیں بنانے کا حکم دیا۔

پھر کیوں پروٹسٹنٹ خادم الدین اور رہنما اپنی کتابوں۔ رسالوں اور سوال و جواب کی کتابوں اور زبانی تعلیم میں خدا کے پہلے حکم کا حوالہ تو دیتے ہیں۔ کہ "تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنا" لیکن دوسری آیت کا جس میں خدا نے موسےٰ کو دو سونے کے کروبی بنانے اور ان کو گرجا میں رکھنے کے لئے فرمایا تھا۔ حوالہ نہیں دیتے؟ اگر پروٹسٹنٹ مورتوں کے مسئلہ پر کتاب مقدس کی پوری تعلیم دیں۔ تو اس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ خدا صرف یہ منع کرتا ہے۔ کہ کسی چیز کی صورت جو آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے۔ خدا یا دیوتا مان کر نہ بنا۔ نہ ان کی پوجا کر۔

س ۔ اگر خدا کسی مورت کا بنانا ہی منع کرتا۔ تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا؟

ج ۔ یہ کہ خود پروٹسٹنٹ بُت پرست ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے لئے مورتیں بناتے ہیں۔ اور اُن چیزوں کی جو اوپر آسمان پر ہیں یا نیچے زمین پر یا پانی میں جو زمین کے نیچے ہیں صورتیں بناتے ہیں۔ وہ اپنے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں کی مورتیں بناتے ہیں۔ اور اُن کو بڑے احترام سے سرکاری مقامات میں اور بعض وقت اپنے گرجوں میں بھی نصب کرتے ہیں۔

اس گناہ سے پاک و صاف ہونے کے لئے اُن کو چاہیئے۔ کہ نقاشوں اور سنگ تراشوں کو جلاوطن کر دیں۔ اور اپنے محلوں۔ گرجوں اور سرکاری مقاموں کی تصویروں اور مورتوں کو مسمار کر دیں۔

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ یہ کہ یہ بہت صاف امر ہے۔ کہ خدا نے مورتوں کا بنانا یا اُن کو گرجوں میں نصب کرنا منع نہیں کیا۔ کیونکہ اس نے صریحاً موسےٰ کو مورتیں بنانے اور ان کو اپنی ہیکل میں نصب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر خود خدا نے فرشتوں کی مورتوں کا بنانا۔ اور اُن کو ہیکل میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ تو پھر ہم فرشتوں کی صورتیں کیوں نہیں بنا سکتے؟

کیوں ہم پیتل کے سانپ کے بجائے مسیح مصلوب کی تصویریں دیں۔ پیتل کا سانپ اس کا نشان

نقا) نہیں بنا سکتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ اپنے بادشاہوں۔ شہزادیوں کی تصویریں بناتے ہیں۔ اور کیا ہم اپنے بادشاہ یسوع مسیح اور اپنی ملکہ خدا کی ماں کی تصویریں نہیں کھینچ سکتے؟ وہ اپنے بہادروں اور بڑے بڑے لوگوں کی مورتیں تو بناتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے مذہبی بہادروں یعنی مسیح کے شہیدوں اور مقدسوں کی مورتیں نہیں بنا سکتے! تعجب ہے!

س ۔ لیکن اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ مورتوں کا بنانا منع نہیں۔ تو کیا اُن مورتوں کی پوجا کرنی منع نہیں ہے؟

ج ۔ بے شک منع ہے۔ مگر اس حجت کا کیتھولک مسئلہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم تصویروں اور مورتوں کی پرستش اور بندگی نہیں کرتے۔ اور ہم بدل و جان کہتے ہیں۔ کہ "لعنت ہو اُس شخص پر جو تصویروں اور مورتوں کی پرستش اور بندگی کرتا ہے۔" ہم مقدس تصویروں اور مورتوں کو دیکھ کر یسوع مسیح کی پرستش اور اس کے مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔

س ۔ کیا کتاب مقدس پاک چیزوں کی عزت کرنے سے منع نہیں کرتی؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ عہد کا صندوق ایک مادی چیز تھا۔ اور دو سنہری فرشتوں کی مورتیں اس کو ڈھانپے ہوئے تھیں۔ ہم کتاب مقدس میں پڑھتے ہیں۔ کہ "تب یشوع اور سارے اسرائیل کے بزرگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے۔ اور خداوند کے عہد کے صندوق کے آگے شام تک اوندھے پڑے رہے" (یشوع ۷: ۶) خداوند کے کاہن عہد کے صندوق کے آگے لوبان جلایا کرتے تھے۔ (خروج ۳۰: ۳۶) داؤد اس عہد کے صندوق کو ابیناداب کے گھر سے بڑے شان و شوکت کے ساتھ نکال لایا (۲ سلاطین ۶: ۳) پھر زبور میں داؤد بیان کرتا ہے۔ "تم خداوند ہمارے خدا کو بزرگ جانو۔ اور اس کے پاؤں کی کرسی کے پاس سجدہ کرو کہ وہ قدوس ہے۔" (زبور ۹۸: ۵) اور یہ خداوند کے پاؤں کی کرسی بجز عہد کے صندوق کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ جیسا کہ خود داؤد کے الفاظ سے ثابت ہے۔

"میرے دل میں تھا۔ کہ خداوند کے عہد کے صندوق کے لئے آرام گاہ اور ہمارے خدا کے لئے پاؤں کی کرسی بناؤں۔" (تواریخ ۲۸: ۲) اس لئے یہ بات خود کتاب مقدس سے صاف صاف ظاہر ہے۔ کہ نسبتی عزت جو ہم پاک چیزوں کی کرتے ہیں۔ بالکل جائز اور درست ہے۔

س ۔ تصویروں سے کیا فائدہ ہے؟

ج۔ اگر انسان محض رُوح ہوتا۔ تو اس کو ایسی محسوس نشانیوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر جب تک اس کی رُوح مادّی بدن میں ہے۔ پاک چیزوں کی صورتیں اس کے لئے بہت مفید ہیں۔ یسوع مسیح اور اس کے مقدسوں کی تصویریں اور مورتیں گرجوں میں سجانا اَن پڑھوں اور ناخواندہ لوگوں کو سکھانے اور عبادت اور دینداری کی طرف مائل کرنے کے لئے کام آتی ہیں۔ پاک تصویریں کھُلی ہوئی کتابیں ہیں۔ جو ہمیشہ ہم کو ہمارے خداوند اور اس کی مبارک ماں اور اس کے مقدسوں اور شہیدوں کی یادگاری کرنا سکھاتی ہیں۔ تاکہ ہم ان تمام عنایتوں کے باعث جو مسیح کے ذریعہ سے ہم کو عطا ہوئی ہیں۔ خدا کا شکر ادا کریں۔ اور ہم اپنی زندگیاں اور اپنے اخلاق مقدسوں کی مانند بنا سکیں اور انکی نیک مثالوں کی پیروی کریں۔

س۔ کیا ایسی پاک تصویریں اور مورتیں نہیں ہیں۔ جن سے بڑے بڑے معجزے منسوب کئے جاتے ہیں

ج۔ بلاشک ہیں۔ یہ معجزے خدا نے کئے۔ جب کہ لوگوں نے مبارک کنواری یا مقدسوں کی خاص خاص تصویروں کے آگے دعائیں مانگیں۔ ایسے معجزات تصویر کی کسی تاثیر یا وصف کے ساتھ منسوب نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا کی بڑی قدرت سے جو اپنے مقدسوں کی دعاؤں سے معجزے کرنے کے لئے تحرک ہوئی ہے۔ اور اُنہی معجزات کے ذریعہ سے اپنی کلیسیا کے ایمان کی شہادت دیتی ہے۔ منسوب کئے جاتے ہیں۔

س۔ کیا معجزہ کرنے والی تصویروں کا ذکر کرنا مضحکہ انگیز بات اور پاک کلام کے خلاف نہیں ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ ہم پاک کلام میں پڑھتے ہیں۔ کہ خدا نے معجزوں کے لئے مورتیں استعمال کی ہیں۔ "تب خداوند نے موسےٰ کو فرمایا۔ کہ ایک سانپ بنا۔ اور ایک نیزے پر لٹکا۔ جو ڈسا ہوا اس پر نظر کرے گا۔ وہ بچ جائے گا۔" (گنتی ۲۱: ۸) اور ایسا ہُوا کہ سانپ نے جو کسی کو کاٹا تو جب اُس نے اُس پیتل کے سانپ پر نظر کی تو وہ زندہ رہا۔" (آیت ۹)

س۔ تم کہتے ہو۔ کہ کاتھولک کلیسیا تصویروں اور مورتوں سے کوئی الٰہی یا اعجازی قدرت منسوب نہیں کرتی۔ نہ وُہ ان سے دُعا کرتی ہے۔ تو پھر کیوں بعض دعائیں صلیب کو دیکھ کر کی جاتی ہیں؟

ج۔ یہ دُعائیں (مثلاً اے صلیب میری اُمید وغیرہ) صلیب کی لکڑی کی طرف خطاب نہیں کی جاتیں۔ بلکہ مجازی طور پر مسیح مصلوب کی طرف۔ جیسا کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ میں اپنے خداوند یسوع

مسیح کی صلیب پر فخر کرتا ہوں" (گلاتیوں کو ۶: ۱۴)

س ۔ تصویروں کے مضمون کے بارہ میں تم ان پروٹسٹنٹوں کو جو کاتھولک کلیسیا پر خدا کے دوسرے حکم کو رد کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ کیا جواب دیتے ہو!

ج ۔ خدا کا دوسرا حکم یہ ہے۔ کہ "تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لے"۔ اور یہ حکم ہر ایک کاتھولک سوال وجواب کی تعلیم میں پایا جاتا ہے۔ جسے پروٹسٹنٹ دوسرا حکم کہتے ہیں۔ وہ پہلے حکم کی تشریح ہے۔ اور جو فرق انہوں نے دعائے عمیم کی کتاب میں کیا ہے۔ وہ ایک تبدیلی ہے۔ جو پاک تصویروں کو رد کرنے کے لئے ارادۃً کی گئی ہے۔ میں اس کو تبدیلی کہتا ہوں۔ کیونکہ گو دس حکموں کے شمار کرنے کا کوئی تحقیق طریق نہیں۔ تاہم یہ بات صاف ہے۔ کہ یہودی اوروں کی نسبت بہتر جانتے تھے کہ دس حکموں کی تقسیم اور ان کا شمار کیا ہے۔ یہودی کاتھولک کلیسیا کے مطابق دس حکموں کی تقسیم اور شمار کرتے ہیں۔ یہ تبدیلی شروع میں تقریباً تین سو برس ہوئے انگریز پروٹسٹنٹوں نے اپنے مطلب براری کے لئے کی۔ مگر دیگر پروٹسٹنٹ فرقے مثلاً جرمنی کے لوتھر کے پیرو پرانے صحیح طریق کو مانتے اور کاتھولک تقسیم کی پیروی کرتے ہیں (دیکھو دی جرمنی لوتھرن کیٹی کزم)

س ۔ تم اس کل بیان سے جو اس باب میں کیا گیا ہے۔ کیا نتیجہ نکالتے ہو!

ج ۔ ہم اس بیان سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کاتھولک کلیسیا فرشتوں اور مقدسوں اور ان کے تبرکات اور ان کی تصویروں کی عزت کرنے میں بالکل راستی پر ہے۔

(۲) یہ کہ جو اشخاص کاتھولک کلیسیا پر اس وجہ سے بت پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ کاتھولک مسائل اور پاک نوشتوں کی تعلیم سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور یہ امر ہمارے بیانات اور ہماری مذکورہ بالا نوشتوں کی شہادتوں سے ظاہر ہے۔ اس مضمون کی زیادہ واقفیت کے لئے دیکھو ریورنڈ ایل میورن۔ ایس۔ جے۔ بمبئی کی کتاب "پاک تصویروں کا استعمال" مطبوعہ ۱۸۹۶ء

ششم ۔ خدارسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زمرہ میں شامل کرنا

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ اصحاب۔ کیتھولک کلیسیا کی ایک اور تعلیم جو مقدسوں کے بارہ میں ہے بالعموم

غلط نہیں سمجھتے۔ اور اُس کو غلط پیرایہ میں بیان نہیں کرتے۔

ج۔ ہاں یہ تعلیم خدا رسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زُمرہ میں شامل کرنے کی ہے۔ جب کبھی وہ اس تعلیم کا ذکر کرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ بُت پرستی۔ بے دینی کی بلکہ غیر مسیحی تعلیم ہے۔ اور اس سے کاتھولک کلیسیا کی تذلیل ہوتی ہے۔

گو ان الزامات پر وہ لوگ بھی یقین نہیں کرتے۔ جو اُن کو استعمال کرتے ہیں۔ تاہم نیک دِل کی خاطر اُن کی نسبت عرض کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔

س۔ خدا رسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زُمرہ میں شامل کرنے کا مطلب کیا ہے؟

ج۔ اس کا مطلب کلیسیا کے دینی سردار کا فتوےٰ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ شخص جب اس زندگی میں تھا۔ تو وہ بڑی کوشش اور شجاعت سے مسیحی نیکیاں کرتا رہا۔ اور اس کی سفارشوں سے خدا کو پسند آیا۔ کہ معجزے کرے۔ اور یہ معجزے بالخصوص اس کی موت کے بعد وقوع میں آئے اس لئے لازم ہے۔ کہ اس کی عزّت بطور مقدسوں کے کی جائے۔ جو آسمان میں مسیح کے ساتھ سلطنت کرتے ہیں۔

س۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ پوپ صاحب یہ فیصلہ کرتا ہے۔ کہ "ابدی جزا کون پائے گا"؟ کیا وہ زندوں اور مُردوں کا منصف ہے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ صرف مسیح زندوں اور مُردوں کا مُنصف ہے۔ اس نے اپنے رسولوں کی بابت جو اس دنیا میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہوئے تھے فرمایا۔ کہ "وہ بارہ تختوں پر بیٹھیں گے۔ اور اسرائیل کے بارہ فرقوں کی عدالت کریں گے"۔ لیکن ہم یہاں یہ نہ بتائیں گے۔ کہ اس عدالت میں اُس کے حقیقی پیرؤوں کا کیا خاص کام ہوگا۔ ہم تو بڑی عاجزی سے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ صرف مسیح ہی عدالت کرنے والا ہے۔ اور ابدی جزا صرف وُہی دیگا۔ مگر آسمانی ابدی جزا عطا کرنا کچھ اور ہے۔ اور ابدی جزا جو مسیح نے عطا کی ہے اس کو سنانا یا اقرار کرنا کچھ اور بات ہے۔ مقدم الذکر کا یہ مطلب ہے۔ کہ عدالت ہوگی۔ اور مؤخر الذکر کا مطلب یہ ہے کہ انصاف کر کے فتوےٰ سنایا گیا۔ مقدم الذکر میں صرف مسیح کا کام ہے اور مُؤخر الذکر وہ سب رُوحیں کر سکتی ہیں۔ کہ جن کو مسیح نے بتا دیا کہ فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ کہ اس نے اپنے بے حد راست طریقہ سے کیا فیصلہ کیا ہے؟

س - ذرا اس بات کو تمثیل سے سمجھائیے ؟

ج - یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کہ ہم انصاف کر کے کہیں کہ اُس تائب چور کی توبہ جو ہمارے منجی کے پاس صلیب پر لٹکا ہُوا تھا حقیقی اور سچی اور ایسی مقبول تھی۔ کہ ابدی بادشاہت کے لئے اس کے واسطے دروازے کُھل گئے لیکن جب ہم سنتے ہیں۔ کہ ہمارا مُنجی صلیب پر سے کہتا ہے۔ کہ اس دن وہ توبہ کرنے والا ڈاکو اس کے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ تو ہمیں یہ اختیار مل جاتا ہے۔ کہ ہم مسیح کی طرح اور اس کے ہم زبان ہو کر کہیں کہ اُس شخص کو ابدی جزا مل گئی۔ اور اگر مسیح کو پسند آتا ہے۔ کہ کسی شخص کی نسبت ایسی بات بتائے۔ تو ہم کو بھی اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ ہم اس شخص کی بابت کہہ دیں۔ کہ وہ خداوند کے ساتھ بہشت میں حکمران ہے۔

س - لیکن کیا مسیح ایسی باتیں منکشف کر دیتا ہے۔ یا بقول پروٹسٹنٹ صاحبان کیا پوپ صاحب کا مسیح کے ساتھ ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ وہ سینکڑوں آدمیوں کے بارہ میں فتوے دے دے۔ کہ وہ آسمانی جلال کے مستحق قرار دیئے جا چکے ہیں ؟

ج - مکاشفے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ براہِ راست اور قرائینی یا ضمنی۔ پہلے کی نسبت ہمارے خداوند یسوع مسیح کے الفاظ ہیں کہ "تو آج میرے ساتھ بہشت میں ہوگا" (مقدس لوقا ۲۳: ۴۳) ضمنی اس وقت سمجھ میں آتا ہے۔ جب متوفی کی سفارش کی بدولت معجزے وقوع میں آتے ہیں۔ اگر معجزہ صحیح ہے تو ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جس شخص کی سفارش سے معجزہ ہُوا۔ ہرگز ہرگز ہمیشہ کے عذاب کا وارث نہیں بلکہ ضرور بالضرور خدا کا دوست اور آسمان میں خدا کے جلال کا وارث ہوگا۔

س - کیا یہ نتیجہ صحیح ہے ؟

ج - یہ نتیجہ ایسا بدیہی اور صاف و صریح ہے۔ کہ اس پر کوئی چُوں و چرا نہیں کر سکتا۔ خدا کی مرضی یہی تھی۔ کہ صرف معجزوں سے ثبوت دے۔ اور موسیٰ کو معجزے عطا کئے۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ اس کا کام صرف خدا کی طرف سے ہے۔ انبیاء معجزوں سے ثبوت دیتے رہے۔ اور خدا ان سے ثبوت دلواتا رہا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے کلام کرتے ہیں۔ مسیح نے اپنا ثبوت معجزوں سے دیا۔ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور نیز مقدسین بھی معجزوں ہی سے ثبوت دیتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے دوست اور خدا کے ابدی جلال کے وارث ہیں۔

س ۔ اگر یہی حالت ہے۔ کہ صرف ایک ہی معجزہ کافی ہے۔ جس سے معلوم ہو جائے۔ کہ فلاں شخص ابدی جزا پا چکا ہے۔ اور اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو پوپ صاحب کو اس امر کے اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے! کہ فلاں شخص نے بڑی مستعدی اور شجاعت سے مسیحی نیکیاں کی ہیں۔ یا پوپ کی طرف استصواب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہم اس قابل نہیں کہ اس امر کا فیصلہ کریں۔ کہ کوئی معجزہ وقوع میں آیا ہے۔ اور جس شخص کے ذریعہ سے وقوع میں آیا ہے۔ وہ مُقدس ہے؟

ج ۔ ہاں ایک ہی معجزہ کافی ہو سکتا ہے۔ صداقت کا خدا کبھی یہ گوارا نہیں کرتا۔ کہ کوئی معجزہ ہمیں غلطی میں مبتلا کرنے کی خاطر ظہور میں لائے۔ یا کسی شخص کو جو ابدی سزا کا مستحق ہوا ہے۔ اُسے جلال دیدے لیکن کلیسیا اور اس کے حاکموں کی دانشمندانہ حکمت کو دیکھئے۔ کہ جب کوئی معجزہ وقوع میں آتا ہے۔ یا اس کے وقوع میں آنے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ تو لوگ فوراً رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ جس شخص کی بدولت یہ معجزہ ظہور میں آیا۔ "وہ خدا کے فرزندوں میں شمار کیا گیا ہے" (حکمت ۵:۵)

لیکن کئی واقعات ایسے ہیں۔ کہ جن کے باعث معجزوں پر شک ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ لوگوں کو دھوکا لگا ہو۔ یا ان کو دھوکا دیا گیا ہو۔ ممکن ہے کہ کسی عقیدت کی سرگرمی اور گرم جوشی سے دھوکا کھا لیا ہو۔ پس بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کہ کسی کو ایسی عزت نہ دی جائے۔ جو یقینی طور پر اس کا مستحق نہ ہو۔ یا کسی سے مناجات نہ کی جائے۔ جب تک کہ یقین نہ ہو کہ مناجات کارگر ہوگی پس غلطی کا احتمال دور کرنے کے لئے کلیسیا کامل طور سے تحقیقات کرتی ہے۔ تاکہ اس میں کسی قسم کی غلطی کا امکان تک باقی نہ رہے۔

س ۔ اس تحقیقات کا پہلا قدم کیا ہے؟

ج ۔ پہلا سوال یہ ہے کہ وہ شخص جس کی طرف معجزہ منسوب کیا جاتا ہے کون ہے؟ کیا اُس شخص کا چال چلن ایسا پاکیزہ تھا۔ کہ اس کی بابت یہ خیال کیا جا سکے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی سفارش سے معجزانہ کام کرائے گا۔ اس بات کی تحقیق کے بعد پھر نفس معجزہ کی تفتیش کی جاتی ہے۔ اگر پہلی بات ہی ثابت نہ ہو۔ تو پھر تحقیقات نہیں کی جاتی۔

پھر غور کیجئے۔ کہ کس قدر اس بارہ میں حزم و احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ تحقیقات کو جاری رکھنے

کے لئے یہ مکمل طور پر معلوم کیا جاتا ہے کہ روئیداد صحیح ہو۔

پڑتال بہت سختی سے ہوتی ہے۔ اس کے لئے کلیسیا کا کوئی مشہور لائق اسقوف مقرر کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس باب میں منصف بنے۔ اس کا یہ کام نہیں ہوتا کہ "مقدس بنانے" کے کام میں عجلت اور سہل انگاری سے کام لے۔ لیکن برعکس اس کے اس کا کام گویا ایسا ہے کہ اس نے کسی فوجداری مقدمہ میں استغاثہ کو ثابت کرنا ہے۔ اور جس شخص کی نسبت تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس کے حق میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اس کو پرکھے۔ یہ سمجھ لیجئے۔ کہ وہ اس تلاش میں ہوتا ہے۔ کہ جس شخص کا معاملہ اس کے درپیش ہے۔ اس کے ایمان و عمل میں کوئی نقص تلاش کرے۔ اور اس کی نیکوکاریوں میں کوئی نہ کوئی کمی نکالے۔ اور گناہ یا بدی کی جانب اس کے میلانِ طبع کی تفتیش کرے۔ اگر اس نے کوئی تحریر چھوڑی ہے۔ تو اس کی طرزِ تحریر کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اگر اس میں کوئی فقرہ ایسا مندرج ہو۔ کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ مقدس تخت کے فیصلوں کے خلاف ہے۔ تو تحقیقات فوراً بند کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ایمان۔ اُمید۔ محبت کی سچی نیکیوں کی پڑتال ہوگی۔ اس کے بعد چند نہایت مشہور نیکیاں یعنی ہشیاری۔ بُردباری۔ انصاف۔ اعتدال۔ حلم۔ صبر۔ عاجزی وغیرہ وغیرہ دیکھی جاتی ہیں۔ یہ کُل نیکیاں فرداً فرداً پڑتال کی جاتی ہیں۔ کوئی بھول چوک خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ اس منصف کی نگاہ سے فروگذاشت نہیں ہوتی۔ اگر کامل طور پر تحقیق کر لینے کے بعد متذکرہ بالا نیکیوں میں کسی قسم کا نقص برآمد نہ ہو۔ تو کیا آپ خیال کریں گے۔ کہ مقدس ہونے کا فتوےٰ لگ گیا؟

نہیں۔ بلکہ یہ تو ابتدا ہی ہے۔

س۔ کیوں؟

ج۔ کیونکہ خدا کے دوست کی نسبت صرف یہی دیکھنا کافی نہیں۔ کہ وہ گناہ سے پاک ہے۔ بلکہ یہ کہ نیکیوں میں اس نے کتنی عظمت حاصل کی ہے۔ اور جب کلیسیا اس امر کا فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ کہ کون شخص مقدسوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے۔ تو وہ یہ بھی دیکھتی ہے۔ کہ شخص مذکور نے کس شجاعت اور بہادری سے نیکی کی ہے۔ پس اس کی ایک ایک نیکی کو سامنے رکھ کر اس پر غور کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے مختلف مقدس کاموں میں کتنا حصہ لیا ہے۔ پس سوال یہ نہیں رہتا۔ کہ اس کے دل

میں ایمان ڈگمگا گیا ہے۔ بلکہ یہ کہ ایمان مستقل طور سے برابر کام کرتا رہا ہے؟ اور نیز دکھوں بلکہ موت کے دکھوں میں بھی ایمان کا اقرار متواتر قائم رہا ہے؟ اور یہ سوال بھی نہیں رہتا۔ کہ اس میں محبت کی کمی پائی گئی ہے؟ بلکہ یہ کہ اُس نے قول و فعل سے خدا کی محبت کی سرگرمی اور گرمجوشی جو اس کے دل میں نہاں نہ رہ سکتی تھی۔ بلکہ دوسروں پر ظاہر ہونی چاہیئے تھی دکھائی ہے۔ یا نہیں؟ اور اس کے دل میں ہمسایہ کی محبت اس قدر افزوں اور بدرجہ غایت تھی۔ کہ وہ محتاجوں اور غریبوں اور بیماروں کی ضروریات میں پوری مدد کرتا۔ اور اُن سے کامل ہمدردی کرتا تھا؟ اور یہی کیفیت دیگر نیکیوں کی بھی ہوتی ہے۔

س۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟

ج۔ جب یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ہر ایک نیکی بڑی بہادری سے عمل میں لائی گئی ہے۔ تو دوسرا سوال زیرِ بحث آتا ہے۔ کہ کیا ہر ایک نیکی تکمیل تک پہنچی ہے؟ اور کیا یہ نیکی تا دمِ زیست جاری رہی ہے؟ کیونکہ اِن شرطوں کے بغیر نیکی مفید نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد مقدس کی موت کے دنوں کے واقعات دیکھے جاتے ہیں۔ کیا زندگی کے آخری لمحوں میں اس امر کے ثبوت ملتے ہیں۔ کہ مرحوم مقدس میں یہ سب نیکیاں برابر پائی جاتی تھیں؟ اس نے صبر کو ہاتھ سے تو نہیں دیا؟ کیا اس نے خدا کی پاک مرضی اور رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا؟ اور رغبتِ الٰہی اس کے جسمانی درد و الم میں کم تو نہیں ہو گئی؟ اور کیا یسوع مسیح کے ساتھ اُمید اور ایمان کی وابستگی کسی صورت سے کم تو نہیں ہوئی؟ بالفاظِ دیگر یہ سب نیکیاں اس وقت تک جب ابدیت شروع ہوتی ہے برقرار رہیں یا نہیں؟ اگر برابر قائم رہیں۔ تو جو کچھ انسان کے لئے دریافت کرنا ممکن تھا۔ دریافت کر لیا گیا۔ اور یہ کہنا ممکن ہو گیا۔ کہ اس بارہ میں تحقیقات بوجہ احسن کی گئی ہے۔

س۔ کیا کلیسیا انسانی فتوے پر حصر کر سکتی ہے؟

ج۔ نہیں۔ صرف خدا ہی دلوں کا جاننے والا ہے۔ اور باوجود مُنصفوں کی رائے۔ عقلمندی اور پاکیزگی کے کلیسیا حقیقی طور سے اُن کے فتووں کے مان لینے کے لئے تیار نہیں ہو جاتی۔ اب یہاں انسانی شہادت سے بھی بڑھ کر الٰہی شہادت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ دیکھنا

باقی رہ جاتا ہے۔ کہ کیا خدا نے بھی یہ پسند کیا ہے یا نہیں۔ کہ اس شخص کی معرفت معجزے عمل میں آئیں تاکہ وہ معجزے متذکرہ بالا تحقیقات کاملہ پر مُہر لگا دیں۔

س۔ ان تحقیقات کی آخری منزل کیا ہے؟

ج۔ آخری اور سب سے مشکل کام یہ ہے۔ کہ کیا جب اُس مقدس سے مناجات کی جائے۔ تو معجزے ظاہر ہوئے یا نہیں؟ یہ بھی قابل غور امر ہے۔ کہ جب یہ شخص اُس دنیا میں تھا۔ اور اس کی وساطت سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہُوا ہو۔ تاہم وہ کافی نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ تھوڑے عرصہ کیلئے خدا کا دوست رہا ہو۔ اور اس میں تادم زیست استقلال نہ رہا ہو۔ پس ضروری بات یہ ہے۔ کہ جب وہ اس دار فانی سے کُوچ کر جائے۔ تو اس شخص سے عجوبہ کام سرزد ہوں۔ اگر معجزات سرزد ہوں اور کافی تعداد میں ہوں۔ اور وہ معجزے اس قسم کے ہوں۔ کہ پادری لوگ اور عوام الناس تسلیم کرلیں۔ کہ ان کاموں میں خدا کا ہاتھ ہے۔ اور خدا نے اُس کا مقدس ہونا ربانی نشانیوں سے ظاہر کر دیا ہے۔ تب پوپ صاحب یہ استحقاق رکھتا ہے۔ کہ اعلان کر دے کہ یہ شخص مستحق ہے۔ کہ اس کو مقدسوں کے زمرہ میں شامل کر دیا جائے۔

س۔ آپ متذکرہ بالا بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟

ج۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ خدارسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زُمرہ میں شامل کرنے کا عمل جس سے کل ملحد منکر ہیں ایک ایسا امر ہے۔ کہ جس سے کلیسیا کی عقلمندی اور حکمت اپنی پوری روشنی میں ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ہم کیتھولکوں کے لئے یہ بڑی تسلی اور حوصلہ افزائی کی بات ہے۔ کہ کلیسیا کے ممبر اپنے برادران میں ایسے اشخاص پائیں۔ جو اس قسم کی کامل تحقیقات میں پورے اتریں۔ اور کلیسیا کے لئے اس سے زیادہ پُرجلال ثبوت نہیں۔ کہ اس کی پاکیزگی جو خدا کی کلیسیا کی پہچان کے لئے ایک کسوٹی ہے۔ اب تک قائم رہی ہے۔ اور یہ ایک ظاہری نشان ہے۔ کہ وہ کلیسیا نہایت پاکیزہ اور یسوع مسیح کے ساتھ پورے طور پر اتحاد رکھتی ہے۔ اور اس سے وابستہ ہے۔

دوسرا باب

اوّل۔ مبارک کنواری مریم کی تعظیم اور اس سے مناجات کرنے کے بارہ میں حقیقی کاتھولک تعلیم

س۔ کیا کاتھولک لوگ مبارک کنواری مریم کی پرستش اور پوجا کرتے ہیں؟

ج۔ بالکل نہیں۔ سب کاتھولک لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کسی مخلوق کی پوجا کرنا خواہ وہ مخلوق کیسا ہی افضل کیوں نہ ہو۔ سخت بُت پرستی ہے۔ جو عزت کاتھولک لوگ مبارک کنواری مریم کی کرتے ہیں۔ وہ خدا کی پرستش اور پُوجا سے نہ صرف بہت اونٰے درجہ کی بلکہ بالکل مختلف قسم کی بھی ہوتی ہے وہ عزت فرشتوں اور مقدسوں کی تعظیم کی طرح ہوتی ہے۔ گو بہ لحاظ درجہ اُن سے اعلےٰ ہے۔ کیونکہ مریم مقدسہ کا رتبہ اور درجہ فرشتوں اور مقدسوں سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔

س۔ کاتھولک مبارک مریم کی کیوں تعظیم کرتے ہیں؟

ج۔ ہم اس سے پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنا اور اُن سے مناجات کرنا جائز اور مفید ہے۔ ہم پاک نوشتوں کی شہادتوں سے یہ بھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ فرشتے اور مقدس لوگ جو جہان میں گذرتا ہے جانتے ہیں۔ اور کہ وہ ہمارے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اور ہماری دُعاؤں کو خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہماری یہی دلیل صدگنا معقول وجہ کے ساتھ مبارک کنواری مریم پر دلالت کرتی ہے۔ فرشتے اور مقدس لوگ البتہ افضل مخلوقات ہیں۔ مگر مبارک کنواری مریم سب سے افضل ہیں۔ فرشتے مقدس لوگ خدا کے خادم اور دوست ہیں۔ لیکن مریم مقدسہ خدا کی ماں

س۔ کیا مبارک کنواری مریم سچ مچ اور در حقیقت خدا کی ماں ہے؟

ج۔ ہاں وہ خدا کی ماں ہے۔ کیونکہ مریم نے اس کو جو خدا کا بیٹا اور خدا ہے۔ یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح کو حمل میں رکھا اور جنا۔ مسیح میں دو مختلف ذاتیں ہیں۔ یعنی الٰہی اور انسانی۔ اور گو مبارک کنواری مریم نے کسی طرح سے بھی الٰہی ذات کو حمل میں نہیں رکھا۔ یا جنا۔ تاہم دونوں ذاتیں ایک ہی اقنوم میں پورے طور پر متحد ہیں۔ اور وہ اقنوم خدا ہے۔ اس واسطے وہ جس نے اس کو جنا۔ ضرور ہی خدا کی ماں ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو کوئی یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ یسوع مسیح سچا خدا ہے۔ اسکو یہ بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس کی ماں خدا کی ماں ہے

س۔ لیکن جب مبارک کنواری مریم نے الٰہی ذات کو نہیں جنا۔ تو کسطرح الوہیت (خدا) کی ماں ہو سکتی ہے؟

ج۔ یہ صاف بات ہے۔ کہ ماں اپنے بیٹے کی روح کو پیدا نہیں کرتی ہے۔ اسی طرح باپ بھی اپنے بیٹے کی روح کو پیدا نہیں کرتا۔ حالانکہ روح اس بیٹے کی ہستی کے لئے ضروری جزو ہے۔ والدین صرف اپنے بیٹے کے بدن کو پیدا کرتے ہیں۔ تاہم وہ اپنے بیٹے کے جسم کے ماں باپ نہیں کہلاتے۔ بلکہ وہ جائز طور پر اپنے بیٹے کے والدین ہیں۔ اس کا اصلی سبب یہ ہے۔ کہ روح اور جسم ایک شخص میں شامل ہیں اور وہ شخص بیٹا کہلاتا ہے۔ اسی طرح مسیح کی الٰہی اور انسانی ذاتیں ایک ہی اقنوم میں شامل ہیں۔ اور وہ شخص خدا ہے۔ اور اسی لئے مسیح کی ماں خدا کی ماں ہے اور کہلاتی ہے۔

س۔ کیا کوئی اور قوی دلیل بھی ہے؟

ج۔ ہاں۔ خدا باپ ازل سے اپنے کلمہ کا (خدا بیٹے کا) باپ ہے۔ مگر خدا باپ یسوع مسیح کی انسانی ذات کا باپ نہیں۔ پروٹسٹنٹ طریق کے موافق خدا باپ ہمارے نجات دینے والے کا باپ نہیں۔ کیونکہ خدا باپ یسوع مسیح کی انسانی ذات کا باپ نہیں۔ مگر یسوع مسیح انجیل کے ہر صفحہ میں خدا کو اپنا باپ اور اپنا ہی سچا اور قدرتی باپ کہتا ہے۔ یسوع مسیح اپنے آپ کو خدا کا بیٹا (متبنیٰ بیٹا نہیں جیسے کہ ہم اس کے فضل سے ہیں) حقیقی معنوں میں کہتا ہے۔ مقدس پولوس بڑی صفائی سے کہتا ہے۔ کہ جسم کی نسبت مسیح انہیں میں سے ہوا۔ جو سب کے اوپر خدا ہمیشہ مبارک ہے" (رومیوں ۹: ۵) پس اگر پروٹسٹنٹ تسلیم کریں۔ کہ مسیح آدمی کی صورت میں خدا کا بیٹا ہے (کیونکہ دونوں ذاتیں یسوع مسیح (اقنوم) میں شامل ہیں۔ جو شخص خدا ہے) تو ان کو یہ بات بھی ماننی پڑے گی۔ کہ مبارک کنواری مریم خدا کی ماں ہے۔

س۔ کیا خدا کی ماں کا خطاب ہمیشہ سے کلیسیا میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے؟

ج۔ ہاں۔ شروع سے چلا آتا ہے۔ یہ خطاب بہت سے قدیم مقدس مؤرخوں کی تحریروں میں ملتا ہے۔ مثلاً اورجینس سکندریہ مقدس ڈیونسیوس۔ مقدس اتھانا سیس۔ مقدس بازل۔ مقدس گرگوری نزیانزینوس وغیرہ کی تحریروں میں ملتا ہے۔ بدعتی نسطوریوس نے سب سے پہلے پانچویں صدی میں اس کے بارہ میں جھگڑا کیا۔ تھیوڈورس۔ جو کہ نسطوریوس کے دوستوں اور ساتھیوں میں سے تھا بڑی صفائی سے اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ کاتھولک ایمان کے نہایت قدیم ہادیانِ دین نے رسولوں کی روائت کے موافق تعلیم دی ہے۔ کہ خداوند کی ماں کی بطور خدا کی ماں کی تعظیم کرنی چاہیے چوتھی صدی میں شہنشاہ جولین (جو مرتد کہلاتا ہے) بطور طعن مسیحیوں سے مخاطب ہوتا تھا۔ "کہ تم ہمیشہ مریم کو خدا کی ماں کہتے ہو۔"

س۔ ہم کو مبارک مریم کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے؟

ج۔ پروٹسٹنٹ ڈاکٹر پیرسن کا قول ہے۔ کہ "ہم اپنے خداوند کی ماں کی تب ہی زیادہ عزت کریں گے جب کہ ہم اس کی وہ عزت کریں۔ جو کہ خود خداوند کے لئے کرنی مناسب ہے۔" (عقیدہ کی تشریح صفحہ ۱۷۸)

س۔ کیا کاتھولک اصحاب مریم سے ایسی ہی دُعا نہیں کرتے ہیں۔ جیسے کہ خدا سے کی جاتی ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ جب ہم خدا سے دُعا مانگتے ہیں۔ تو ہم کہا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہم پر رحم کر اے خداوند ہم کو بچا۔ اور نجات دے۔ وغیرہ۔ لیکن جب ہم مبارک کنواری مریم سے مناجات کرتے ہیں۔ تو ہم صرف یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ "ہمارے لئے دُعا کر۔" ہم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ مبارک کنواری مریم محض انسان اور خدا کی بندی ہے۔ اور وہ از خود ہم کو فضل نہیں دے سکتی۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ چونکہ وہ خداوند کی پیاری ماں ہے۔ اس لئے وہ اپنی شفاعت میں پُرتاثیر ہے۔

س۔ پھر کیوں کاتھولک حسب ذیل الفاظ سے مبارک کنواری مریم سے مخاطب ہوتے ہیں۔ کہ اندھوں کو روشنی دے ہمکو حلیم بنا اور پاک صاف کر۔ ہمیں خداوند یسُوع مسیح دکھا۔ اور دیگر دُعائیں جو خدا کے سوا اور کسی کو مناسب طور سے پیش نہیں کی جاتیں؟

ج۔ اس سوال کا جواب ہم چوٹی کے پروٹسٹنٹ عالم دینِ الٰہی لائبنٹز کے حسب ذیل الفاظ میں دیں گے۔ جب مقدسوں سے مناجات کی جاتی ہے۔ اور ان سے مدد مانگی جاتی ہے۔ تو ہم کو

ہمیشہ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ مدد سوائے اُن پُراثر دُعاؤں کے جو وہ ہمارے لئے کرتے ہیں۔ اور کچھ نہیں ہے۔ جب ہم اس طرح دُعا مانگتے ہیں۔ کہ اے پطرس میری مدد کر۔ اے پولوس میری مدد کر۔ تو اس سے یہ مراد ہے۔ کہ اے پطرس یا پولوس میرے لئے دعا کر۔ اور اپنی دعاؤں سے میری مدد کر وغیرہ ڈم آف تھیولوجی صفحہ

اس امر کی صداقت اُن الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو ایک دُعا میں یوں درج ہیں۔ "سلام اے سمندر کے ستارے" اور اس کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں۔ ہمارے لئے کل فضلوں کو دلانے کے لئے دُعا کر۔ وُہ جو ہمارے لئے پیدا ہُوا تھا۔ اور جس نے پسند کیا۔ کہ تیرا ہے۔ وہ تیرے ہاتھوں سے ہماری دُعائیں قبول فرمائے۔ اس سے یہ ظاہر ہے۔ کہ اندھوں کو روشنی دے وغیرہ سے یہ مراد ہے۔ کہ اے مریم تو اپنی قوی سفارش سے اندھوں کے لئے روشنی حاصل کر۔ وغیرہ وغیرہ۔

س۔ کیا کاتھولک اصحاب کنواری مریم کی طرف مخاطب ہوتے وقت حسب ذیل الفاظ کہ ہماری زندگی۔ ہماری شیرینی۔ ہماری اُمید۔" وغیرہ استعمال نہیں کرتے؟

ج۔ وہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر انہی نسبتی معنوں میں جیسے کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔ مبارک کنواری اس وجہ سے ہماری زندگی کہلاتی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے حقیقی زندگی یعنی یسوع مسیح ہم کو دیا گیا اور اس وجہ سے ہماری شیریں اُمید کہلاتی ہے۔ کہ مریم مقدسہ ہماری ماں بن کر ہماری دعاؤں کو اپنے بیٹے کے آگے پیش کرتی ہے۔ اور اپنی پُرتاثیر سفارش سے بے شمار فضل ہمارے لئے حاصل کرتی ہو وہ ہماری شیرینی اس طرح ہے۔ جیسے حوا ہماری تلخی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مبارک کنواری مریم بذاتہٖ ہماری زندگی اور ہماری اُمید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ یقین کرے۔ اور سکھائے کہ صرف مریم مقدسہ ہی حقیقت میں ہماری زندگی اور اُمید ہے۔ بدعتی ہے۔ اور کلیسیا ایسے شخص کی تعلیم کو رد کرے گی۔

س۔ اس حقیقت کو ایک مثال سے واضح کرو۔

ج۔ فرض کرو کہ کسی شخص کو اس کے جرموں کے باعث موت کی سزا ملی۔ اور وہ بادشاہ سے اپنی جان بخشی کرانا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرض کرو۔ کہ بادشاہ کی ماں اس شخص کے ساتھ اپنی دُعائیں شامل کرتی۔ اور اس مُجرم کے لئے سفارش کرتی۔ اور معافی حاصل کرتی ہے۔ تو کیا یہ شخص بادشاہ کی ماں کے آگے جھک کر اس کو اپنی زندگی۔ اپنی اُمید اور اپنی پناہ نہ کہے گا؟ کیا

اس کے الفاظ کے بالکل صاف معنی نہیں ہیں؟ کیا بادشاہ اس عزت سے اور اس شکر گذاری کے اظہار سے جو اس شخص نے بادشاہ کی ماں کے آگے کیا ہے ناراض ہو گا؟

س ۔ تم مبارک کنواری مریم کو ہماری ماں کیوں کہتے ہو؟

ج ۔ ہم مبارک کنواری مریم کو ہماری ماں اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ اس کے بیٹے نے ہم کو اپنا بھائی بنایا ہے۔ جیسے کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نام اپنے بھائیوں کو سناؤنگا۔ کلیسیا کے درمیان تیری ستائش کروں گا۔" (عبرانیوں کو ۲: ۱۱ و ۱۲) پھر مقدس پولوس یسوع مسیح کو بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا کہتا ہے (رومیوں کو ۸: ۲۹)

اب اگر ہم سچ مچ اس کے بھائی ہیں۔ تو ہم اس کی ماں کو اپنی ماں کیوں نہ کہیں۔ علاوہ اس کے کلیسیا ہم کو سکھاتی ہے۔ کہ خود یسوع مسیح نے چاہا۔ کہ ہم مبارک مریم کو اپنی ماں سمجھیں۔ اس نے حسب ذیل طریقہ سے اپنی ماں کو مقدس یوحنا کے سپرد کیا۔ یسوع اپنی ماں سے کہتا ہے۔ کہ عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا۔ پھر اس شاگرد سے کہتا ہے۔ دیکھ یہ تیری ماں۔ اور اسی گھڑی سے اس شاگرد نے اسے اپنے پاس لے لیا۔ (یوحنا ۱۹: ۲۶ و ۲۷)

س ۔ کیوں تم مبارک کنواری مریم کو آسمان کی ملکہ۔ فرشتوں کی ملکہ۔ اور سب مقدسوں کی ملکہ کہتے ہو۔

ج ۔ ہم اس کو آسمان اور فرشتوں اور مقدسوں کی ملکہ اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ مریم آسمان اور فرشتوں اور سب مقدسوں کے بادشاہ کی ماں ہے۔

س ۔ تم مریم مقدسہ کو گنہگاروں کی پناہ گاہ کیوں کہتے ہو؟

ج ۔ ہم مریم کو گنہگاروں کی پناہ گاہ اس وجہ سے نہیں کہتے ہیں۔ کہ گویا ہمارا یہ خیال ہے۔ کہ مریم از خود گناہ معاف کر سکتی ہے۔ بلکہ اس وجہ سے اس کو گنہگاروں کی پناہ گاہ کہتے ہیں۔ کہ اس کی سفارش پُر تاثیر ہے۔ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ہماری دعائیں فرشتوں اور مقدسوں کے وسیلہ سے خدا کے حضور پیش کی جاتی ہیں۔ اگر خدا کی ماں کے ذریعہ سے ہماری دعائیں پیش کی جائیں۔ تو کیا وہ دعائیں زیادہ قابل سماعت نہ ہوں گی۔ کیا یسوع مسیح اپنی ماں سے کسی بات

کا انکار کر سکتا ہے؟

س۔ تم اس کل بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس کل بیان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا مبارک کنواری مریم کی طرف مخاطب ہوتے وقت کیسے ہی الفاظ استعمال کیوں نہ کرے۔ اُن الفاظ سے ہمیشہ یہی سمجھنا چاہیئے کہ ہم خود حضرت مریم مقدسہ سے کچھ نہیں مانگتے۔ بلکہ ہم محض اس کی سفارش چاہتے ہیں۔ یعنی ہم یسوع مسیح سے ضروری فضل حاصل کرنے کے لئے اس کی دعاؤں کی مدد چاہتے ہیں۔ یہ تو کاتھولک تعلیم ہے۔ اور عقلمند پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ ہم کم از کم اپنے مذہب کو ان کی نسبت جو معترض ہیں بخوبی جانتے ہیں۔

س۔ مگر مبارک کنواری مریم کی سفارش چاہنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب یسوع مسیح نے خود ہماری دُعاؤں کے سننے کا وعدہ کیا ہے؟

ج۔ ہم پھر اسی طرح جواب دیں گے۔ کاتھولک کلیسیا اس بات کو نہیں مانتی اور نہ سکھاتی ہے کہ مبارک کنواری مریم مقدسہ سے مناجات کرنا۔ اور اس کی دُعا اور سفارش مانگنی اشد ضروری ہے۔ وُہ صرف یہ تعلیم دیتی ہے کہ اس سے مناجات کرنی اور اس کی دُعا اور اس کی سفارش کرانی بہت مفید ہے۔ یہ بات کہنی کہ اس سے مناجات کرنا۔ اور اس کی دُعا اور اس سے سفارش کرانی نہایت ضروری ہے۔ یا یہ کہنا کہ اس سے مناجات کرنا اور اس کی دُعا اور سفارش کرانی لاحاصل ہے۔ یہ دونوں باتیں یکساں کفر ہیں۔ کاتھولک کلیسیا یہ بھی سکھاتی ہے۔ کہ جو شخص سوچ سمجھ کر مبارک کنواری مریم یا دوسرے مقدسوں سے دُعا مانگنے میں غفلت کرے گا۔ وہ ایسا کرنے سے اپنی نجات کو خطرے میں ڈالے گا۔ کیونکہ مذکورہ بالا مثالوں اور آیات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا بہت سے فضل مقدسوں کی شفاعت سے عطا کرتا ہے۔ یسوع مسیح نے صلیب پر مرتے ہوئے مقدس یُوحنا سے یہ کہہ کر کہ "دیکھ یہ تیری ماں" مبارک کنواری مریم کو ہماری ماں بنایا ہے۔ اور تب سے یسوع مسیح مریم کو اپنے بڑے فضلوں اور رحمتوں کا وسیلہ بنا کر اپنی اور ہماری ماں کی حُرمت اور عزت سے خوش ہوتا ہے۔ مبارک کنواری مریم کی پُر تاثیر شفاعت کے ذریعہ سے جو بے شمار فتوحات مسیحیوں نے بت پرستوں پر حاصل کیں۔ اور ان اعجازی علاجوں اور مسیحی مذہب کی طرف تبدیلیوں

کو جو اس کی دُعاؤں کے ذریعہ نصیب ہوئیں۔ کون شمار کر سکتا ہے؟

س۔ لیکن کس اصول پر ہمیں مبارک کنواری مریم کی عزت کرنی چاہیئے؟

ج۔ مقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ سوائے اُس نیو کے جو ڈالی گئی ہے۔ کوئی دوسری نیو نہیں ڈال سکتا۔ وہ یسوع مسیح ہے۔" (ا قرنتیوں ۳: ۱۱) اور اس لئے مسیح خود اُس عزت کا جو ہم مبارک کنواری مریم کی کرتے ہیں۔ نیو۔ اصول اور علت غائی ہے۔ ہم مریم کی اس وجہ سے عزت کرتے ہیں۔ کہ وہ یسوع مسیح کی ماں ہے۔ ہم مقدسوں اور فرشتوں سے زیادہ اس کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ اقدس ثالوث نے حوا کی تمام بیٹیوں میں سے صرف اسی کو نجات دینے والے کی ماں ہونے کے لئے منتخب کیا۔ الغرض ہم مریم کو تمام عورتوں میں مبارک کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے پیٹ کا پھل یسوع مبارک ہے۔

دُوم۔ مبارک کنواری مریم مقدسہ کی تعظیم سے منکر ہو کر پروٹسٹنٹ پاک نوشتوں کی تعلیم سے منکر ہوتے ہیں

س۔ مبارک کنواری مریم کی بابت پروٹسٹنٹ کیا کہتے ہیں؟

ج۔ پروٹسٹنٹ لوگ خداوند کی ماں کی کوئی ظاہری تعظیم و تکریم نہیں کرتے۔ وہ اس تعظیم و تکریم کو بت پرستی کہتے ہیں۔ بہت سے پروٹسٹنٹ مریم مقدسہ کے ہمیشہ کے کنوارپن سے بھی انکار کرتے ہیں۔ اور اس کو ایک عام عورت کہتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ مریم کی ایسی ہی عزت کرنی چاہیئے جیسی کہ کسی اور عورت کی کرنی واجب ہے۔

س۔ ہم پاک نوشتوں میں مریم کی نسبت کیا پڑھتے ہیں؟

ج۔ پاک نوشتہ مریم کو مبارک اور پُر فضل کہتا ہے۔ نیز تمام مخلوقات میں نہایت افضل اور ہماری خاص عزت کرنے کے قابل بتاتا ہے۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کر سکتے ہو؟

ج۔ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کے سبب بنی آدم کے تنزل کے بعد ہی خدا تعالےٰ نے اس

واقعہ سے چار ہزار برس پہلے مریم کی طرف اشارہ کر کے اس کو عزت بخشی تھی۔ لکھا ہے۔ کہ "خداوند خدا نے سانپ سے کہا۔ اس واسطے کہ تو نے یہ کیا ہے۔ میں تجھ میں اور عورت میں اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی۔" (پیدائش ۳: ۱۴ و ۱۵)

ہم یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی میں پڑھتے ہیں۔ "اس واسطے خود خداوند تم کو ایک نشان دیگا دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوائیل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے خدا ہمارے ساتھ"۔ یسعیاہ ۷: ۱۴ و متی ۱: ۲۳) کیا مریم جس کو خدا دنیا کے شروع سے نجات دینے والے کی ماں ظاہر کرتا ہے۔ ایک عام عورت ہے۔ کیا مریم جس کو یسعیاہ نبی وہ نشان بتاتا ہے۔ جو خداوند دے گا۔ ایک عام عورت ہے؟

کیا مریم ایک عام عورت ہے جس کو یسعیاہ نبی ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ کنواری اور ماں ہوگی؟ کیا مریم جس کا بیٹا سچا عمانوائیل یعنی ابدی خدا ہے۔ اور جو ہمارے ساتھ رہنے کے لئے انسان بنا۔ ایک عام عورت ہے؟ کیا مریم جس نے شیطان کے سر کو کچلا۔ ایک عام عورت ہے؟

س۔ مقدس لوقا کیا کہتا ہے؟

ج۔ اور چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا بھیجا گیا۔ ایک کنواری کے پاس جو یوسف نامی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد سے بیاہی ہوئی تھی۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آکے کہا۔ کہ اے پُر فضل۔ سلام خداوند تیرے ساتھ ہے۔ تو عورتوں میں مبارک ہے۔ پر وہ یہ سن کر اس کی بات سے گھبرائی۔ اور سوچنے لگی۔ کہ یہ کیسا سلام ہے؟ تب فرشتے نے اس سے کہا۔ کہ اے مریم مت ڈر۔ کہ تو نے خدا کے نزدیک فضل پایا۔ اور دیکھ تو پیٹ سے ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔ اور ہمیشہ تک یعقوب کے گھر میں بادشاہت کرے گا۔ اور اس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔ تب مریم نے فرشتے سے کہا۔ یہ کس طرح ہوگا۔ کیونکہ میں مرد کو نہیں جانتی۔ فرشتے نے جواب میں اس سے کہا۔ کہ روح القدس تجھ پر اترے گی۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا۔ اس سبب سے وہ قدوس جو تجھ سے پیدا ہوگا۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اور دیکھ تیری رشتہ دار الیسبات کو بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے

والا ہے۔ اور یہ اُس کا جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے۔ کیونکہ خدا کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مریم نے کہا۔ دیکھ۔ خداوند کی بندی۔ مجھ پر تیری بات کے موافق ہو۔ تب فرشتہ اس کے پاس سے چلا گیا۔" (لوقا ۱: ۲۶ تا ۳۸)

کیا مریم۔ جو حوا کی تمام بیٹیوں میں سے خداوند کی ماں ہونے کے لئے منتخب کی گئی۔ ایک عام عورت ہے۔ کیا مریم جس کے پاس ثالوث اقدس اپنے مقرب فرشتے جبرائیل کو بھیجتا ہے۔ اور وہ فرشتہ ادب کے ساتھ حسب ذیل الفاظ "اے پُر فضل سلام!" کہہ کر مخاطب ہوتا ہے۔ ایک عام عورت ہے؟ کیا مریم جس کے ساتھ خداوند ہے۔ جو سب عورتوں میں مبارک ہے۔ اور جس پر رُوح القدس نازل ہوئی۔ اور جس پر خدا تعالٰے کی قدرت کا سایہ پڑا۔ اور جس کا بیٹا خدا کا بیٹا ہے۔ اور جس کا بیٹا ہمیشہ تک بادشاہت کرے گا۔ ایک عام عورت ہے؟ کیا مریم جس کی رضامندی خدا تعالٰے نجات دینے والے کے اوتار لینے سے پہلے اجازت حاصل کرتا ہے۔ ایک عام عورت ہے؟

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی انجیلی شہادت ہے؟

ج ۔ ہم مقدس لُوقا کی انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ مبارک کنواری مریم الیسبات کی ملاقات کو گئی۔ اور ایسا ہُوا۔ کہ جونہی الیسبات نے مریم کا سلام سُنا۔ لڑکا اُس کے پیٹ میں اُچھلا۔ اور الیسبات رُوح القدس سے بھر گئی۔ اور اُس نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ مبارک ہے تُو عورتوں میں۔ اور مبارک تیرے پیٹ کا پھل۔ اور میرے لئے یہ کیونکر ہُوا۔ کہ میرے خداوند کی ماں مجھ پاس آئی؟ (لوقا ۱: ۴۱ و ۴۳)

س ۔ کیا الیسبات نے مبارک کنواری مریم کے ساتھ ایک عام عورت کی طرح سلوک کیا؟

ج ۔ نہیں۔ الیسبات اس کے ساتھ ایک عام عورت کی طرح پیش نہیں آئی۔ اور گو خود الیسبات خدا کا فضل حاصل کئے ہوئے تھی۔ کیونکہ یُوحنّا بپتسمہ دینے والا اس کے پیٹ میں تھا۔ (جس کی بابت خود یسُوع مسیح نے کہا ہے۔ کہ ان میں سے جو عورتوں سے پیدا ہُوئے۔ یُوحنّا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہوا۔) تاہم الیسبات نے مریم کے آنے سے اپنے آپ کو بہت ممتاز پایا۔ جیسا کہ انجیل بیان کرتی ہے۔ کہ میرے لئے یہ کیونکر ہوا۔ کہ میرے خداوند کی ماں مجھ پاس آئی"؟

ان تینوں معجزوں کو دیکھو۔ جو اس موقع پر خدا نے مریم کی آواز اور اس کی موجودگی سے

کئے۔

(۱) الیسبات رُوح القدُس سے بھر گئی۔

(۲) جو کچھ فرشتے اور مریم کے درمیان گفتگو ہوئی الیسبات اعجازی طور پر اس سے واقف ہوئی۔

(۳) یوُحنّا بپتسمہ دینے والا اپنی ماں کے پیٹ میں اُچھلا۔ اور ساتھ ہی موروثی گناہ سے پاک صاف کیا گیا۔ دیکھ تیرے سلام کی آواز جونہی میرے کان میں پہنچی۔ لڑکا میرے پیٹ میں خوشی سے اُچھلا۔ (لوقا ۱: ۴۴)

وہ خوشی جو یوُحنّا بپتسمہ دینے والے نے (جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں تھا) ظاہر کی اس بات کو صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا نے خاص فضل سے اس کو موروثی گناہ سے پاک کر دیا۔

س۔ خود مبارک کنواری مریم کیا کہتی ہے؟

ج۔ وہ کہتی ہے۔ کہ دیکھ اب سے ہر زمانہ کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔ کیونکہ اُس نے جو قدرت والا ہے۔ میرے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں (لوقا ۱: ۴۸ و ۴۹) بدعتی لوتھر بھی مجبوراً تسلیم کرتا ہے۔ کہ اب اُن تعریفوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو اب سے تمام نسلوں میں ابد تک جاری رہے گا۔ اور کوئی وقت۔ کوئی زمانہ ایسا نہ ہوگا جس میں مریم کا جلال تعظیم اور توصیف کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے گا۔ غور کیا جائے۔ اصلی عبارت کے ٹھیک معنی یہ ہیں۔ کہ ہر زمانے کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔ نہ کہ یہ مجھے مبارک بنا دیں گے۔ پس ہم کو صرف زبان ہی سے نہیں یا سر ننگا کرنے سے یا جھکنے سے یا تصویروں اور مورتوں کے نصب کرنے سے یا گرجوں کے بنانے سے (جن باتوں کو وہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ جو خدا ترس نہیں ہیں) مبارک کنواری مریم کی عزت کرنی چاہیئے بلکہ ہم کو سارے دل سے اس کی حقیقی عزت کرنی چاہیئے (لوتھر ورکس۔ ٹوم ۵ صفحہ ۸۵ وٹم برگ ۱۵۵۴ء)

حق تو یہ ہے۔ کہ جو اس پیشنگوئی کو پورا نہیں کرتے۔ بندگانِ خدا نہیں۔ جو لوگ مبارک کنواری مریم کی عزت نہیں کرتے۔ اور عزت کرنے والوں کو بُرا کہتے ہیں۔ وہ بلاشک ان بڑے بڑے کاموں میں جو خدا نے مریم کے ساتھ کئے۔ کوئی حصہ نہیں رکھتے ہیں۔ اور علاوہ ازیں وہ

لوگ مریم کی تعریف اور عزت کرنے سے منکر ہو کر انجیل کے خلاف کرتے ہیں۔

س۔ مگر کیا یسوع مسیح نے قانائے گلیل میں اپنی ماں کی توہین نہیں کی۔ جب اُس نے اُس سے کہا اے عورت مجھے اور تجھے کیا؟ میرا وقت ہنوز نہیں آیا؟ (یوحنا ۲ : ۴)

ج۔ کیا صاحب ہوش آدمی خیال کر سکتا ہے۔ کہ نجات دینے والا جس کی تقلید سب کو کرنی لازم ہے اور جس کا فرمان ہے۔ کہ اپنی ماں اور اپنے باپ کی عزت کر۔ اپنی والدہ کی توہین کر سکتا ہے؟ کون برادت کر کے یسوع مسیح پر ایک بڑے گناہ کا الزام لگا سکتا ہے! یہ کہنا کہ یسوع مسیح نے اپنی ماں کی توہین کی۔ بڑا کفر ہے۔ یہ صریح بات ہے۔ کہ اُن الفاظ کے معنی کہ اے عورت مجھے اور تجھے کیا؟ میرا وقت ہنوز نہیں آیا۔ اور ہیں۔ اور جو معنی پروٹسٹنٹوں نے بیان کئے ہیں غلط ہیں۔ مبارک کنواری مریم مقدسہ اپنے بیٹے کے الفاظ کو بخوبی سمجھ گئی۔ اور اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ اس کی دعا سُنی گئی۔ کیونکہ اُس نے خادموں کو کہا۔ کہ جو کچھ وہ تم سے کہے اُسے کرو (آیت ۵) اس میں کلام نہیں۔ کہ نجات دہندہ نے اپنی ماں کے کہنے پر اپنا پہلا معجزہ کیا۔ اور پانی کو انگوری شراب میں بدل دیا۔ گو اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا۔ کہ معجزوں کے کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔

س۔ اس لفظ "عورت" کا جو یسوع نے اپنی والدہ کے بارہ میں استعمال کیا۔ اور جس کو بعض لوگ توہین سمجھتے ہیں۔ کیا جواب ہے؟

ج۔ اگر لفظ "عورت" کے کہنے سے کسی قسم کی توہین سمجھی جائے۔ تو یہ ترجمہ کی غلطی ہے۔ کیونکہ یونانی لفظ "گونے" اور عبرانی اور سُریانی لفظ "عیشان" حقارت ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے وہ پیار اور عزت کے لفظ ہیں۔ بڑے بڑے یونانی شاعر اپنی تحریروں میں لفظ "گونے" استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور عام لوگ اپنی بزرگ خاتونوں یا بادشاہ اپنی ملکہ کو انہی الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔ رہا لفظ عیشان یہ تو ہماری پہلی ماں حوا کا نام ہے یہ نام خود آدم نے اپنی پیاری اور نئی دلہن کو دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو۔ ویکلی رجسٹر ۱۰ - ۸ جولائی ۱۹۲۶ء) اس کے علاوہ ایک اور واقعہ بھی ہے۔ کہ یسوع مسیح نے جب کہ وہ صلیب پر لٹکتا تھا۔ اسی لفظ سے اپنی ماں کو خطاب کیا۔ اور اپنی جان دینے سے چند لمحے پہلے کہا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ تب یسوع نے اپنی ماں کو اور اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا۔ پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔ تو اپنی ماں سے کہا۔ کہ اے عورت۔ دیکھ تیرا بیٹا (یوحنا ۱۹:

۲۶ کون خیال کر سکتا ہے۔ کہ قریب المرگ نجات دہندہ کی مراد اس سے اپنی ماں کی توہین کرنا تھی؟ پس اس نظیر سے بھی ثابت ہے۔ کہ لفظ "عورت" جو ہمارے نجات دہندہ نے قانائے گلیل میں استعمال کیا۔ اس کی ماں کی توہین اور بے عزتی ظاہر نہیں کرتا۔

س۔ تم مذکورہ بالا بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مبارک کنواری مریم عام عورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ اس کی عزت نہیں کرتے۔ وہ پاک نوشتوں کی تعلیم کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اور پاک کلام کی توہین کرتے ہیں۔ کیونکہ پرانے اور نئے عہدنامہ میں مریم کو ایسے طریق سے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جس سے صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ خاص طور پر ہمارے پیار اور عزت کے لائق ہے۔

سوم۔ مبارک کنواری مریم ہمیشہ کنواری رہی

س۔ کیا بہت سے پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ مبارک مریم ہمیشہ کنواری نہیں رہی۔ بلکہ نجات دہندہ کی پیدائش کے بعد اس کے مقدس یوسف سے بچے پیدا ہوئے؟

ج۔ کلیسیا نے اس کفر کو چودہ سو سال گزرے کہ رد کر دیا تھا۔ یہ کتاب مقدس کے خلاف ہے۔ کیونکہ مبارک کنواری نے فرشتے سے کہا۔ کہ یہ کس طرح ہوگا۔ کیونکہ میں مرد کو نہیں جانتی (لوقا ۱:
۳۴)۔ یہ الفاظ صاف طور سے اس امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مریم نے بذریعہ منت مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ میں مرد کو نہ جانوں گی۔ مریم پر اس کی منت کے توڑنے کا الزام لگانا سخت کفر ہے۔ علاوہ انہیں یہ رسولوں کے عقیدے کے بھی خلاف ہے۔ جس کو پروٹسٹنٹ اشخاص بھی ایسے مانتے ہیں۔ جیسے کہ ہم۔ اس میں مریم کو کنواری کہا گیا ہے۔ اور یہ امر رسولی روایت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ کلیسیا کے شروع سے کل مقدس بزرگ بلا کسی استثنے کے اس کو کنواری مریم کہتے رہے۔ بلکہ کل مسیحی قومیں بھی برابر اس کو "کنواری" "مبارک کنواری" "پاک کنواری"۔ وغیرہ کہتی چلی آئی ہیں۔

س۔ مریم مقدس یوسف کے ساتھ کیوں بیاہی گئی تھی؟

ج۔ وہ مقدس یوسف سے اس لئے بیاہی گئی تھی۔ کہ یہودی لوگ مریم کو زناکار نہ کہیں۔ اور اس کو

شرمسار نہ کر دیں۔ اور اس کے لئے اور اس کے چھوٹے بچے کے لئے کوئی نگہبان اور مربی ہو۔ جو ان کی پرورش کرے۔

س۔ پر وہ شخص کون تھے۔ جو انجیل میں یسوع مسیح کے بھائی کہلاتے ہیں؟

ج۔ مقدس مرقس نے اپنی انجیل کے باب ۶ آیت ۳ میں اُن کو یعقوب۔ یوسف۔ یہوداہ۔ اور شمعون کے ناموں سے ظاہر کیا ہے۔ یہ چاروں شخص کلیوپاس کی بیوی مریم کے بیٹے تھے۔ اور انجیل بتاتی ہے کہ وہ مبارک کنواری مریم کی بہن تھی۔ اور اس لئے مشرقی دستور کے موافق وہ خداوند کے بھائی کہلاتے تھے۔ ہمارے ہندوستان میں بھی یہی دستور مروج ہے۔

س۔ تم کیسے ثابت کر سکتے ہو۔ کہ واقعی یہ بات ٹھیک ہی ہے؟

ج۔ خود انجیل سے۔ مقدس متی ہم کو بتاتا ہے۔ کہ اُن پاک عورتوں کے درمیان جو مسیح کی موت کے وقت حاضر تھیں۔ یعقوب اور یوسف کی ماں مریم بھی تھی (متی ۲۷: ۵۶) مقدس مرقس (باب ۱۵: ۲۷) اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے۔ مقدس یوحنا صریحاً ہم کو بتاتا ہے۔ کہ یہ مریم جو صلیب کے پاس کھڑی تھی۔ مبارک کنواری مریم کی بہن اور کلیوپاس کی بیوی تھی۔ (یوحنا ۱۹: ۲۵) پس یعقوب یوسف شمعون اور یہوداہ خداوند یسوع مسیح کے خالہ زاد بھائی تھے۔ نہ کہ حقیقی برادران۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل بھی ہے؟

ج۔ مقدس یہوداہ رسول اپنے خط کو حسب ذیل الفاظ سے شروع کرتا ہے۔ "یہوداہ کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ اور یعقوب کا بھائی ہے۔" وغیرہ (یہوداہ باب ۱) اگر وہ دراصل مسیح کا بھائی ہوتا تو کیا کوئی امر مانع تھا۔ کہ اپنے آپ کو یسوع کا بھائی بھی لکھ دیتا۔ علاوہ اس کے اگر مبارک کنواری مریم کے اور بچے بھی ہوتے۔ تو یسوع مسیح اپنے مرنے سے پہلے اپنی پیاری ماں کو مقدس یوحنا کو سونپنے کے بجائے ان کے حوالہ کیوں نہ کر دیتا۔

س۔ ہمارا نجات دہندہ مریم کا پہلوٹھا بیٹا کیوں کہلاتا ہے؟ (متی ۱: ۲۵)

ج۔ یہ عبرانی محاورہ ہے۔ جس کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا عبرانی محاورات میں پہلا بچہ ہمیشہ پہلوٹھا کہلاتا ہے۔ خواہ وہ اکیلا ہی ہو۔ (خروج ۳۴: ۲۰)

س۔ لیکن کیوں مقدس یوسف کی بابت یہ کہا گیا ہے۔ کہ اُس نے اس کو نہ جانا۔ جب تک کہ وہ بیٹا

پہلوٹھا بیٹا نہ جنی۔ (متی ۱: ۲۵)

ج۔ یہ بھی عبرانی محاورہ ہے۔ جو صرف یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ خداوند یسوع مقدس یوسف سے پیدا نہیں ہوا۔ مگر اس سے یہ نتیجہ بالکل نہیں نکلتا کہ مقدس یوسف نے مریم کو اس کے بعد جانا۔ پاک نوشتوں کی اور مثالیں صاف صاف ثابت کرتی ہیں۔ کہ واقعی یہی معنی درست ہیں۔ مثلاً اس کوّے کی بات جو نوح کی کشتی سے باہر بھیجا گیا تھا۔ اور پھر واپس نہ آیا۔ یہ کہا گیا ہے۔ کہ "وہ نکلا اور نہ لوٹا۔ جب تک کہ زمین پر سے پانی سوکھ گیا" (پیدائش ۸: ۷) یعنی وہ کوّا نوح کے پاس کبھی نہیں لوٹا۔ ایسے ہی یسعیاہ میں (باب ۴۶ آیت ۴) خدا کہتا ہے۔ کہ "میں تمہارے بڑھاپے تک بھی وہی ہوں" کون اس بات کا خیال کر سکتا ہے۔ کہ جب ہم بوڑھے ہو جائیں گے۔ تو پھر خدا نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خدا باپ یسوع مسیح کو کہتا ہے۔ کہ "تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ۔ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کروں" (زبور ۱۱۰۔ آیت ۱) متی (۲۲: ۴۴) کیا یسوع مسیح ایک زمانہ تک نہ کہ ہمیشہ تک باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھے گا؟

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ جب پروٹسٹنٹ لوگ مبارک کنواری مریم کے کنوارپن کے خلاف بعض آیتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ تو وہ ان کے معنوں کو غلط طور پر بیان کرتے ہیں۔ اور کتاب مقدس کا بیجا استعمال کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ اگر ہمارے پاس کوئی انجیلی ثبوت بھی نہ ہوتا۔ کہ مریم ہمیشہ پاک دامن کنواری رہی۔ تو بھی عقل سلیم ہم کو بتاتی ہے۔ کہ اس بات کا ماننا بالکل ہی بے ہودہ بات ہے۔ کہ ہمارے نجات دینے والے کی مبارک ماں قدرتی طور پر دیگر بچوں کی ماں بنی۔

چہارم۔ مبارکِ کنواری مریم کا بےعیب حمل میں آنا

س۔ وہ کونسا خاص حق خدا نے مبارک کنواری مریم کو عطا کیا ہے۔ جس کو کل پروٹسٹنٹ فرقے نہیں

مانتے؟

ج ۔ وُہ خاص حق ۔ خدا کی ماں کے بے عیب حمل میں آنے کا حق ہے ۔ پروٹسٹنٹ اس کا تھوڑک سچائی سے انکار کرتے ۔ اور اس سچائی کے بارہ میں بُرا بھلا کہتے ہیں ۔ اس کی چند وجوہ ہیں (۱) یہ مسئلہ جلد سمجھ میں نہیں آتا ۔

(۲) ہمارے ہی زمانہ میں یہ فتوےٰ دیا گیا ۔ کہ یہ مسئلہ ایمان ہے ۔ پس ہم پر فرض ہے ۔ کہ ان دونوں وجوہ کو سمجھا دیں ۔

س ۔ موروثی گناہ کیا ہے؟

ج ۔ موروثی گناہ ہمارے مُورثِ اعلےٰ آدم کا گناہ ہے ۔ جس کے سبب سے وہ خُود اور کُل بنی نوع انسان راستبازی کے عطیئے اور تقدیس کرنے والے فضل سے (جو آدم نے خدا سے حاصل کیا تھا) محروم ہو گئے ۔ انسانی فطرت اپنے آغاز ہی میں پلید ہو گئی ۔ اس لئے اس فطرت کی تکمیل پُورے طور پر نہیں ہو سکی ۔ پس کُل بنی نوع انسان اپنی پیدائش کے شروع سے طبیعت سے غضب کے فرزند اور خدا کے دشمن پیدا ہوئے ۔ پاک کلام میں ذکر ہے ۔ کہ آدم میں سب مرتے ہیں " (قرنتیوں ۱۵ : ۲۲) اور پھر ایک آدمی سے گناہ اس دُنیا میں آیا ۔ اور گناہ کے سبب موت ۔ اور اس طرح موت سب آدمیوں پر گذر گئی جس میں سبھوں نے گناہ کیا " (رومیوں ۵ : ۱۲)

س ۔ مریم کا اپنی ماں کے پیٹ میں بے داغ پڑنے کا کیا مطلب ہے؟

ج ۔ مطلب یہ ہے ۔ کہ مُبارک کنواری مریم اپنی ماں کے پیٹ میں پڑنے کی پہلی ہی گھڑی میں خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے اور یسُوع مسیح بنی آدم کے بچانے والے کی خُوبیوں کے باعث موروثی گناہ کے ہر ایک داغ سے مستثنےٰ رکھی گئی تھی "

س ۔ لیکن اگر مُبارک کنواری مریم بغیر کسی موروثی گناہ کے داغ کے اپنی ماں کے پیٹ میں بالکل پاک پڑی ۔ تو کیا وہ اس وجہ سے اپنے الٰہی فرزند کے برابر نہیں؟

ج ۔ اس مسئلہ کے الفاظ خوب ثابت کرتے ہیں ۔ کہ یہ حُجت کیسی بے بنیاد اور فضول ہے ۔ خداوند یسُوع مسیح کو کسی فضل یا مراعات کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ وہ خُدا ہے ۔ اور ہر قسم کے گناہ سے مُبرا ہے ۔ لیکن اس کی مبارک ماں اگر وہ خاص استحقاق کے باعث اس گناہ سے مستثنےٰ نہ کی جاتی ۔ تو

موروثی گناہ سے آلودہ ہوتی۔ خداوند یسوع مسیح اپنے الٰہی حق کے باعث موروثی گناہ سے مُبرّا ہُوا اور اس کی ماں اپنے فرزند کی خوبیوں سے موروثی گناہ سے آزاد ہوئی۔ الغرض یسوع مسیح اور مریم کا اپنی ماں کے پیٹ میں بے داغ پڑنے میں بڑا بھاری فرق ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ اور اس کی مخلوق میں۔ اور فضل دہندہ اور فضل یابندہ میں ہے۔

س۔ کیا مریم کا اپنی ماں کے پیٹ میں بے داغ پڑنے کا مسئلہ پاک کلام کے خلاف نہیں ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ پیدائش کی کتاب کے پہلے ہی صفحہ میں منکشف کیا گیا ہے۔ ہمارے پہلے والدین کے گناہ میں گرنے کے بعد خدا نے شیطان سے کہا "میں تجھ میں اور عورت میں اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا"! اس بات کو تمام کاتھولک اور پروٹسٹنٹ مفسر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس آیت میں عورت سے کنواری مریم اور اس کی نسل سے خداوند یسوع مسیح مراد ہے۔ لیکن گناہ کی حالت میں ہونا شیطان کا دوست اور اس کا غلام ہونا ہے۔ اور اگر مبارک کنواری مریم ایک لمحے کے لئے بھی موروثی گناہ سے آلودہ ہوئی ہوتی۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا۔ کہ خدا کا وعدہ پورا نہ ہوتا ماسوائے اس کے مبارک کنواری کس طرح گناہ سے آلودہ ہو سکتی تھی۔ جب کہ وہ پُرفضل تھی؛ فرشتے نے تو اُسے کہا تھا۔ کہ "اے پُرفضل سلام! خداوند تیرے ساتھ۔ تو عورتوں میں مبارک ہے۔" (لوقا ۱: ۲۸) اور پھر پاک نوشتہ اس کی بابت کہتا ہے۔ "جیسا سوسن کانٹوں کے درمیان ہے۔ ویسے ہی میری محبوبہ بیٹیوں میں ہے (غزل الغزلات ۲: ۲) اے میری پیاری تو سراسر جمیلہ ہے۔ تجھ میں کوئی عیب نہیں ہے۔" (غزل الغزلات ۴: ۷)

س۔ کیا کلیسیا نے ہمیشہ سے مریم کے بیداغ حمل میں آنے کی سچائی کو مانا ہے؟

ج۔ ہاں۔ کلیسیا نے ہمیشہ سے اس سچائی کو مانا ہے۔ مگر فرق صرف یہ ہے۔ کہ پہلی صدیوں میں کوئی اعتراض مبارک کنواری کے بیداغ حمل میں آنے کی نسبت نہیں ہُوا۔ اور اس لئے کلیسیا نے بدعتیوں کے خلاف فتوے نہیں دیا۔ کہ یہ سچائی ایک مسئلۂ دین ہے۔ اور سب لوگوں کو اس کو ماننا چاہیئے۔

ابتدائی مسیحی یہ مانا کرتے تھے۔ کہ مبارک کنواری مریم ہر ایک گناہ سے آزاد اور مُبرّا ہے۔ مثلاً مقدس اندریاس رسول۔ اسی طرح صوبیدار آئی جیئس کہتا ہے۔ جیسے پہلے والدین یعنی آدم وحوّا

نے ممنوع درخت کا پھل کھانے سے انسان کو تباہ کیا۔ اس لئے یہ ضروری ہوا۔ کہ صلیب کے درخت ہی سے انسان نجات حاصل کرے۔ اور جیسے کہ پہلا آدم پاک صاف پیدا کیا گیا تھا پس یہ ضروری ہوا کہ خدا کا بیٹا ایک پاک اور بے عیب کنواری سے پیدا کیا جائے۔ تاکہ اُس دائمی زندگی کو جو انسان نے آدم میں کھو دی تھی۔ پھر انسان کے لئے حاصل کرے۔ (ریلیشن آف دی مارٹرڈم آف سینٹ اینڈریو بائی دی پریسٹ اینڈ ڈیکنس آف اچیایا)

اس مفہوم کے فقرے قدیمی مقدس مورخوں کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ اور وُہ اس کوشش میں رہتے تھے۔ کہ مبارک کنواری مریم کو پاک۔ بیداغ۔ بے عیب کہنے میں کسی سے کم نہ پائے جائیں۔

لیکن جب بعض لوگ مبارک کنواری مریم کے موروثی گناہ میں پیدا ہونے کی بابت شک کرنے لگے۔ تو عام عقیدہ یہ معلوم ہُوا۔ کہ وُہ موروثی گناہ کی آلودگی سے مُبرا تھی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مبارک مریم کے بے داغ حمل میں پڑنے کی عید مشرقی کلیسیاؤں میں چوتھی صدی سے اور لاطینی کلیسیا میں نویں صدی سے عام طور پر مانی جاتی ہے۔ جب ۱۸۴۹ء میں مقدس پاپائے اعظم پایوس نہم نے دُنیا کے تمام بشپوں سے۔ اُن کی خاص خاص جماعتوں کے ایمان اور روایت کی بابت دریافت فرمایا تو ان سب کے جوابات یکساں تھے۔

یہ جوابات کلیسیا کے عالمگیر و دائمی ایمان کی اعلیٰ شہادتیں ہیں۔ یہ کُل شہادتیں یکجائی طور پر چھاپ بھی دی گئی ہیں۔

س۔ کیا بدعتیوں اور مُفترقین اور بُت پرست کافروں نے اس سچائی کی شہادت نہیں دی ہے؟

ج۔ ہاں۔ دی ہے۔ مثلاً یُونانی مفترق (گریک سسماٹک) جو ہزار برس سے کلیسیا کی شرکت سے علیحدہ ہیں۔ نہ صرف مبارک کنواری مریم کے بے داغ حمل میں پڑنے کو مانتے ہیں۔ بلکہ جب اُن لوگوں نے یہ سنا۔ کہ مقدس پاپائے اعظم پایوس نہم نے فتوےٰ دیا ہے۔ کہ مریم کا بیداغ حمل میں آنے کی سچائی ایک مسئلہ دین ہے۔ اور سب کو ماننا چاہیئے۔ تو وُہ حیران ہوئے۔ کہ کیوں مسیحی لوگ ایسی صریح سچائی کی بابت شک و شبہ میں پڑ گئے۔

پروٹسٹنٹ مذہب کا پہلا موجد لوتھر حسب ذیل بیان کرتا ہے۔ کہ یہ بالکل ٹھیک اور مناسب تھا۔ کہ مریم موروثی گناہ سے محفوظ رکھی جائے۔ کیونکہ خدا کے بیٹے کو اس سے پیدا ہونا تھا۔ اور تمام گناہوں کو نیست و نابود کرنا تھا۔"

حضرت محمدؐ صاحب گو خداوند کی الوہیت کے منکر تھے۔ مگر پھر بھی مریم مقدسہ کے بارے میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ فرشتوں نے مریم سے کہا۔ کہ خدا نے تجھے برگزیدہ کیا ہے۔ اور تجھ کو تمام داغوں اور عیوب سے مبرّہ کر کے بالکل پاک کیا ہے۔ اور اس نے تجھ کو دونوں جہان کی عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ (قرآن ۳: ۳۷)

س۔ کیا بڑے بڑے عالمانِ دینِ الٰہی مقدس ٹامس اکوئنس اور مقدس برنارڈ نے مبارک کنواری مریم کے بیداغ حمل میں آنے سے انکار نہیں کیا؟ یعنی مقدس ٹامس نے اپنی سما تھیولوجیکا میں اور مقدس برنارڈ نے اپنے خط (نمبر ۱۷۴) میں جو مقدس موصوف نے لائینز کے پادریوں کو لکھا تھا؟

ج۔ بعض فاضل کیتھولک عالمانِ دینِ الٰہی نے مذکورہ بالا آیتوں کی اصلیت کے بارہ میں اعتراض کیا ہے۔ مگر اس کی پروا نہیں۔ کہ وہ آیتیں اصلی ہیں یا نقلی۔ اگر ہم تسلیم کر لیں۔ کہ وہ آیتیں بالکل اصلی ہیں۔ تو پھر یہ ثابت ہو گا۔ کہ کوئی ہادیٔ دین (گو وہ کیسا ہی پاک اور فاضل کیوں نہ ہو) بے خطا نہیں ہے۔ لیکن اس مقام پر ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کو مبارک مریم کے بے داغ حمل میں آنے کی بابت شبہ کرنے کا اختیار تھا۔ کیوں کہ ایسے بڑے مضمون پر بحث کرنے کے لئے کلیسیا نے اجازت دی تھی۔ اور ابھی تک اس مسئلہ پر کلیسیا نے اپنا کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا۔ پھر ہم کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ انہوں نے مبارک مریم کے بیداغ حمل میں آنے کی بابت اپنی تعلیم میں اپنی شخصی رائے دی۔ نہ کہ کلیسیا کے اصول کی تعلیم۔ ہم مقدس ٹامس کی تصنیفات میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ مبارک کنواری مریم کے بیداغ حمل میں آنے کی بابت بہت بہت پیش بیں تھا۔ (ملاوس ایما کیولیٹ کنسیپشن۔ کتاب صفحہ ۲۲۴) مقدس برنارڈ اپنے خط کو اس طرح ختم کرتا ہے۔ کہ میں اس سب کو بڑے ادب سے لوگوں کی تحریری رایوں پر چھوڑتا ہوں۔ مگر سب سے زیادہ میں اپنی رائے کو رومی کلیسیا کے لکھتاً اور فیصلے پر موقوف رکھتا ہوں۔ اور اگر میری رائے اس کی تعلیم کے موافق نہیں ہے۔ تو میں اپنی رائے

کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں"۔

س۔ اگر مریم کا بیداغ حمل میں آنا۔ اُس وقت تک ایک اصولِ دین نہ تھا۔ تو پھر کیوں وہ ایک اصولِ دین قرار دیا گیا؟

ج۔ جس وقت کلیسیا میں کسی مذہبی سچائی کی بابت جھگڑے اور تنازعات ہوتے ہیں۔ اور اُن جھگڑوں کو ہادیانِ دین اور عالمانِ علم الٰہی آپس میں طے نہیں کر سکتے۔ اور مسیحی اشخاص اپنے روایتی اعتقاد کی بابت حیران ہوتے ہیں۔ اُس وقت ان جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے ہر دو ہادیانِ دین اور ایماندار پاپائے اعظم سے مرافعہ کرتے ہیں۔ کیونکہ یسوع مسیح نے مقدس پاپائے اعظم کو اس لئے مقرر کیا ہے۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کو ایمان میں مستحکم کرے۔ پھر یسوع مسیح نے وعدہ کیا ہے۔ کہ مقدس پطرس اور اس کے جانشینوں کا ایمان جاتا نہ رہے گا۔ اور اُن کا خاص فرض یہ ہے۔ کہ وہ بھیڑوں اور برّوں کو چرائیں۔ چار صدیوں سے زیادہ مدت گذری۔ (خاص کر ماسلس کی مجلس کے وقت سے جو ۴۳۱ء میں منعقد ہوئی تھی) کہ بشپ اور پادری۔ مسیحی قوموں کے بادشاہ اور شہنشاہ دل و جان سے پوری انکساری کے ساتھ روما کے پاپائے اعظم سے التجا کیا کرتے تھے۔ کہ قطعی طور سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ مبارک کنواری مریم کا بیداغ حمل میں آنا کا ٹھوک ایمان میں ہے؟ آخرکار پوپ پایوس نہم نے خدا پر بھروسہ کر کے۔ کہ مناسب وقت آگیا ہے۔ سنجیدگی سے یہ فتوٰے دیا۔ کہ پس اگر کوئی کسی اور طرح سے خیال کرنے کی جرأت کرے (یعنی ایمان لائے) تو اُس کو یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ہی رائے سے تقصیروار ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اس کے ایمان کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ اور کلیسیا کی شراکت سے خارج کیا گیا ہے"۔

س۔ کیا اس بات کی کوئی وجہ ہے۔ کہ کیوں مبارک کنواری مریم کے بیداغ حمل میں پڑنے کا فتوٰے خدا تعالےٰ نے دورِ حاضرہ تک محفوظ رکھ چھوڑا تھا؟

ج۔ کئی وجوہات ہیں اور وہ بہت اہم ہیں۔ گو وہ سب اب ایسی صریح نہیں ہیں۔ جیسے کہ رفتہ رفتہ ہو جائیں گی۔ اس فتوٰے سے حسب ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(اوّل) یہ۔ کہ صادق مسیحی یسوع مسیح کی الوہیت پر زیادہ مستحکم طور پر یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ یسوع مسیح کی الوہیت ہی نے یہ خاص مراعات اپنی ماں کو عطا کئے۔

(دُوُم) یہ امر کہ صرف مبارک کنواری مریم ہی موروثی گناہ سے محفوظ اور مبرّا ہے۔ موروثی گناہ کی اصلیت اور ہستی کو بالصراحت واضح کرتا ہے۔

(سوم) یہ فتوے مقدس پاپائے اعظم کی بے خطائی کو مستحکم اور قائم کرتا ہے۔ جو کہ مقدس پطرس کا جانشین ہے کیونکہ اس سے پیشتر پوپ صاحب کی بے خطائی کل کاتھولک کلیسیا کی رضامندی اور سب لوگوں کے اتفاق رائے سے جیسے کہ اس موقع پر ہوئی مستحکم نہیں ہوئی۔ پس یہ فتوے نہایت موزوں وقت پر ہُوا۔ کیونکہ آج کل مسیح کا نائب ستایا جاتا ہے۔ پاک کلام پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور یسوع مسیح کی الوہیت سے بھی علانیہ طور پر انکار کیا جا رہا ہے۔

گذشتہ صدیوں میں بزرگوں نے پیشینگوئی کی تھی۔ کہ مبارک کنواری مریم کے بے داغ حمل میں آنے کے بعد الٰہی فضل کے عجیب و غریب معجزے ہوں گے۔ مگر خدا کی پروردگاری کے بھیدوں کو جاننے کی کوشش کئے بغیر بھی انسان یقین کر سکتا ہے۔ کہ اس دن سے کہ جب کلیسیا نے مبارک کنواری مریم کے بے داغ حمل میں آنے کا اعلان کیا۔ تب سے سچا مذہب اچھی طرح دنیا میں پھیلایا جائے گا۔ اور خصوصاً بدعت کی بیخ کنی ہو جائے گی۔ "اور میں تجھ میں اور عورت میں اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ اور وہ تیرے سر کو کچلے گی" (پیدائش ۳: ۱۵)

پنجم۔ کیوں پروٹسٹنٹ مبارک کنواری مریم کی تعظیم نہیں کرتے اور اُس سے محبت نہیں کرتے

س۔ کیوں یسوع مسیح نے مرتے وقت اپنی ماں کو مقدس یُوحنّا کے سپرد کیا؟

ج۔ کیونکہ مسیح دوسرے رسولوں کی نسبت مُقدّس یُوحنّا کو زیادہ پیار کیا کرتا تھا۔ مُقدس یوحنا مقدسہ مریم کو اپنے گھر لے گیا۔ کیونکہ یُوحنّا بھی مسیح سے بہت محبّت رکھتا تھا۔ تب یسُوع نے اپنی ماں کو اور اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا۔ پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور اپنی ماں سے کہا کہ اے عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا۔ پھر اس شاگرد سے کہا۔ دیکھ۔ یہ تیری ماں۔ اور اُسی گھڑی وہ شاگرد

اُسے اپنے گھر لے گیا"۔ (یُوحنا ۱۹: ۲۶ و ۲۷)

اور اسی طرح اُس وقت سے ہمارا مُنجی اپنی ماں کو کاتھولک کلیسیا کے سپرد کرتا ہے یعنی اُس کلیسیا کے سپرد جس کو مسیح پیار کرتا ہے۔ اور کاتھولک کلیسیا مریم کو اپنے پاس لے جاتی ہے۔ کیونکہ کاتھولک کلیسیا مسیح سے محبت کرتی ہے۔ اسی طرح اسوقت سے نجات دہندہ اپنی ماں کو ہر ایک سچے مسیحی کو سونپتا ہے۔ اور ہر ایک مسیحی اس کو پیار کرتا ہے۔ اور جتنی سرگرمی کے ساتھ وہ مسیحی مسیح کو پیار کرتا ہے۔ اسی قدر زیادہ مریم مقدسہ کے لئے اپنی فرزندانہ محبت اور تعظیم ظاہر کرتا ہے۔

س۔ کیوں پروٹسٹنٹ اُس عزت کے جو ہم مبارک کنواری مریم کو دیتے ہیں۔ اتنے مخالف ہیں؟

ج۔ اس کا صرف ایک سبب ہے۔ وہ یسُوع مسیح کی ماں سے محبت نہیں کرتے۔ اور نہ اس کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ وُہ سچ مچ یسُوع مسیح سے محبت نہیں کرتے۔ درحقیقت اپنے سارے دل۔ اپنی ساری جان۔ اور اپنی ساری سمجھ سے بیٹے کو پیار کرنا۔ لیکن اس کی ماں کی عزت نہ کرنا بالکل ناممکن ہے۔ سارے دل و جان سے بیٹے کی پرستش کرنی۔ اور اس کی ماں کی عزت نہ کرنا ناممکن ہے۔

س۔ تم کیوں کہتے ہو۔ کہ یہ ناممکن ہے؟

ج۔ کیونکہ یسُوع مسیح کی ماں بوجہ تجسم کے راز میں شریک ہونے کے اپنے بیٹے سے بالکل جُدا نہیں ہو سکتی۔ مسیحی مذہب کی اصلیت یسُوع مسیح پر جو سچا خدا اور سچا انسان ہے۔ اور جو ہمارے لئے مصلوب ہُوا۔ ایمان لانا ہے۔ اگر تم اس کی الٰہی یا انسانی ذات کو علیحدہ کر دو گے۔ اگر تم ابتدائی بدعتیوں کے مطابق خیال کرو گے۔ کہ خدا صرف صورت میں انسان بنا۔ یا انسان خدا بن گیا۔ دونوں حالتوں میں مسیحی مذہب کی اصلیت جاتی رہے گی۔ اب اقدس تثلیث کا دوسرا اقنوم یسُوع مسیح ہے۔ صرف اس وجہ سے (یسُوع مسیح حقیقی خدا۔ اور حقیقی انسان ہے) کہ وُہ مریم کا حقیقی فرزند ہے۔ کیونکہ مریم میں کلام مجسم ہُوا (یُوحنا ۱: ۱۴) یعنی اس ہی سے یسُوع مسیح پیدا ہُوا۔ اور چونکہ یسوع مسیح مریم کا حقیقی بیٹا ہے۔ اس لئے وُہ ہماری طرح آدم کا بیٹا ہے۔ اور ہمارا بھائی ہے۔ وہ شخص جو یقین کرتا ہے۔ کہ یسُوع مسیح حقیقی خدا ہے۔ اس کو یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ اُس کی ماں خدا کی ماں ہے۔ جب تک کہ یہ نہ مانا جائے۔ کہ کلام مجسم مریم کی ہڈی سے ہڈی۔ اس کے گوشت سے گوشت۔ اس کے خون سے خون بنا۔ یہ بھی نہیں مانا جائیگا کہ مصلوب شدہ بدن جسے ہم نے پاک شراکت میں کھایا ہے۔ اس کے جسم کا حصہ تھا۔ کہ جو خون کلوری

پر بہایا گیا۔ اور آخری قطرہ تک بہایا گیا۔ اور جسے ہم نے پینا ہے۔ وہ مریم ہی کا خون تھا۔ اور یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو توہین اس کے فرزند کی ہوتی ہے۔ وہی اس کی ہوتی ہے۔ پس خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ جو توہین ہم ماں کی کرینگے۔ وہی توہین بیٹے کی بھی کریں گے یعنی ماں کی توہین کرنے سے بیٹے کی توہین لازماً ہوتی ہے۔

س۔ کیا کوئی اور وجہ بھی ہے؟

ج۔ ہاں۔ کُل مخلوقات میں صرف مبارک کنواری مریم ہی تھی۔ جو نجات دہندہ کو از حد پیار کرتی ہے۔ نو مہینے مریم مقدسہ۔ یسوع مسیح کو اٹھائے پھری۔ مریم بیت اللحم کی چرنی میں یسوع کے ساتھ تکلیف سہتی ہے اس کے معصوم بدن پر روتی ہے۔ اور اُس کے آنسو پونچھتی ہے۔ جب یسوع کا ختنہ ہوتا ہے۔ تو مریم اُداس ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ مصر کو جاتی ہے۔ تیس سال تک اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس کی الٰہی صحبت سے تقدیس حاصل کرتی ہے۔ مریم یسوع کی کل تکلیف اور دکھوں میں شریک ہوتی ہے۔ اس کی مصیبتوں میں مریم کا دل ہر ایک زخم سے جو اُس پر لگے چھیدا جاتا ہے۔ اور مریم کے آنسو خون کے ہر ایک قطرے سے جو یسوع نے بہایا مخلوط ہوتے ہیں۔ اور جب سب شاگرد یسوع کو چھوڑ کر چلے گئے۔ مریم ہی صلیب کے پاس کھڑی رہتی ہے۔ یسوع اپنی جان کندنی کے وقت اپنی ماں کے لئے متفکر ہوتا ہے۔ اور اپنے آخری دم وہ مریم کو مقدس یوحنا کی نگرانی میں سونپتا ہے۔ مریم ہی یسوع کی زخمی اور خون آلودہ لاش کو اپنی گود میں لیتی ہے۔ اور اُن لوگوں کے ساتھ جنہوں نے اس کو قبر میں رکھا۔ ماتم کرتی ہے۔ مریم پینٹیکوسٹ کے دن رسولوں کے درمیان موجود تھی۔ اور مریم ہی سے رسول بشارت۔ الیسبات کی ملاقات۔ یسوع کی پیدائش۔ یسوع کے ختنہ۔ ہیکل میں نذر کئے جانے اور مصر کو بھاگ جانے۔ اور نجات دہندہ کی روزمرہ کی زندگی کے ابتدائی حالات دریافت کرتے ہیں۔ الغرض مریم کی زندگی۔ یسوع کی زندگی سے اور مریم کی تکالیف۔ یسوع کی تکالیف سے ایسی وابستہ ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح کو پیار کرنا۔ اور ساتھ ہی اس کی ماں کو نہ پیار کرنا ناممکن ہے۔

س۔ کیا اس قول کو کہ بغیر ماں کو پیار کرنے کے بیٹے کو پیار کرنا ناممکن ہے۔ کوئی اور حقیقتیں بھی تقویت دیتی ہیں؟

ج۔ ہاں دوسری حقیقتیں بھی تقویت دیتی ہیں۔ ابھی ہم مقدس یوحنا کی مثال دیکھ چکے ہیں۔ جو مسیح کا عزیز شاگرد تھا۔ کلیسیا کی تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ کہ ایسا حال ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ کہ ہر زمانے

اور ہر ملک میں جن شخصوں نے دل و جان سے یسوع مسیح کو پیار کیا۔ اور جنہوں نے یسوع کے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور خون بہائے ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کی ماں کے وفادار بچے اور خادم رہے ہیں۔

جلالی بشپ ارینیوس (جس نے دوسری صدی میں بہت سے بُت پرستوں کو مسیحی بنایا۔ اور مسیحی ایمان کے لئے اپنی جان اور اپنا خون بہایا) دل و جان سے یسوع مسیح کو پیار کیا کرتا تھا۔ اور اس کی ماں کو بھی۔ علاوہ ازیں وہ ہم کو تعلیم دیتا ہے۔ کہ مریم کی سفارش پُر تاثیر ہے۔ کنواری مریم کنواری حوا کی ثانی ہوئی ہے"۔

مشہور مقدس اتھاناسیوس جس نے پچاس سال تک مسیح کی الوہیت پر ایمان رکھنے کے باعث بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ حقیقت میں یسوع مسیح کو پیار کیا کرتا تھا۔ اور وہ یسوع کی ماں کو بھی پیار کیا کرتا تھا۔ جیسے کہ اس کی حسبِ ذیل دُعا سے ثابت ہے۔ "اے مبارک کنواری اے یسوع کی پاک ماں۔ ہمارے لئے شفاعت کر۔ اے خدا کی ماں ہمارے لئے دُعا مانگ"۔ بزرگ مقدس آگسٹینس جس کی تمام زندگی نجات دہندہ کے جلال میں صرف ہوئی۔ نہ دل سے یسوع مسیح کو پیار کرتا تھا اور ساتھ ہی وہ اس کی ماں کو بھی پیار کرتا تھا۔ جیسے کہ اس کی حسب ذیل دُعا سے ظاہر ہے۔ "اے پاک کنواری! میں نہیں جانتا۔ کہ میں کونسی تعریفوں سے تیری ستائش کروں۔ کیونکہ تو نے اُس کو اپنے پیٹ میں رکھا۔ کہ جس کو آسمان بھی اپنے میں سما نہ سکتے (آگسٹینس کا مضمون جو اس نے بشارت پر لکھا)

مقدس جان کرِیسوسٹم جس نے بہت بُت پرستوں کو نجات دہندہ کی طرف پھیرا۔ اور جس نے یسوع کے لئے جلا وطنی اور دیگر اقسام کی بہت تکالیف برداشت کیں۔ سرگرمی کے ساتھ یسوع مسیح کو پیار کیا کرتا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کی ماں کو بھی۔ اور اُس نے بڑی سرگرمی اور جوش سے مریم مقدسہ کے افضل ترین رُتبہ کی نسبت حسبِ ذیل تعریف و توصیف کی ہے"۔ مریم تمام دیدنی اور نادیدنی مخلوقات کے درمیان نہایت افضل پاک ترین اور جلالی ہے۔ وہ خدا کی خادمہ اور اس کی ماں ہے۔ اے ماں اور کنواری۔ خدا تعالیٰ کا تختِ سلام۔ ہمارے لئے اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح سے دُعا کر"۔

ہندوستان کا بزرگ رسول مقدس فرانسس زیویر جس نے ہمارے منجی کے لئے بہت تکلیفیں اٹھائیں اور محنت کی۔ اور جس نے سات لاکھ سے زیادہ بُت پرستوں کو نو مُرید کیا۔ بڑی سرگرمی سے یسوع

مسیح اور اس کی ماں کو پیار کرتا تھا۔ جیسے کہ مقدس مذکور کہتا ہے۔ کہ میں نے مریم کو اپنا مربی بنایا ہے۔ تاکہ وہ میرے لئے میرے گناہوں کی معافی مانگے"۔ اپنے مرتے دم بھی مقدس فرانسس زیویر مریم کو نہ بھولا اور یسوع مسیح سے یہ دعا مانگنے کے علاوہ کہ "اے یسوع داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر"۔ اس نے اکثر مبارک کنواری سے بھی دعا مانگی۔ کہ اے مریم تو ظاہر کر۔ کہ تو میری ماں ہے"۔ (سوانح مقدس فرانسس زیویر)

سب کاتھولک پریسٹ جنہوں نے ہمارے وقتوں میں چین۔ ٹانگنگ۔ کوچن چائنا۔ کوریا وغیرہ کے بت پرست ملکوں میں جا کر یسوع مسیح کی خاطر اپنے خون اور جان سے شہادت دی ہے۔ بلاشبہ یسوع مسیح کو پیار کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی وہ ہمارے نجات دہندہ کی مبارک ماں کو بھی پیار کرتے تھے۔ اور وہ سب اُس کے دیندار فرزند تھے۔ شہیدوں میں سے ہر ایک شخص نے مریم کی تسبیح پڑھی ہے۔ اور وہ سب جو سچے مذہب کا وعظ کرنے اور پھیلانے کے لئے غیر ممالک میں جاتے رہے۔ اور جو یسوع مسیح کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہے۔ ہمیشہ مبارک کنواری مریم کی تسبیح پڑھتے تھے

برعکس اس کے پروٹسٹنٹ پادری صاحبان مبارک کنواری مریم کی توہین کرتے ہیں۔ اور اسکی توہین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے دل آزار رسالے مریم اور کاتھولک لوگوں کے خلاف چھاپتے ہیں۔ اور اُس مقدسہ کی بے عزتی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ بڑی بے شرمی اور منہ زوری سے یہ بہتانِ عظیم کاتھولک لوگوں پر لگاتے ہیں۔ کہ وہ مریم کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ وہاں ہی زیادہ ہوتا ہے۔ جہاں برٹش فوج ان کی حفاظت کرتی ہے۔ غیر قوموں کے ملکوں میں جہاں ایذا رسانی کا زور رہتا ہے۔ "مریم کی پرستش" کے ٹریکٹ اور رسالے پائے نہیں جاتے مثلاً کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں کیتھولک پریسٹ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ان پروٹسٹنٹوں کے حملوں کا جو وہ مقدسہ مریم کے خلاف کرتے ہیں۔ جواب دیں اگرچہ ہزارہا ان رسالوں اور اتہاموں کے جواب دیئے جا چکے ہیں۔ اور ٹانگن اور کوریا میں جہاں کیتھولک پریسٹ وہی تعلیم دیتے ہیں۔ کہ وہ یسوع مسیح کی پرستش کریں۔ اور حضرت مریم مقدسہ کی عزت و تعظیم کریں۔ بالکل جواب نہیں دینا پڑتا۔

س۔ تم ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ اس بارے میں ہزارہا شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر اس وقت ہم مذکورہ بالا ہی پر اکتفا

کرتے ہیں تاکہ وہ اشخاص جن میں تعصب نہیں۔ وہ اُسے تسلیم کرلیں۔ کہ کسی مذہب کے شروع ہی سے ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا۔ جو حقیقت میں یسوع مسیح کو تو پیار کرتا ہو۔ اور اس کی ماں مریم کو پیار نہ کرتا ہو اور اس کی عزت نہ کرتا ہو۔

س ۔ ایسے ملک میں جہاں پروٹسٹنٹ پادری ہر روز خدا کی ماں اور کاتھولک لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ کاتھولک لوگ مریم سے مناجات کرتے ہیں) توہین اور بے عزتی کرتے ہیں۔ کیا کرنا چاہیئے؟

ج ۔ ان کو ہمیشہ اپنے دل اور زبان سے فرشتے اور خدا کی کلیسیا کے حسب ذیل شیریں الفاظ نکالنے چاہیئیں۔ سلام اے مریم۔ پُر فضل۔ خداوند تیرے ساتھ ہے۔ مبارک تو عورتوں میں۔ اور مبارک تیرے پیٹ کا پھل یسوع۔ اے حضرت مریم خدا کی ماں دُعا کر۔ ہم گنہگاروں کے واسطے۔ اب اور ہماری موت کے وقت۔ آمین۔

تیسرا باب

گنہگار کا راستباز ٹھیرایا جانا ایمان اور نیک اعمال

اوّل :- راستباز ٹھیرائے جانے کا بیان

س ۔ راستباز ٹھیرایا جانا کیا ہے؟

ج ۔ یہ ایک فضل ہے۔ جو ہم کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اور ہم کو خدا کا متبنّٰی بیٹا۔ دوست اور آسمان کی بادشاہت کا وارث بناتا ہے۔

س۔ ہم کو راستباز ٹھیرائے جانے کی کیوں ضرورت ہے؟

ج۔ اس وجہ سے کہ ہم سب گنہگار ہیں۔ پاک کلام کے مطابق نوزاد بچہ بھی گناہ سے پاک نہیں ہوتا بلکہ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کا حقدار اور شریک ہوتا ہے۔

س۔ کیا گنہگار اپنے ایمان یا نیک اعمال سے راستباز ٹھیرائے جانے کے فضل کا مستحق ہو سکتا ہے؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ جب انسان گناہ کبیرہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کا ایمان اور اس کے نیک اعمال مردہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس لئے یہ مردہ ایمان اور اعمال گنہگار کو راستباز نہیں ٹھیرا سکتے

س۔ پھر گنہگار کیسے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے؟

ج۔ وہ محض یسوع مسیح کے ثواب اور خوبیوں کے وسیلے محض خدا کے رحم سے بلا کسی معاوضہ کے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے۔ کیونکہ صرف یسوع مسیح نے اپنی صعوبتوں اور موت سے ہم کو خدا کا دوست بنایا ہے۔

س۔ کیا فرشتے ہمارے لئے کفارہ نہیں دے سکتے؟

ج۔ نہیں۔ کل فرشتے بھی ایک گناہ کا کفارہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ایک گناہ کرنے سے جو توہین خدا تعالےٰ کی ہوتی ہے۔ وہ بے حد اور لا انتہا ہوتی ہے۔ اس لئے صرف ایک بیش قیمت الٰہی برہ ہی اس گناہ کا کفارہ دے سکتا ہے۔

س۔ راستباز ٹھیرائے جانے کے مضمون پر کن کن باتوں میں پروٹسٹنٹ لوگ ہم سے متفق ہیں؟

ج۔ سوسینی انس اور یونی ٹیری انس اور چند دیگر فرقوں کے سوائے بہت سے پروٹسٹنٹ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کی وجہ سے کل بنی نوع انسان ہلاکت کی حالت میں پڑ گئے اور کوئی شخص خدا کی ذات کے سوائے ہمارے لئے یہ کفارہ نہیں دے سکتا تھا۔ اور نجات بخش سکتا تھا۔ پھر وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ خدا کا بیٹا انسان بنا۔ اور اس نے ہماری نجات کے لئے تکلیف اٹھائی اور اس کے خون سے ہم پھر خدا کے بیٹے اور آسمان کی بادشاہت کے وارث بنائے گئے۔ لیکن راستباز ٹھیرائے جانے اور دیگر مسائل کی بابت پروٹسٹنٹ گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اور ہم ان کی اس گمراہی کو مفصل طور پر بیان کریں گے۔

س: کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ گنہگار کے راستباز ٹھہرائے جانے سے گناہ نہیں مٹائے جاتے۔ بلکہ وہ محض ڈھانپے جاتے ہیں؟

ج۔ اس بارہ میں وہ صاف طور پر کتاب مقدس کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ داؤد کہتا ہے۔ کہ "میری بدی سے مجھے بخوبی دھو۔ اور میرے گناہ سے مجھے پاک صاف کر" (زبور ۵۰: ۴) "اور پھر تو مجھ کو دھوئیگا اور میں برف سے زیادہ سفید ہو جاؤں گا" (آیت ۹) اور پھر "میری تمام بدیوں کو مٹا ڈال۔ اے خدا میرے اندر ایک نیا دل پیدا کر" (آیت ۱۱ و ۱۲) یسعیاہ نبی کی کتاب میں خدا بنی اسرائیل سے کہتا ہے۔ کہ "میں نے تیری بدیوں کو گھٹا کی مانند۔ اور تیرے گناہوں کو بادل کی مانند مٹا ڈالا" (باب ۴۴ آیت ۲۲) مقدس یوحنا کی انجیل میں نجات دینے والا "خدا کا برہ جو دنیا کے گناہ اٹھا لے جاتا ہے" کہلاتا ہے۔ (باب ۱: ۲۹) مقدس پطرس اپنے پہلے وعظ میں یہودیوں سے کہتا ہے کہ "توبہ کرو۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے" (اعمال ۲: ۳۸) مقدس پولوس سکھاتا ہے۔ کہ "یسوع مسیح نے گناہوں کو دھویا" (عبرانیوں ۱: ۳) یعنی اپنی موت کے وسیلے آدمیوں کو گناہ سے پاک صاف کیا۔ پھر مقدس پولوس تعلیم دیتا ہے۔ کہ "مسیح ایک بار بہتوں کے گناہوں کو اٹھا لینے کے لئے قربان ہوا"۔ (عبرانیوں ۹: ۲۸) پھر مقدس پولوس سکھاتا ہے۔ کہ "مسیح نے کلیسا کو پیار کیا۔ اور اپنے تئیں اس کے بدلے دیا۔ تاکہ اس کو پانی کے غسل سے زندگی کے کلام کے ساتھ پاک کر کے مقدس کرے۔" (افسیوں ۵: ۲۵ و ۲۶) الغرض کتاب مقدس گنہگار کی روح میں راستبازی کے نتائج دکھا کر کہتی ہے۔ کہ گناہ بالکل مٹ جاتے ہیں۔ اور دھوئے جاتے ہیں وغیرہ۔

س۔ کیا کتاب مقدس یہ نہیں کہتی ہے۔ کہ "محبت سارے گناہوں کو ڈھانپ دیتی ہے" (امثال ۱۰: ۱۲) اور "مبارک وہ ہیں۔ جن کے گناہ ڈھانپے گئے" (زبور ۳۱: ۱)

ج۔ کتاب مقدس یہ کہتی ہے۔ کہ معاف کردہ گناہ ڈھانپا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ پھر باقی نہیں رہتا۔ جیسے کہ مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہے۔ دراصل یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ خداوند کی نگاہ سے کوئی گناہ تاوقتیکہ وہ بالکل مٹ نہ جائے۔ پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ یہی جواب کتاب مقدس کی دیگر آیتوں کے بارے میں بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ جہاں لکھا ہے کہ راستباز ٹھہرائے جانے سے گناہ ڈھانپے جاتے ہیں نہ کہ مٹائے جاتے ہیں

س۔ تم ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو۔

ج۔ ہم ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا جب وہ یہ تعلیم دیتی ہے۔ کہ راستباز ٹھیرایا جانا ایک فضل ہے۔ جو ہمارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور ہماری روحوں کو واقعی اور سچ مچ خدا کے آگے پاک صاف کر دیتا ہے۔ بالکل راستی پر ہے۔ پھر ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ جو گناہوں کے بالکل مٹ جانے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے۔ کہ راستباز ٹھیرایا جانا کیا ہے؟ ہم اب یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ راستباز ٹھیرائے جانے کے فضل کے حاصل کرنے کے طریق کو بھی نہیں جانتے۔ نہ اس کی پرواہ کرتے ہیں۔

دُوم۔ صرف ایمان ہی گنہگار کو راستباز ٹھیرانے کیلئے کافی نہیں ہے

س۔ گنہگار کے راستباز ٹھیرائے جانے میں ایمان کا کیا حصہ ہے؟

ج۔ راستباز ٹھیرائے جانے میں ایمان ایک نیو یا بنیاد ہے۔ اور ایک بالکل ضروری شرط ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص راستباز نہیں ٹھیرایا جا سکتا۔ جیسے کہ مقدس پولوس کہتا ہے "بغیر ایمان کے خدا کو پسند آنا ناممکن ہے۔" (عبرانیوں ۱۱: ۶) تاہم صرف ایمان ہی کافی نہیں ہے۔ کیونکہ خدا اس کے علاوہ اور شرطیں بھی چاہتا ہے۔ یعنی گنہگار کو خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے گذشتہ گناہوں کے لئے پچھتانا چاہیئے۔ اور خدا کے حکموں کو ماننا چاہیئے۔ اور پھر گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرنا چاہیئے۔

س۔ پاک نوشتہ اس مضمون کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج۔ پاک نوشتہ کہتا ہے۔ کہ "جب تو خداوند اپنے خدا کا طالب ہوگا۔ اور اپنے پورے دل سے اور اپنی ساری جان سے اسے ڈھونڈے گا۔ تو تو اُسے پائے گا" (استثنار ۴: ۲۹) اور پھر "اگر شریر اپنے سارے گناہوں کے لئے جو اس نے کئے ہیں۔ توبہ کرے۔ اور میرے سارے حکموں کو مانے اور جو کچھ شریعت میں درست اور روا ہے۔ کرے۔ تو وہ یقیناً جیئے گا۔ اور وہ نہ مرے گا۔"

(حزقی ایل ۱۸: ۲۱) اور پھر اگر تم میرے حکموں کو مانو گے۔ تو تم میرے پیار میں رہو گے۔ جو کچھ کہ میں نے تمہیں فرمایا۔ اگر تم کرو۔ تو میرے دوست ہو" (یوحنا ۱۵: ۱۰ و ۱۴)

اسی مضمون کی دیگر ہزارہا آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ صرف ایمان ہی گنہگار کو راستباز نہیں ٹھیراتا ہے۔ اگر وہ ایمان محبت اور نیک اعمال سے زندہ نہ کیا جائے۔

س ۔ کیا مقدس پولوس نہیں کہتا کہ "جب کہ ہم ایمان سے راستباز کئے گئے۔ تو خدا کے نزدیک ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے ملاپ رکھیں"؟ (رومیوں ۵: ۱)

ج ۔ مقدس پولوس زندہ ایمان کا ذکر کرتا ہے "یعنی اُس ایمان کا جو محبت سے کام کرتا ہے" (گلاتیوں ۵: ۶) کیونکہ مقدس پولوس ہی کہتا ہے "کہ اگر میں پورا ایمان رکھوں۔ ایسا کہ پہاڑوں کو بھی چلاؤں۔ پر محبت نہ رکھوں۔ تو میں کچھ نہیں ہوں" (۱ قرنتیوں ۱۳: ۲) اور ایمان کی نسبت کُل آیتوں کے یہی سچے معنی ہیں۔ لیکن پروٹسٹنٹ اُن کو اپنی ہلاکت کے لئے موڑتے توڑتے ہیں۔

س ۔ کیا مقدس پولوس یہ صاف نہیں کہتا ہے۔ "کہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ آدمی ایمان سے شریعت کے کاموں کے بغیر راستباز ٹھیرتا ہے"؟ (رومیوں ۳: ۲۸)

ج ۔ واقعی وہ کہتا ہے۔ لیکن وہ اُس جگہ یہودی شریعت کا ذکر کرتا ہے۔ مقدس پولوس ختنہ اور موسےٰ کی دیگر رسومات کے بے فائدہ ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ وہ یسوع مسیح کی شریعت کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ جیسے کہ مقدس یعقوب کی شہادت سے ظاہر ہے۔ مقدس یعقوب نے عہد نامہ کے نیک اعمال کی بابت ذکر کرتا ہوا کہا ہے۔ "کہ جیسا بدن بلا روح کے مُردہ ہے۔ ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مُردہ ہے" (یعقوب ۲: ۲۶)

س ۔ ابراہام کے راستباز ٹھیرائے جانے کی نسبت مقدس پولوس کیا کہتا ہے؟

ج ۔ مقدس پولوس کہتا ہے "کہ اگر ابراہام کاموں سے راستباز ہوا۔ تو اس کے فخر کی جگہ ہے۔ لیکن خدا کے آگے نہیں۔ کیونکہ نوشتہ کیا کہتا ہے۔ کہ ابراہام خدا پر ایمان لایا۔ اور یہ اس کے لئے راستی گنا گیا۔ اب کام کرنے والے کو مزدوری دینا بخشش نہیں۔ بلکہ اس کا حق گنا جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے جو کام نہیں کرتا۔ بلکہ اس پر جو گنہگار کو راستباز کرتا ایمان لاتا ہے۔ اس کا ایمان خدا کے فضل کے ارادے کے موافق راستی گنا جاتا ہے" (رومیوں ۴: ۲ و ۵)

س ۔ کیا مذکورہ بالا حوالجات پروٹسٹنٹوں کے لئے مفید مطلب نہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ یہ مقدس پولوس کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے جس کو بقول مقدس پطرس جاہل اور بے قیام لوگ اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں۔ (۲ پطرس ۳: ۱۶) مگر اُن کے لئے جو سچے معنوں کو سمجھتے ہیں۔ یہ لفظ کاتھولک مسئلہ کو تقویت دیتا ہے۔ خود مقدس یعقوب ہم کو سچے معنی بتاتا ہے "اُے مغرور شخص! کیا تو سمجھتا ہے۔ کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے؟ کیا ہمارا باپ ابراہام اعمال سے راستباز نہیں ٹھیرایا گیا جس وقت اس نے اپنے بیٹے اضحاق کو قربانگاہ پر چڑھایا؟ تو دیکھتا ہے۔ کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ کام کیا۔ اور اعمال سے ایمان کامل ہُوا۔ اور وہ نوشتہ پُورا ہُوا جو کہتا ہے۔ ابراہیم خدا پر ایمان لایا۔ اور یہ اس کے لئے راستبازی گنی گئی۔ اور وہ خدا کا دوست کہلایا۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے۔ صرف ایمان سے نہیں۔" (یعقوب ۲: ۲۰و۲۳)

س ۔ کیا یہ دونوں تعلیم متضاد نہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ دونوں آیتیں ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں۔ اور آپس میں مل کر مکمل تعلیم دیتی ہیں۔ مقدس پولوس اُن یہودیوں کو ملامت کرتا ہے۔ جو یہ مانتے تھے۔ کہ موسیٰ کی شریعت کی پابندی کرنے سے ہم مسیح کے وسیلے راستباز ٹھیرائے جانے کے فضل کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ وہ اُن کو ثابت کر کے بتاتا ہے۔ کہ ہم خدا کے فضل کی مدد کے بغیر نجات کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ اُن کو یہ بھی بتاتا ہے کہ جو کام ایمان پر مبنی نہیں ہیں۔ وہ بالکل بے فائدہ ہیں۔

برعکس اس کے مقدس یعقوب ان لوگوں کو ملامت کرتا ہے۔ جو اس گمان میں ہیں۔ کہ مسیح پر ایمان رکھنے سے ہم ہر ایک شریعت سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اور وہ ان کو یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ سچا مسیحی ایمان محبت ہی سے محرک ہوتا ہے۔ اور کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال ہونے چاہئیں۔ اور ایمان نیک اعمال سے کامل ہوتا ہے۔ اور یہی وہ حقیقت کاتھولک مسئلہ ہے۔ یعنی اعمال بلا ایمان کے مردہ ہیں۔ اور ایمان بلا نیک اعمال کے مُردہ ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ محبت اور نیک کام ایمان کے نتائج ہیں۔ جیسے کہ گرمی آگ کا نتیجہ ہے؟

ج ۔ ایسا کہنے میں جیساکہ کتابِ مقدس سے ظاہر ہے۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ مقدس پولوس صاف کہتا ہے۔ کہ ایمان بلا محبت کے ہو سکتا ہے۔ "اگر میرا ایمان اتنا کامل ہو۔ کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں۔ اور محبت نہ رکھوں۔ تو میں کچھ بھی نہیں" (۱۔ قرنتیوں ۱۳: ۲) پھر ہم مقدس یوحنا کی انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ سرداروں میں سے بھی بہت یسوع مسیح پر ایمان لائے۔ مگر فریسیوں کے سبب اُنہوں نے اقرار نہ کیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ عبادت خانوں سے نکال دیئے جائیں۔ کیونکہ وہ آدمیوں کی تعریف کو خدا کی تعریف سے زیادہ پیار کرتے تھے" (یوحنا ۱۲: ۴۲ و ۴۳) اور مقدس یعقوب کہتا ہے۔ کہ "شیاطین بھی مانتے اور تھرتھراتے ہیں" (باب ۲: ۱۹) یہی سچائی تمام مسیحیوں کی شہادت سے ملتی ہے۔ "ہم افسوس سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے تجربہ میں آیا ہے۔ کہ روح تو مستعد ہے۔ لیکن جسم سُست ہے"

سُوم۔ مقدس نوشتہ بخوبی ثابت کرتا ہے۔ کہ نیک اعمال نجات کے لئے ضروری ہیں

س ۔ نیک اعمال کی بابت پروٹسٹنٹ تعلیم کیا ہے؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ تعلیم نیک اعمال کے بارے میں یہ ہے۔ کہ نیک اعمال نجات کے لئے بالکل ضروری نہیں ہیں۔

س ۔ یسوع مسیح کیا کہتا ہے؟

ج ۔ وہ کہتا ہے۔ کہ نیک اعمال نجات حاصل کرنے کے لئے بالکل ضروری ہیں۔ "اگر تو زندگی میں داخل ہوا چاہے۔ تو حکموں کو مان" (متی ۱۹: ۱۷) پھر یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مگر وہی آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے" (متی ۷: ۲۱) قیامت کے دن یسوع مسیح بدکاروں کو دوزخ کی سزا دے گا۔ کیونکہ اُنہوں نے محبت نہیں رکھی۔ اور نہ نیک کام کئے۔ تب یسوع مسیح بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے ہمیشہ کی آگ میں جاؤ۔ جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ پر تم نے مجھے نہ کھلایا۔ پیاسا تھا

تم نے مجھے نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے میری خاطرداری نہ کی۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔" (متی ۲۵: ۴۱ و ۴۳)

س۔ رسول اس مضمون کی کیا تعلیم دیتے ہیں؟

ج۔ اپنے خطوں کے قریباً ہر ایک صفحے میں وہ نجات حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال کی ضرورت کی بڑی تاکید کرتے ہیں۔ مقدس پطرس کہتا ہے۔ کہ "اس لئے بھائیو۔ زیادہ تر کوشش کرو کہ تمہاری بلاہٹ اور برگزیدگی نیک اعمال میں ثابت ہو۔" (۲ پطرس ۱: ۱۰) اور مقدس پولوس کہتا ہے "خدا کے نزدیک شریعت کے سننے والے راستباز نہ ٹھیریں گے۔ بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے۔" (رومیوں ۲: ۱۳) اور مقدس یعقوب کہتا ہے "ایمان بغیر عمل کے خود مردہ ہے۔" (باب ۲: ۱۷)

س۔ کیا پاک نوشتے کی کوئی اور قوی دلیل نہیں ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ پاک نوشتہ اوّل سے آخر تک نیک اعمال کرنے اور خدا کے حکموں کو ماننے کی سرا سر نصیحت کرتا ہے۔ ہنگار کو دائمی سزا کی دھمکی دیتا ہے۔ اور نیک کردار کو دائمی جزا دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اگر پروٹسٹنٹ مسئلہ کے موافق صرف ایک ہی نیکی یعنی ایمان اور صرف ایک ہی گناہ یعنی بے ایمانی ہوتی۔ تو یہ کل نصیحتیں بالکل لاحاصل ہوتیں۔

س۔ پروٹسٹنٹ تعلیم سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ پروٹسٹنٹ تعلیم سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ انسان دل کھول کر گناہ کرے۔ لوتھر بیان کرتا ہے۔ کہ "انسان صرف بے ایمانی کے باعث دوزخی ٹھیرایا جا سکتا ہے۔ کسی اور گناہ کے باعث نہیں۔" (Capt of Bab. Tom 2. p. 284.) پھر وہ کہتا ہے کہ "گنہگار ہو۔ اور خوب گناہ کرو جب تک ہم دنیا میں ہیں۔ ہم کو گناہ کرنا پڑتا ہے۔ خدا کے برّے پر جو دنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے۔ ایمان لانا بالکل کافی ہے۔ اور کچھ پروا نہیں۔ اگر ہم روزانہ ہزار ہا زناکاریاں کریں" (Luther to Melancthon on 1521 Moehler, p. 165.)

س۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ ایسی تعلیم کے بہت مُرید ہوں؟

ج۔ یہ تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم توبہ نہ کرنے والے گنہگاروں کے لئے بہشت کا کشادہ اور سہل راستہ کھول دیتی ہے۔ یہ کہنا درست ہے۔ کہ اُن کے مسئلہ کے ایسے شرمناک نتیجے سے بہت

سے خدا ترس پروٹسٹنٹ کنارہ کرتے ہیں۔ تاہم یہ نتیجے ایسے بیہودہ اصول سے ضرور ہی نکلتے ہیں۔

س۔ نیک اعمال کی نسبت کاتھولک تعلیم کیا ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا ہم کو تعلیم دیتی ہے۔ کہ نیک کام ضروری ہیں۔ اور ان کے بغیر ہمارا ایمان مُردہ ہے۔ اور کہ اپنی نیک کاموں کے وسیلے ہم بہشت میں اوروں کی بہ نسبت زیادہ جلال کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

س۔ اس کو اور ذرا صاف طور سے بیان کرو؟

ج۔ ہم بہشت میں صرف خدا کے فضل اور رحم اور یسوع مسیح کی مصیبتوں کے ذریعہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ صرف خدا ہی کے رحم نے ہم کو ایسا نجات دہندہ عطا کیا ہے۔ اور اس نجات دہندہ ہی کی مصیبتوں کا باعث ہے۔ کہ ہم بہشت کے مستحق ہیں۔ لیکن یسوع مسیح کی خوبیاں ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔ تاوقتیکہ ہمارا ایمان محبت اور نیک اعمال سے زندہ نہ ہو۔

س۔ کیا یہ بات کتاب مقدس سے ثابت ہوتی ہے۔ کہ راستباز اپنے نیک اعمال سے بہشت میں اوروں کی بہ نسبت زیادہ جلال پانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟

ج۔ ہاں کتاب مقدس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ پاک کلام میں بہشت ہمارے لئے بطور اجر کے مقرر ہے۔ "خوش ہو اور خوشی کرو۔ کیونکہ آسمان پر تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔" (متی ۵: ۱۲) "صداقت بونے والا اچھا اجر پائے گا۔" (امثال ۱۱: ۱۸) "مبارک وہ آدمی جو آزمائش کی برداشت کرتا ہے اس واسطے کہ جب اس کی آزمائش ہو چکی۔ تو زندگی کا تاج جس کا خدا نے اپنے پیار کرنے والوں سے وعدہ کیا پائے گا۔" (یعقوب ۱: ۱۲) "ہر ایک اپنی محنت کے مطابق مزدوری پائے گا۔" (۱ قرنتیوں ۳: ۸) یہ آئتیں ایسی صاف صاف ہیں۔ کہ فاضل پروٹسٹنٹوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ نیک اعمال اس دنیا میں اور آنے والی دنیا میں بھی جسمانی اور رُوحانی اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔ apology for the conf: of augsburg. p. 96.

س۔ کیا ہمارا نجات دینے والا یہ نہیں کہتا ہے۔ کہ "جب تم سب کچھ جو تمہارے لئے فرمایا گیا۔ کر چکو تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں"؟ (لوقا ۱۷: ۱۰)

ج۔ ہم اس وجہ سے خدا کے نکمے نوکر ہیں۔ کہ ہماری بندگی سے خدا کو کچھ فائدہ نہیں۔ اور ہم خود اپنے

سارے اعمال کے ساتھ اُس ہی کے ہیں۔ لیکن اگرچہ ہماری بندگی خدا کے لئے بے فائدہ ہو۔ تو بھی وہ ہم کو ہمیشہ کی زندگی کے لئے نہایت مفید ہے۔ اُس لئے اے بھائیو زیادہ تر کوشش کرو۔ کہ تمہاری بلاہٹ اور برگزیدگی نیک کاموں سے ثابت ہو۔" (۲ پطرس ۱: ۱۰)

س۔ جو بحث کاتھولک اور پروٹسٹنٹوں کے درمیان اس مضمون کے بارے میں ہے۔ اس کو چند لفظوں میں بیان کرو؟

ج۔ پروٹسٹنٹ کہتے ہیں کہ شریعت کے سننے والے خدا کے نزدیک راستباز ہوتے ہیں۔ برخلاف اُسکے کاتھولک کہتے ہیں۔ کہ شریعت کے سننے والے خدا کے نزدیک راستباز نہیں ہوتے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھیرائے جائیں گے۔" پروٹسٹنٹ کہتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کے حکموں کو ماننا نجات کے لئے کافی ہے۔" برخلاف اس کے کاتھولک کہتے ہیں۔ کہ اگر تو زندگی میں داخل ہُوا چاہے۔ تو حکموں کو مان۔"

س۔ کیا کاتھولک مسئلہ نیک اعمال کی ضرورت کی نسبت یسوع مسیح کی بےعزتی اور اس کی خوبیوں کو کم قدر کرنے والا نہیں؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ وہ کام کرنا جو مسیح نے خود کیا ہے۔ اس کے لئے مُضر نہیں۔ اور نہ وہ کام کرنا جس کے کرنے کے لئے مسیح نے ہم کو فرمایا ہے۔ اس کی خوبیوں کو کم قدر کرتا ہے۔" اس لئے میں نے تمہیں ایک نمونہ دیا ہے۔ تاکہ جیسا میں نے تم سے کیا۔ ویسا تم بھی کرو۔" (یوحنا ۱۳: ۱۵)

یہ بات البتہ یسوع مسیح کے لئے مُضر اور اس کی خوبیوں کو کم قدر کرنے والی ہوگی۔ اگر ہم اپنے ہی اعمال پر بھروسہ کریں۔ اور یہ خیال کریں۔ کہ انسان بااختیار ہے۔ اور وہ اپنی ہی طاقت سے کوئی قابل اجر کام کر سکتا ہے۔ مگر کاتھولک کلیسیا نے بار بار ایسے شخصوں کی تعلیم کو رد کیا ہے۔ جو یہ سکھاتے ہیں۔ کہ صرف نیک اعمال۔ بلا ایمان کے نجات کے لئے ضروری ہیں۔ نیز کاتھولک کلیسیا نے اُن لوگوں کی تعلیم کو رد کیا ہے۔ جو یہ سکھاتے ہیں۔ کہ انسان قابلِ اجر کام یسوع مسیح کے فضل کے بغیر کر سکتا ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ہم رُوحانی فائدہ کے لئے خود بخود کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم یسوع مسیح کے فضل کے بغیر خداوند خداوند تو کہہ نہیں سکتے۔ اگر ہم کوئی کام قابلِ اجر بہشت کے لئے کریں۔ تو اس کا یہی سبب ہوتا ہے کہ ہم یسوع مسیح کے فضل سے اُسے کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔

س - ٹرینٹ کی مجلس عامہ اس مضمون کے بارہ میں کیا کہتی ہے؟

ج - وہ کہتی ہے "اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رُوح القدس کی مدد اور الہام کے بغیر انسان ایمان - اُمید اور محبت رکھ سکتا ہے - یا ایسا تائب ہو سکتا ہے - کہ راستباز ہونے کا فضل اس کو عطا ہو - تو اس پر لعنت ہو"!

پھر ٹرینٹ کی عام مجلس کہتی ہے - کہ خدا نہ کرے - کہ کوئی مسیحی اپنے آپ پر فخر کرے - اور اپنے آپ پر بھروسہ رکھے - اور خداوند میں فخر نہ کرے - اور نہ اس پر بھروسہ رکھے -

چہارم راستباز ٹھہرائے جانے کی بابت پروٹسٹنٹوں کی مختلف گمراہ کُن تعلیم

س - کیا تم کو راستباز ٹھہرائے جانے کی نسبت پروٹسٹنٹ عقیدہ کے متعلق کچھ اور بھی کہنا ہے؟

ج - ہم ثابت کر چکے ہیں - کہ پروٹسٹنٹ لوگ صحیح طور پر نہیں سمجھتے - کہ راستباز ٹھہرایا جانا ہے کیا؟ اور ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں - کہ وہ اس بات کے ماننے میں غلطی کرتے ہیں - کہ صرف ایمان ہی راستباز ٹھہراتا ہے - اور نیک کام نجات پانے کے لئے ضروری نہیں ہیں - لیکن ان بڑی گمراہیوں سے بہت سی اور گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں - جن کو ہم اب بیان کر کے رد کریں گے -

س - کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے کہ راستباز ٹھہرائے جانے کے لئے یہ بالکل ضروری ہے - کہ انسان پورا یقین کر لے - کہ وہ خدا کے آگے پورے طور پر راستباز ہے؟

ج - وہ ایسا کہتے ہیں - مگر کتاب مقدس اس کے خلاف سکھاتی ہے "کون کہہ سکتا ہے - کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے - میں گناہ سے پاک ہوں" (امثال ۲۰: ۹) صادق اور عقلمند آدمی ہوتے ہیں اور اُن کے کام خدا کے ہاتھ میں ہیں - تاہم انسان نہیں جانتا ہے - کہ آیا میں پیار کا مستحق ہوں - یا نفرت کا - لیکن تمام باتیں آنے والے وقت کے لئے بلا تحقیق رکھی گئی ہیں - (واعظ ۹: ۱ و ۲)

اور مقدس پولوس کہتا ہے - کہ میرا دل مجھے کچھ ملامت نہیں کرتا - لیکن میں اس سے راستباز نہیں ٹھہر جاتا - جو میری عدالت کرتا ہے - خداوند ہے" (۱ قرنتیوں ۴: ۴) ان آیتوں سے ہم صاف

صاف معلوم کرتے ہیں۔ کہ گو ہم کو خدا کے رحم پر اُمید رکھنی چاہیئے۔ مگر ہم میں سے کوئی بھی اپنی نجات کی بابت پورا الیقین نہیں کر سکتا۔ اور ہم کو ہمیشہ مقدس پولوس کی نصیحت یاد رکھنی چاہیئے۔ وہ کہتا ہے کہ پس اے میرے پیارو ہمیشہ بہت زیادہ ڈرتے اور تھرتھراتے اپنی نجات کے کام کیا کرو" (فلپیوں ۲: ۱۲)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ صرف بے ایمانی کا گناہ رُوح میں سے راستبازی کو مٹا سکتا ہے؟

ج۔ اس مضمون پر وہ پھر کتاب مقدس کے برخلاف کہتے ہیں۔ خداوند عزقی ایل نبی کی معرفت کہتا ہے۔ "صادق اپنی صداقت کے سبب جس دن کہ وہ گناہ کرے۔ بچ نہیں سکے گا۔ جب میں صادق سے کہوں۔ کہ تو یقیناً جیئے گا۔ اگر وہ اپنی صداقت پر تکیہ کرے۔ اور ناراستی کرے۔ تو اس کی ساری صداقتیں یاد نہ ہوں گی۔ لیکن اس گناہ کے سبب سے جو اُس نے کیا ہے۔ مر جائے گا" (حزقی ایل ۳۳: ۱۲ و ۱۳)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ انسان ایک دفعہ ایمان سے راستباز ٹھیرایا ہوا پھر کبھی گناہ نہیں کر سکتا؟

ج۔ اس مضمون کی بابت بھی وہ صریحاً کتاب مقدس کے خلاف کہتے ہیں۔ "جاگو اور دُعا مانگو تاکہ امتحان میں نہ پڑو۔ رُوح تو تیار پر جسم کمزور ہے" (متی ۲۶: ۴۱) "پس جو کوئی آپ کو کھڑا سمجھتا ہے۔ سو خبردار رہے۔ ایسا نہ ہو کہ گر پڑے" (قرنتیوں ۱۰: ۱۲) "تو ایمان سے کھڑا ہے۔ مغرور نہ ہو بلکہ ڈر" (رومیوں ۱۱: ۲۰) اور مقدس پولوس جو بہشت تک یکایک پہنچایا گیا تھا۔ اور اس نے پوشیدہ باتیں سُنیں۔ جن کا کہنا انسان کو روا نہیں۔ اپنی نسبت کہتا ہے۔ کہ میں اپنے بدن کو تنبیہ دیتا اور تابعداری میں لاتا ہوں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ میں اوروں کو وعظ کر کے آپ نامقبول ٹھیروں۔" (۱ قرنتیوں ۹: ۲۷)

س۔ پھر ان لفظوں کے جو ذیل میں درج ہیں کیا معنی ہیں۔ "ہر کوئی جو خدا سے پیدا ہوا ہے گناہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا بیج اس میں رہتا ہے۔ اور وہ گناہ کر نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے" (۱ یوحنا ۳: ۹)

ج - اِن کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تک انسان اُس فضل کے بیج کو اور اُس پیدائش کو جو خدا سے ہوئی اپنے دِل میں رکھتا ہے۔ گناہ نہیں کرتا ہے۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی ہی خاص مرضی کے بیجا استعمال سے اس نیک بخت حالت سے گر پڑے۔ کیونکہ اُسی خط میں مقدس یُوحنا نصیحت کرتا ہے۔ کہ "میرے بچو میں یہ باتیں تمہیں لکھتا ہوں۔ تاکہ تم گناہ نہ کرو" (۱ یُوحنا ۲: ۱)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ اگر کوئی شخص گناہ کرے۔ تو اس گناہ کے کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص پہلے کبھی راستباز نہیں ٹھیرایا گیا؟

ج - وہ ایسا کہتے ہیں۔ مگر کتاب مقدس بہت ہی مختلف تعلیم دیتی ہے۔ کیا فرشتے گناہ کرنے سے پہلے راستباز نہیں تھے؟ کیا ہمارے پہلے والدین عدن میں راستباز نہیں تھے؟ کیا گناہ کرنے سے پہلے ساؤل داؤد سلیمان اور بہت سے دیگر اشخاص راستباز نہیں تھے؟ کیا یسُوع کا انکار کرنے سے پہلے مقدس پطرس راستباز نہ تھا۔ کیا مقدس پطرس نے گناہ کرنے سے پہلے اپنے ایمان کا قوی ثبوت نہیں دیا تھا۔ جب کہ اُس نے یسُوع مسیح سے کہا۔ کہ "تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے"؟ کیا یسوع مسیح نے جواب میں اُس سے نہیں کہا۔ کہ "اے شمعون بریونس مُبارک تو"؟ تاہم اس کے بعد پطرس نے گناہ کیا۔ کیا مقدس یُوحنا افسیوں کے بشپ کو یہ نہیں لکھتا ہے۔ کہ "تو نے اپنی اگلی محبت چھوڑ دی۔ سو یاد کر۔ کہ تو کہاں سے گرا ہے۔ اور توبہ کر" (مکاشفہ ۲: ۴و۵) پھر پروٹسٹنٹ کس طرح سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم ایک بار ایمان سے راستباز ٹھیرائے جا کر کبھی گناہ نہیں کر سکتے ہیں۔ یا اگر ہم گناہ کریں۔ تو اس کا سبب یہ ہے۔ کہ ہم کو پہلے کبھی راستباز کرنے والا ایمان نہیں ملا؟

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ خدا کے حکموں کا ماننا ناممکن ہے؟

ج۔ کیا وہ ہمارے نجات دینے والے کے حسب ذیل تسلی دہ الفاظ کو بھول گئے ہیں۔ کہ "میرا جوا ملائم ہے۔ اور میرا بوجھ ہلکا"؟ (متی ۱۱: ۳۰) ہم مقدس لوقا کی انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ زکریاہ اور الیسبات "خدا کے حضور میں راستباز اور خداوند کے سارے کاموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے" (باب ۱: ۶) پھر ہم مقدس یُوحنا میں پڑھتے ہیں۔ "خدا کی محبت یہ ہے۔ کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں۔ اور اس کے حکم سخت نہیں" (۱ یُوحنا ۵: ۳)

یہ سچائی عام عقل سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ اور درحقیقت کس طرح صادق اور رحیم خدا

اپنے بچوں کو ایسے حکم دیتا۔ جن کو وہ جانتا۔ کہ میرے فرزندان کو نہ مان سکیں گے۔ اور اگر خدا جانتا کہ وہ ایسے حکموں کو ماننے کے ناقابل ہیں۔ تو وہ کس طرح اُن حکموں کے نہ ماننے کی وجہ سے ان کو دائمی سزا کی دھمکی دیتا؟

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ راستباز کرنے والا فضل تمام راستبازوں میں برابر ہے؟

ج۔ وہ ایسا کہتے ہیں۔ اور لوتھر کفر گوئی سے تعلیم دیتا ہے۔ کہ تمام عیسائی خدا کی مبارک ماں کے برابر ہیں۔ اور کہ وہ سب ایسے پاک ہیں۔ جیسے کہ مبارک کنواری تھی۔ مگر ایسا کہنے میں وہ پھر کتاب مقدس کے خلاف کہتے ہیں۔ یسوع مسیح نے مقدس پطرس سے پوچھا۔ کہ کیا تو مجھے ان سے زیادہ پیار کرتا ہے۔" (یوحنا ۲۱: ۱۵) نیز کہ "میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں۔" (یوحنا ۱۴: ۲) مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "خدا تمہاری راستی کے پھلوں کی بڑھتی زیادہ کرے گا۔" (۲ قرنتیوں ۹: ۱۰) "کس ستارہ ستارے سے جلال کی بہ نسبت فرق رکھتا ہے۔ مُردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے۔" (۱ قرنتیوں ۱۵: ۴۱ و ۴۲) "ہر ایک اپنی محنت کے مطابق مزدوری پائے گا۔" (۱ قرنتیوں ۳: ۸) "جو تھوڑا بوتا ہے تھوڑا کاٹے گا۔ اور جو بہت بوتا ہے۔ بہت کاٹے گا۔" (۲ قرنتیوں ۹: ۶) اور پھر ہم مکاشفہ میں پڑھتے ہیں۔ کہ "جو راستباز ہے۔ وہ راستبازی ہی کرتا جائے۔ اور جو پاک ہے وہ پاک ہی ہوتا جائے۔" (باب ۲۲: ۱۱) کیا کوئی شخص ایسا اندھا ہو سکتا ہے۔ کہ ان آیتوں سے یہ نتیجہ نکالے کہ راستبازی میں تمام مسیحی برابر ہیں۔ اور کہ تمام برابر ہی اجر پائیں گے۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ ہمارے نجات دینے والے نے ہمارے گناہوں کے لئے ایسا کامل کفارہ دیا ہے۔ کہ ہماری طرف سے توبہ کرنی بالکل لاحاصل اور غیر ضروری ہے؟

ج۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو کیوں یسوع مسیح ہم کو فرماتا ہے۔ کہ "جو کوئی اپنی صلیب نہ اٹھائے۔ اور میری پیروی نہ کرے۔ میرے لائق نہیں ہے۔" (متی ۱۰: ۳۸) پھر کیوں وہ کہتا ہے۔ "اگر تم توبہ نہ کرو۔ سب اسی طرح ہلاک ہو گے۔"؟ (لوقا ۱۳: ۳) مگر توبہ کے سکرامینٹ کا ذکر کرتے وقت ہم اس امر کی زیادہ غور سے پڑتال کریں گے۔

س۔ تم اس سے جو کچھ کہ اس باب میں ذکر ہوا ہے۔ کیا عام نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔

(۱) یہ۔ کہ راستباز ٹھیرائے جانے کے مضمون پر پروٹسٹنٹ تعلیم پاک نوشتہ کے خلاف ہے
(۲) یہ۔ کہ وہ تعلیم یسوع مسیح ہی کے الفاظ کے خلاف ہے۔
(۳) یہ کہ اس تعلیم کو عام عقل بھی تسلیم نہیں کرتی۔
(۴) یہ کہ اس تعلیم سے شرمناک نتائج نکلتے ہیں۔

اس لئے یہ ظاہر ہے۔ کہ پروٹسٹنٹوں کا کوئی فرقہ بھی یسوع مسیح کا سچا مذہب نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

چوتھا باب

سیکرامنٹوں کا بیان

اوّل۔ نئے عہدنامے میں کتنے سیکرامینٹ ہیں

س۔ سیکرامینٹ کیا ہے؟

ج۔ سیکرامینٹ ایک ظاہری نشان ہے۔ جس کو خداوند یسوع مسیح نے مقرر کیا اور جو باطنی فضل بتاتا اور دیتا بھی ہے۔ اور جو یسوع مسیح نے ہم سب کی روحوں کو پاک کرنے کے واسطے مقرر کیا ہے۔ میں سیکرامینٹوں کو مسیح کا مقرر کیا ہوا اس لئے کہتا ہوں۔ کہ وہ صرف فضل اور خلقت کا بانی ہو کر، یہ کر سکتا ہے۔ کہ قدرتی چیزیں کرامتی اثروں کو پیدا کریں۔

س۔ سیکرامینٹ کتنے ہیں۔

ج۔ سیکرامینٹ سات ہیں یعنی بپتسمہ۔ استقلال۔ پاک شراکت۔ اعتراف۔ آخری مسح کہانت۔ نکاح۔ یہ ساتوں سیکرامینٹ ہر قسم اور درجوں کے لوگوں کے لئے مناسب اور

ہماری رُوحوں کی تمام ضروریات کے لئے کافی اور ہمارے بدن کی تمام ضروریات کے مطابق ہیں۔ مثلاً

(۱) جیسے کہ اپنی جسمانی ضروریات کے موافق ہم کو دنیا میں پیدا ہونا چاہیئے۔ ویسے ہی بپتسمہ سے ہم از سر نو پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۲) جیسے کہ ہم کو کامل انسان بننے سے پہلے طاقت اور بڑھنے کو حاصل کرنا چاہیئے۔ ویسے ہی استقلال کا سیکرامینٹ لینے سے ہم کامل اور پکے مسیحی ہو جاتے ہیں۔

(۳) جیسے کہ ہم کو زندگی کی پرورش کے لئے روزانہ لائق غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے ہی پاک شراکت سے ہماری رُوحیں ہمیشہ کی زندگی کے لئے پرورش حاصل کرتی ہیں۔

(۴) جیسے کہ بیماری کی حالت میں اپنی بیماری اور زخموں کو بھلا چنگا کرنے کے لئے ہم کو دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے ہی توبہ کے سیکرامینٹ کے لینے سے وہ تمام زخم اور بیماریاں جو گناہوں سے ہماری رُوحوں میں پڑ گئی ہیں۔ بھلی چنگی ہو جاتی ہیں۔

(۵) جیسے کہ ہم کو مرتے وقت کی تکلیفوں کو دُور کرنے کے لئے مقوی دوائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے ہی آخری مسح سے ہماری رُوحیں جان کندنی میں شیطان کے آخری حملوں سے بچائی جاتی ہیں۔

(۶) جیسے کہ ہم کو ظلم اور بدانتظامی سے بچنے کے لئے حاکموں اور قوانین کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہی کہانت کے سیکرامینٹ سے ہم کو چرواہے مل جاتے ہیں۔ جو ہم کو چراتے اور ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اور گمراہیوں سے بچاتے ہیں۔

(۷) چونکہ ہم کو قدرتاً بڑھنا چاہیئے۔ اس لئے کلیسیا نکاح کو پاک کرتی ہے۔ اور بیاہے لوگوں کو برکت دیتی ہے۔ تاکہ وہ عمر بھر ملاپ اور دینداری کے ساتھ آپس میں رہیں۔ اور اپنے بال بچوں کو مسیحی تعلیم سکھائیں۔ (دیورینس کیٹی کزم۔ پی ۱۸۳)

س۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ سیکرامینٹ سات ہیں؟

ج۔ پاک نوشتوں اور کلیسیا کی متواتر اور مستقل روایت سے۔

س۔ پاک نوشتوں سے کیا ثبوت ملتا ہے؟

ج۔ ہم پاک نوشتوں میں مسیح کے مقررہ کردہ نادیدنی فضل کے سات ظاہری نشان دیکھتے

ہیں۔ جو ہماری رُوحوں پر فضل پہنچانے کے چشمے یا وسائل ہیں۔ ہر سیکرامینٹ کے بیان کے وقت اس کا مفصل ذکر کیا جائے گا۔

س ۔ تم کلیسیا کی مستقل روائت کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج ۔ شروع سے کلیسیا نے اُن اشخاص کو جنہوں نے اِن سات سیکرامنٹوں میں سے کسی سے بھی انکار کیا۔ قصور وار ٹھیرایا اور اُن کو کلیسیا کی شراکت سے خارج کر دیا۔ مثلاً دوسری صدی میں کلیسیا نے نووا سیانس کو جو استقلال سے منکر تھے تقصیر وار ٹھیرایا۔ چوتھی صدی میں مانیکیانس کو جو نکاح کے بارے میں تعلیم کو تبدیل کر کے غلط تشریح کرتے تھے تقصیر وار ٹھیرایا۔ اور اسی طرح بارھویں صدی میں البجنیس کو جنہوں نے توبہ۔ آخری مسح اور کہانت وغیرہ کو رد کیا تھا تقصیر وار ٹھیرایا۔

علاوہ ازیں نہ صرف دُنیا کے تمام کاتھولک ہی ان ساتوں سیکرامینٹوں کو مانتے ہیں۔ بلکہ یہ امر کلیسیائی تواریخ بالخصوص قسطنطنیہ کے بدعتی پیٹریارک جرمایاس کے ۱۵۷۶ء کے بیان سے اور نیز مفترقین یُونانی کلیسیا اور دیگر مشرقی مفترقین کلیسیاؤں کے دستور سے بھی ثابت ہے۔ کہ وہ بھی سات ہی سیکرامینٹوں کو مانتی ہیں۔

س تم ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ کُل مسیحی دُنیا نے سات سیکرامینٹوں کو برابر مانا ہے۔ اگر یہ سیکرامینٹوں کا مسئلہ حال کا ایجاد ہوتا تو نہ صرف یُونانی کلیسیا جو ہزار سال ہوئے علیحدہ ہو گئی۔ بلکہ نسطوریئس۔ جیکوبیٹس۔ مرقیونیٹس اور زمانہ سلف کے دیگر بدعتی جن کو کاتھولک کلیسیا سے خارج ہوئے۔ اب پندرہ یا سولہ صدیاں ہو گئی ہیں۔ ان سات سیکرامینٹوں کو ہماری طرح نہ مانتے۔

س ۔ سیکرامینٹوں کے بارے میں پروٹسٹنٹ تعلیم کیا ہے؟

ج ۔ اُنہوں نے ابھی تک قطعی فیصلہ نہیں کیا۔ کہ سیکرامینٹ کی تعریف کیا ہے۔ مگر اُن کی عام رائے یہ ہے۔ کہ سیکرامینٹ محض نشان اور علامات ہیں۔ جو مسیحیوں کو بُت پرستوں سے ممیز کرتے ہیں۔ اور اس راستبازی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو صرف ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ سیکرامینٹوں کی تعداد کی نسبت متفق ہیں؟

ج ۔ نہیں۔ لُوتھر نے تین سیکرامینٹ یعنی بپتسمہ۔ اقدس یوخارسٹ اور توبہ کو مانا ہے (ممبھم

of Babylon, p. 257) زونگلس نے اس میں نکاح کا سیکرامینٹ ایزاد کردیا۔ کالون نے کہانت کا سیکرامینٹ بھی شامل کردیا۔ آج کل پروٹسٹنٹ عموماً دو سیکرامینٹ مانتے ہیں۔ یعنی بپتسمہ اور عشائے ربّانی۔ لیکن حق تو یہ ہے۔ کہ بہت پروٹسٹنٹ سیکرامینٹ مانتے ہی نہیں۔ کیونکہ انکی رائے میں بپتسمہ کا سیکرامینٹ محض بچوں کا نام رکھنے کی رسم ہے۔ اور عشاءِ ربّانی کا سیکرامینٹ تھوڑی سی روٹی کھانا اور تھوڑی سی شراب پینا ہے۔

س۔ تم پروٹسٹنٹوں کی ان غیر مطابقت باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان سے حسبِ ذیل نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ سیکرامنٹوں کے بارے میں جیسے کہ دیگر مسائل میں اصلاح کرنے والوں نے اپنے مذہب کو اپنے خیالوں کے مطابق بنایا یعنی وہ ایک تعلیم آج سکھلاتے ہیں۔ اور دوسری کل۔ ایک تعلیم اس ملک میں اور دوسری دوسرے ملک میں۔

(۲) یہ کہ ان کی تعلیم زمانہ کی تبدیلی سے تبدیل ہوجاتی ہے۔ آج وہ تعلیم کچھ اور ہے۔ کل کچھ اور ہوجائے گی۔ کیا کوئی سلیم العقل شخص یہ یقین کرے گا۔ کہ پروٹسٹنٹ مذہب وہ لاتبدیل مذہب ہے جس کو یسوع مسیح نے مقرر کیا؟

دُوم۔ سیکرامینٹوں کے اثرات

س۔ فضل کیا ہے؟

ج۔ فضل خدا کی مفت عطیہ یا فوق العادت مدد ہے۔ جو ہمارا حق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے ہماری روحیں پاک ہوجاتی ہیں۔ اور ہم گناہ سے بچنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ اور ابدی زندگی حاصل کرنے کے لئے اعمالِ حسنہ کرنے کے قابل بن جائیں۔

س۔ سیکرامینٹ اپنی تاثیر کہاں سے حاصل کرتے ہیں۔

ج۔ سیکرامینٹ اپنی تاثیر آدمیوں سے نہیں (خواہ وہ کیسے ہی پاک اور نیک کیوں نہ ہوں) بلکہ مسیح کی مصیبتوں اور موت سے حاصل کرتے ہیں۔ پس وہ فضل جو سیکرامینٹ بطور مُمد کے دیتے ہیں۔ خود خدا ہی کی طرف سے ملتا ہے۔

س۔ کیا یہ بات پاک نوشتوں سے ثابت ہے۔ کہ درحقیقت سیکرامینٹ روح میں تقدیس کرنے

والا فضل پیدا کرتے ہیں ؟

ج - ہاں۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ "میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر آدمی پانی اور روح القدس سے پھر پیدا نہ ہو۔ تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" (یوحنا ۳: ۵) مقدس پولس کہتا ہے۔ کہ "رحیم خدا نے ہمیں نئے جنم کے غسل سے اور روح القدس کے سر نو بنانے کے وسیلے بچایا" (طیطس ۳: ۵)

مقدس پطرس نے یہودیوں کو منادی کی کہ "توبہ کرو۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے۔ تو روح القدس کا انعام پاؤ گے" (اعمال ۲: ۳۸) یہ حوالہ جات صریحاً ثابت کرتے ہیں۔ کہ بپتسمہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور تقدیس کرنے والا فضل عطا کرتا ہے۔

یہی حال اور دیگر سکرامینٹوں کا ہے۔ ہم پڑھتے ہیں۔ کہ استقلال کے سکرامینٹ سے روح القدس عطا ہوتا ہے "۔ تب انہوں نے ان پر ہاتھ رکھے۔ اور انہوں نے روح القدس پایا جب شمعون نے دیکھا۔ کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے روح القدس ملتا ہے" وغیرہ وغیرہ (اعمال ۸: ۱۷ اور ۱۸) اقدس یوخارسٹ کا سکرامینٹ ہمیشہ کی زندگی دیتا ہے "اگر کوئی شخص اس روٹی کو کھائے۔ تو ہمیشہ تک جیئے گا۔ اور وہ روٹی جو میں دوں گا۔ میرا گوشت ہے۔ دنیا کی زندگی کے لئے" (یوحنا ۶: ۵۲)

توبہ کے سکرامینٹ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ "جن کے گناہوں کو تم معاف کرو گے۔ اُن کے معاف ہوتے ہیں۔ اور جن کے تم قائم رکھو۔ ان کے قائم رکھے گئے ہیں" (یوحنا ۲۰: ۲۳)

آخری مسح سے گناہ معاف کئے جاتے ہیں "اگر کوئی تم میں بیمار پڑے۔ تو کلیسیا کے کاہنوں کو بلائے۔ اور وہ اس پر خداوند کے نام سے تیل مل کے دعا کریں۔ اس پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر وہ گناہوں میں ہو۔ تو اس کے لئے معافی ہو گی" (یعقوب ۵: ۱۴ اور ۱۵)

کہانت میں ہاتھوں کے رکھنے سے خدا کا فضل عطا ہوتا ہے "تو خدا کے اس فضل کو جو میرے ہاتھوں کے رکھنے سے تجھے ملا۔ پھر ابھار" (۲ طیمتاؤس ۱: ۶)

بیاہ کے سکرامینٹ میں خود خدا۔ خاوند اور جورو کو باہم ملاتا ہے۔ "سو وہ اب دو نہیں بلکہ

ایک تن ہیں۔ پس جسے خدا نے جوڑا۔ اُسے آدمی جدا نہ کرے۔" (متی ۱۹: ۶)

سیکرامنٹوں کی بابت کتاب مقدس میں کاتھولک تعلیم سے زیادہ صاف تعلیم درج نہیں ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ عذر نہیں کرتے۔ کہ صرف ایمان سے بلا سیکرامینٹ کے استعمال کے انسان راستباز ٹھیرتا ہے؟

ج ۔ ہم پچھلے ابواب میں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹوں کی تعلیم راستباز ٹھیرانے والے ایمان کی بابت کتنی جھوٹی۔ لغو اور خلافِ انجیل ہے۔ اگر صرف ایمان بلا سیکرامینٹ کے راستباز ٹھیراتا ہے۔ تو یسوع مسیح کیوں کہتا ہے۔ کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں۔ اگر آدمی پانی اور رُوح القدس سے پھر پیدا نہ ہو۔ تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔" (یوحنا ۳: ۵) نیز یسوع مسیح کیوں کہتا ہے۔ کہ اگر تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ۔ اور اس کا لہو نہ پیو۔ تو تم میں زندگی نہیں ہوگی۔" (یوحنا ۶: ۵۴) پھر یسوع مسیح کیوں کہتا ہے۔ کہ جن کے گناہوں کو تم معاف کرو گے۔ اُن کے معاف ہوتے ہیں۔ اور جن کے تم قائم رکھو گے۔ اُن کے قائم رکھے گئے۔" (یوحنا ۲۰: ۲۳)

س ۔ مگر کیا صرف خدا ہی فضل کا بانی ہے؟

ج ۔ بے شک وہ ہے۔ اور اس ہی سے کل سیکرامینٹ جو اُس نے مقرر کئے ہیں۔ مؤثر ہوتے ہیں۔ اگر خدا چاہتا۔ تو دوسری طرح بھی فضل عطا کر سکتا۔ مگر وہ انسان کی طرح متلون مزاج نہیں۔ خدا نے انسان کو راستباز ٹھیرانے کے لئے صرف سیکرامنٹ ہی مقرر کئے ہیں۔ اور اس لئے بغیر سیکرامنٹوں کے خدا کے نزدیک راستباز ٹھیرایا جانا بالکل ناممکن ہے۔

س ۔ کون سے سیکرامینٹ ہیں۔ جو صرف ایک ہی بار لئے جا سکتے ہیں؟

ج ۔ بپتسمہ۔ استقلال اور کہانت کے سیکرامینٹ پھر دیئے نہیں جا سکتے۔ کیونکہ یہ تینوں سیکرامینٹ رُوح پر ایک پاک مُہر لگاتے ہیں۔ جو مٹ نہیں سکتی۔ جیسے کہ مقدس پولس کہتا ہے۔" خدا نے ہم کو ممسوح کیا۔ اُس نے ہم پر مُہر بھی کی۔" (۲ قرنتیوں ۱: ۲۱ و ۲۲) "تم رُوح القدس سے مُہر کئے گئے ہو (افسیوں ۱: ۱۳)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں؟

ج ۔ وہ سیکرامینٹ کے ایسے اثر سے عموماً انکار کرتے ہیں۔ مگر وہ جنہوں نے بپتسمہ۔ استقلال

اور کہانت کے سیکرامینٹ کو رکھ چھوڑا ہے۔ یعنی مانتے ہیں۔ کاتھولک کلیسیا کے رواج پر چلتے ہیں۔ اور پھر کبھی دوبارہ اُن کو نہیں دیتے ہیں۔

سوم۔ سیکرامینٹ کے دینے والے کا بیان

س۔ سیکرامینٹ کے دینے والے کی بابت پروٹسٹنٹ تعلیم کیا ہے؟

ج۔ بہت سے پروٹسٹنٹ جو سیکرامینٹوں کو محض ظاہری ریت مانتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ہر شخص خواہ مرد ہو یا عورت۔ مسیحی ہو یا بُت پرست سیکرامینٹوں کو دے سکتا ہے۔ اور لوتھر کے الفاظ کے مطابق تو جو اُس نے اپنی کتاب درباره اس استعمال کئے ہیں۔ خود شیطان بھی سیکرامینٹوں کو دے سکتا ہے۔ اور وہ لوگ جو وکلف (Wickliff) اور جان ہس (John Huss) کے مرید ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ کُل سیکرامینٹ خواہ اُنہیں کوئی جائز پادری بھی دے۔ اور وہ پادری سیکرامینٹ دینے کے وقت گناہ کبیرہ میں پھنسا ہُوا ہو۔ ناجائز اور کالعدم ہوتے ہیں۔

س۔ اس کی نسبت کیتھولک تعلیم کیا ہے؟

ج۔ اس بارے میں کیتھولک کلیسیا تعلیم دیتی ہے۔ کہ ماسوائے بپتسمہ اور شادی کے سیکرامینٹوں کے دیگر سیکرامینٹ صرف جائز مخصوص شدہ پادری ہی دے سکتا ہے۔ چونکہ بپتسمہ نجات کے لئے بالکل ضروری ہے۔ اس لئے ضرورت کی حالت میں اس کو ہر شخص یہاں تک کہ بُت پرست بھی دے سکتا ہے۔ اور شادی کا سیکرامینٹ بہ سبب اپنی خاص خاصیّت کے ضرورت کے وقت مستثنٰے کیا گیا ہے۔ چونکہ شادی کا عہد و پیمان بذاتِ خود سیکرامینٹ ہے۔ اس لئے علمِ الٰہی کے جاننے والے یہ سکھاتے ہیں۔ کہ خود شادی کرنے والے لوگ اس سیکرامینٹ کے خادم ہیں۔

کلیسیا یہ بھی تعلیم دیتی ہے۔ کہ تمام سیکرامینٹ جو جائز طور پہ جائز مخصوص شدہ پادری لوگ دیتے ہیں۔ خواہ پادریوں کا ایمان یا اخلاق کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ ٹھیک اور درست ہیں۔

س۔ تم اس بات کو کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ سیکرامینٹ صرف جائز طور سے مخصوص شدہ پادری دے سکتے ہیں؟

ج۔ ہم اس بات کو پاک نوشتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ مسیح کے خدمت گذار خدا کے بھیدوں کے مختار کار ہیں" (۱ قرنتیوں ۴: ۱) صرف رسولوں ہی کو نہ کہ ہر ایک مسیحی کو مسیح نے حسب ذیل حکم دیا۔ کہ "یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو" (لوقا ۲۲: ۱۹) "جن کے گناہ تم قائم رکھو وہ قائم رکھے گئے" (یوحنا ۲۰: ۲۳) اور مقدس پولوس ہم کو بتاتا ہے

کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت حاصل نہیں کرتا۔ جب تک ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے" (عبرانیوں ۵: ۴)

کہانت کا ذکر کرتے وقت ہم اس معاملہ کو مفصل طور سے واضح کریں گے

س۔ لیکن اگر سیکرامینٹ دینے والا گناہ کبیرہ میں پھنسا ہوا ہو۔ یا ایمان نہ رکھتا ہو۔ تو پھر کیا کیا جائے۔

ج۔ ایسی صورت میں بھی سیکرامینٹ کار آمد طور سے دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ سیکرامینٹوں کا اثر ان کے دینے والے کی ذاتی لیاقت سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ مقدس اگسٹینس کے قول کے بموجب "بیج کھیت میں اُگتے ہیں۔ کچھ پروا نہیں۔ خواہ وہ صاف ہاتھوں سے بوئے گئے ہوں۔ یا ناپاک سے" مقدس گرگوریوس۔ نیز یانیزلوس (St. Gregory Nazianzen) کہتا ہے "موم پر شہنشاہ کی صورت ثبت کی جاتی ہے۔ خواہ وہ سونے کی مہر سے لگائی جائے۔ یا لوہے کی مہر سے" اور مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "لگانے والا کچھ چیز نہیں۔ اور نہ پانی دینے والا۔ مگر خدا جو بڑھانے والا ہے" (۱ قرنتیوں ۳: ۷)

س۔ کیا یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا ہے۔ کہ "بُرا درخت اچھا پھل نہیں لا سکتا" (متی ۷: ۱۸)

ج۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آدمی اپنی طاقت سے نیکی نہیں کر سکتا۔ مگر سیکرامینٹوں کے دینے میں پادری اپنے نام سے کام نہیں کرتا۔ بلکہ وہ یسوع مسیح کے نام سے کام کرتا ہے۔ خواہ پادری کیسا ہی کیوں نہ ہو یسوع مسیح وہ اچھا درخت ہے۔ جو نیک پھلوں کو پیدا کرتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ فضل جو ان سیکرامینٹوں سے پیدا ہوتا ہے۔ کس طرح سے سیکرامینٹ کے دینے والے پر منحصر نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ سیکرامینٹ کے لینے والے کی نیک لیاقت پر منحصر ہوتا ہے۔

چہارم۔ رسومات کا جو سیکرامنٹوں کے دینے میں استعمال کی جاتی ہیں خصوصاً صلیب کے نشان کا بیان

س۔ سیکرامنٹوں کے دینے میں کیوں کلیسیا اتنی مختلف رسموں کا استعمال کرتی ہے؟

ج۔ حسب ذیل وجوہات کے باعث۔

(۱) کہ مذہبی رسومات۔ ہماری عزت۔ عبادت اور دینداری کے اندرونی خیالات کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں۔

(۲) کہ ہمارے حواسوں کو متحرک کرتی اور اُبھارتی ہیں۔ تاکہ ہماری عبادت کی سرگرمی بڑھ جائے اور وہ پُرجوش ہو جائے۔

(۳) کہ ناخواندہ اور سادہ لوح شخص بھی مذہب کے بھیدوں کو زیادہ آسانی سے سیکھ جائے۔

س۔ کیا پاک نوشتہ کی رُو سے یہ مذہبی رسومات روا ہیں؟

ج۔ ہاں۔ روا ہیں۔ ہم پرانے عہدنامہ میں پڑھتے ہیں۔ کہ خود خدا نے اُن تمام کاموں خدمتوں اور ریت و رسومات کو جو کاہنوں اور لاویوں نے سرانجام دینی تھیں بمفصل بیان کیا ہے۔

نئے عہدنامے کی بابت۔ ہم انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ ہمارے خداوند نے رسومات کا اکثر استعمال کیا ہے۔ اس بارے میں چند مثالوں کا دینا کافی ہے۔ مثلاً جب یسوع مسیح نے ایک بہرے گونگے کو چنگا کیا۔ تو اس نے اپنی انگلیاں اس کے کانوں میں ڈالیں اور تھوک کے اس کی زبان کو چھوا۔ اور آسمان کی طرف نظر کر کے آہ کھینچی۔ اور اُس سے کہا۔ "افتاح" یعنی کھُل جا۔ (مرقس ۷: ۳۳ و ۳۴) جب یسوع نے اندھے شخص کو چنگا کیا۔ تو وہ اس اندھے کا ہاتھ پکڑ کے اُسے بستی سے باہر لے گیا۔ اور اس کی آنکھوں میں تھوک کے اپنے ہاتھ اس پر رکھ کر اُس سے پوچھا۔ کیا تو کچھ دیکھتا ہے؟ (مرقس ۸: ۲۳) جب یسوع نے رسولوں کو روح القدس بخشی تو اس نے اُن پر پھونکا۔" (یوحنا ۲۰: ۲۲) یسوع مسیح اکثر اپنے ہاتھوں کو اُن بچوں یا بیماروں کے سروں پر۔ جو اس کے سامنے لائے جاتے

رکھا کرتا تھا۔ پھر اُس نے اپنے رسولوں کے پاؤں دھوئے وغیرہ۔

خداوند کی مثال کے علاوہ ہمارے پاس رسولوں کا بھی حکم ہے۔ مقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ "ساری باتیں دُرستی اور ترتیب کے ساتھ ہوں" (۱ قرنتیوں ۱۴: ۴۰)

س۔ تم اُس پروٹسٹنٹ سے کیا کہو گے۔ جو مذہبی رسومات کو اڑانے کے درپے ہے؟

ج۔ میں اس سے کہوں گا۔ کہ چونکہ انسان جسم اور رُوح کے بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ بالکل قدرتی بات ہے۔ کہ وہ اپنے اندرونی خیالات کو بیرونی اظہارات یا رسُومات ادب وتہذیب سے ظاہر کریں۔

جب انسان اپنے روزانہ کاروبار کے وقت یا کسی بڑے موقع پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو وہ قواعدِ تہذیب استعمال کرتے ہیں۔ جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں۔ تو وہ باہم آداب وغیرہ کرتے ہیں۔ دعوتوں اور نشستگاہوں کی عام سنجیدگی اور شرافت رسُومات پر مبنی ہے۔ بادشاہ کے دربار۔ فوج اور کچہریوں میں خاص سلیقہ برتا جاتا ہے۔ تو پھر کیوں خدا کی الٰہی خدمت میں ان رسومات کو نکال دیا جائے۔ ہم کیوں خدا کی پرستش کے وقت سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ دیں۔؟ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے۔ وہ بہت صاف ہے۔ اور خود پروٹسٹنٹ گرجے میں داخل ہوتے وقت اپنے سروں کو ننگا کرتے ہیں۔ اور دُعا کے لئے جھکتے ہیں۔ اور یسُوع مسیح کے نام پر اپنے سر کو جھکاتے ہیں۔ وغیرہ۔

س۔ ان مختلف رسومات کو جو سیکرامنٹوں کے دینے میں استعمال کی جاتی ہیں۔ کس نے مقرّر کیا؟

ج۔ بعض رسُومات کو تو خود یسُوع مسیح نے مقرّر کیا ہے۔ اور بعض کو رسولوں نے اور بعض کو کلیسیا نے

س۔ کیا کلیسیا کو نئی ریت ورسمیں مقرّر کرنے کا اختیار ہے؟

ج۔ بے شک اختیار ہے۔ جیسے مُقدّس پولوس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو قرنتیوں کو اقدس یوخارسٹ کی بابت لکھ کر اپنی عبارت کو یُوں ختم کرتا ہے۔ کہ "اب جو کچھ باقی ہے۔ سو میں آکے درست کردُونگا" (۱ قرنتیوں ۱۱: ۳۴)

س - کیا کوئی اور دلیل ہے؟

ج - کلیسیا کے شروع سے ہم مسیحی مذہب میں ریتوں کا استعمال دیکھتے ہیں۔ مقدس جسٹین شہید پہلی صدی کی نسبت شہادت دیتا ہے۔ طرطلیانوس (Tertulianus) دوسری صدی کے بارے میں کہتا ہے۔ کہ تمام عام دُعاؤں کی قدیمی لطوریہ جو پہلی صدیوں میں بنائی گئی ہیں۔ ریت و رسومات سے پُر ہیں۔

س - کیا تم بعض پروٹسٹنٹ شہادتوں کا حوالہ نہیں دے سکتے؟

ج - ہاں۔ دے سکتے ہیں۔ مثلاً ہیلوٹیک کنفیشن (Helvitic Confessions) میں تسلیم کر لیا گیا ہے "کہ مسیح کی کلیسیاؤں کو ہمیشہ سے ریت و رسومات کے استعمال کرنے کی آزادی ہے۔" اگسبرگ اور سیکسنی کنفیشن (Augsburg & Saxonic Confessions) میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ "وہ لوگ جو مذمت یا غرور سے مذہبی رسموں سے نفرت کرتے ہیں۔ گناہ کرتے ہیں"۔ "دُعائے عظیم کی کتاب میں لکھا ہے "کہ بغیر بعض رسومات کے کلیسیا میں ترتیب یا اچھے انتظام کا رکھنا ناممکن ہے"۔

س - سیکرامینٹوں کے دینے میں کونسی ریت و رسم سب سے زیادہ مستعمل ہوتی ہے؟

ج - صلیب کا نشان سب سے زیادہ مستعمل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ایمان کا مختصر اقرار ہے اور اس کا استعمال خود رسولوں سے چلا آتا ہے۔

س - کس طرح صلیب کا نشان مسیحی ایمان کا مختصر اقرار ہے؟

ج - جب ہم صلیب کا نشان بناتے ہیں۔ تو ہم یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ خدا میں تین شخص ہیں۔ اور ہم یسوع مسیح کے پیرو ہیں۔ جو بنی آدم کو نجات دینے کے لئے مصلوب ہُوا۔

س - تم اس بات کو کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ اس نشان کا استعمال ایسا ہی قدیمی ہے۔ جیسے کہ خود کلیسیا؟

ج - ہم اس بات کو ابتدائی بزرگوں کی شہادتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ دوسری صدی میں طرطلیانوس نے یوں لکھا ہے۔ کہ اپنے سب کاموں کے شروع میں خواہ ہم اندر جائیں یا باہر خواہ ہم کپڑے پہنیں یا غسل کریں۔ کھائیں۔ پیئیں یا آرام کریں۔ خواہ ہم بتی ہاتھ میں پکڑیں۔ یا کرسی پر بیٹھیں۔ غرضیکہ کل

کام اپنی پیشانی پر صلیب کا نشان کر کے شروع کریں"۔

یہ دستور کتاب المقدس کے کسی صاف حکم سے جاری نہیں ہوا۔ لیکن روایت نے سکھایا ہے۔ دستور نے مستحکم کیا ہے۔ اور ایمان نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ مقدس یوحنا کریسوسٹم انطاکیہ کے لوگوں سے کہتا ہے۔ "تم صلیب کا نشان سب جگہ پاؤ گے۔ شہزادوں۔ رعایا۔ مرد و عورتیں کنواریاں اور بیاہے ہوئے۔ غلام اور آزاد غرضیکہ سب لوگوں میں پاؤ گے۔ صلیب کا نشان سب لوگ اپنے جسم کے قابلِ قدر حصہ یعنی اپنی پیشانی پر کرتے ہیں۔ یہ کہے بغیر کہ میں شیطان کو ترک کرتا ہوں۔ اور بڑی محبت کے ساتھ یسوع مسیح سے وابستہ ہوتا ہوں"۔ کبھی اپنے گھر کی دہلیز سے نہ گذرو۔ اور ساتھ ہی صلیب کا نشان کرو۔ (وعظ ۲۱) یہی حال ہم اوریگنس۔ مقدس بازل وغیرہ کی تحریروں میں دیکھتے ہیں۔

س۔ سیکرامنٹوں کے دینے میں صلیب کا نشان اتنی کثرت سے کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟

ج۔ بہ حسب ذیل وجوہات سے "تاکہ یہ ظاہر کیا جائے کہ

(۱) سیکرامینٹ اپنا اثر صرف یسوع مسیح کی خوبیوں اور موت سے حاصل کرتے ہیں۔

(۲) خدا کی تمام رحمتیں اور فضل ہم کو یسوع مسیح ہی کی مصیبتوں اور اس کے خون کے باعث بکثرت حاصل ہوتا ہے۔

س۔ کیا صلیب کے نشان کے حق میں کچھ اور کہنا باقی رہ گیا ہے؟

ج۔ ہاں۔ اس نشان کو ہمارا خداوند "ابن آدم کا نشان" کہتا ہے (متی ۲۴: ۳۰) حزقیئل اس کے بارے میں کہتا ہے۔ "کہ یہ نشان اُن شخصوں کا نشان ہے۔ جو خدا کے عذاب سے بچیں گے" (باب ۹: ۴) مقدس اگسٹینس کہتا ہے۔ "کہ تمام لوگ جانتے ہیں۔ کہ مسیح کا نشان صلیب کا نشان ہے۔ یہ نشان ضروری دینداروں کی پیشانی پر۔ اس پانی پر جس سے وہ بپتسمہ پاتے ہیں۔ اُس پاک تیل پر جس سے اُن کو مسح کیا جاتا ہے۔ اور اُس قربانی پہ جسے وہ کھاتے ہیں۔ کرنا چاہئے ورنہ یہ تمام باتیں جائز طور سے نہیں کی جائیں گی"۔ (Tract. 229. in Joannem)

پانچواں باب

بپتسمہ اور استقلال

اوّل - بپتسمہ کا سیکرامینٹ

س - بپتسمہ کیا ہے؟

ج - بپتسمہ ایک سیکرامینٹ ہے - جو ہم کو موروثی اور خود کردہ گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے - اور ہم کو مسیحی اور خدا کا فرزند اور بہشت کا وارث بناتا ہے -

س - تم کس طرح ثابت کرتے ہو - کہ بپتسمہ سیکرامینٹ ہے؟

ج - ہم اس طرح ثابت کرتے ہیں - کہ اس میں سیکرامینٹ کی تینوں ضروری شرائط پائی جاتی ہیں مثلاً (۱) دیدنی نشان - یعنی بپتسمہ لینے والے شخص کے سر پہ پانی کا ڈالنا - اور ساتھ ہی سیکرامینٹ دینے والے کا یہ الفاظ پڑھنا - کہ "میں تجھ کو باپ بیٹے اور رُوح القدُس کے نام پر بپتسمہ دیتا ہوں" (۲) باطنی یا نادیدنی فضل - جس کے ذریعہ سے انسان از سرِ نو پیدا ہوتا ہے - شیطان کی غلامی سے آزاد کیا جاتا - اور خدا کا فرزند بنایا جاتا ہے - (۳) اس سیکرامینٹ کو مسیح نے مقرر کیا ہے - جیسا کہ مسیح کے اُس حکم سے ثابت ہے - جو اُس نے رسُولوں کو دیا - کہ "تم جا کر کُل قوموں کو سکھاؤ - اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدُس کے نام پر بپتسمہ دو"

س - تم کس طرح ثابت کرتے ہو - کہ بپتسمہ گناہوں کو معاف کرتا ہے؟

ج - مقدس پطرس نے نو مریدوں سے کہا - کہ توبہ کرو - اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی

معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے۔" (اعمال ۲: ۳۸)

س۔ تم کیسے ثابت کرتے ہو۔ کہ بپتسمہ نجات کے لئے ضروری ہے؟

ج۔ یسوع مسیح فرماتا ہے۔ کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں۔ اگر آدمی پانی اور روح القدس سے پھر پیدا نہ ہو۔ تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔" (یوحنا ۳: ۵) ایک اور جگہ یسوع مسیح فرماتا ہے۔ کہ جو کوئی ایمان لاتا ہے۔ اور بپتسمہ پاتا ہے۔ نجات پائے گا۔" (مرقس ۱۶: ۱۶)

س۔ بپتسمہ کے سیکرامینٹ کی بابت عام پروٹسٹنٹ ایمان کیا ہے؟

ج۔ بپتسمہ کے سیکرامینٹ کی نسبت عام پروٹسٹنٹ ایمان یہ ہے۔ کہ نجات کے حاصل کرنے کی خاطر صرف ایمان ہی ضروری ہے۔ اور اس لئے منطق کے طور پر بے فائدہ ہے۔ یعنی نجات کے لئے ضروری نہیں ہے۔ پس بہت سے پروٹسٹنٹ یہ نہیں مانتے کہ بپتسمہ ایک سیکرامینٹ ہے۔ جس سے فضل حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس امر کو ظاہر کرنے کا نشان ہے۔ کہ راستبازی ایمان سے آئی ہے۔ بپتسمہ اُن کے نزدیک محض برییت و رسم ہی ہے۔ ترک کیا جا سکتا ہے۔ اور نجات کو ضعف نہیں پہنچتا۔ اس لئے وہ کچھ پروا نہیں کرتے۔ کہ ہمارے خادم الدین اس کو جائز طور سے دیں یا نہ دیں۔ یا ناجائز طور سے دیں۔

س۔ بپتسمہ کے سیکرامینٹ کی بابت بڑے اصلاح کرنے والوں کی کیا تعلیم تھی؟

ج۔ دوسرے امورات کی طرح اس معاملہ میں بھی پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں نے ہمارے نجات دہندہ کے صاف الفاظ کی مخالفت میں ہمہ تن کوشش کی ہے۔ یسوع مسیح نے کہا ہے۔ کہ بپتسمہ کے بغیر کوئی شخص بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ برعکس اس کے کالون۔ زوانگلیوس۔ سوسینوس وغیرہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ بپتسمہ بے ہودہ بات ہے۔ اور اس کو مسیحی مذہب سے دھکے دے کر نکال دینا چاہیئے۔ (Calvins Inst 1. 4. C. 15.) یسوع مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ بپتسمہ باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر دینا چاہیئے۔ برخلاف اس کے لوتھر کالون زوانگلیوس وغیرہ نے تعلیم دی۔ کہ بپتسمہ دینے میں کسی خاص الفاظ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور خدا کے حضور کوئی دعا یا دعا کا نہ پڑھنا ہی بالکل کافی ہوگا (De Capt: Babylon) یسوع مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ اس سیکرامینٹ کے لئے پانی کا استعمال لازمی ہے۔

اگر آدمی پانی اور رُوح القدس سے پھر پیدا نہ ہو۔ تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو نہیں سکتا۔" (یوحنا ۳: ۵) لیکن برعکس اس کے لوتھر۔ کالون اور دیگر مُصلحان نے تعلیم دی کہ پانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ وائین۔ بیئر۔ برانڈی۔ بلکہ ہر بہنے والی چیز (سیال) سے کام چل سکتا ہے (لوتھرس ٹیبل ٹاک)

اور ابھی تک بہت سے سادہ لوح پروٹسٹنٹ یقین کرتے ہیں۔ کہ اصلاح صرف مسیحی مذہب کو پھر انجیلی سچائی کی طرف لانے کی غرض سے کی گئی تھی۔

س ۔ کیا بدعتی کارآمد (درست) بپتسمہ دے سکتا ہے؟

ج ۔ ہاں۔ بشرطیکہ وہ اس سیکرامینٹ کے ادا کرنے میں جائز طریق کو کام میں لائے اور اسی نیت سے کرے۔ جیسا کہ مسیح کی سچی کلیسیا کرتی ہے۔

س ۔ کیوں ہم عموماً اُن پروٹسٹنٹوں کو جو کاتھولک بنتے ہیں۔ دوبارہ بپتسمہ دیتے ہیں؟

ج ۔ اگر وہ ثابت کر سکیں۔ کہ اُنہوں نے جائز طور پر بپتسمہ پایا ہے۔ تو اُن کو پھر بپتسمہ دینا منع ہے لیکن چونکہ بہت سے پروٹسٹنٹ بپتسمہ کو ضروری نہیں مانتے۔ اس لئے وہ اُن ضروری باتوں کے کام میں لانے میں پُوری خبرداری نہیں کرتے۔ اور اُن کا بپتسمہ اکثر مشکوک ہوتا ہے۔ اس وجہ سے جب کوئی پروٹسٹنٹ کاتھولک بنتا ہے۔ تو وہ عموماً شرطیہ بپتسمہ پاتا ہے۔

دُوُم۔ چھوٹے بچّوں کا بپتسمہ

س ۔ کیا چھوٹے بچوّں کے بپتسمے کے بارہ میں انجیل میں صریحاً اور صاف طور پر ذکر ہُوا ہے؟

ج ۔ نہیں۔ اور وہ پروٹسٹنٹ جو صرف بائبل ہی کو مانتا ہے۔ تحقیق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ چھوٹے بچے جن کی تعداد بہ لحاظ انسانی نسل کے ایک تہائی سے زیادہ ہے۔ اور جو شخصی ایمان رکھنے کے ناقابل ہیں۔ نجات حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جیسے کہ ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں۔ بڑی صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ پروٹسٹنٹوں کا بڑا اُصول کہ نجات کے لئے ضروری سچائیاں سب کی سب نوشتوں میں لکھی ہوئی ہیں کیسا بے بُنیاد اور ناقابلِ یقین ہے۔ لیکن کاتھولک اصحاب کے ہاں صورت دگرگوں ہے۔

س ۔ کیوں؟

ج۔ ہم نے حصّہ دُوم کے تیسرے باب میں بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایمان کا قاعدہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ پاک نوشتے کی تفسیر صرف مسیح کی بے خطا کلیسیا ہی کر سکتی ہے۔ اور اُن نوشتوں کی تکمیل رسُولی روایات سے ہوتی ہے۔ ان دو اختیار والوں (یعنی بائبل اور روایات) کے ملاپ سے بچّوں کے بپتسمہ اور دیگر تعلیموں پر ہمارا ایمان مبنی ہوتا ہے۔

س۔ پھر تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ چھوٹے بچّوں کو بپتسمہ دینا ضروری ہے؟

ج۔ ہم اس بات کو پاک نوشتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ "ہم نے بُرائی میں صُورت پکڑی۔ اور گناہ کے ساتھ ہماری ماں نے ہمیں پیٹ میں لیا" (زبور ۵۰: ۷) ہم تمام گناہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ "جس طرح ایک آدمی سے گناہ اس دنیا میں آیا۔ اور گناہ کے سبب موت۔ اسی طرح موت سب آدمیوں پر گذر گئی۔ جس میں سبھوں نے گناہ کیا" (رومیوں ۵: ۱۲) چونکہ انسان اپنا کفارہ آپ نہیں دے سکتا۔ اس لئے خدا کا بیٹا مجسّم ہُوا۔ اور سب کے لئے مصلُوب ہوا "پس جیسا ایک کی خطا کے سبب سب آدمیوں پر سزا کا حکم ہُوا۔ ویسا ہی ایک کی راستی کے سبب سب آدمیوں پر زندگی کی راستی ہے" (رومیوں ۵: ۱۱) بنی آدم کے لئے راستباز ٹھیرائے جانے اور مسیح کی خوبیوں کو اپنی بنانے کے لئے صرف ایک طریق ہے۔ یعنی "سب آدمیوں کو پانی اور رُوح القدُس سے پھر پیدا ہونا چاہیئے" (یُوحنّا ۳، ۵) یہ بنیادی اصُول ہیں۔ جن سے کوئی مسیحی کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ اب مذکورہ بالا آئتیں چھوٹے بچّوں پر اور جوانوں پر بھی عاید ہوتی ہیں۔ چھوٹے بچّے بھی گنہگار ہیں۔ اور راستبازی کے محتاج ہیں اُن کے لئے بھی مسیح نے مصیبت اٹھائی۔ اور وُہ کسی طرح سے نجات کے فائدوں سے محرُوم نہیں کئے جا سکتے۔ اُن کے لئے بھی سوائے بپتسمہ حاصل کرنے کے اور کوئی طریق راستباز ٹھیرائے جانے کا نہیں ہے۔ نتیجہ صاف ہے یعنی بچّوں کو اُن کی پیدائش کے بعد ہی بپتسمہ ملنا چاہیئے۔ اور وہ شخص جن کی دیدہ دانستہ غفلت سے کوئی شیر خوار بچّہ بلا بپتسمہ پائے فوت ہو جائے۔ اپنے اوپر سخت ذمہ واری لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ بچّہ "خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" (یوحنّا ۳: ۵)

س۔ کیا کلیسیا کی روائت اس مضمون پر مستقل اور صاف ہے؟

ج۔ ہاں۔ شروع سے مستقل اور صاف ہے۔ مقدّس دیونیسیوس (Dionysius) کہتا ہے۔ "رسُولوں کی یہ روائت ہے۔ کہ چھوٹے بچّے کو بپتسمہ دینا چاہیئے"۔ مقدّس ارینیوس (

Irenaeus) بیان کرتا ہے۔ کہ جو مسیح میں از سرِ نو پیدا کئے جاتے ہیں۔ بچے۔ جوان اور سن رسیدہ سب کے سب نجات پاتے ہیں"۔ اوریجنیس (Origenes) کہتا ہے۔ کہ کلیسیا نے رسولوں سے چھوٹے بچوں کو بپتسمہ دینے کی روایت حاصل کی ہے"۔ (رومیوں کے چھٹے باب پر پانچویں جلد)

ایسی ہی اور بہت سی شہادتیں ہیں۔ جن کا ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے۔ کیونکہ اس حقیقت کو عموماً بہت پروٹسٹنٹ تسلیم کرتے ہیں۔

س۔ لیکن کیا مسیح کے قول سے "جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے" ظاہر نہیں کہ بپتسمہ پانے سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے؟

ج۔ جوان شخص کے بپتسمہ لینے کی حالت میں نہ صرف ایمان بلکہ گناہوں کا پچھتاوا بھی بپتسمہ سے پہلے ہونا چاہیئے۔ مگر بچے کلیسیا کے ایمان پر بپتسمہ پاتے ہیں۔ وہ بغیر اپنے کسی قصور کے موروثی گناہ میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اور اس لئے بغیر اپنی لیاقت اور مرضی کے مسیح کے لہو سے پاک صاف بھی کئے جاتے ہیں۔ مقدس اگسٹینس کہتا ہے" بپتسمہ دینے والے بچے سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا تو ایمان رکھتا ہے؟ اور دُوسرا شخص بجائے اُس کے جواب دیتا ہے۔ ہاں۔ میں ایمان رکھتا ہوں۔ پس اسی طور سے وہ بچہ دوسرے شخص کے جواب سے شفا پاتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے ہی کے گناہ سے زخمی بھی ہوا تھا"۔ (سرمن ۱۷۶ وے ورب اپ)

س۔ کیا پُرانے عہدنامہ میں ختنہ بپتسمہ کا نشان نہ تھا؟

ج۔ ہاں۔ مقدس پولوس کے حسبِ ذیل الفاظ کے مطابق تھا "جس میں تم نے بھی ختنہ پایا۔ وہ ختنہ نہیں جو ہاتھ سے اور بدن کے جسم اُتارنے سے ہے۔ بلکہ مسیح کا ختنہ جس کے ساتھ تم بپتسمہ میں گاڑے گئے"۔ (کلسیوں ۲: ۱۱) اب ہر شخص جانتا ہے۔ کہ خدا کے صاف حکم سے آٹھویں دن بچوں کا ختنہ کیا جاتا تھا۔ تو کیا یہ صاف نہیں ہے۔ کہ جس طرح نوزاد بچوں کے لئے یہ ختنہ مفید تھا۔ ویسے ہی نوزاد بچوں کے واسطے مسیح کا یہ رُوحانی ختنہ (یعنی بپتسمہ) بہت مفید ہے؟

س۔ اس مضمون کے بارے میں پروٹسٹنٹ دستور کیا ہے؟

ج۔ گو پروٹسٹنٹ یہ سکھاتے ہیں کہ صرف ایمان نجات کے لئے ضروری ہے۔ تاہم بہت سے پروٹسٹنٹ بچوں کو بپتسمہ دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان لوگوں کی تعداد جو بپتسمہ کو غیر مفید اور

باطل پرستوں کی ریت خیال کرتے ہیں۔ آج کل بہت بڑھ رہی ہے۔

اصلاح کے شروع میں اناب‌ٹسٹس (Anabaptists) زوانگلیانس (Zw-inglians) سوسینیس (Socinians) اور دیگر فرقوں نے بچوں کو بپتسمہ دینا چھوڑ دیا تھا۔ اور وہ کافرانہ طور پر اس دستور کو (Dip Washing) یعنی کتے کے بچے کا غسل کہا کرتے تھے۔ مگر وہ تعداد میں کم تھے۔ اور بپٹسٹس (Baptists) آرمینی انس (Ar-minians) قوکرس (Quakers) وغیرہ بھی۔ جو بعد میں وہی مسائل ماننے لگ گئے کم تھے۔ آج کل یہ ملعون گمراہی جس کے باعث لاکھوں آدمی بہشت سے محروم کئے جاتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ۔ جرمنی اور امریکہ کے پروٹسٹنٹوں کے درمیان پھیل رہی ہے۔ یہی گمراہی انگلستان میں بھی جاری ہوتی جاتی ہے۔ وہ مختلف فتوے جو گریہم (Graham) اور کولینسو (Colenso) کے مقدمات میں دیئے گئے۔ اور پروٹسٹنٹ علم الٰہی والوں کی موجودہ تعلیم اور بہت سے اور نشان صریحاً ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بپتسمہ کے اثر کی بابت ایمان بہت کم ہو رہا ہے۔ اس سے انسان اُس آنے والے زمانہ کا خیال کر سکتا ہے۔ جب کہ بے شمار پروٹسٹنٹ مسیحی مذہب کی حقیقی نشانی یعنی بپتسمہ کے سیکرامینٹ کو بالکل رد کر دیں گے:

سوم۔ بپتسمہ کی ریتوں کا بیان

س۔ کاتھولک کلیسیا میں بپتسمہ کے سیکرامینٹ کے وقت بہت سی جھاڑ پھونک (Ex-orcisms) ہوتی ہیں۔ ان جھاڑ پھونکوں سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج۔ ان جھاڑ پھونکوں سے ہماری اُن رسموں اور دُعاؤں سے مراد ہے۔ جو شیطان کو نکالنے کے لئے اور اُن کو ہمیں نقصان پہنچانے سے روکنے کے لئے کام میں لائی جاتی ہیں۔

س۔ کیا شیطانوں پر یہ خیالی قدرت و اختیار ایک محض باطل پرستی نہیں ہے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہم انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے یہ قدرت و اختیار اپنے رسولوں کو دیا۔ اُس نے اُنہیں ناپاک رُوحوں پر قدرت بخشی۔ کہ اُن کو نکالیں" (متی ۱۰:۱)

اور اُس نے اُنہیں بیماروں کو چنگا کرنے اور دیوؤں کو نکالنے کی قدرت بخشی"۔ (مرقس ۱۵:۳)
اُس نے اُنہیں سب دیوؤں پر قدرت و اختیار بخشا"۔ (لوقا ۹:۱)

س ۔ لیکن کیا یہ اختیار صرف رسولوں ہی کو نہیں دیا گیا تھا؟

ج ۔ بالکل نہیں ۔ وُہی اختیار شاگردوں کو بھی دیا گیا تھا ۔ اور کلیسیا کی تاریخ ہم کو سکھاتی ہے کہ مقدس لوگ ہمیشہ شیطانوں کے نکالنے اور بیماروں کو چنگا کرنے میں کس قدرت و اختیار کو کام میں لائے ہیں ۔

س ۔ اُن دیگر ریتوں کے جن کو کلیسیا بپتسمہ کے سیکرامینٹ کے دینے میں کام میں لاتی ہے کیا معنی ہیں؟

ج ۔ ان ریتوں کے یہ معنی ہیں ۔ کہ وہ سیکرامینٹ کو زیادہ قابلِ تعظیم اور مقدس بنا دیتی ہیں ۔ اور اُن سے سیکرامینٹ کے اثر زیادہ بہ آسانی سمجھ میں آجاتے ہیں ۔ اُن رسموں میں سے بہت سی رسُولی روایت سے چلی آتی ہیں ۔

وہ نمک جو بپتسمہ لینے والے کے مُنہ میں رکھا جاتا ہے ۔ خدا کے فضل کو ظاہر کرتا ہے ۔ جو ہماری رُوحوں کو محفوظ رکھتا ہے ۔ اور اُن کو گناہ کے داغ سے بچاتا ہے ۔ اور یہ نمک مشرقی رواج کے مطابق اُس قسم کو بھی ظاہر کرتا ہے ۔ جو کہ ہم ہمیشہ کے لئے خدا کے ساتھ وفادار رہنے کی بابت کھاتے ہیں ۔ مثل مشہور ہے" ۔ کہ ہم نے اُس شخص کا نمک کھایا ہے ۔ پس ہم اس کو کیسے دھوکا دے سکتے ہیں"؟

شیطان اور اُس کے کاموں اور اس کے جاہ و جلال کو ترک کر دینا ایک بڑا بھاری عہد ہے ۔ جو ہم خدا کے فرزند بنتے وقت اس کے ساتھ کرتے ہیں ۔

وہ سفید کپڑا جو بپتسمہ لینے والے پر رکھا جاتا ہے ۔ اُس سفید پوشاک کی یادگار ہے جس کو نئے مسیحی پہلی صدیوں میں پہنا کرتے تھے ۔ پھر وہ اُس پاکیزگی اور پارسائی کو ظاہر کرتا ہے جو بپتسمہ کے سیکرامینٹ سے حاصل ہوتی ہے ۔

وہ جلتی ہوئی بتی جو دھرم باپ یا دھرم ماں کے ہاتھ میں دی جاتی ہے ۔ اس بات کو ظاہر کرتی ہے ۔ کہ نئے مسیحی کو ایمان کی روشنی ہمیشہ اپنے دل میں رکھنی چاہیئے ۔

انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ کس طرح یہ تمام ریت و رسوم اس سیکرامینٹ کے فضل کے حاصل کرنے کے لئے کیسی قوی مددگار ہوتی ہیں۔

چہارم۔ استقلال کا سیکرامینٹ

س۔ استقلال کا سیکرامینٹ کیا ہے؟

ج۔ استقلال وہ سیکرامینٹ ہے۔ جو ہم کو مضبوط اور کامل مسیحی بنا دیتا ہے۔

س۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ استقلال بھی سیکرامینٹ ہے؟

ج۔ استقلال میں صاف طور پر سیکرامینٹوں کی تینوں ضروری شرائط پائی جاتی ہیں۔ (۱) دیدنی نشان۔ جو پاک تیل (ہولی کرزم) کا مسح ہے۔ اور بشپ کے ہاتھوں کا اس سیکرامینٹ کے لینے والے کے سر پہ رکھنا (۲) روح القدس کا نادیدنی فضل۔ جو استقلال لینے والے کے ایمان کو مضبوط اور محفوظ کرتا ہے۔ (۳) یہ کہ اس سیکرامینٹ کو یسوع مسیح نے مقرر کیا۔ کیونکہ رسول نومریدوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اور وہ روح القدس پاتے تھے۔

س۔ اس سیکرامینٹ کی بابت پاک نوشتے کے الفاظ کا حوالہ دو؟

ج۔ "جب بہت سے سامری مقدس فیلبوس سے بپتسمہ پا چکے۔ تو رسولوں نے پطرس اور یوحنا کو ان کے پاس بھیجا۔ جب وہ پہنچے۔ تو ان کے لئے دعا مانگی۔ کہ روح القدس پائیں۔ کیونکہ اب تک وہ اُن میں سے کسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ انہوں نے صرف خداوند یسوع مسیح کے نام پہ بپتسمہ لیا تھا۔ پھر انہوں نے اُن پہ ہاتھ رکھے۔ اور انہوں نے روح القدس پائی" (اعمال ۸: ۴ تا ۱۷)

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ وہ پاک رسم جو رسولوں نے ادا کی استقلال کا سیکرامینٹ تھا۔ کیونکہ اُس نے پانے والوں کو روح القدس بخشا۔ لیکن یہ سیکرامینٹ بپتسمہ نہ تھا۔ کیونکہ وہ تو سامری پہلے ہی مقدس فیلبوس سے پا چکے تھے۔ اور نہ وہ کہانت کا سیکرامینٹ تھا۔ جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ بارھویں آیت ہم کو صاف بتاتی ہے۔ کہ وہاں آدمی اور عورتیں تھیں۔

اس لئے وہ استقلال کا سیکرامینٹ تھا۔

س۔ کوئی دوسرا حوالہ دو۔ جو اس بات کو ظاہر کرے۔ کہ استقلال کا سیکرامینٹ بپتسمہ کے سیکرامینٹ سے بالکل علیحدہ ہے؟

ج۔ مقدس پولوس نے پہلے بعض شاگردوں کو بپتسمہ دیا۔ اور پھر اُن کو استقلال دیا۔ اُنہوں نے یہ سن کر خداوند یسُوع مسیح کے نام پر بپتسمہ پایا۔ اور جب پولوس نے اُن پر ہاتھ رکھے تھے۔ تو رُوح القدس اُن پر نازل ہُوا۔ اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوّت کرنے لگے۔" (اعمال ۱۹ باب ۵ و ۶)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ یہ ہاتھوں کا رکھنا محض رُوح القدس کے بیرُونی عطیوں کا دینا تھا۔ مثلاً ہر طرح کی زبانوں کا بولنا اور نبوّت کرنا؟

ج۔ رُوح القدس کے یہ بیرونی اور ظاہری عطیے اس کے نادیدنی اور باطنی فضل سے بالکل مختلف ہیں۔ ایسے اعجازی عطیے کلیسیا کے شروع میں اس بات کے ثابت کرنے کے لئے ضروری تھے۔ کہ خدا مسیحی مذہب کا بانی ہے۔ جس کی بابت رسُول تعلیم دیتے تھے۔ اب دُنیا اس بڑی بنیادی سچائی کے لئے ہر قسم کی بے شمار دلیلیں رکھتی ہے۔ اور اس لئے معجزوں کی آج کل ضرورت نہیں ہے۔ مگر رُوح القدس کا باطنی فضل تمام عیسائیوں کے لئے ضروری ہے۔ اور ہمیشہ تک ضروری رہے گا۔

س۔ کیا استقلال کا سیکرامینٹ شروع سے کلیسیا میں مستعمل رہا ہے؟

ج۔ ہاں۔ مقدس سرل کہتا ہے۔ کہ جب بدن پر ظاہرا تیل کا مسح کیا جاتا ہے۔ تو ہماری رُوح رُوح القدس کے اندرونی عمل سے پاک صاف ہو جاتی ہے۔ مقدس آگسٹین کہتا ہے۔ کہ پاک تیل کے مسح کا سیکرامینٹ خود بپتسمہ کے سیکرامینٹ سے قدوسیت میں کم نہیں ہے۔ یعنی قدوسیت میں بپتسمہ کے برابر ہے۔ طرطولیانس Tertullian رحم لکھتا ہے۔ "کہ بدن کو تیل سے اس لئے ممسوح کیا جاتا ہے۔ کہ رُوح پاک ہو جائے۔ اور ہاتھ اس لئے اس شخص پر رکھے جاتے ہیں۔ کہ رُوح خدا کے رُوح سے روشن ہو جائے۔"

س۔ پھر کیوں پروٹسٹنٹ یہ نہیں مانتے ہیں۔ کہ استقلال کا سیکرامینٹ بھی ایک سیکرامینٹ

ہے۔

ج۔ یہ دوسری دلیل ہے۔ جو پورے طور سے ثابت کرتی ہے۔ کہ اُن کا یہ کہنا کہ ہم بائیبل کو حرف بحرف مانتے ہیں۔ اور پرانی کلیسیا کی پیروی کرتے ہیں۔ محض یاوہ گوئی اور شیخی ہے۔ استقلال کا سیکرامینٹ صاف طور سے پاک نوشتے میں درج ہے۔ اور ابتدائی مسیحی اُس کو مانا کرتے تھے۔ مگر حال کے پروٹسٹنٹ اس کو نہیں مانتے۔ محض اس وجہ سے کہ اُن کے اصلاح کرنے والوں نے اس سیکرامینٹ کو اپنے نوایجاد مذہب سے خارج کر دیا ہے۔

چھٹا باب

اقدس یوخارسٹ

اوّل۔ اقدس یوخارسٹ کا سیکرامینٹ

س۔ اقدس یوخارسٹ کیا ہے؟

ج۔ اقدس یوخارسٹ روٹی اور انگوری شیرہ کی صورت میں یسوع مسیح کا سچا بدن اور سچا لہو ہے۔

س۔ لفظ یوخارسٹ کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ لفظ یوخارسٹ کے معنی شکر گذاری کے ہیں۔ اور مسیح کے بدن اور لہو کا سیکرامینٹ اس اقدس یوخارسٹ حسب ذیل وجوہات کے باعث کہلاتا ہے (۱) یہ کہ جب یسوع مسیح نے اس سیکرامینٹ

کو مقرر کیا۔ تو اُس نے اپنے دائمی باپ کا شکر کیا۔ (۲) یہ کہ جب ہم اس سیکرامینٹ کو حاصل کرتے ہیں۔ تو ہم کو بھی اس عجیب و غریب عطیہ کے باعث جو تمام فضلوں کا چشمہ اور ہمیشہ کی زندگی کی کفالت ہے خدا کا شکر کرنا چاہیئے۔

س ۔ کیا اقدس یوخارسٹ ایک سیکرامینٹ ہے ؟

ج ۔ ہاں۔ وہ نئے عہد نامہ کا سب سے بڑا سیکرامینٹ ہے۔ کُل پروٹسٹنٹ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی جو یہ کہتے ہیں۔ یہ سیکرامینٹ محض روٹی اور انگوری شیرہ ہی ہے

س ۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ اقدس یوخارسٹ ایک سیکرامینٹ ہے ؟

ج ۔ اقدس یوخارسٹ میں سیکرامینٹ کی تینوں ضروری شرائط پائی جاتی ہیں۔ (۱) ظاہری نشان۔ یعنی روٹی اور انگوری شیرہ کی صورتیں جو بعد اس کے کہ اُن کا جوہر مسیح کے بدن اور لہو کے جوہر میں بدل گیا۔ قائم رہتی ہیں۔ (۲) نادیدنی فضل۔ یعنی خود یسُوع مسیح اپنے بدن اور لہو اور الوہیت کے ان صورتوں میں درحقیقت موجود ہے۔ (۳) یہ سیکرامینٹ یسُوع مسیح نے مقرر کیا ہے۔ جیسے کہ انجیل سے ظاہر ہے۔

س ۔ اس سیکرامینٹ کی بابت کاتھولک کلیسیا کا کیا ایمان ہے ؟

ج ۔ اس سیکرامینٹ کی بابت کاتھولک کلیسیا کا یہ ایمان ہے۔ کہ تقدس کے الفاظ کے پڑھنے کے بعد روٹی اور انگوری شیرہ کا جوہر مسیح کے بدن اور لہو کے جوہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور اسلئے یسُوع مسیح خود جو سچا خدا اور سچا انسان ہے۔ حقیقی طور پر اس سیکرامینٹ میں موجود ہوتا ہے۔ اور چونکہ یسُوع مسیح ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ اور وہ سچا خدا اور سچا انسان ہے۔ اس واسطے جہاں اس کا بدن اور لہو ہے۔ وہاں لازماً اس کی رُوح اور الوہیت بھی ہے۔

س ۔ تو پھر کیا ہم سیکرامینٹ میں وُہی بدن لیتے ہیں جس نے ہمارے لئے صلیب پر تکلیف برداشت کی ؟

ج ۔ بے شک۔ کیونکہ مسیح کا بجز اس بدن کے جو کنواری مریم مقدسہ سے پیدا ہُوا۔ اور جس نے صلیب پر تکلیف برداشت کی۔ اور جو تیسرے دن پھر جی اٹھا۔ کوئی اور بدن نہ تھا۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ جب یسُوع مسیح اس دُنیا میں تھا۔ تو اس کا بدن فانی اور متحمل تھا۔ اور اب پھر جی اٹھنے

سکے دن سے وہ غیر فانی اور غیر متحمل ہے۔ اور اس لئے گو روٹی اور انگوری شیرہ کی بیرونی صورتیں۔ تبدیلی منقسم اور بگڑ جانے کے لائق ہیں۔ مگر مسیح کا بدن نہ تو بدل سکتا ہے۔ نہ منقسم ہو سکتا ہے۔ اور نہ بگڑ سکتا ہے۔

س - تم اتنے بڑے بھید کی سچائی کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج - خود خدا کی شہادت سے۔ یوخارسٹ البتہ تمام بھیدوں میں نہایت بڑا بھید ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ خدا جو کچھ کہ ہم سمجھ سکتے ہیں۔ اُس سے بھی زیادہ کر سکتا ہے۔ اقدس تثلیث۔ یسُوع مسیح کا تجسم وغیرہ بھی ناقابل سمجھ بھید ہیں۔ مگر ہم اُن کو خدا کی شہادت پر جس نے ان بھیدوں کو کشف کیا ہے۔ مانتے ہیں اسطرح ہم اقدس یوخارسٹ کو خدا کی شہادت پر مانتے ہیں۔ پاک نوشتے میں کوئی سچائی اس سے زیادہ صاف طور سے مندرج نہیں ہے۔ جیسے کہ یہ سچائی۔ کہ اقدس یوخارسٹ نجات دہندہ کا حقیقی بدن اور لہو ہے

س - لوتھر اس مضمون پر کیا کہتا ہے؟

ج - وہ کہتا ہے۔" کہ میں نے ناحق یوخارسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کے ہونے سے انکار کیا۔ پاک نوشتے کے الفاظ اقدس یوخارسٹ کے بھید کی بابت ایسے صاف اور قوی ہیں۔ کہ باوجود اپنی تمام خواہشوں کے جو میں نے اس سیکرامینٹ کے نہ ماننے میں ظاہر کیں۔ پھر بھی مجھ کو ضروری یہ سیکرامینٹ تسلیم کرنا پڑا"۔

س - اقدس یوخارسٹ کے سیکرامینٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی ہونے کی نسبت انجیلی ثبوت کیا ہیں؟

ج - چونکہ یہ سیکرامینٹ مسیحی مذہب کا مرکز ہے۔ یعنی سب سے بڑی سچائی ہے۔ اس واسطے یہ بالکل ضروری ہے۔ کہ ہم اس بھید کی سچائی سے حقیقی طور پر واقف ہوں۔ اس لئے خدا نے اس سیکرامینٹ کی بابت بہت سے ثبوت ہم کو پاک نوشتے میں دیئے ہیں۔ اب ہم اس بھید کی سچائی کو مندرجہ ذیل چار فصلوں میں ثابت کریں گے۔ اور وہ چار فصلیں یہ ہیں۔

(۱) اس سیکرامینٹ کا وعدہ۔

(۲) اس سیکرامینٹ کا مقرر کرنا۔

(۳) پُرانے عہدنامہ کی نشانیاں۔

دُوم۔ حقیقی موجودگی کا پہلا انجیلی ثبوت

یعنی

اس سیکرامینٹ کا وعدہ

س۔ کیا اس سیکرامینٹ کے مقرر کرنے سے پہلے مسیح نے اس کی بابت کوئی خاص وعدہ کیا تھا؟

ج۔ ہاں۔ بہت صاف وعدہ کیا تھا۔ ہم مقدس یوحنا کی انجیل کے چھٹے باب کے پہلے حصہ میں دیکھتے ہیں۔ کہ مقدس یوحنا اس عجیب معجزے کو بیان کرتا ہے۔ جو مسیح نے پانچ ہزار آدمیوں کو صرف پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں کھلا کر کیا۔ اور ایسا معجزہ حقیقت میں اس بڑے معجزے یعنی اقدس یوخارسٹ کے لئے گویا ایک مناسب تمہید تھی۔ دائمی خداوند آسمانی روٹی کا ذکر کر کے موقع پا کر یہودیوں سے کہتا ہے۔ کہ موسٰے نے تمہیں آسمان سے روٹی نہیں دی۔ بلکہ میرا باپ تمہیں آسمان سے سچی روٹی دیتا ہے۔" (یوحنا ۶: ۳۲) اور پھر خداوند کہتا ہے۔ کہ "میں زندگی کی روٹی ہوں۔" (آیت ۳۵)

س۔ ان عجیب الفاظ کے بعد کیا ہوتا ہے؟

ج۔ ان عجیب الفاظ کے بعد یسوع مسیح اپنے الفاظ کو منوانے کی ضرورت کے لئے ایک طویل اور مؤثر تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ بات صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ یسوع مسیح کوئی ایسی تعلیم دینے والا تھا۔ کہ جس کو وہ مشکل سے قبول کریں گے۔

س۔ پھر یسوع مسیح کیا کہتا ہے؟

ج۔ یسوع مسیح انہی الفاظ کو دہراتا ہے۔ کہ "زندگی کی روٹی میں ہی ہوں۔ تمہارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا۔ اور مر گئے۔ روٹی جو آسمان سے اُتری ہے۔ وہ ہے کہ جو کوئی اُسے کھائے سو نہ مرے گا۔ میں ہوں وہ حقیقی روٹی۔ جو آسمان سے اُترا ہوں۔ اگر کوئی شخص اس روٹی کو کھائے

تو ہمیشہ تک جیئے گا۔ اور وہ روٹی جو میں دوں گا۔ میرا گوشت ہے۔ دنیا کی زندگی کے لئے" (یوحنا ۶: ۴۸ تا ۵۲)

س ۔ یہودیوں نے اس تعلیم کو کیسے مانا؟

ج ۔ جیسے کہ پروٹسٹنٹ لوگ مانتے ہیں۔ تب یہودی آپس میں تکرار کرنے لگے۔ کہ یہ شخص کس طرح اپنا گوشت ہمیں کھانے کو دے سکتا ہے"؟ (آیت ۵۲)

کیا خدا تعالےٰ کی نسبت اس طرح سے ذکر کرنا کفر گوئی نہیں؟ کیا اس نے دنیا کو ہست نہیں کیا؟ کیا اس نے موسےٰ کے عصا کو سانپ نہیں بنایا۔ اور مصر کے پانیوں کو خون نہیں بنایا؟ کیا اس نے قانائے گلیل کی دعوت کے موقع پر پانی کو مے نہیں بنایا؟ اس نے بیشمار معجزے کس طرح کئے؟

س ۔ کیا اس ٹھوکر کو دور کرنے کی خاطر یسوع مسیح نے کوئی تشریح کی؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ برعکس اس کے مسیح نے انہی لفظوں کو پہلے سے زیادہ زور سے دہرایا۔" میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ۔ اور اس کا لہو نہ پیو۔ تو تم میں زندگی نہیں ہوگی"؛ (آیت ۵۴) اور اس سیکرامینٹ کی بابت کل شک مٹانے کے لئے یسوع مسیح انہی الفاظ کو انہی معنوں میں بار بار دہراتا ہے۔ جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہے۔ اور میرا لہو پیتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی رکھتا ہے۔ کیونکہ میرا گوشت سچ مچ کھانے کی چیز۔ اور میرا لہو سچ مچ پینے کی چیز ہے۔ وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا لہو پیتا ہے۔ مجھ میں رہتا ہے۔ اور میں اس میں۔ جو مجھے کھاتا ہے۔ مجھ سے جیئے گا۔ وہ جو یہ روٹی کھاتا ہے۔ ہمیشہ تک جیئے گا"۔ (یوحنا ۶: ۵۵ و ۵۹)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس وقت بھی جیسے بہت سے موقعوں پر یسوع مسیح نے مجاز اور استعارہ سے کام لیا؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ جب یسوع مسیح مجازاً یا استعارۃً کلام کرتا تھا۔ اس کے بعد ہی اس کی تشریح بھی کر دیتا تھا۔ جب نقودیمس نے اس آیت کے معنی کو کہ "انسان کو پھر پیدا ہونا چاہیئے"؛ (یوحنا ۳: ۳ تا ۷) لفظی طور پر سمجھا۔ تو یسوع مسیح نے اس کی اصلاح کر دی۔ جب رسولوں اس بات کو جو مسیح نے فریسیوں کی خمیری روٹیوں کی بابت کہی تھی لفظی طور پر سمجھے۔ تو اس کی اصلاح کی (متی ۱۶: ۶ و ۱۲) اسی طرح جب رسول ان باتوں کو کہ میرے پاس کھانے کے لئے خوراک ہے۔ جسے تم

نہیں جانتے۔ لفظی معنوں میں سمجھے۔ (یُوحنا ۴: ۳۳ و ۳۴) تو یسُوع مسیح نے اس کی اصلاح کی اور لعزر کی نیند کی بابت بھی دُرست معنی سمجھائے (یُوحنا ۱۱: ۱۱ و ۱۴) اس قسم کی اور بہت سی نظیریں ہیں۔ مگر مذکورہ بالا اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ یسُوع مسیح اپنے رسولوں کو صاف صاف طور پر سمجھا دیتا تھا۔ کہ وہ غلط معنی سمجھے ہوئے ہیں۔

س۔ کیا یہودی شاگرد اور خود رسُول ان لفظوں کو جو یسُوع مسیح نے اپنا گوشت کھانے اور اپنا لہو پینے کی بابت کہے تھے۔ لفظی معنوں میں سمجھے؟

ج۔ ہاں۔ وہ لفظی معنی میں سمجھے۔ کیونکہ یہودیوں نے پُوچھا۔ کہ یہ مرد اپنا گوشت کھانے کو کیوں کر ہمیں دے سکتا ہے؟ (یُوحنا ۶: ۵۳) تب اس کے شاگردوں میں سے بہت سے اس بات کو سُن کر بڑبڑائے۔ اور کہا۔ کہ یہ سخت کلام ہے۔ اور اُسے کون سُن سکتا ہے؟ (آیت ۶۱) اور اس وقت سے اس کے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے۔ اور بعد اس کے وہ اُس کے ساتھ نہ چلے (آیت ۶۷) جب یسُوع مسیح نے دیکھا۔ کہ میرے شاگرد مجھ کو چھوڑتے ہیں۔ تو اس نے بجائے اُن کو واپس بلانے اور اپنے کلام کی تشریح کرنے کے بارہ رسُولوں سے کہا۔ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ چلے جاؤ۔ (آیت ۶۸)

س۔ تم مندرجہ بالا بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ یسُوع مسیح کا یہ منشا تھا۔ کہ میرا کہنا لفظی معنی میں سمجھا جائے۔ وہ جانتا تھا۔ کہ یہودی شاگرد اور بارہ رسولوں نے میری بات کو لفظی طور پر سمجھا ہے۔ اور بہت سے اسی وجہ سے چلے گئے۔ یسُوع مسیح اپنے کلام کی کوئی تشریح نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ کسی تشریح کی حاجت نہ تھی۔ مسیح اپنے اس قول کا یقین دلانے کے لئے اُن کو اپنے صعود کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ بار بار اُن کو ایمان رکھنے کی خاطر سمجھاتا ہے۔ وُہ اُن کو صاف صاف کہتا ہے۔ کہ مُردہ گوشت کا کھانا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ لیکن وہ گوشت جو میں تم کو دُوں گا۔ میرا جلالی بدن ہے۔ جو میری رُوح اور الوہیت سے زندہ ہے۔ یعنی وہ بدن اور رُوح اور الوہیت جس سے میں دُنیا کو نجات دوں گا۔

کیا کوئی شخص یہ قیاس کر سکتا ہے کہ یسُوع مسیح ایسے الفاظ کا استعمال کرے گا۔ اگر اسکا منشا اپنے شاگردوں کو محض روٹی اور شیرہ انگور ہی دینے کا ہوتا۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل ہے؟

ج۔ ہاں۔ اُن پروٹسٹنٹوں کے کہنے سے جو ایسا قیاس کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے مجازاً کہا حسبِ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(۱) یہ کہ یسوع مسیح نے اُس نہایت ضروری اصولِ دین کی بابت جس کو وہ مقرر کرنے والا تھا صاف صاف طور سے بیان نہیں کیا۔

(۲) یہ کہ یسوع مسیح نے اس مسئلہ کو بیان کرنے میں ایک بے جا اور ٹھوکر کھلانے والا کلام یا عبارت استعمال کی۔ اگر یسوع مسیح نے مجازی طور پر کہا۔ تو وہ زبان جو اُس نے استعمال کی تھی بیجا تھی۔ کیونکہ روٹی کو کبھی کوئی شخص انسانی گوشت نہیں کہتا۔ اور یہ زبان ٹھوکر کھلانے والی بھی ہے۔ کیونکہ کتاب المقدس کہتی ہے۔ کہ انسانی گوشت کا کھانا اور انسانی لہو کا پینا ایک نہایت سخت لعنت ہے جو بنی آدم پر نازل ہو سکتی ہے۔ (احبار ۲۶:۲۹ و ۲۷ دیکھو ۱۹:۹۔ مکاشفہ ۱۶:۶)

(۳) یہ کہ مسیح نے جو اپنے کلام کی تشریح نہ کی۔ اس سبب سے اس کے شاگردوں نے جو اس بھید کو نہ سمجھے تھے چھوڑ دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے وہ جہنمی ہو گئے۔

(۴) یہ کہ یسوع مسیح نے بیجا زبان استعمال کر کے ارادۃً اور سوچ سمجھ کر لاکھوں مسیحیوں کو کامل یقین دلایا۔ کہ اس کا گوشت کھانے کے یہ معنے ہیں۔ کہ خود یسوع مسیح کا گوشت کھانا ہے۔ اور اس کا لہو پینے کے یہ معنی ہیں۔ کہ خود مسیح کا لہو پینا ہے۔ اور در حقیقت اگر مسیح کا منشا محض روٹی اور شیرۂ انگور ہی دینے کا ہوتا۔ تو وہ اُس کے ظاہر کرنے کے لئے زیادہ بیجا زبان استعمال نہ کر سکتا!

(۵) یہ کہ اگر یسوع مسیح اپنے مذہب کے بڑے بھید کے نشان دیکھنے کے لئے محض روٹی اور شیرہ انگور ہی دیتا۔ تو نیا عہدنامہ بہ نسبت پرانے عہدنامہ کے بہت کم قدر ہوتا۔ کیونکہ اس حالت میں پرانے عہدنامے کا منّ اور فسح کا برّہ محض روٹی اور شیرہ انگور کی بہ نسبت عمدہ چیزیں ہوتیں۔

اب ظاہر ہے کہ اس قسم کے قیاس نہ صرف بیہودہ ہی ہیں۔ بلکہ وہ ناپاک۔ کفر۔ اور یسوع مسیح کی الوہیت سے انکار کرنے والے بھی ہیں۔

س۔ یسوع مسیح کے بڑے وعدہ کی بابت جو مباحثہ پروٹسٹنٹ اور کاتھولک لوگوں میں ہے

اس کو چند الفاظ میں مختصر بیان کرو۔

ج۔ پروٹسٹنٹ یہودیوں اور بے ایمان شاگردوں کے ساتھ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ مرد اپنا گوشت کھانے کو کیونکر ہمیں دے سکتا ہے۔ یہ سخت کلام ہے (یوحنا ۶: ۵۳ و ۶۱) مگر ہم کاتھولک لوگ مقدس پطرس کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ "اے خداوند تیری باتیں ہمیشہ کی زندگی کی باتیں ہیں۔ اور ہم تو ایمان لائے ہیں۔ اور جان گئے ہیں۔ کہ تو خدا کا بیٹا مسیح ہے۔" (آیت ۶۹ و ۷۰)

سوم۔ حقیقی موجودگی کا دوسرا انجیلی ثبوت

یعنے

اس سیکرامینٹ کا مقرر کرنا

س۔ مسیح نے اپنا بدن اور اپنا لہو جو ہم کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ وعدہ اس نے کب پورا کیا؟

ج۔ عشاء ربانی کے وقت۔ یعنی اپنی مصیبت سے ایک دن پہلے۔ وعدہ یہ تھا۔ کہ وہ روٹی جو میں دونگا۔ میرا گوشت ہے۔ دنیا کی زندگی کے لئے (یوحنا ۶: ۵۲) اگر تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا لہو نہ پیو۔ تو تم میں زندگی نہ ہوگی۔ (آیت ۵۴) اب سنو۔ کہ کس طرح وہ وعدہ پورا ہوا۔ ان کے کھاتے وقت یسوع نے روٹی لی۔ اور برکت دی اور توڑی۔ اور اپنے شاگردوں کو دے کر کہا لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا۔ اور ان کو دے کر کہا۔ تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا نئے عہد کا لہو ہے۔ جو بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جائے گا۔ (متی ۲۶: ۲۷ و ۲۸)

اور جب وہ کھاتے تھے۔ یسوع نے روٹی لی۔ اور برکت دے کر توڑی۔ اور ان کو دی۔ اور کہا۔ لو۔ یہ میرا بدن ہے۔ یہ میرا نئے عہد نامہ کا لہو ہے۔ جو بہتوں کے لئے بہایا جائے گا۔ (مرقس ۱۴: ۲۲ و ۲۴)۔

پھر روٹی لی اور شکر کرکے توڑی۔ اور ان کو دی۔ اور کہا۔ یہ میرا بدن ہے۔ جو تمہارے واسطے

دیا جاتا ہے۔ یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو۔ اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ کو لے کر کہا۔ یہ پیالہ نیا عہد ہے۔ میرے لہو میں جو تمہارے لئے بہایا جائے گا۔ (لوقا ۲۲: ۱۹ و ۲۰)

س۔ تم اِن مذکورہ بالا آیتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ میں ان مذکورہ بالا آیتوں سے حسبِ ذیل نتائج نکالتا ہوں۔

(۱) اگر یسوع مسیح کی تعلیم یہی تھی۔ کہ وہ اپنا اصلی بدن اور لہو دے گا۔ تو وہ زیادہ مناسب زیادہ صحیح۔ زیادہ لفظی اور زیادہ صاف زبان استعمال نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اگر اس کا منشا محض روٹی اور شیرہ انگوری ہم کو دینے کا تھا۔ تو اس کے لئے اس سے زیادہ بے جا۔ زیادہ نامعقول۔ اور غیر مناسب۔ مُبہم اور ناقابلِ سمجھ الفاظ استعمال نہ کر سکتا تھا۔

(۲) رسُول جانتے اور یقین کرتے تھے۔ کہ یسوع مسیح کا منشا ہم کو اپنا اصلی بدن اور لہو دینے کا ہے۔ کیونکہ وہ سب اس سیکرامینٹ کے قائم ہونے کے حال کو انہی الفاظ میں بلا کسی تشریح کے ذکر کرتے ہیں۔

س۔ کیا وہ الفاظ بطور تمثیل کے سمجھے نہیں جا سکتے؟

ج۔ اگر ہم خیال کریں۔ کہ کس وقت اور کن اشخاص کو اور کس غرض کے لئے یہ الفاظ مسیح نے کہے۔ تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔

یسوع مسیح نے کس وقت یہ الفاظ کہے۔ نہایت نازک وقت میں یعنی اپنے مرنے سے پہلی رات کو جب کہ وہ اپنے پیارے دوستوں کو الوداع کہہ رہا تھا۔ اور رخصت ہوتا تھا۔

یسوع مسیح کن اشخاص کو کہتا تھا؟ اپنے بارہ رسولوں کو ــ وہ ہمیشہ صاف صاف زبان میں اُس بات کی جو تمثیلوں میں مشکل ہُوا کرتی تھی۔ تشریح کر دیا کرتا تھا۔ (مرقس ۴: ۳۴)

یسوع مسیح اپنے رسُولوں سے کہتا تھا۔ کہ خدا کی بادشاہت کے بھید کو جاننا تمہیں دیا گیا ہے۔ (مرقس ۴: ۱۱) پھر میں نے تم کو دوست کہا ہے۔ اس لئے کہ سب باتیں جو میں نے اپنے باپ سے سُنی ہیں۔ میں نے تمہیں بتائیں۔ (یُوحنا ۱۵: ۱۵)

یسوع مسیح کس غرض کے لئے کہتا تھا؟ وہ اپنے دائمی عہد کو قائم کرنے کے لئے۔ اور ایک بڑے سیکرامینٹ کو مقرر کرنے کے لئے کہتا تھا۔ اور اس لئے یہ بہت ضروری تھا۔ کہ یسوع مسیح ایسی بڑی تعلیم کو ایک نہایت ہی سلیس زبان میں بیان کرے۔

س۔ پروٹسٹنٹ تشریح کے نتائج کو بیان کرو؟

ج۔ پروٹسٹنٹ تشریح کے نتائج کو ہم ابھی پچھلی فصل میں جو مسیح کے وعدہ کو ظاہر کرتی ہے۔ بیان کر چکے ہیں۔ مگر وہ نتائج ہولناک ہیں۔ اور پروٹسٹنٹ تشریح یا طریق کی بے ہُودگی کو ایسے صاف طور سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ ہم اُن کو دہرا نہیں سکتے۔ اگر پروٹسٹنٹ بیان سچ ہے۔ اور لفظ گوشت اور لہُو کے معنی محض روٹی اور شیرۂ انگوری کے ہیں۔ تو یسُوع مسیح نے جو ہمارا خدا اور بنی نوع انسان کا منجی اور پُوری دانائی ہے۔ دُنیا کے کفارہ والے دن اپنے بہت سے پیرؤوں کو صاف صاف طور پر یہ تعلیم بیان نہ کر کے قصداً اور جان بُوجھ کر گمراہی میں ڈالا۔ اور ان کو بُت پرستی کے گناہ میں پھنسایا اور یہ کل اس وجہ سے واقع ہُوا۔ کہ اس نے اپنی ایسی اہم تعلیم کو صاف طور سے بیان نہیں کیا۔

س۔ پروٹسٹنٹ اور کاتھولک اصحاب کے درمیان جو بحث اقدس یوخارسٹ کے سیکرامینٹ کی بابت ہے۔ اُس کو مختصر طور سے بیان کرو؟

ج۔ یسوع مسیح نے کہا ہے۔ کہ یہ میرا بدن ہے۔ یہ میرا لہُو ہے۔ اس لئے کاتھولک لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ اس کا بدن ہے۔ یہ اُس کا لہو ہے۔ مگر برعکس اس کے پروٹسٹنٹ یسوع مسیح کو جھُوٹا بناتے اور کہتے ہیں۔ کہ یہ اس کا بدن نہیں ہے۔ یہ اُس کا لہُو نہیں ہے۔

چہارم۔ حقیقی موجودگی کا تیسرا ثبوت

یعنی

پُرانے عہدنامہ کی علامات

س۔ خدا اور اس کی برگزیدہ قوم کے درمیان پُرانا عہد کس طرح مہر کیا گیا؟

ج۔ مُوسیٰ نے قربانیوں کے خون کو لیا۔ اور اُس کو لوگوں پر چھڑکا۔ اور کہا یہ لہُو اس عہد کا ہے جو خداوند نے اِن باتوں کی بابت تمہارے ساتھ کیا ہے۔" (خروج ۲۴: ۸)

س۔ نیا عہد کس طرح مہر کیا گیا؟

ج ۔ یسوع نے پھر پیالہ لے کر شکر کیا۔ اور اُن کو دے کر کہا۔ تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا نئے عہد کا لہو ہے۔ جو بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جائے گا۔" (متی ۲۶: ۲۷ و ۲۸)

س ۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کے الفاظ جو نئے عہد کی مُہر ہیں۔ موسےٰ کے الفاظ سے پرانے عہد کی مُہر کرتے ہیں، صاف تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس لئے جس طرح موسےٰ نے لوگوں کے سامنے پُرانے عہد میں قربانیوں کا اصلی خُون پیش کیا تھا۔ اسی طرح نئے عہد میں خدا کے برّے یعنی یسوع مسیح کا اصلی لہُو سچ مچ نئے عہد کے فرزندوں کے آگے پیش کیا جاتا ہے۔

س ۔ کیا نیا عہد اور نئی کلیسیا پُرانے عہد اور پرانی کلیسیا سے افضل اور کامل نہیں؟

ج ۔ ہاں ہیں۔ پروٹسٹنٹ اور کاتھولک علم الٰہی دان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہودی مذہب مسیحی مذہب کا محض ایک نشان تھا۔ اور مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ یہ سارے ماجرے ہمارے واسطے نمونہ ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سب ماجرے جو اُن کو ہوئے نمونہ ٹھہرے ۔ (۱ قرنتی ۱۰: ۶ و ۱۱)

اور پھر یہ چیزیں اس لئے کہ آنے والی نعمتوں کا سایہ رکھتی ہے۔ ان چیزوں کی حقیقی صورت نہیں (عبرانی ۱۰: ۱۰)

س ۔ اگر اقدس یوخارسٹ محض روٹی اور انگوری شیرہ ہے (جیسا کہ پروٹسٹنٹ مانتے ہیں) تو کیا پرانے عہد کی نشانیاں نئے عہد کے سیکرامینٹ سے افضل اور کامل نہ ہوئیں؟

ج ۔ بے شک۔ کیونکہ یہودیوں کا فسح کا برّہ جو ذبح کئے جانے کے بعد خداوند کی نذر کیا جاتا تھا۔ بہ نسبت محض روٹی کے کھانے اور شیرۂ انگور کے پینے کے یسوع مسیح کی مصیبت اور موت کی یادگار کے لئے بہتر علامت ہوتا۔

س ۔ کیا بیابان کا مَن اقدس یوخارسٹ کا نشان نہ تھا؟

ج ۔ ہاں تھا۔ جیسا کہ خود یسوع مسیح بیان کرتا ہے۔ "موسےٰ نے تمہیں آسمان سے روٹی نہیں دی۔ بلکہ میرا باپ تم کو آسمان سے سچی روٹی دیتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ میرا گوشت سچ مچ کھانے کی چیز ہے۔ اور میرا لہو سچ مچ پینے کی چیز ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ روٹی جو آسمان سے اُتری یہ ہے نہ جیسا کہ تمہارے باپ دادے مَن کھا کے مر گئے۔ وہ جو یہ روٹی کھاتا ہے۔ ہمیشہ تک جئے گا۔"

(یوحنا ۶: ۳۳ و ۵۶ و ۵۹)

س ۔ لیکن اگر اقدس یوخارسٹ محض روٹی اور انگوری شیرہ ہو۔ تو کیا مَن اس سے بہتر نہ ہوتا؟

ج ۔ بے شک۔ مَن اقدس یوخارسٹ سے بہت بہتر ہوتا۔ کیونکہ مَن ایک کراماتی روٹی تھی۔ اور پروٹسٹنٹ سیکرامینٹ ایک عام روٹی ہے۔ مَن کی روٹی آسمان سے اُتری تھی۔ اور پروٹسٹنٹ سیکرامینٹ نانبائی کے چولھے سے آتا ہے۔ مَن آسمانی خوراک تھی۔ اور صرف خدا کے لوگوں کے لئے تھی۔ پروٹسٹنٹ سیکرامینٹ کی روٹی کُل لوگوں کے لئے خواہ وہ نیک ہوں یا بد عام غذا ہے۔ مَن میں سب قسم کی خوراک کا ذائقہ تھا۔ لیکن پروٹسٹنٹ سیکرامینٹ کا ذائقہ صرف عام روٹی کے ذائقہ کی مانند ہوتا ہے۔ پس پروٹسٹنٹ لوگ صریحاً یسوع مسیح کو جھوٹا بناتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جو روٹی میں اپنے شاگردوں کو دونگا۔ وہ موسےٰ کی دی ہوئی روٹی سے افضل ہے۔

س ۔ پروٹسٹنٹ تعلیم سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ تعلیم سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پُرانا عہد۔ نئے عہد سے بہت افضل ہے۔ اور کہ نشان اصلی چیز سے بہتر ہے، اور موسےٰ یسوع مسیح سے افضل ہے۔ اس سے ہماری سمجھ مذہب کے بارہ میں چکر کھا جاتی ہے۔ اور ہم بالکل بیہودگیوں اور اختلافات میں پھنس جاتے ہیں۔

س ۔ برعکس اس کے کاتھولک تعلیم سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ جب ہم یہ یقین کرتے ہیں۔ کہ اقدس یوخارسٹ میں یسوع مسیح کا بدن اور لہو سچ مچ اور درحقیقت موجود ہیں۔ جب ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کا گوشت سچ مچ کھانے کی چیز ہے۔ اور اس کا لہو سچ مچ پینے کی چیز ہے۔ (یوحنا ۶: ۵۶) تب ہم سب قسم کی دقتوں سے بچ جاتے ہیں تب ہم صاف سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ پرانا عہد آنے والی نعمتوں کا سایہ ہے اور ان چیزوں کی حقیقی صورت نہیں۔ (عبرانی ۱۰: ۱) اور ہم فوراً پرانے عہد کی عجیب نشانیوں کو اور نئے عہد کی بڑی اصلیت کو سمجھ لیتے ہیں۔

پنجم۔ حقیقی موجودگی کا چوتھا ثبوت

یعنی

مقدّس پولوس کی تعلیم

س۔ کیا تمہارے پاس اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کی بابت کوئی اور بھی انجیلی ثبوت ہے۔

ج۔ اس اہم مضمون کی نسبت پاک نوشتوں کے دلائل بکثرت ہیں۔ مقدّس پولوس قرنتی کے مسیحیوں سے حسب ذیل سوال کرتا ہے۔ "یہ برکت کا پیالہ جس پر ہم برکت دیتے ہیں۔ کیا مسیح کے لہو کی شراکت نہیں۔ اور یہ روٹی جو ہم توڑتے ہیں۔ کیا خداوند کے بدن کی شراکت نہیں ہے" (۱ قرنت ۱۰: ۱۶)

س۔ تم اس آیت سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مقدّس پولوس خوب جانتا تھا۔ اور قوی طور سے یقین رکھتا تھا کہ اقدس یوخارسٹ کا سکرامینٹ مسیح کا حقیقی بدن اور حقیقی لہو ہے۔ کیونکہ اگر وہ جو روٹی معلوم ہوتی ہے۔ محض روٹی ہی ہو۔ تو کس طرح اس کی شراکت خداوند کے بدن کی شراکت ہو سکتی ہے؟ اور اگر وہ جو انگوری شیرہ نظر آتا ہے۔ محض انگوری شیرہ ہی ہو۔ تو کس طرح سے اس کی شراکت مسیح کے لہو کی شراکت ہو سکتی ہے۔

س۔ دوسری آیت میں کیا لکھا ہے؟

ج۔ دوسری آیت بیان کرتی ہے۔ کہ "کیونکہ ہم جو بہت سے ہیں۔ ایک روٹی ایک بدن ہیں۔ ہم سب جو ایک ہی روٹی میں شریک ہیں" (۱ قرنتی ۱۰: ۱۷) صرف کیتھولک معنی میں یہ لفظ بالکل صحیح آتا ہے۔ کیونکہ ہم سب ایک ہی روٹی میں یعنی مسیح کے بدن میں شریک ہوتے ہیں۔ "وہ روٹی جو میں دوں گا۔ میرا گوشت ہے۔" لیکن پروٹسٹنٹ تعلیم میں ان الفاظ کے کوئی معنی

نہیں۔ کیونکہ اگر سیکرامینٹ محض روٹی ہی ہو۔ تو ہر ایک لینے والا مختلف روٹی میں شریک ہوتا ہے اور اس لئے وہ ایک بدن نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا پروٹسٹنٹ اس قسم کے مسیحی نہیں۔ جن سے مقدس پولوس نے خطاب کیا۔

س۔ مقدس پولوس اس سیکرامینٹ کی تقرّری کو کس طرح سے بیان کرتا ہے؟

ج۔ ٹھیک اس ہی زبان میں بیان کرتا ہے۔ جو مقدس متی۔ مقدس مرقس۔ اور مقدس لوقا نے استعمال کی تھی۔ اور علاوہ اس کے یہ بھی کہتا ہے۔ کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں۔ وہ میں نے الہام سے سیکھا ہے۔" کیونکہ میں نے یہ بات خداوند سے پائی اور تمہیں بھی سونپی۔ کہ خداوند یسوع نے جس رات کو پکڑوایا گیا۔ روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور کہا کہ لو۔ کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ جو تمہارے لئے سونپا جائے گا۔ تم میری یادگاری کے لئے یہ کیا کرو۔ اور اسی طرح اُس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا۔ اور کہا۔ یہ پیالہ میرے لہو میں نیا عہد ہے۔" (اقرنتیوں ۱۱: ۲۳ و ۲۵)

س۔ تم اس آیت کی بابت کیا کہتے ہو؟

ج۔ میں کہتا ہوں کہ یسوع مسیح اس سیکرامینٹ کے مقرر کرتے وقت مجازاً یا تشبیہً کہتا۔ تو البتہ یہ اُمید ہو سکتی تھی۔ کہ وہ مقدس پولوس کو اپنا یا مکاشفہ دیتے وقت اس کو زیادہ صاف طور سے بیان کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

مقدس پولوس نے جو یسوع مسیح کے الفاظ کے صحیح معنی جانتا تھا۔ اور جو جاہلوں کو تعلیم دیتا تھا لکھا کہ یہ میرے بدن کا نشان ہے۔ یا یہ میرے بدن کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر وہ اس سیکرامینٹ کو محض روٹی اور انگور کا شیرہ ہی جانتا۔ تو وہ ایسا ہی لکھتا۔ مگر اُس نے یہ لکھا ہے۔ کہ "یہ میرا بدن ہے۔ یہ میرا لہو ہے" کیونکہ وہ پورے طور سے جانتا تھا۔ کہ یہ سیکرامینٹ خداوند کا بدن اور لہو ہے۔

س۔ کیا مقدس پولوس اقدس یوخارسٹ کی نسبت کچھ اور بھی تعلیم دیتا ہے؟

ج۔ ہاں دیتا ہے۔ کہ "اس واسطے جو کوئی نالائقی سے یہ روٹی کھائے یا خداوند کا پیالہ پیئے۔ تو وہ خداوند کے بدن اور لہو کا گنہگار ہو گا۔" (آیت ۲۷)

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مقدس پولوس کا ایمان ویسا ہی تھا۔ جیسا کہ کاتھولک

لوگوں کا ہے۔ وہ حقیقی موجودگی کا یقین رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ کس طرح پاک پیالہ کو خداوند کا پیالہ کہہ سکتا تھا۔ اگر اس پیالہ میں محض عام انگوری شیرہ ہوتا۔ کس طرح مسیحی نالائقی سے اس روٹی کو کھاتے یا خداوند کے پیالے کو پیتے۔ اگر سیکرامینٹ میں محض روٹی اور انگوری شیرہ ہی ہوتے؟ کس طرح نالائقی سے اس سیکرامینٹ کا لینے والا خداوند کے بدن اور لہو کا گنہگار ہوتا۔ اگر خداوند کا بدن اور لہو اقدس یوخارسٹ کے سیکرامینٹ میں موجود نہ ہوتے؟

س - مقدس پولوس کے آخری الفاظ کیا ہیں؟

ج - "پس آدمی پہلے آپ کو جانچے۔ اور یونہی اس روٹی میں سے کھائے۔ اور اس پیالے سے پیوے۔ کیونکہ جو نالائقی سے کھاتا اور پیتا ہے۔ سو خدا کے بدن کی تمیز نہ کر کے اپنی سزا کھاتا اور پیتا ہے۔" (آیت ۲۸ و ۲۹)

لیکن کس طرح کوئی مسیحی اپنی سزا کھا سکتا ہے۔ اور پی سکتا ہے۔ یعنی کس طرح کوئی مسیحی خداوند کے بدن کی تمیز نہ کرنے سے اپنے تئیں دائمی جہنمی ٹھیرا سکتا ہے۔ اگر خداوند کا بدن سیکرامینٹ میں موجود نہیں ہے۔ اگر اقدس یوخارسٹ مسیح کا حقیقی بدن اور لہو ہے۔ تو مقدس پولوس کے الفاظ پُرمعنی اور قابل سمجھ ہیں۔ اور برخلاف اس کے اگر اقدس یوخارسٹ محض روٹی اور انگوری شیرہ ہی ہے۔ تو مقدس پولوس کے الفاظ بالکل ناقابل سمجھ اور لغو ہیں۔

س - تم انجیل کی اُن سب آیتوں سے جن کا ہم نے اقدس یوخارسٹ کی نسبت اقتباس کیا ہے کیا عام نتیجہ نکالتے ہو؟

ج - ہم یہ عام نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ وہ شخص جو پاک نوشتے کو کلامِ خدا مانتا ہے۔ اس کو یہ بھی ضرور ہی ماننا چاہیئے۔ کہ اقدس یوخارسٹ یسوع مسیح کا حقیقی بدن اور لہو ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر زیادہ صاف طور سے کوئی اور سچائی پاک نوشتے میں بیان نہیں کی گئی ہے۔ اور وہ پروٹسٹنٹ جو اس سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی بائبل کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں بہ نسبت اس کے وہ رسولوں اور خود مسیح کو جھوٹا جانیں۔

ششم۔ حقیقی موجودگی کا اور ثبوت

یعنی

ابتدائی کلیسیا کا ایمان

س۔ کیا پاک نوشتہ کے علاوہ اقدس یوخارسٹ میں یسوع مسیح کی حقیقی موجودگی کو ثابت کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی اور ثبوت ہے؟

ج۔ ہاں۔ ہمارے پاس ابتدائی کلیسیا کی روایت ہے۔ پروٹسٹنٹ جیسے کہ ہم بارہا کہہ چکے ہیں عموماً یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے دو یا تین صدیوں تک اپنی کلیسیا کو گمراہی سے بچائے رکھا۔ پس ہم دیکھیں کہ پہلی صدیوں کے مسیحی کیا ایمان رکھتے تھے۔

س۔ مقدس پطرس کے بھائی مقدس اندریاس رسول کے الفاظ کا حوالہ دو۔

ج۔ اگیاس (Aegeas) آخیا کے صوبیدار نے رسول کو کہا۔ کہ اگر تو دیوتاؤں کو قربانی نہ چڑھائے گا۔ تو میں تجھ کو صلیب سے جس کی تو اتنی تعریف کرتا ہے۔ جکڑ دونگا۔" مقدس اندریاس نے اس کا یہ جواب دیا کہ "میں ہر روز خدا تعالےٰ کو ایک زندہ قربانی چڑھاتا ہوں۔ میں جلتے ہوئے قربان یا بیل یا بکرے کا گوشت نہیں چڑھاتا ہوں۔ بلکہ میں ہمیشہ قربانگاہ پر بے عیب برّے (یعنی یسوع مسیح کو جس کو مسیحی پاک سیکرامینٹ میں لیتے ہیں۔ اور جو ہمیشہ زندہ اور مکمل رہتا ہے) کو چڑھاتا ہوں۔" (Brev: Rom)

س۔ مقدس اگناشیئس شہید جو مسیح کے صعود کے بہتر سال بعد شہید ہوا۔ کیا بیان کرتا ہے؟

ج۔ اپنے زمانے کے بعض بدعتیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ یوخارسٹ سے بغض رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ یوخارسٹ کو ہمارے نجات دہندہ یسوع مسیح کا حقیقی گوشت یعنی وہی گوشت جس نے ہمارے گناہوں کے لئے تکلیف اٹھائی۔ اور وہی گوشت جس کو خدا باپ

نے موت سے پھر جلایا۔ نہیں مانتے۔ مگر جو شخص خدا کے عطیے سے منکر ہوتے ہیں۔ اپنی ہی سرکشی سے ہلاک ہونگے (Epistle to the Smyrn, n. 7.)

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور ثبوت ہیں؟

ج۔۔ دوسری صدی میں مقدس جسٹن فیلسوف اور شہید مسیحی قربانی کی ریتوں کو بیان کرنے کے بعد کہتا ہے۔ کہ اسی خوراک کو ہم یوخارسٹ کہتے ہیں۔ اور صرف وہ شخص اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو ہماری تعلیم کو مانتے ہیں۔ اور جنہوں نے گناہوں کی معافی کے لئے بپتسمہ پایا ہے اور جو یسوع مسیح کے حکموں پر چلتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس کو عام روٹی اور عام انگوری شیرہ نہیں سمجھتے لیکن جیسے کہ خدا کا کلمہ یعنی یسوع مسیح ہماری نجات کے لئے مجسم ہوا۔ ویسے ہی ہم جانتے ہیں۔ کہ خدا کے کلام سے اقدس یوخارسٹ نجات دہندہ یسوع کا بدن اور لہو بن جاتا ہے" (اپولوجی ٹو دی ایمپرر انٹونینوش)

اسی صدی میں طرطولیان (Tertullian) کہتا ہے۔ کہ ہمارا گوشت مسیح کے گوشت اور لہو سے پرورش پاتا ہے۔ تاکہ ہماری جان خود خدا سے فربہ ہو۔

Ut et animade Des saginetur De resurr carnial. 8)

مقدس سائپرین تیسری صدی کے شروع میں ان شخصوں کی بابت جو مسیح کا انکار کرنے کے بعد اپنے گناہوں کا اعتراف کئے بغیر اقدس یوخارسٹ لیتے ہیں۔ یہ کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جب نالائقی سے یوخارسٹ کو اپنے منہ میں لیتے ہیں۔ تو بُری طرح سے مسیح کے بدن اور لہو کی توہین کرتے ہیں۔ وہ خداوند کے خلاف اس گناہ کی بہ نسبت جو اُنہوں نے اس کا انکار کرنے سے کیا تھا۔ زیادہ سخت گناہ کرتے ہیں

چوتھی اور پانچویں صدی کے کلیسیائی بزرگوں کا اقتباس کرنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ تمام پروٹسٹنٹ لوگ معترف ہیں۔ کہ وہ اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کے معنی کی بابت متفق الرائے ہیں۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ رسولوں کے زمانہ سے تمام کلیسیا نے ہمیشہ یوخارسٹ

کو یسوع مسیح کا حقیقی بدن اور لہو مانا ہے۔ ہم سنجیدگی سے پروٹسٹنٹوں کو کہتے ہیں۔ کہ وہ کسی ایک قدیم مقدس بزرگ کا ہی حوالہ دیں۔ کہ جو اس بات کو تسلیم کرتا ہو۔ کہ اقدس یوخارسٹ محض روٹی اور انگوری شیرہ یا خداوند کے عشاء ربانی کی محض یادگار ہو۔

ہفتم۔ حقیقی موجودگی کا دوسرا ثبوت
یعنی
مفترقین اور پروٹسٹنٹوں کی شہادتیں

س۔ کیا مفترقین یونانی (سزمے ٹیکس گریکس) جو تقریباً ہزار سال سے کاتھولک کلیسیا سے جدا ہو گئے ہیں۔ یوخارسٹ کے مضمون پر کاتھولک لوگوں کی طرح عقیدہ رکھتے ہیں؟

ج۔ ہاں۔ اپنے عام قاعدہ ایمان میں جس پر سات آرچ بشپوں کے دستخط موجود ہیں۔ وہ حسب ذیل تسلیم دیتے ہیں۔

(۱) یہ کہ یسوع مسیح کا زندہ بدن جو مصلوب ہوا۔ جو آسمان پر گیا۔ اور جو خدا باپ قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھتا ہے۔ دراصل اقدس یوخارسٹ میں موجود ہے۔ مگر نادیدنی طور پر۔

(۲) یہ کہ روٹی اور انگوری شیرہ تقدیس کے بعد حقیقت میں یسوع مسیح کا بدن اور لہو بن جاتا ہے۔ اور ظاہری صورتیں (ایکس سیڈینٹ) جو باقی رہ جاتی ہیں حقیقت میں روٹی اور انگوری شیرہ نہیں ہوتیں۔ گو وہ روٹی اور انگوری شیرہ دکھائی دیتے ہیں۔

(۳) یہ کہ یوخارسٹ جس کو مسیح نے مقرر کیا ہے۔ زندوں اور مردوں کے لئے ایک قربانی ہے۔ اور جس کو ہم روایۃً رسولوں کے زمانہ سے مانتے چلے آتے ہیں۔

(۴) اقدس یوخارسٹ حاصل کرنے والے یسوع مسیح کا مکمل بدن لیتے ہیں۔ خواہ وہ لائق ہوں یا نالائق لائق شخص اس کو اپنی نجات کے لئے لیتے ہیں۔ اور نالائق اپنی سزا کے لئے

وہ پروٹسٹنٹ جو ہمیشہ یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی واقعی حضوری کا عقیدہ

La Perpetuité de la foi tom 27.12

رُومی کلیسیا کی ایجاد ہے۔ اس قاعدہٴ ایمان سے ایسے چونکے۔ کہ اُن کے مشہور خادم الدین کلوڈے نے اس حقیقت کے تصدیق کرنے کے لئے لکھا۔ مشرقی یونانی بشپوں نے مئی ۱۶۷۲ء میں بالکل صاف زبان میں مذکورہ بالا قاعدہٴ ایمان کے ہر ایک لفظ کی تائید کر کے جواب دیا۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ مشرقی یونانی کلیسیا آج کل بھی کاتھولک کلیسیا کی مانند حقیقی موجودگی کو مانتی ہے۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹوں کے درمیان بھی بہت لوگ ایسے نہیں ہیں۔ جو حقیقی موجودگی کو مانتے ہیں؟

ج۔ ہاں۔ لوتھر کے پَیرو اور چرچ آف انگلینڈ کے بہت اشخاص اور بہت سے لوگ جو دوسرے فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی مانتے ہیں۔

س۔ لوتھر نے یوخارسٹ کے بارے میں کیا تعلیم دی ہے؟

ج۔ اس نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ اگر ہم حقیقی موجودگی سے انکار کریں۔ تو ہم کو پاک نوشتوں کی سچائی سے بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ ایک اور جگہ لوتھر کہتا ہے۔ کہ حقیقی موجودگی کا انکار کرنا صریحاً کفر گوئی اور الٰہی صداقت سے انکار کرنا ہے۔ اور انکار کرنے والوں کو لوتھر شیطانوں کا گروہ کہتا ہے۔

س۔ چرچ آف انگلینڈ کی اس سیکرامینٹ کی بابت اصلی تعلیم کیا ہے؟

ج۔ دعائے عمیم کی کتاب میں ہم سب ذیل سوال پڑھتے ہیں۔ کہ "عشاء ربانی کی اندرونی شے کیا ہے"؟ جواب "مسیح کا بدن اور لہو جو عشاء ربانی میں سچ مچ اور درحقیقت ایماندار لوگ لیتے ہیں"۔

مگر ہم کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ایسٹیبلشڈ چرچ کے بہت سے ہادیانِ دین نے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ الفاظ سچ مچ اور درحقیقت جو ان کی دعائے عمیم کی کتاب میں درج ہیں۔ "بالکل نہیں" "اور کچھ نہیں" کے معنی رکھتے ہیں۔ مگر وہ جو چاہیں سو کہیں۔ لیکن یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ دُعائے عمیم کی کتاب بنانے والے اقدس یوخارسٹ کو مانا کرتے تھے۔

س۔ کیا تمہارے پاس اور بھی پروٹسٹنٹ شہادتیں ہیں؟

ج۔ سب سے مشہور پروٹسٹنٹ لیبنز Leibnitz علیم بیان کرتا ہے۔ کہ "زمانہٴ سلف کے مقدس لوگوں نے صاف صاف طور پہ بیان کیا ہے۔ کہ روٹی مسیح کے بدن میں اور شیرہٴ انگور اس کے لہو میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور اس تبدیلی کو لاطینی لوگوں نے تبدیلِ جوہر Transubstany

tiation) کہا ہے۔" د (Syst Theol. fr ...

مُعلّم پارکر اکسفورڈ کا پروٹسٹنٹ بشپ تسلیم کرتا ہے۔ کہ" تمام لوگوں کے لئے جو مذہبی تعلیم سے کسی قدر واقف ہیں۔ یہ صریح ہے۔ کہ قدیمی مقدس مورخوں نے وقتاً فوقتاً حقیقی موجودگی کو پُرزور الفاظ میں بیان کیا ہے۔" د Reasons for Abrogating the test p. 13.

ایسی شہادتوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ مگر یہ شہادتیں بالکل کافی ہیں۔ کیا کوئی یہ خیال کر سکتا ہے۔ اور کہ بدعتی مفترق بھی حقیقی موجودگی کے بعید از عقل مسئلہ کو یقین کر لیتے۔ اگر ایسا بڑا مسئلہ صریحاً پاک نوشتے میں درج نہ ہوتا۔ یا اگر اُن آیتوں کے معنی جو اقدس یوخارسٹ کی بابت بیان کئے گئے ہیں۔ کچھ اور ہوتے؟ اگر یوخارسٹ کا مسئلہ صاف صاف طور سے پاک نوشتے میں درج نہ ہوتا۔ تو مفترق اور بدعتی لوگ اس کو ہرگز قبول نہ کرتے۔

ہشتم۔ حقیقی موجودگی کے خلاف پروٹسٹنٹ حجتوں کے جوابات

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ یسوع مسیح اقدس یوخارسٹ میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات ناممکن ہے؟

ج۔ کیا وہ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں۔ کہ خدا کے نزدیک سب کچھ ہو سکتا ہے د مرقس ۱۰: ۲۷) یہ کہنا کہ یسوع مسیح کے نزدیک چند امور ناممکن ہیں۔ اور یہ کہنا کہ وہ سچا زندہ خدا نہیں ہے ایک ہی بات ہے۔

س۔ کیا بعض پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ یوخارسٹ میں یسوع مسیح کی موجودگی فرض کر لینا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ مسیح وہی فضل ہم کو اور طرح سے بھی دے سکتا تھا؟

ج۔ بے شک وہ اور طرح سے بھی فضل دے سکتا تھا۔ اگر اس کی ایسی ہی مرضی ہوتی۔ اسی طور سے اگر اُسے ایسا پسند آتا۔ تو بلا انسان بنے۔ اور صلیب پر مرنے کے بنی آدم کو نجات

دے سکتا تھا۔ مگر اس نے اس عجیب طریقہ کو جو اس کی محبت کے لئے نہایت مناسب اور اپنی طرف ہمارا پیار اُبھارنے اور اُکسانے کا نہایت درست طریقہ تھا پسند کیا ہے۔ تو پھر کون ایسی جرأت کرے گا۔ کہ منصف بن کر اس سے پوچھے کہ کیوں ایسا بڑا کام کیا۔ اور کیوں اس طریقہ سے کیا؟

س۔ کیا بعض پروٹسٹنٹ معلّم یہ نہیں کہتے۔ کہ مسیح کو مجبوراً یہ کہنا پڑا۔ کہ "یہ میرا بدن ہے"۔ کیونکہ سریانی زبان میں ایسے لفظ پائے ہی نہیں جاتے۔ جو تشبیہ یا استعارہ کو ظاہر کریں؟

ج۔ یہ بات سچ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صاف صاف طور سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ سُریانی زبان میں چالیس سے زیادہ مختلف لفظ ہیں۔ جو تشبیہ و استعارہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے رسولوں نے جنہوں نے انجیل کو یونانی زبان میں لکھا۔ اور باوجودیکہ اس زبان میں الفاظ تشبیہ و استعارہ کے پائے جاتے ہیں۔ کیوں ہمیشہ اور لازماً لفظ "ہے"۔ کا استعمال بجائے کسی اور لفظ کے کیا؟

س۔ لیکن کیا انسانی گوشت کھانا۔ اور انسانی خُون پینا مکروہ اور انسانی فطرت کے خلاف نہیں؟

ج۔ اگر یہ گوشت اور لہو اپنی قدرتی شکل میں ہوتے۔ تو بے شک ایسا ہوتا۔ مگر یوخارسٹ میں وہ الٰہی محبت کے معجزے سے نہایت فرحت بخش غذا یعنی روٹی اور شیرۂ انگور کی صورت میں ہوتے ہیں۔

س۔ کیا مسیح نے یہ نہیں کہا ہے۔ کہ یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو (لوقا ۲۲: ۱۹) جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ یسُوع مسیح سیکرامینٹ میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ ہم حاضر چیزوں کو نہیں بلکہ غیر حاضر کو یاد کرتے ہیں؟

ج۔ یہ محض بیہودہ نکتہ چینی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "تُو اپنے خالق کو اپنی جوانی کے دنوں میں یاد کر"۔ (واعظ ۱۲: ۱) اب کون بے وقوف شخص یہ کہے گا۔ کہ ہماری جوانی کے دنوں میں ہمارا خالق ہم سے غیر حاضر ہے۔ ہم پاک نوشتہ میں پڑھتے ہیں۔ کہ ایک شے اپنی ہی یادگاری ہو سکتی ہے۔ مثلاً مَن۔ جو عہدنامہ کے صندوق میں رکھا گیا۔ اور مُوسےٰ کا عصا۔ جس کے ساتھ موسےٰ نے بہت

معجزے کئے۔ بذاتہ اپنی یادگاریاں تھیں۔

س۔ کیا یہ الفاظ کہ "یہ میرا بدن ہے" مجازی طور پر نہ سمجھنے چاہئیں۔ جیسے کہ یہ الفاظ کہ "میں دروازہ ہوں"۔ (یوحنا ۱۰: ۹) اور مقدس پولوس کے حسب ذیل الفاظ کہ "وہ پتھر مسیح تھا" (۱ قرنتیوں ۱۰: ۴) بلاشبہ مجازی طور پر سمجھے جاتے ہیں؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ جب یسوع مسیح نے کہا۔ کہ "میں دروازہ ہوں"۔ خود انجیل بیان کرتی ہے۔ کہ مسیح مجازی طور پر بولا۔ "یسوع نے یہ تمثیل انہیں کہی۔ لیکن وہ نہ سمجھے"۔ (یوحنا ۱۰: ۶) جب مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ بادل اور بحیرہ قلزم کا راستہ بپتسمہ کے نشان ہیں۔ من بدن کا نشان اور حوریب کی چٹان کا پانی مسیح کے لہو کا نشان ہے۔ تو اس پر یہ بھی ایزاد کرتا ہے۔ کہ اور سبھوں نے ایک ہی روحانی پانی پیا۔ پھر انہوں نے اس روحانی پتھر میں سے جو اُن کے پیچھے چلا پانی پیا اور وہ پتھر (روحانی) مسیح تھا (۱ قرنتیوں ۱۰: ۴) یہ لفظ "روحانی" جو دوبارہ مذکورہ بالا آیت میں وارد ہوا ہے۔ کُل معنی کو بیان کرتا ہے۔ اور ثابت کرتا ہے۔ کہ یسوع مسیح صرف مجازی طور پر وہ چٹان تھا

مگر ان الفاظ کے ساتھ کہ "یہ میرا بدن ہے"۔ کسی قسم کی تشریح نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اشارہ ہے۔ جو ظاہر کرے۔ کہ مسیح نے مجازاً کہا۔ اور ہم اس بات کو اوپر پورے طور سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ایسا خیال کرنا بالکل غلط ہے۔

س۔ کیا انجیل یہ نہیں کہتی۔ کہ یسوع کا بدن بہشت میں ہے۔ اور وہ دنیا کے آخر تک بہشت ہی میں رہے گا؟

ج۔ یہ بات سچ ہے۔ مگر انجیل ہم کو یہ بھی یقین دلاتی ہے۔ کہ یسوع مسیح کا بدن اقدس یوخارسٹ میں بھی ہے۔ اس لئے ہم دونوں باتوں کو مانتے ہیں۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح اپنے صعود کے بعد ظاہر طور پر مقدس پولوس کو دکھائی دیا؟

س۔ کس طرح یسوع مسیح کا بدن۔ بہشت اور دنیا کے اتنے مقامات میں ہو سکتا ہے؟

ج۔ خدا تعالےٰ کی قدرت ہے۔ جس کے نزدیک تمام باتیں ممکن ہیں۔ کس طرح انسان خدا

کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ کیونکر ایسا کر سکتا ہے؟ کیا خدا کے لئے ایسا کہنا کفر گوئی نہیں ہے؟ کس طرح انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ خدا میں تین شخص ہیں۔ کس طرح ایک ہی اقنوم د ہستی کی وحدانیت میں یسوع مسیح سچا خدا اور سچا انسان بھی ہے؟ کس طرح ہماری روح ایک ہی وقت میں ہمارے جسم کے ہر ایک حصے میں سالم کی سالم موجود ہوتی ہے؟ کس طرح مسیح نے پانچ ہزار آدمیوں کو پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے کھانا کھلایا۔ اور سب نے کھایا اور آسودہ ہو گئے۔ اور انہوں نے ٹکڑوں سے بارہ ٹوکریاں بھریں۔ اور کچھ بقیہ مچھلیاں بھی اٹھائیں۔ (مرقس ۶: ۴۱ و ۴۳) خوب یاد رکھو۔ کہ اس معجزے کے موقع پر یسوع نے اقدس یوخارسٹ کا اوّل دفعہ ذکر کیا تھا۔

کیا پروٹسٹنٹ لوگ رسولوں کے کلمے کی پہلی آیت کو نہیں مانتے؟ کہ میں ایک خدا پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو قادر مطلق باپ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور کیا خدا تعالےٰ کی قدرت کے بھیدوں کے جاننے کے درپے ہونا دیوانگی نہیں؟

س۔ کس طرح مسیح کا سارا بدن اور لہو ایک چھوٹی سی ہوسٹیا (قرص اقدس) میں اور نیز اس کے ایک چھوٹے سے ذرّے میں بھی ہو سکتا ہے؟

ج۔ خدا کی اُسی قدرت سے جس سے ساری دنیا نیست سے ہست ہوئی ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک سب کچھ ممکن ہے۔ (متی ۱۹: ۲۶)

س۔ کیا یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا۔ کہ غریب لوگ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن میں ہمیشہ تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ (مرقس ۱۴: ۷)

ج۔ ہاں۔ مگر یسوع مسیح اپنی فانی اور ظاہرا موجودگی کی بابت کہتا تھا۔ کیونکہ وہ کسی اور جگہ کہتا ہے۔ کہ دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں"۔ (متی ۲۸: ۲۰)

س۔ حقیقی موجودگی کے خلاف تمام ممکن حجتوں کا عام جواب کیا ہے؟

ج۔ تمام حجتوں کا جواب یہ ہے۔ کہ یسوع مسیح چونکہ سچا خدا ہے۔ اس لئے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ ہمارے قیاس سے زیادہ کر سکتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اقدس یوخارسٹ میں مسیح کا بدن اور لہو دراصل موجود ہے۔ اس لئے اگرچہ ہم اس بھید کو سمجھ نہیں سکتے۔ تاہم ہم کو یہ ماننا

چاہیئے۔ کہ جب خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ اس طرح ہے۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ اس طرح نہیں ہے۔

۸ہم یسوع مسیح کس طرح پاک سِری قدس یوخارسٹ میں موجود ہے

یعنی

تبدیلِ جوہر

س۔ تبدیلِ جوہر کیا ہے؟

ج۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ کہ لوتھر کے پیرو اقدس یوخارسٹ میں یسوع مسیح کی حقیقی موجودگی کو مانتے ہیں۔ مگر وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح روٹی اور مے میں ہے۔ یا روٹی اور شیرۂ انگور کے ساتھ ہے۔ برعکس اس کے کاتھولک کلیسیا یہ مانتی ہے۔ کہ روٹی اور مے کا جوہر یسوع مسیح کے بدن اور لہو کے جوہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور بجز روٹی اور شیرۂ انگور کی بیرونی صورتوں کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ ہم جوہر کی اس تبدیلی کو تبدیلِ جوہر کہتے ہیں۔

س۔ تم اس تبدیلِ جوہر کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج۔ میں انجیل کی مذکورہ بالا آیتوں سے اس کو ثابت کرتا ہوں۔ یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا۔ کہ اس میں یا اس کے ساتھ میرا بدن اور لہو ہے۔ مگر اُس نے یہ کہا۔ کہ یہ میرا بدن ہے۔ یہ میرا لہو ہے۔ ان الفاظ سے یہ نتیجہ صریحاً نکلتا ہے۔ کہ جو کچھ یسوع مسیح کے ہاتھوں میں تھا۔ وہ روٹی اور مے نہ تھی۔ بلکہ اس کا بدن اور لہو تھا۔

س۔ کیا مقدس پولوس اس سیکرامینٹ کو روٹی نہیں کہتا ہے؟ (۱ قرنتیوں ۱۱: ۲۷ و ۲۸)

ج۔ ہاں۔ کیونکہ یہ سیکرامینٹ روٹی کی صورت رکھتا ہے۔ مگر مقدس پولوس یہ بھی کہتا ہے

کہ جو کوئی اس روٹی کا شریک ہوتا ہے۔ وہ خداوند کے بدن کا شریک ہوتا ہے۔ اور جو کوئی نالائقی سے یہ روٹی کھائے۔ تو وہ خداوند کے بدن کا گنہگار ہوتا ہے۔ یسوع مسیح نے بھی اس سیکرامینٹ کو روٹی کہا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ وہ روٹی جو میں دنیا کی زندگی کے لئے دوں گا۔ میرا گوشت ہے۔ (یوحنا ۶: ۵۲) یسوع نے یہ نہیں کہا۔ کہ روٹی میں یا روٹی کے ساتھ میرا گوشت ہے۔ دنیا کی زندگی کے لئے

س۔ اگر اقدس یوخارست میں روٹی مسیح کے بدن میں بدل جاتی ہے۔ تو پھر کیوں یہ سیکرامینٹ روٹی کہلاتا ہے؟

ج۔ ہمارے پاس کتاب مقدس میں بہت سی مثالیں ہیں۔ جن میں بدلی ہوئی شے۔ اس شے کے نام سے کہلاتی ہے۔ جس سے کہ وہ بدلی گئی ہے۔ مثلاً حوا۔ آدم کی ہڈی کہلاتی ہے۔ (پیدائش ۲: ۲۳) آدم خاک کہلاتا ہے۔ (پیدائش ۳: ۱۹)

موسیٰ کا عصا سانپ ہونے کے بعد بھی عصا ہی کہلاتا ہے۔ (خروج ۷: ۱۲)

جس پانی کو مسیح نے مے میں تبدیل کیا۔ وہ پانی ہی کہلاتا ہے۔ (یوحنا ۲: ۹) ماسوا اس کے کتاب مقدس چیزوں کو انہی ناموں سے پکارتی ہے۔ جو کہ ظاہری طور پر نظر آتی ہیں۔ مثلاً فرشتے انسانی صورت میں انسان ہی کہلاتے ہیں۔ (پیدائش باب ۸)

س۔ کیا یسوع مسیح نے اس سیکرامینٹ کو انگور کا پھل نہیں کہا؟ (لوقا ۲۲: ۱۸ و متی ۲۶: ۲۹)

ج۔ یہ نام مسیح نے سیکرامینٹ کو نہیں دیا۔ بلکہ اس عام شیرۂ انگور کو دیا۔ جو اس نے رسولوں کے ساتھ (جب وہ فسح کا برّہ کھا رہا تھا) اس سیکرامینٹ کے مقرر کرنے سے پہلے پیا تھا۔ جیسا کہ مقدس لوقا کے لفظوں سے ظاہر ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ انگور کا رس پھر نہ پیوں گا۔ جب تک خدا کی بادشاہت نہ آئے۔ پھر روٹی لی اور شکر کر کے توڑی وغیرہ۔ اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالے کو لے کر کہا۔ یہ پیالہ نیا عہد ہے۔ میرے لہو میں جو تمہارے لئے بہایا جاتا ہے۔ (لوقا ۲۲: ۱۸ و ۲۰) اور یہ بھی تسلیم کر کے کہ ہمارے نجات دہندہ نے اس سیکرامینٹ کو انگور کا پھل کہا۔ تو یہ عبارت تبدیلِ جوہر کے خلاف کوئی بات ثابت نہیں کرے گی۔ کیونکہ ہم اوپر دیکھ

چکے ہیں۔ کہ کتاب مقدس اکثر چیزوں کو اسی نام سے جو بظاہر معلوم ہوتی ہیں پکارتی ہے۔ اور مقدس پولوس بھی اس سیکرامینٹ کو بہ سبب اس کی بیرونی صورت کے روٹی کہتا ہے۔

س۔ یسوع مسیح کتنی دیر تک اقدس یوخارسٹ کے سیکرامینٹ میں رہتا ہے؟

ج۔ جب تک کہ روٹی اور انگوری شیرہ کی بیرونی صورتیں اپنی قدرتی حالت اور شکل میں رہتی ہیں۔ مگر جب روٹی اور شیرۂ انگور کی بیرونی صورتیں بدل جاتی ہیں۔ تو یسوع مسیح موجود نہیں رہتا اس لئے پاک شراکت کے بعد یسوع مسیح اوسٹیا (قرصِ اقدس) میں تب تک رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ قرصِ روٹی کی صورت اور بیرونی خاصیت رکھتا ہے۔ اور جس وقت روٹی کی قدرتی صورت معدے میں بدل جاتی ہے (جو چند لمحہ کے بعد وقوع میں آتی ہے۔) تو اس وقت یسوع مسیح موجود نہیں رہتا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ چونکہ اب یسوع مسیح کا بدن اور لہو غیر فانی۔ بے اثر پذیر اور لازوال ہے۔ اس لئے گو روٹی اور مے کی بیرونی صورتیں منقسم ہو سکتی ہیں۔ بگڑ سکتی ہیں اور قابلِ توہین ہو سکتی ہیں۔ مگر یسوع مسیح کو مقدس یوخارسٹ میں ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ نہ وہ منقسم ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ بگڑ سکتا ہے۔

س۔ لیکن کیا یسوع مسیح کا بدن جب اوسٹیا ٹکڑوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ منقسم نہیں ہو جاتا ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ یسوع مسیح ہر حصے میں سالم کا سالم ہے۔ جیسے کہ وہ سالم ہوسٹیا میں تھا

س۔ تم اس کو کیسے ثابت کر سکتے ہو؟

ج۔ ہم اس کو اس طرح ثابت کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے روٹی کو توڑا۔ اور بارہ رسولوں کو دی۔ بارہ رسولوں نے پیالے میں سے تھوڑی سی مے پی۔ مگر ان میں سے ہر ایک نے یسوع مسیح کے بدن کا بارھواں حصہ نہیں لیا۔ نہ مسیح کے لہو کا بارھواں حصہ لیا بلکہ انہوں نے مسیح کو سالم کا سالم لیا۔

س۔ کیا اس سیکرامینٹ کی بابت حواسوں کو دھوکا نہیں لگتا؟

ج۔ بالکل نہیں۔ ہمارے حواس صرف بیرونی صفتوں کو جانچ سکتے ہیں۔ مگر اصلی جوہر ہمارے حواس کی رسائی سے باہر ہیں۔ اب اس سیکرامینٹ میں حواس۔ روٹی اور مے کی بیرونی صورتوں کو محسوس کرتے ہیں۔ ان کا جوہر وہاں نہیں ہے۔

دہم۔ کس قسم کی روٹی اور مے اقدس یوخارسٹ میں استعمال کی جاتی ہیں

س۔ اقدس یوخارسٹ میں کلیسیا کس قسم کی روٹی استعمال کرتی ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا عموماً بے خمیری روٹی استعمال کرتی ہے۔ یعنی وہ روٹی جو عمدہ گیہوں کے میدہ کی بنائی جائے۔ اور اس میں سوائے خالص پانی کے اور کچھ نہ ہو۔ مگر خمیری روٹی جس کو یونانی کلیسیا استعمال کرتی ہے۔ اقدس یوخارسٹ کے سیکرامینٹ کے لئے جائز مادہ ہے۔ بشرطیکہ وہ گیہوں کے آٹے سے بنائی گئی ہو۔ کیونکہ خمیری اور بے خمیری روٹی کا فرق ضروری نہیں دونوں صورتوں میں روٹی کی خاصیت یکساں ہی رہتی ہے۔

س۔ اس سیکرامینٹ کے لئے کلیسیا خمیری روٹی کو کیوں استعمال میں نہیں لاتی؟

ج۔ تاکہ یسوع مسیح کی مثال کی پیروی کی جائے۔ اس نے عشاء ربانی کے وقت جب کہ اس نے یہ سیکرامینٹ مقرر کیا۔ تو بے خمیری روٹی ہی کا استعمال کیا تھا۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ جب یسوع مسیح نے اقدس یوخارسٹ کو مقرر کیا۔ تو انجیل کے مطابق وہ بے خمیری روٹیوں کا پہلا دن تھا۔ (متی ۲۶: ۱۷، مرقس ۱۴: ۱۲ و لوقا ۲۲: ۷) اب اُس دن اور تمام اگلے ہفتے میں سوائے بے خمیری روٹی کے اور کسی قسم کی روٹی اسرائیل میں پائی نہیں جاتی تھی۔ اور اگر کوئی شخص سوائے اُس کے دوسری قسم کی روٹی کا استعمال کرتا تھا۔ تو اس کو موت کی سزا ملتی تھی ”سات دن تک تم بے خمیری روٹی کھاؤ۔ تم پہلے ہی دن خمیر اپنے گھروں

سے باہر کر دیجیو۔ اس لئے کہ جو کوئی پہلے دن سے لے کے ساتویں دن تک کسی دن خمیری روٹی کھائے گا۔ تو وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹا جائے گا۔" (خروج ۱۲: ۵) سات دن تک تمہارے گھروں میں خمیر پایا نہ جائے (آیت ۱۹) اس لئے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمارے نجات دہندہ نے اقدس یوخارسٹ کے مقرر کرنے میں بے خمیری روٹی کا استعمال کیا۔

س۔ کیا کوئی اور وجہ بھی ہے۔ کہ ہم کیوں بے خمیری روٹی کو اقدس یوخارسٹ میں استعمال کرتے ہیں؟

ج۔ ہاں ہے۔ پاک نوشتے کے مطابق بے خمیری روٹی صداقت اور سچائی کا نشان ہے آ ب آؤ ہم عید کریں۔ پرانے خمیر سے نہیں۔ اور نہ ہی بدی و شرارت کے خمیر سے بلکہ صاف دلی اور سچائی کی بے خمیری روٹی سے (اقرنتیوں ۵: ۸)

س۔ اقدس یوخارسٹ کے سیکرامینٹ میں کلیسیا کس قسم کی مے استعمال کرتی ہے!

ج۔ شیرہ انگور کا۔ جس میں رسولی روائیت کے موافق ہم تھوڑا سا پانی بھی ملا دیا کرتے ہیں

س۔ کیا شیرۂ انگور میں پانی ملانے کا دستور رسولوں کے زمانے سے چلا آتا ہے؟

ج۔ بلاشک یہ دستور رسولوں کے زمانے سے ساری کلیسیا میں مانا جاتا ہے۔ جیسے کہ مقدس جسٹینوس۔ ارنی قوس۔ پریانوس۔ اور دوسرے قدیمی مقدس مورخوں کی شہادت سے ظاہر ہے۔

س۔ کیا یسوع مسیح نے اپنے رسولوں کو پیالہ دیتے وقت مے میں کچھ پانی ملایا تھا؟

ج۔ غالباً ملایا تھا۔ گو انجیل اس کا ذکر نہیں کرتی۔ کیونکہ کس طرح ہم کلیسیا کے قدیمی اور عالمگیر دستور کا بیان کر سکتے۔ اگر یسوع مسیح نے اس سیکرامینٹ کی تقرری کے وقت مے میں پانی نہ ملا دیا ہوتا؟

س۔ کیا مے میں پانی ملانے کا کتاب مقدس میں کوئی ذکر نہیں ہے؟

ج۔ سلیمان کے امثال میں ہم حسب ذیل نبوتی الفاظ پڑھتے ہیں۔ کہ چلا آ۔ اور میری روٹیوں میں سے کھا۔ اور اس مے میں سے پی جسے میں نے ملایا ہے۔" (امثال ۹: ۵) اقدس یوخارسٹ کے مقرر کرنے میں مے میں پانی ملانے کی بابت مسیح کی نبوت ہے۔ اور قدیمی کلیسیا کے کل مقدس

موّرخوں نے اس آیت کو ایسا ہی سمجھا ہے۔ اور اس کی تفسیر کی ہے۔

س۔ کیا پاک پیالے کی مے میں پانی ملانے کے کوئی رازدار معنی نہیں؟

ج۔ لائق علم الٰہی جاننے والوں کی رائے کے مطابق پاک پیالے کی مے میں پانی ملانا یسوع مسیح کے اقنوم میں انسانی اور الٰہی ذاتوں کا اتحاد ظاہر ہوتا ہے۔ اور دینداروں کے ملاپ کو مسیح کے ساتھ جو اُن کا سر ہے ظاہر کرتا ہے۔ اور نیز اُس پانی اور لہو کو بتاتا ہے۔ جو مسیح کے شگافدار پہلو سے بہا۔ جب کہ وہ صلیب پر لٹکا ہوا تھا۔

س۔ یسوع مسیح نے اس سکرامینٹ کے مادے کے لئے کیوں روٹی اور مے کو پسند کیا؟

ج۔ کلیسیا کے مقدس موّرخ اور ہادیانِ دین عموماً یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ مسیح نے حسب ذیل غرض کے لئے روٹی اور شیرۂ انگور کے مادے کو اس سکرامینٹ کے لئے پسند کیا۔

(۱) یہ کہ روٹی اور مے بدن کے لئے نہایت مقوّی اور طاقت بخش ہیں۔ اس لئے اُس سکرامینٹ کے فضل کو ظاہر کرنے کے لئے جو فضل رُوح کی خوراک اور پرورش ہے۔ نہایت ہی مناسب ہیں۔

(۲) یہ کہ روٹی اور مے بہت سے خاص خاص جزوں یعنی اناج اور انگوروں سے بنائی جاتی ہیں۔ اور اس واسطے اس وحدانیت کا صریح نشان ہیں۔ جس کو خداوند بذریعہ اس سکرامینٹ کے دینداروں میں چاہتا ہے۔ جیسے کہ مقدس پولوس کا قول ہے۔ "ہم جو بہت سے ہیں۔ ایک روٹی اور ایک بدن ہیں۔ ہم سب جو ایک ہی روٹی میں شریک ہیں" (اقرنتیوں ۱۰: ۱۷)

یازدہم۔ اقدس یوخارسٹ میں یسوع مسیح کی پرستش

س۔ کیا یسوع مسیح مستقل طور سے اقدس یوخارسٹ میں موجود رہتا ہے؟ (یعنی اُس وقت

کے سوا جب وہ پاک سیکرامینٹ میں لیا جاتا ہو؟

ج ۔ جب تک روٹی اور مے کی صورتیں باقی رہتی ہیں۔ تب تک مسیح بھی تبدل کے الفاظ کے بعد سچ مچ اور مستقل طور سے اقدس یوخارسٹ میں موجود رہتا ہے۔ یہ نہیں جیسے کہ لوتھر کے پیرو کہتے ہیں۔ کہ مسیح صرف پاک سیکرامینٹ کے وقت ہی اقدس یوخارسٹ میں موجود ہوتا ہے

س ۔ تم اس بات کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج ۔ ہم اس بات کو اس طرح ثابت کرتے ہیں۔ کہ جس وقت یسوع مسیح نے یہ کہا۔ کہ یہ میرا بدن ہے۔ یا تو اُس وقت اس کا بدن وہاں (سیکرامینٹ میں) تھا۔ یا اس کے الفاظ سچ نہیں تھے ان الفاظ کا سچ نہ ہونا کفر ہے۔ اسلئے اسکا بدن وہاں موجود تھا لیکن رسولوں نے سیکرامینٹ کو ابھی تک نہیں لیا تھا۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یسوع مسیح سوائے اسوقت کے بھی جبکہ وہ پاک شراکت میں لیا جاتا ہے یوخارسٹ میں موجود ہوتا ہے۔ **س** ۔ اس کو ذرا اور مفصل طور پر بیان کرو؟

ج ۔ یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا۔ کہ جب تم اس کو کھاؤ گے۔ تو یہ میرا بدن ہو جائے گا۔ بلکہ اس نے یہ کہا۔ کہ یہ میرا بدن ہے۔ اگر لوتھر کا مسئلہ سچ ہو۔ تو مسیح کا بدن تبدل کے الفاظ کے اثر سے نہیں۔ بلکہ کھانے کے اثر سے (جو بات بالکل بے معنی ہے) اقدس یوخارسٹ میں موجود ہوتا۔

س ۔ اس مضمون کی نسبت ابتدائی کلیسیا کا کیا ایمان تھا؟

ج ۔ قدیمی کلیسیا اقدس یوخارسٹ کو بیماروں کے لئے پاک برتنوں میں رکھا کرتی تھی۔ اور ایذارسانی کے زمانہ میں اقدس یوخارسٹ اس طرح عرصہ دراز تک رکھا جایا کرتا تھا۔ اور بشپ ایک دوسرے کے پاس اس کو اپنا دلی اتحاد دکھانے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ ایسے دستور سے صریحاً معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتدائی صدیوں کے مسیحی تبدل کے بعد اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی مستقل موجودگی کو مانا کرتے تھے۔ مقدس سرل (Cyril) صریحاً کہتا ہے۔ کہ سوائے بیوقوف کے کوئی اور شخص یہ قیاس نہیں کر سکتا۔ کہ تبدل کے بعد ہی سیکرامینٹ کا اثر جاتا رہتا ہے۔

س ۔ تم نے ثابت کیا ہے۔ کہ یسوع مسیح مستقل طور پر اقدس یوخارسٹ میں موجود ہوتا ہے

پھر اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہم کو اقدس یوخارسٹ کی پرستش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس میں دراصل اور سچ مچ یسوع مسیح جو سچا خدا ہے۔ موجود ہے۔ اور جہاں کہیں وہ ہے۔ بلاشک اس کی پرستش کرنی چاہیئے۔

س۔ کیا اس قسم کی پرستش کرنے کا دستور۔ بُت پرستی نہیں ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ یہ الٰہی عزت سیکرامینٹ کی بیرونی صورتوں کی نہیں کی جاتی۔ بلکہ یسوع مسیح کی کی جاتی ہے۔ جو سچا اور زندہ خدا ہے۔ اور جس کی سارے فرشتے پرستش کرتے ہیں۔ جو روٹی اور مے کی بیرونی صورتوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔

س۔ کاتھولک کلیسیا کیوں اقدس یوخارسٹ کو اپنے گرجاؤں میں رکھتی ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا حسب ذیل مقاصد کے لئے اقدس یوخارسٹ کو اپنے گرجوں میں رکھتی ہے۔

(۱) یہ کہ وہ بیماروں کو پاک شراکت دے سکے۔

(۲) یہ کہ دیندار لوگ ہمیشہ یسوع مسیح کو اپنے درمیان رکھ سکیں۔ اور اس کی زیارت کریں۔ ہم پاک صندوق کے آگے جھکتے ہیں۔ اور دوزانو ہوتے ہیں۔ اور ہم رات دن اس کے آگے ایک چراغ روشن رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ یسوع مسیح دراصل اور سچ مچ اقدس یوخارسٹ میں موجود ہوتا ہے۔

س۔ کیا اقدس یوخارسٹ کے آگے دوزانو ہونے میں کاتھولک لوگ راستی پر ہیں؟

ج۔ ہاں۔ کیونکہ اگر پاک نوشتے کے موافق یسوع کے نام پر گھٹنا ٹیکے۔ (فلپ ۲: ۱۰) تو خود یسوع کے آگے گھٹنے ٹیکنا ہمارے لئے کتنا زیادہ درست اور ٹھیک ہے؟

س۔ کیا بعض لوگ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح اقدس یوخارسٹ میں ہماری پرستش کا خواستگار نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہماری جان کی رُوحانی خوراک ہونے کے لئے ہے؟

ج۔ یسوع مسیح بیت اللحم کی چرنی میں محض پرستش کے لئے موجود نہ تھا۔ مگر تو بھی مشرق کے مجوسیوں نے اس کی پرستش کی۔ مسیح نے اندھے آدمی کو اپنی پرستش کے لئے چنگا

نہیں کیا تھا لیکن تاہم اس شخص نے مسیح کی پرستش کی۔ الغرض جس جگہ مسیح ہے۔ وہیں سچا زندہ خدا ہے۔ اور اس لئے وہیں الٰہی عزت کے ساتھ اس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ اور مقدس آگسٹین کہتا ہے۔ کہ اقدس یوخارسٹ میں یسُوع مسیح کی پرستش نہ کرنی گناہ ہے۔

س۔ کیوں اقدس سیکرامینٹ خاص خاص دنوں میں ظہُور داں میں جو قربانگاہ پر رکھا جاتا ہے لوگوں کو دکھایا جاتا ہے؟

ج۔ اقدس سیکرامینٹ خاص خاص دنوں میں حسب ذیل مقاصد کے لئے لوگوں کو دکھایا جاتا ہے۔

(۱) یہ کہ دیندار لوگ اکثر یسُوع مسیح کی پرستش کیا کریں۔

(۲) یہ کہ یسُوع مسیح کے دیکھنے سے جو ان مقدس بھیدوں میں چھپا ہُوا ہے۔ ان کے دلوں میں زیادہ پرستش اور محبت کرنے کا خیال پیدا ہو۔

(۳) یہ کہ دیندار لوگ یسُوع مسیح کی جو اقدس یوخارسٹ میں موجود ہے۔ برکت کو حاصل کر سکیں۔

دوازدہم ۔ صرف ایک ہی عنصر میں پاک شراکت

س۔ کیا دونوں عناصر میں یوخارسٹ کا سیکرامینٹ لینا ضروری ہے؟

ج۔ حسب ذیل وجوہات کے باعث دونوں صورتوں میں اس سیکرامینٹ کا لینا ضروری نہیں ہے۔

(۱) یہ کہ جو کچھ دونوں صورتوں میں لیا جاتا ہے۔ وہ ایک صُورت میں بھی لیا جاتا ہے۔

(۲) یہ کہ مسیح نے اُن کو جو پاک شراکت ایک صورت میں لیتے ہیں وہی اجر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو اس نے دونوں صورتوں میں لینے والے کے لئے کیا تھا۔

س۔ تم اس بات کو کس طرح سے ثابت کرتے ہو۔ کہ یسُوع مسیح ایک صورت میں بھی مکمل لیا جاتا ہے۔ جیسے کہ دونوں صُورتوں میں؟

ج ۔ یسُوع مسیح اقدس یوخارسٹ میں ایساہی ہے۔ جیساکہ وہ بہشت میں ہے۔ یعنی زندہ اور غیر فانی۔ اور چونکہ زندہ بدن بلاخون کے یا زندہ خون بلا بدن کے نہیں ہوتا۔ اس واسطے یسُوع مسیح سالم کا سالم روٹی کی صورت میں اور سالم کا سالم مے کی صورت میں ہوتا ہے۔

س ۔ کیا دونوں مختلف صورتوں میں وہی چیز نمودار ہوسکتی ہے؟

ج ۔ ہاں۔ مثلاً روح القدس کبوتر کی صورت میں اور پھٹی ہوئی زبانوں کی صورت میں دکھائی دی۔ (لوقا ۳: ۲۲ + اعمال ۲: ۳)

س ۔ مقدس پولوس کیا کہتا ہے؟

ج ۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اس واسطے جو کوئی نالائقی سے یہ روٹی کھائے **یا** خداوند کا پیالہ پیئے تو وہ خداوند کے بدن اور لہُو کا گنہگار ہوگا۔ (۱قرنتیوں ۱۱: ۲۷) اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہر دو صورتوں میں سے کسی صورت میں نالائقی سے پاک شراکت کا لینا جہنمی ہونے کے لئے کافی ہے۔ اور اسی طرح لائقی سے سیکرامینٹ کا لینا نجات حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ جو مسیحی پاک شراکت کو لائقی سے کسی ایک صورت میں لیتے ہیں۔ وہ اس کو اپنی نجات کے لئے لیتے ہیں۔ اور جو اُس کو دونوں صُورتوں میں سے کسی ایک صورت میں نالائقی سے لیتے ہیں۔ وہ اپنے جہنمی ہونے کے لئے لیتے ہیں۔ جیسے کہ مقدس پولوس کے مذکورہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔

س ۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو؟ کہ یسُوع مسیح نے اُن اشخاص کو جو اس سیکرامینٹ کو ایک صورت میں لیتے ہیں۔ وہی اجر دینے کا وعدہ کیا۔ جیساکہ اُن لوگوں کو جو اس کو دونوں صورتوں میں لیتے ہیں؟

ج ۔ یسُوع مسیح کہتا ہے۔ کہ روٹی جو آسمان سے اُتری ہے وُہ ہے۔ کہ جو کوئی اُسے کھائے نہ مرے (یوحنا ۶: ۵۰) اگر کوئی شخص اس روٹی کو کھائے۔ تو ہمیشہ تک جیئے گا۔ (آیت ۵۲) جس طرح سے کہ زندہ باپ نے مجھے بھیجا۔ اور میں باپ سے جیتا ہُوں۔ اس طرح وہ بھی جو مجھے کھاتا ہے مجھ سے جیئے گا۔ (آیت ۵۸) وہ روٹی جو آسمان سے اُتری۔ یہ ہے۔ نہ جیسے کہ تمہارے باپ دادے من کھاکے مر گئے۔ وہ جو یہ روٹی کھاتا ہے۔ ہمیشہ تک جیئے گا۔

(آیت ۵۹)

س - کیا پریسٹ جو دونوں صورتوں میں سیکرامینٹ کو لیتے ہیں - بہ نسبت عام لوگوں کے زیادہ نہیں لیتے ہیں؟

ج - نہیں - وہ وُہی (یسُوع مسیح) لیتے ہیں - مثلاً جیسے کوئی شخص جو دو ہوسٹیا لیتا ہے اس شخص کی بہ نسبت جو صرف ایک ہی لیتا ہے - زیادہ نہیں پائے گا - یا جیسے کوئی شخص جو ہوسٹیا کا ایک ہی حصّہ لیتا ہے - اُس آدمی کی نسبت جو کُل کا کُل ہوسٹیا لیتا ہے - کم نہ پائے گا - ایسے ہی ایک صورت میں پاک سیکرامینٹ کا لینا دونوں صورتوں میں پاک شراکت لینے کے برابر ہے - کیونکہ یسُوع مسیح مکمل ہر صورت میں اور اس کے ہر ایک حصّے میں موجود ہوتا ہے -

س - پھر کیوں پریسٹ ہی صرف پاک پیالے کے شریک ہوتے ہیں؟

ج - اقدس یوخارسٹ قربانی بھی ہے - اور سیکرامینٹ بھی ہے - اور بشپ اور کاہن لوگ اس قربانی کے چڑھانے والے ہوتے ہیں - کیونکہ وُہ اُن بارہ رسولوں کے جانشین ہیں جن کو یسُوع مسیح نے اپنی موت کی یادگاری میں اس قربانی کے چڑھانے کے لئے فرمایا ہے (لوقا ۲۲:۱۹) اب یہ قربانی جو مسیح کی موت کی یادگاری میں چڑھائی جاتی ہے - اس امر کی متقاضی ہے - کہ دونوں صورتیں یعنی روٹی اور مے علیحدہ علیحدہ تبدیل کی جائیں - تاکہ وہ دونوں صورتیں زیادہ ٹھیک طور سے مسیح کے لہو کا اس کے بدن سے جدا ہونا - جب کہ وہ صلیب پر تھا ظاہر کر سکیں - اس لئے کاہن لوگ جب ماس کی قربانی چڑھاتے ہیں - تو پاک پیالے کے شریک ہوتے ہیں - مگر سیکرامینٹ میں محض یسُوع مسیح کی حقیقی موجودگی کا ہونا ضروری ہے - اور یہ موجودگی دونوں صورتوں میں یکساں ہے - اور اس سبب سے کاہن بشپ اور پاپائے اعظم جب وہ ماس نہیں پڑھتے - سیکرامینٹ کو عام لوگوں کی طرح صرف ایک ہی صورت میں لیا کرتے ہیں -

س - لیکن کیا مسیح نے یہ نہیں کہا - کہ اگر تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ - اور اس کا لہو نہ پیو - تو تم میں زندگی نہیں ہوگی (یوحنا ۶:۵۴)

ج - یہ سچ ہے۔ لیکن ہم ہر ایک صورت میں (یعنی یا صرف روٹی کی صورت میں یا صرف مے کی صورت میں) مسیح کا بدن اور لہو لیتے ہیں۔ اقدس یوخارسٹ بلا خون کا بدن نہیں ہے۔ جہاں کہیں مسیح کا بدن ہے۔ وہی اس کا لہو۔ جان اور الوہیت بھی ہے۔

س - کیا یسوع مسیح نے صریحاً یہ نہیں کہا۔ کہ تم سب اس میں سے پیو۔ (متی ۲۶: ۲۷)

ج - یسوع مسیح نے ایسا کہا۔ مگر وہ صرف بارہ رسولوں سے کہہ رہا تھا۔ کیونکہ اس وقت کوئی اور موجود نہیں تھا۔

س - لیکن کیا یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا۔ کہ یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو۔ اور کیا اس سے یہ ظاہر نہیں۔ کہ اس کی مرضی یہی تھی۔ کہ تمام دینداروں کو دونوں صورتوں میں اقدس یوخارسٹ دینا چاہیئے۔ جیسے کہ اُس نے رسولوں کو دیا تھا؟

ج - نہیں۔ یہ الفاظ کہ یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو" ٹھیک اس وقت کہے گئے تھے جبکہ یسوع مسیح روٹی کی صورت میں رسولوں کو یوخارسٹ دے چکا تھا۔ اور ہنوز اُس نے رسولوں کو پاک پیالہ نہیں دیا تھا۔ (لوقا ۲۲: ۱۹) جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ یسوع مسیح نے اپنے رسولوں اور اُن کے جانشینوں کو یہ فرمایا۔ کہ تم دینداروں کو روٹی کی صورت میں سیکرامینٹ دینا۔ مگر اس نے پاک پیالے کی بابت کوئی ایسا حکم نہیں دیا۔

س - اس بات کا بہتر ثبوت کیا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے تمام لوگوں کو پاک پیالے کے لینے کے لئے نہیں فرمایا ہے؟

ج - خود یسوع مسیح نے اماؤس کے مقام پر اپنے شاگردوں کو صرف ایک ہی صورت میں سیکرامینٹ دیا۔ اور ایسا ہُوا۔ کہ جب وہ اُن کے ساتھ کھانے بیٹھا تھا۔ روٹی لیکر اس نے برکت چاہی۔ اور توڑ کر اُن کو دی۔ تب ان کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اور اُس کو پہچانا۔ اور وہ اُن کی نظر سے غائب ہو گیا۔ (لوقا ۲۴: ۳۰ و ۳۱) ان مذکورہ بالا آیتوں میں روٹی کا توڑنا۔ اور شاگردوں کا یسوع کو پہچاننا۔ اور یسوع کا غائب ہو جانا۔ اس طور سے ملے ہوئے ہیں۔ کہ پاک پیالے کی برکت کا ذکر تک بھی نہیں کیا گیا۔

س - کیا ابتدائی کلیسیا تمام مسیحیوں کو دونوں صورتوں میں سیکرامینٹ نہیں دیا کرتی تھی؟

ج ۔ پہلی صدیوں میں عموماً ایسا ہی رواج تھا۔ مگر تاریخ ثابت کرتی ہے۔ کہ اس وقت بھی سیکرامینٹ بہت سے موقعوں پر صرف ایک ہی صورت میں دیا جاتا تھا۔ مقدس بسیلیوس کہتا ہے کہ زاہد لوگ جو قصبوں سے دُور رہا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ سال بھر کے لئے اقدس یوخارسٹ کو روٹی کی صورت میں لے جایا کرتے تھے۔ مقدس سپریانوس بیان کرتا ہے۔ کہ بچوں کو صرف مے کی صورت میں یوخارسٹ دینے کا دستور تھا۔ کیونکہ وہ اس کو روٹی کی صورت میں نہیں لے سکتے تھے۔

س ۔ کیا سنت پاپا گلیسیوس نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ سب لوگ پاک پیالے میں شریک ہوں؟

ج ۔ یہ دستور صرف تھوڑے عرصہ تک رہا۔ اور یہ مانیکی کے بدعتی پیروؤں کے پہچاننے کی غرض کے لئے۔ جو مے کو شیطان کا مخلوق بتایا کرتے تھے جاری ہوا تھا۔ یہ بدعتی لوگ کاتھولک لوگوں کے ساتھ مل کر اور اپنے بدعتی اصولوں کو چھپا کر ان کے ساتھ پاک شراکت لے لیا کرتے تھے اس لئے سنت پاپا نے حکم دیا۔ کہ پاک پیالہ بھی سب لوگوں کو دیا جائے۔ تاکہ یہ بدعتی لوگ سیکرامینٹ کے ناپاک کرنے سے باز رہیں۔ لیکن اگر یہ سیکرامینٹ عموماً صرف روٹی کی صورت میں نہ دیا جاتا۔ تو سنت پاپا کا ایسا حکم غیر ضروری ہوتا۔

س ۔ کیوں کاتھولک کلیسیا اب سیکرامینٹ کو صرف ایک ہی صورت میں دیا کرتی ہے۔ یعنی محض روٹی کی صورت میں۔

ج ۔ کلیسیا اس سیکرامینٹ کو صرف روٹی کی صورت میں اس لئے دیتی ہے۔ کہ پاک پیالے کے دینے سے اس اقدس سیکرامینٹ کی بے عزتی نہ ہو۔ کیونکہ اگر مے کی صورت میں بھی یہ سیکرامینٹ سب لوگوں کو دیا جائے۔ تو اس سے بہت سی حالتوں میں اقدس سیکرامینٹ کی بیعزتی ہو سکتی ہے۔ مثلاً پیالے کے چھلکنے کا اندیشہ ہوتا ہے

س ۔ لوتھر خود اس مضمون کی بابت کیا کہتا ہے؟

ج ۔ وہ کہتا ہے۔ کہ دونوں صورتوں میں پاک شراکت کا دینا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ ایک ہی صورت میں پاک شراکت کا لینا کافی ہے۔ اور اگسبرگ کا اقرار بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا اس مضمون کے بارہ میں راستی پر ہے۔

سترہویں۔ ماس سچی قربانی ہے

س ۔ ماس کیا ہے؟

ج ۔ ماس کاتھولک کلیسیا کی قربانی ہے۔ جس میں روٹی اور مے مسیح کے بدن اور لہو میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور پریسٹ اس بدن اور لہو کو مسیح کے صلیب پر قربان ہونے کی دائمی یادگار میں اور دنیا کے آخر تک اسی قربانی کا سلسلہ قائم رہنے کے لئے خدا کے آگے چڑھاتے ہیں۔

س ۔ قربانی کیا ہے؟

ج ۔ قربانی کسی محسوس شے کا خدا کو نذر کرنا ہے۔ جس کو جائز خادم خدا کی افضل قدرت کو تسلیم کرنے اور اس کی بڑی بزرگی کی عزت و تکریم کرنے کے لئے چڑھایا کرتے ہیں۔

س ۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ ماس حقیقی قربانی ہے؟

ج ۔ مسیح نے اپنا بدن اور لہو ہمارے لئے بطور کفارہ بخش قربانی کے نہ صرف صلیب پر بلکہ عشاء ربانی کے وقت بھی اپنے باپ کو چڑھایا۔ جیسا کہ اس کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ میرا بدن ہے۔ جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو ...... یہ میرا نئے عہد کا لہو ہے۔ جو بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جائے گا (یونانی میں بہایا جاتا ہے) لوقا ۲۲: ۱۹، متی ۲۶: ۱۸) کیوں خداوند یسوع مسیح اپنے بدن اور لہو کو اپنی آخری فسح کے وقت قربان کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اُس وقت نئے عہد کو قائم کر رہا تھا۔ اور ہم یہ بات پاک نوشتے سے جانتے ہیں۔ کہ ہر ایک عہد یا وصیت صرف خون سے مہر یا تصدیق کی جاتی ہے۔ (عبرانی ۹: ۱۷)، اسی لئے پہلا عہد بھی بغیر خون کے نہیں باندھا گیا۔ چنانچہ موسےٰ نے صادق قربانی کے خون سے پُرانے عہد کو مہر کیا۔ اور تصدیق کیا۔ یہ اُس عہد کا لہو ہے۔ جو خدا نے تمہارے لئے فرمایا (خروج ۲۴: ۸) اور یسوع مسیح نے ارادۃً اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ پیالے میں میرا لہو ہے۔ یعنی صادق قربانی کا لہو نئے عہد کو مہر اور تصدیق کرنے کی خاطر انہی لفظوں کو استعمال کیا۔

اب اگر یسوع مسیح نے پہلی ماس چڑھاتے وقت سچی اور حقیقی قربانی چڑھائی۔ تو اس سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے۔ کہ اس کے کاہن جب اس کے حکم کے موافق کہ یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو۔ ماس پڑھتے ہیں۔ تو اُسی صادق اور حقیقی قربانی کو چڑھاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ٹھیک وُہی کرتے ہیں۔ جو کچھ مسیح نے خود کیا تھا۔ اور وُہی بدن اور لہو چڑھاتے ہیں۔ جو مسیح نے صلیب پر اور آخری فسح کے وقت چڑھایا تھا۔

س۔ کیا تمہاری کوئی اور دلیل ہے؟

ج۔ ہم کتاب مقدس میں پڑھتے ہیں۔ کہ پانچوں بادشاہوں پر ابراہیم کی فتح ہونے کے بعد ملک صدق سالم کا بادشاہ جو خدا تعالے کا کاہن تھا۔ روٹی اور مے لے کر اس کے ملنے کے لئے آیا (پیدائش ۱۴: ۱۸) اور داؤد یسوع مسیح کو ملکِ صدق کے طور پر ہمیشہ کے لئے کاہن کہتا ہے۔ (زبور ۱۰۹: ۴)

اب داؤد کی یہ نبوت سچ مچ پوری ہوئی۔ اور یسوع مسیح دراصل ملکِ صدق کے طور پر ہمیشہ کے لئے کاہن ہے۔ کیونکہ ملکِ صدق کی طرح اُس نے سچی قربانی میں روٹی اور مے استعمال کی۔ یسوع مسیح ہمیشہ کے لئے کاہن ہے۔ کیونکہ وُہ دنیا کے آخر تک اپنے کاہنوں کے ہاتھوں سے وہی قربانی جاری رکھے گا۔

س۔ نئے عہدنامہ کی اس قُربانی کی بابت ملاکی نبی کیا کہتا ہے؟

ج۔ آفتاب کے طلوع سے اس کے غروب ہونے تک میرا نام قوموں کے درمیان بزرگ ہوگا ہر جگہ میرے نام پر لوبان اور پاک ہدیہ گذرانے جائیں گے۔ (ملاکی ۱: ۱۱)

س۔ پروٹسٹنٹ ملاکی نبی کی اس آیت کی کس طرح سے تفسیر کرتے ہیں؟

ج۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جس قربانی کی اس جگہ پیشینگوئی کی گئی ہے۔ وہ صلیب کی قُربانی ہے۔ اور پاک ہدیہ جس کا اشارہ ہے۔ وُہ دُعا۔ تعریف اور شکر گذاری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن نبی اُس قُربانی کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہر جگہ چڑھائی جائے گی۔ مگر صلیب کی قربانی صرف ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں چڑھائی گئی تھی۔ نئے عہدنامہ میں ایک ایسی قربانی ہونی چاہیئے۔ جو صلیب کی وُہی قربانی ہو۔ اور جو ہر جگہ چڑھائی جائے۔ رہا پاک ہدیہ کی بابت نبی کسی نئے آنے والے ہدیہ کا

ذکر کرتا ہے۔ جو پرانے عہد نامہ کی تمام قربانیوں کی بجائے قائم کیا جائے گا۔ لیکن دُعا۔ تعریف اور شکر گذاری ہر زمانے میں خدا کے لئے ہوتی رہی ہیں۔ وہ نبوت کے وقت میں بھی کی گئی تھیں۔ اور اس لئے دُعا۔ تعریف اور شکر گذاری وہ نیا ہدیہ جس کا ذکر ہُوا ہے۔ نہیں ہو سکتی ہیں۔ علاوہ اس کے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ گنہگاروں کی ناکامل دُعائیں اور شکر گذاریاں ایک پاک ہدیہ ہیں؟

س۔ مقدس پولوس اس مضمون کی بابت کیا کہتا ہے؟

ج۔ وہ کہتا ہے۔ کہ "ہماری تو ایک قربان گاہ ہے۔ جس سے خیمہ کی خدمت کرنے والے اختیار نہیں رکھتے ہیں" (عبرانی ۱۳: ۱۰) مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے لئے ایک قربانی ہے (یعنی مسیح کا بدن) جو روز بروز ہماری قربانگاہوں پر اقدس ماس میں چڑھائی جاتی ہے۔ جس قربانی کو کھانے کا اختیار شریعت کے کاہن نہیں رکھتے۔ مگر پروٹسٹنٹوں کے ہاں نہ قربانگاہ ہے۔ اور نہ قربانی اور اس لئے وہ اس قسم کے مسیحی نہیں ہیں۔ جن کا مقدس پولوس ذکر کر رہا ہے۔

س۔ کیا متواتر اور مسلسل روایت یہ پُورے طور سے ثابت کرتی ہے۔ کہ اقدس یوخارسٹ نئے عہد نامہ کی قربانی ہے؟

ج۔ ہاں۔ اور پروٹسٹنٹ لوگ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ مقدس اریوس کہتا ہے۔ کہ رسولوں نے یہ سیکرامینٹ مسیح سے حاصل کیا۔ اور کلیسیا نے رسولوں سے۔ اور کلیسیا اس نبوت کے موافق کہ ہر مکان میں ایک پاک ہدیہ چڑھایا جائے گا۔ اس کو ہر جگہ چڑھاتی ہے۔

مقدس اریوس کی تصنیفات کا پہلا شایع کرنے والا پروٹسٹنٹ تھے۔ ایچ۔ گرابیوس اس آئت کی حسب ذیل تفسیر کرتا ہے۔ کہ یہ ایک کلیسیا۔ یا ایک ہادیٔ دین کا مسئلہ نہ تھا۔ بلکہ یہ ساری کلیسیا کا دستور اور مسئلہ تھا۔ مقدس اریوس وہی تعلیم دیتا ہے۔ جو مقدس اگنیسیوس اور مقدس جسٹینوس نے اس سے پہلے دی تھی۔ اور جو بعد طرطلینوس اور مقدس سپریانوس نے سکھائی۔ وُہی تعلیم صاف طور سے مقدس کلیمنٹ کے اُس خط میں بھی جو اس نے قرنتیوں کو لکھا۔ درج ہے اور وہ خط مقدس پطرس اور مقدس پولوس کی موت کے دو یا تین سالوں کے بعد اور مقدس یوحنا کے مرنے سے بیس سال پہلے لکھا گیا تھا۔ پس اس بات کا خیال کرنا۔ کہ یہ رسولوں کا مسئلہ نہ تھا بالکل غلط ہے۔

س ۔ تیسری صدی کا مقدس سپر ائنوس کیا کہتا ہے؟

ج ۔ وہ کہتا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے وہی قربانی نذر چڑھائی۔ جو ملک صدق نے نذر کی تھی۔ اور اس نے اپنی یادگاری میں وُہی کرنے کے لئے حکم دیا۔ کاہن در اصل مسیح کی جگہ ہے۔ جو وُہی کام کرتا ہے۔ جو مسیح نے کیا تھا۔ اور کلیسیا میں ایک نئی اور کامل قربانی خدا باپ کو چڑھاتا ہے کیونکہ کاہن وہی کہتا ہے۔ جو مسیح نے فرمایا تھا۔

س ۔ چوتھی صدی کا مقدس اگسٹینیوس کیا کہتا ہے؟

ج ۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اس کی قربانی پرانے عہد نامہ کی ساری قربانیوں کے بجائے ہے۔

س ۔ یہ روایتی دلیل کس طرح مستحکم ہوتی ہے؟

ج ۔ ہر زمانے میں تمام مسیحی قوموں میں۔ نیز اُن بدعتیوں کے درمیان بھی جو پروٹسٹنٹوں سے پہلے ہوئے۔ اس کی قربانی ہمیشہ چڑھائی جاتی تھی۔ جو صریحاً اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ کہ مسیح اور اس کے رسولوں نے اس اعلےٰ درجہ کی پرستش کی تعلیم دی۔ اور اس کو جاری کیا۔

س ۔ لیکن اس کس طرح سے ایک حقیقی قربانی ہو سکتی ہے؟

ج ۔ ہم اس بات کا بڑے پروٹسٹنٹ ہادیِ دین لیبنٹز کے الفاظ میں جن کا اکثر حوالہ دیا گیا ہے۔ جواب دیتے ہیں۔ کہ شے جو نذر کی جاتی ہے۔ یعنی قربان خود مسیح ہے۔ جس کا بدن اور لہو روٹی اور مے کی صورتوں میں چڑھائے جاتے ہیں۔ اس نذر میں در اصل سچی قربانی کے تمام ضروری لوازمات موجود ہیں۔ کیونکہ اقدس یوخارسٹ میں سچ مچ مسیح کا بدن اور لہو ہوتا ہے۔ مسیح اس سیکرامینٹ میں تبدل کے وقت اقدس کلام کے بعد ہمیشہ اپنے تئیں ہم کو ایک نہایت عجیب طور سے دیتا ہے تاکہ وُہ پھر ہمیشہ خدا کو نذر کیا جائے۔ اور یسوع مسیح اس سیکرامینٹ میں صلیب کی اپنی پہلی نذر کے دائمی اثر کو ہمیشہ ظاہر کرتا ہے۔

س ۔ کیا مقدس پولوس نہیں کہتا ہے۔ "پر ایسا نہیں کہ وہ (یسوع مسیح) آپ کو بار بار چڑھائے"؟ (عبرانیوں ۹: ۲۵)

ج ۔ مقدس پولوس اس جگہ یسوع مسیح کا ذکر کرتا ہے۔ جس نے اپنے تئیں دنیا کی نجات کے لئے صلیب پر ایک دفعہ جان دے کر خونی طور سے قربان کیا۔ اور حسب ذیل الفاظ سے

جو اسی مقام کے بعد ہی پائے جاتے ہیں۔ بالکل صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کے یہی معنی ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو ضرور تھا۔ کہ وہ دنیا کے شروع سے بار بار دکھ اُٹھایا کرتا۔ (آیت ۲۶) مسیح دوبارہ صلیب پر آپ کو قربان نہ کرے گا۔ اس لئے کہ وہ پھر نہ مرے گا۔ اور کہ صلیب کی قربانی دنیا کے گناہ اٹھا لینے کو کافی سے زیادہ ہے۔ لیکن یہ منع نہیں کہ مسیح اقدس بھیدوں میں کاہنوں کے ہاتھ سے اپنے تئیں روز روز نہ چڑھائے۔ تاکہ ایماندار لوگ نت صلیب کی قربانی میں شریک ہوں۔ (لوقا ۲۲: ۱۹)

س۔ لیکن کیا مقدس پولوس یہ نہیں کہتا۔ "کیونکہ اس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے مقدسوں کو ہمیشہ کے لئے کامل کیا"؟ (عبرانیوں ۱۰: ۱۴)

ج۔ ہم بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ لیکن یہ ایک قربانی ہمیشہ تک جاری رہنی چاہیئے۔ کیونکہ یسوع مسیح ہمیشہ کے لئے کاہن ہے۔ یوخارسٹ کی قربانی صلیب کی قربانی کا تسلسل ہے۔ کیونکہ اس میں بھی صدقہ وہی یسوع مسیح ہے۔ سردار کاہن بھی وہی یسوع مسیح ہے۔ جو پریسٹوں کے ہاتھ سے اپنے آپ کو چڑھاتا ہے۔ اور ان پریسٹوں کو اس نے اپنے اختیار سے اپنے نام اور اپنے قائم مقام کی طرح کام کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔

س۔ پھر صلیب کی قربانی اور اقدس یوخارسٹ کی قربانی میں کیا فرق ہے؟

ج۔ فرق صرف قربانی کے چڑھانے کے طریق میں ہے۔ صلیب کی قربانی میں یسوع مسیح در اصل مرا۔ اور اس لئے وہ خونی قربانی تھی۔ برعکس اس کے ماس کی قربانی میں یسوع مسیح درحقیقت نہیں مرتا ہے۔ بلکہ تبدل کے الفاظ جب الگ الگ اس کے بدن اور لہو پر پڑھے جاتے ہیں۔ تو اس کی موت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس لئے "یہ بےخونی قربانی" ہے۔

س۔ چونکہ ہم صلیب کی قربانی سے پورے طور پر کفارہ پا چکے ہیں۔ تو پھر ماس کی قربانی کی کیا ضرورت ہے؟

ج۔ ماس کی قربانی حسب ذیل مقاصد کے لئے ضروری ہے۔

(۱) یہ کہ اس قربانی کے چڑھانے سے ہم مسیح کی موت کی دائمی یادگار رکھ سکیں۔

(۲) یہ کہ اس قربانی کے ذریعہ سے اس کی موت کا پھل ہماری روح کو پہنچایا جائے۔

(۳) یہ کہ ہم دنیا کے آخر تک دیدنی قربانی رکھ سکیں۔ اور جس میں ہم خدا کی ظاہرا پرستش میں اکٹھے ہو سکیں۔ جیسے کہ اُس کے خادم دُنیا کے شروع سے ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں۔

(۴) یہ کہ اس قربانی میں اور اس قربانی کے ذریعے سے ہم روز بروز یسوع مسیح کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہو سکیں۔

ہمیں ضمناً یہ بتانا پڑتا ہے۔ کہ ایسے سوال کی "کیا ضرورت ہے" غیر موزوں ہیں۔ کیا بیچارہ انسان اتنی گستاخی کر سکتا ہے۔ کہ خدا کے طریقوں کا منصف بن جائے؟ بپتسمہ۔ یوخارسٹ یا کسی اور سیکرامینٹ کی کیا ضرورت تھی؟ پھر خُدا کے بیٹے کے تجسم اور اس کی موت کی بھی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ وہ ہم کو ایک ہی لفظ سے نجات دے سکتا تھا۔ اس نے ہماری رُوحوں پر اپنی موت کی خوبیاں پیوست کرنے اور اپنے آپ کو اقدس یوخارسٹ میں ہمیں دینے اور ہم کو اپنی بے حد محبت کی کفالت دینے کا یہ عجیب طریق قائم کیا ہے۔ کیا اب یہ امر شایاں ہے۔ کہ ہم اس سے دریافت کریں۔ کہ تو نے یہ سب کچھ ہمارے لئے کیوں کیا ہے؟

س ۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ ماس کفارہ کی قربانی ہے؟

ج ۔ جب یسوع مسیح نے اس سیکرامینٹ کو مقرر کیا۔ تو اس کے الفاظ سے کہ "یہ میرا نئے عہد کا لہو ہے۔ جو بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جائے گا" (متی ۲۶: ۲۸) اور نیز مقدس پولوس کے حسب ذیل الفاظ سے کہ "ہر ایک سردار کاہن آدمیوں ہی کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ تا کہ گناہوں کے لئے نذریں اور قربانیاں گذرانے" (عبرانی ۵: ۱) جب خدا گنہگاروں کو معاف کرتا ہے۔ تو وُہ اُس چندروزہ سزا کو بھی جو عموماً ان گناہوں کے باعث یا تو اس دنیا میں یا آنے والی دُنیا میں سہنی پڑتی ہے۔ معاف کر دیتا ہے۔ ماس کی قربانی زندوں کے لئے کفارہ بخش ہے۔ کیونکہ اس قربانی کے وسیلے سے (اپنے گناہوں پر پچھتانے کا فضل حاصل کرنے کے علاوہ) وُہ لوگ اُن کی چندروزہ سزا کی معافی بھی پا سکتے ہیں۔ یہ قربانی مُردوں کے لئے بھی کفارہ بخش ہے۔ کیونکہ یہ قربانی اس سزا کی معافی میں مدد پہنچاتی ہے۔ جو مرے ہوئے ایمانداروں کو اعراف میں سہنی پڑتی ہے۔ (ملاحظہ ہوں بعد کے ابواب دربارہ اعراف۔ رحلت کردہ روحوں کے لئے دعائیں وغیرہ)

س ۔ رحلت کردہ رُوحوں کے لئے ماس کی قربانی چڑھانے کی نسبت پروٹسٹنٹ کیا کہتے ہیں؟

ج ۔ ریفارمروں نے اپنے پیرؤوں کو یہ تعلیم دے رکھی ہے۔ کہ یہ ایک توہم پرستی ہے۔ کہ جس کو روپیہ حاصل کرنے کے لئے رُومی پادریوں نے ایجاد کر لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ دستور رسولوں سے چلا آتا ہے۔ جیسے کہ ابتدائی مقدس بزرگوں کی شہادت سے ظاہر ہے۔ طرطیلینوس (Tertullian) بیان کرتا ہے۔ کہ جو عورت اپنے متوفی شوہر کے لئے سال بہ سال اس کی موت کی سالگرہ پر ماس کی پاک قربانی نہیں کراتی ہے۔ تو اُس کو پھر ایسا خیال کرنا چاہیئے۔ کہ گویا وہ مطلقہ ہے۔" مقدس سائپرن اُن لوگوں کے لئے جو کلیسیا کے قانون کو توڑتے ہیں یہ سزا تجویز کرتا ہے۔ کہ اُن کے لئے نہ تو کوئی نذر گزرانی جائے۔ اور نہ اُن کے آرام کے لئے کوئی قربانی چڑھائی جائے۔

س ۔ تم ان تمام باتوں سے کیا عام نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ (۱) یہ کہ پروٹسٹنٹوں نے ماس کی پاک قربانی کے رد کرنے سے مذہب کی رُوح کو بھی ضایع کر دیا ہے۔

(۲) یہ کہ ان کے ہاں نہ تو کاہن نہ قربانگاہ۔ نہ کوئی قربانی ہے۔ جو ہر جگہ چڑھائی جائے اور نہ اُن کے ہاں وہ پاک ہدیہ ہے۔ جس کی بابت ملاکی نبی نے نبوت کی تھی۔

(۳) یہ کہ اُن کی تعلیم کے مطابق یسُوع مسیح ملک صدق کے طور پر ہمیشہ کے لئے کاہن نہیں ہے۔ اور ہو نہیں سکتا۔ اس لئے نہ تو وہ یسُوع مسیح کی کلیسیا ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔

چہاردہم۔ ماس کیوں لاطینی زبان میں پڑھی جاتی ہے؟

س ۔ کیوں ماس لاطینی زبان میں پڑھی جاتی ہے؟ اور مروّج زبان میں نہیں؟

ج ۔ لاطینی زبان میں ماس حسب ذیل اغراض کے لئے پڑھی جاتی ہے:۔

(۱) یہ کہ خدا کی عام پرستش ہر جگہ یکساں ہو۔ ملاکی نبی کی نبوت کے مطابق ماس وہی پاک ہدیہ یا قربانی ہے۔ جو ہر مکان میں گذرانی جاتی ہے۔ کاتھولک لوگ زبان کی غیر تبدیلی اور وحدانیت میں جس میں یہ قربانی چڑھائی جاتی ہے۔ ایک مضبوط باہمی اِتحاد رکھتے ہیں۔

(۲) یہ کہ تبدیلیوں سے بچنے کی خاطر وہی لفظ اور وُہی دُعائیں ہمیشہ استعمال ہونی چاہئیں کیونکہ مروجہ زندہ زبانوں کے الفاظ اور ان کے معنی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ان تبدیلیوں کی عجیب مثال اس حقیقت سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ ملک فرانس میں اگر کلیسیا لاطینی زبان کے بجائے مروجہ زبان استعمال میں لاتی۔ تو بپتسمہ کے مختصر الفاظ کہ" میں تجھے باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ دیتا ہوں" اڑھائی سو دفعہ سے زیادہ بدل گیا ہوتا (Segurs Causeries p. 62

(۳) یہ کہ وُہی زبان رسولوں کے وقتوں سے الٰہی پرستش میں مستعمل ہوتی چلی آئی ہے۔ تاکہ دُنیا کے آخر تک یہ ثابت کر سکے۔ کہ سچی کلیسیا میں کوئی مسایکلی تبدیلی نہیں ہوتی۔

(۴) یہ کہ چونکہ عالمگیر کلیسیا میں ایک ہی زبان استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے ہر مُلک کے پاسٹر ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ اور ایک ہی چرواہے کے ماتحت ایک ہی گلّہ کا اتحاد بخوبی قائم رہ سکے۔

(۵) یہ کہ جب لوگ ایک مُلک سے دوسرے مُلک میں گذریں۔ تو کلیسیا کی عام دُعا اور الٰہی عبادت کی شمولیت میں اُنہیں کوئی دِقت پیش نہ آئے۔ کیونکہ سب جگہ عبادت وہی ہے۔ اس بات کا ذکر کرنا بھی اچھا ہوگا۔ کہ چند ملکوں میں کاتھولک کلیسیا کی عام دُعا اور الٰہی عبادت کے پڑھنے میں یُونانی۔ سُریانی اور ارمنی زبانیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ گو ہم نے مختصراً صرف لاطینی زبان کا ذکر کیا ہے۔ جو بہت کاتھولک لوگوں کی عام دُعا اور الٰہی عبادت کی زبان ہے۔ کلیسیا دیگر پرانی زبانوں کے استعمال کرنے کی اجازت بھی دیتی ہے۔ کیونکہ وُہ زبانیں رسُولوں کے زمانے سے استعمال ہوتی آئی ہیں۔ لیکن اُن زبانوں کے استعمال میں بھی کلیسیا یہ فرماتی ہے۔ کہ عام دُعا کی عبارت میں کوئی تبدیلی وقوع میں نہ آئے۔ گو مومن اُن پُرانی زبانوں کو ٹھیک طور پر نہ سمجھ سکیں۔ یہ امر بھی قابلِ غور ہے۔ کہ یُونانی۔ ارمنی اور سریانی

متفرق کلیسیائیں کاتھولک کلیسیا کی طرح اُن اصولوں اور قاعدوں کو مانتی ہیں۔ یعنی ان کے بشپ اور پادری ماس کو اپنی ہی پُرانی زبان میں پڑھتے ہیں۔ نہ کہ مروّجہ زبان میں۔

س ۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ زبان کی وحدانیت کلیسیا کی وحدانیت کو قائم رکھتی ہے؟

ج ۔ بہت ملکوں میں مثلاً ہندوستان میں لوگ اکثر ایک ہی قصبے میں چار یا پانچ مختلف زبانیں بولا کرتے ہیں۔ اگر ماس کے لئے ضروری ہو کہ ہر شخص کی زبان میں پڑھا جائے۔ تو چار یا پانچ مختلف گرجے ہونے چاہئیں۔ اور اس حالت میں مسیحیوں کے لئے عام دُعا میں شریک ہونا ناممکن ہوگا۔

س ۔ لیکن جس زبان کو لوگ نہیں سمجھتے۔ اس میں جماعتی پرستش کرنے سے اُن کو کم فائدہ نہیں ہوتا؟

ج ۔ ہرگز نہیں۔ بشرطیکہ وہ قربانی کی ماہیت سے بخوبی واقف ہوں۔ اور پادری کے ساتھ ماس کی قربانی خدا کو گذرانیں۔ ماس کا بڑا مقصد لوگوں کو تعلیم دینا نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی پرستش کرنی ہے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ خدا سب زبانوں کو سمجھتا ہے۔ کاہن جب وعظ کرتے ہیں۔ تو ہمیشہ دیسی زبان میں کرتے ہیں۔

س ۔ لیکن کیا یہ بات ضروری نہیں۔ کہ لوگ پادری کے ساتھ وُہی دُعائیں پڑھیں؟

ج ۔ بالکل ضروری نہیں ہے۔ پُرانے عہد نامہ کے وقتوں میں خدا کی یہ مرضی نہ تھی۔ کہ لوگ کاہن کو دیکھیں۔ اس وجہ سے ہم انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ جب ذکریا ہیکل میں بخور کرتا تھا تو لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلانے وقت باہر دُعا مانگا کرتی تھی۔ (لوقا ۱:۱۰) اور یہ صاف حکم تھا۔ کہ جب سردار کاہن قربانیوں کا خون لے کر پاک ترین مکان میں جائے۔ تو کوئی شخص جماعت کے خیمہ میں نہ جائے۔ (احبار ۱۶:۱۷)

س ۔ کیا مقدس پولوس الٰہی بندگی میں بیگانی زبانوں کے استعمال کو رد نہیں کرتا؟ (۱ قرنتیوں ۱۴:۱۰)

ج ۔ مقدس پولوس کے الفاظ اس سوال سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ کلیسیا کے شروع سے

خدا نے بکثرت معجزے کئے۔ اور بہت سے مسیحی رسولوں کی طرح زبانوں کا عطیہ رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض اس عطیہ کا بے جا استعمال کیا کرتے تھے۔ اور غرور اور فخر کے باعث خدا کا جلال ظاہر کرنے کی بہ نسبت اپنے عطیہ کو دکھلانے کے واسطے بیگانی زبانوں میں وعظ کیا کرتے تھے۔ مقدس پولوس مذکورہ بالا آیت میں محض اعجازی زبانوں کے اس باطل اظہار کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ اور کچھ نہیں کہتا۔

س ۔ کیا مقدس پولوس یہ نہیں کہتا ہے۔ کہ میں زیادہ پسند کرتا ہوں کہ خدا کے گھر میں پانچ الفاظ اپنی ہی عقل سے بولوں۔ تاکہ اوروں کو بھی سکھاؤں۔ بہ نسبت اس کے کہ ہزار الفاظ اجنبی زبان میں بولوں؟

ج ۔ مقدس پولوس اس آیت میں تعلیم کا ذکر کرتا ہے۔ جیسے کہ اس کے ان الفاظ سے ظاہر ہے "کہ اوروں کو بھی سکھاؤں"۔ کاتھولک کلیسیا اپنی تمام نصیحتوں اور وعظ میں ہر شخص کو اس کی ہی زبان میں تعلیم دیتی ہے۔

س ۔ تم یہودی کلیسیا میں کیا دیکھتے ہو؟

ج ۔ بابل کی اسیری کے وقت یہودیوں میں عبرانی زبان کا استعمال یہاں تک ہٹ گیا تھا۔ کہ جب عزرا اور نحمیاہ لوگوں کو شریعت سنایا کرتے تھے۔ تو ان کو اس عبارت کا ترجمہ کرنا پڑتا تھا (۲ عزرا۔ ۸: ۱۳) مگر عبرانی زبان یہودیوں کی مذہبی پرستش میں ہمیشہ مستعمل ہوتی رہی

س ۔ انگریزی پروٹسٹنٹوں نے خود کیا کیا؟

ج ۔ ہم پروٹسٹنٹ (Dr: Heylins History of the Reformation) کی اصلاح کی تاریخ کے صفحہ ۱۲۸ پر پڑھتے ہیں۔ کہ ملکہ الزبیتھ کے وقت میں آئرلینڈ کی پارلیمنٹ نے عام دعا کو یکساں رکھنے کے لئے ایک قانون بنایا۔ کہ جہاں پر خادم الدین انگریزی زبان سے ناواقف ہو۔ تو عام دعا لاطینی زبان میں پڑھے۔ لیکن آئرلینڈ کی زبان میں عام دعا کا ترجمہ کرانے کی کوئی پروا نہ کی گئی۔ اس قانون کے تحت لوگ مجبور کئے گئے۔ کہ اپنے اپنے گرجوں میں ہمیشہ حاضر ہوں۔ اور انگریزی نماز میں شامل ہوں۔ ورنہ سزا کے مستوجب ہوں گے۔ اور وہ عبادت اُن کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ اس طریقہ سے پوپ صاحب کے پیروؤں کو ہمارے

خلاف بہت اچھی وجہ ملتی تھی۔ کیونکہ ہم ایسی زبان میں عبادت کرتے تھے۔ جسے لوگ نہیں سمجھتے تھے۔

س۔ تم اس تمام بیان سے کیا عام نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کاتھولک کلیسیا ماس کو لاطینی زبان میں پڑھنے کے لئے بڑی معقول وجوہات رکھتی ہے۔

(۲) یہ کہ اس امر میں دوسری باتوں کی طرح کاتھولک کلیسیا رُوح القدُس کی رہنمائی اور الہام کے موافق کارروائی کرتی ہے۔

پنجدہم۔ ماس کی رسُومات

س۔ کیوں کاتھولک کلیسیا ماس کی قربانی چڑھانے میں بہت سی رسُومات استعمال کرتی ہے؟

ج۔ ہم اُوپر ثابت کر چکے ہیں۔ کہ دل پر پرستش کا زیادہ اثر پہنچانے اور مذہب کے بھیدوں کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے الٰہی بندگی میں بہت سی رسومات کا ہونا بہت مفید ہے پس اور کسی الٰہی بندگی کے سوائے ماس میں ایسی رسُومات کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ماس کی قربانی میں خود یسُوع مسیح اپنے تئیں کاہنوں کے ہاتھوں سے اپنے آسمانی باپ کو نذر کرتا ہے۔ اس لئے ماس کی قربانی دُنیا میں نہایت پاک الٰہی پرستش ہے۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ ان رسموں پر اعتراض نہیں کرتے ہیں؟

ج۔ ہاں وہ اعتراض کرتے ہیں۔ مگر جواب آسان ہے۔ کہ تم اپنے بادشاہوں اور رانیوں کی خاطر بے شمار رسموں کو استعمال کرتے ہو۔ اور تم سمجھتے ہو کہ ایسا کرنے سے لوگوں کی نظروں میں ہم ان کی عزت اور شان و شوکت کو زیادہ کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے بادشاہوں اور ان کی رانیوں کی عزت بڑھانے کے لئے اس قدر شان و شوکت ظاہر کرتے ہو۔ تو کیوں ہم کو اس سے

بڑھ کر مناسب رِیتوں کے ساتھ بادشاہوں کے بادشاہ اور جلال کے خداوند یسوع مسیح کی جو کہ سچ مچ اور در حقیقت اقدس یوخارسٹ میں موجود ہوتا ہے۔ عزت و تعظیم نہیں کرنی چاہیئے؟ پرانے عہدنامہ کی قربانیوں کی نذر جو کہ اِن آنے والی نئی چیزوں کا محض عکس تھیں۔ بڑی عجیب و غریب رِیتوں کے ساتھ جن کو خود خدا نے بتایا تھا۔ چڑھائی جاتی تھیں۔ تو نئے عہدنامہ کی اس قربانی میں ایسی رسمیں کیوں بے فائدہ ہوں گی۔ کیوں مسیحی لوگ خدا کے برتے کو بہ نسبت یہودیوں کے قسم کے برتے کے نکمّی مذہبی رِیتوں کے ساتھ نذر کریں۔ اور پاک سیکرامینٹ میں لیں؟

س۔ کیا یسوع مسیح نے اقدس یوخارسٹ کے مقرر کرنے میں کوئی رِیت استعمال کی تھی؟

ج۔ انجیل میں کسی رِیت و رسم کا ذکر نہیں ہے۔ گو ماس کا قانون بعض رِیتوں کا ذکر کرتا ہے۔ جیسے کہ ماس کے قانون کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ "اور اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف کر کے اُس نے تیرا شکریہ ادا کیا۔ اور برکت دی۔ اور توڑی اور دی"۔ لیکن یہ بھی فرض کر کے کہ خداوند نے کسی رِیت کا استعمال نہیں کیا۔ تو کیا اُس نے اُس وقت اپنے رسولوں کو نئے عہد کے کاہن نہیں بنایا۔ کیا اس نے اُن کو ایسی رِیتوں کے قائم کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ جن کو رسول الہٰی خدمت کرنے کے لئے مناسب خیال کریں۔ دا قرنتیوں ۱۱: ۳۴) اس اختیار کے بموجب رسولوں اور اُن کے جانشینوں نے پاک کپڑوں کی تعداد۔ ساخت۔ اور رنگ مقرر کیا۔ اور ماس اور دوسرے سیکرامینٹوں کی رِیت و رسومات کو مقرر کیا۔

س۔ اُن پاک کپڑوں سے جن کو پادری لوگ پہنتے ہیں۔ کیا مراد ہے؟

ج۔ جب پادری لوگ ماس پڑھتے ہیں۔ تو وہ مسیح کی جگہ جو نئے عہد کا سردار کاہن ہے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ پاک کپڑے جو پادری پہنتے ہیں۔ ان کپڑوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو مسیح کو اس کی مصیبت کے وقت بے حرمتی کے لئے پہنائے گئے تھے۔

آمِس اس رُومال کو ظاہر کرتا ہے۔ جس سے ہمارے نجات دہندہ کی آنکھیں باندھی گئی تھیں۔ آلب اس سفید کپڑے کو ظاہر کرتا ہے۔ جس سے ٹھٹھے میں ہیرودیس نے مسیح کو ملبوس کیا تھا۔ گرڈل مانی پل اور سٹول ان رسیوں اور زنجیروں کو ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے مسیح باندھا گیا تھا۔ چیسبول اس ارغوانی کپڑے کو ظاہر کرتا ہے۔ جو سپاہیوں نے مسیح کو پہنایا تھا۔

چیسبول پر صلیب کا نشان اس بھاری صلیب کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کو لے کر یسوع

یسوع یروشلم کی گلیوں سے گذرا تھا۔ کورپورل اور پاک پیالے کا ڈیل کفن کے اُن کپڑوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ جن میں یسوع مسیح کا بدن جب کہ وہ قبر میں رکھا گیا تھا۔ لپیٹا گیا تھا۔ وغیرہ۔

س ۔ ماس کی تمام ریت و رسومات کے کیا معنی ہیں؟

ج ۔ چونکہ ماس کی قربانی صلیب کی قربانی کا تسلسل ہے۔ اس لئے ایسی ریت و رسمیں جو مسیح کی مصیبت اور تکلیفوں کو اور بنی آدم کی نجات کو وضاحت سے ظاہر کرتی ہیں۔ اس قربانی میں استعمال کی جاتی ہیں۔

مثلاً قربانگاہ۔ کوہ کلوری جس پر ہمارا نجات دہندہ مصلوب ہُوا۔ اور نیز اس میز کو جو آخری کھانے کے وقت استعمال ہوئی تھی ظاہر کرتی ہے۔ جب ماس کی کتاب انجیل کے پڑھنے سے پیشتر قربانگاہ کی دہنی طرف سے بائیں طرف کو اٹھائی جاتی ہے۔ تو وہ یہ بات ظاہر کرتی ہے۔ کہ انجیل یہودیوں سے جنہوں نے اس کو رد کیا۔ بُت پرستوں کے پاس جنہوں نے اس کو قبول کیا منتقل ہوئی۔ جب ہم انجیل کے پڑھنے کے وقت کھڑے ہوتے ہیں۔ تو وہ کھڑا ہونا فرزندِ خدا کے حکموں کی اطاعت کی مستعدی کو بتاتا ہے۔ جب کاہن ہوسٹیا کو تین حصوں میں منقسم کرتا ہے۔ اور ایک حصّہ کو پیالے میں ڈالتا ہے۔ تو یہ بات ہمارے نجات دینے والے کے بدن کو اس کے لہو سے اور اُس کی رُوح کو بدن اور لہو سے جدا ہونے کو اور نیز یسوع مسیح کی رُوح کے لمبو (نیچی جگہوں) میں چلے جانے کو جہاں رُوحیں قید میں تھیں۔ ظاہر کرتی ہے۔ جب کاہن بعض دفعہ دھیمی آواز میں اور بعض دفعہ بلند آواز میں دُعا پڑھتے ہیں۔ تو وہ یہ اس لئے کرتا ہے۔ کہ مسیح نے جب کہ وہ صلیب پر لٹک رہا تھا۔ ایسا ہی کیا۔ جب کاہن ماس کے آخر میں لوگوں کو برکت دیتا ہے۔ تو وہ برکت اُس آخری برکت کو ظاہر کرتی ہے۔ جو ہمارے نجات دہندہ نے رسولوں کو اور سب لوگوں کو اپنے صعود سے پہلے دی تھی۔ وغیرہ۔ علاوہ ازیں ان سب ریت و رسومات میں بعید راز ہیں۔ جن کا بیان صاف صاف کاتھولک لوگوں کی دُعا کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

س ۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتائج نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم یہ نتیجے نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ دینداروں کے دلوں پر الٰہی بندگی اور محبّت کے مناسب خیال کا اثر پہنچانے

کے لئے اس کی رسموں کی بہ نسبت اور کوئی بات اس سے بہتر تجویز نہیں ہو سکتی ہے۔
(۲) یہ کہ خالی از تعصب اصحاب کے لئے یہ رسمیں اس حقیقت کا نہایت قوی ثبوت ہیں کہ ان باتوں میں جو کم ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ اور نیز اُن امور میں جو بہت ضروری ہیں۔ کاتھولک کلیسیا رُوح القدس کے الہام کی نگرانی میں عمل پیرا ہے۔ اور وہ الہام گمراہی میں نہیں ڈالتا۔

ساتواں باب

اوّلاً۔ توبہ کا سیکرامینٹ

س۔ توبہ کیا ہے؟

ج۔ توبہ ایک سیکرامینٹ ہے۔ جس کو یسُوع مسیح نے کُل گناہوں کی معافی کے لئے جو بپتسمہ پانے کے بعد سرزد ہوں۔ مقرر کیا ہے۔

س۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ توبہ ایک سیکرامینٹ ہے؟

ج۔ توبہ ایک سیکرامینٹ ہے۔ کیونکہ اُس میں صریحاً سیکرامینٹ کے تینوں شرائط موجود ہیں۔ اوّل ظاہری نشان مغفرت کا کلمہ ہے۔ جو پادری دیا کرتا ہے۔ دُوم اس سیکرامینٹ کا نادیدنی فضل خدا کا وہ تقدیس کرنے والا فضل ہے۔ جس کے ذریعہ ہمارے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ سوم یہ کہ اس سیکرامینٹ کو مسیح نے مقرر کیا؟

س۔ تم اس بات کو کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ یسُوع مسیح نے اس سیکرامینٹ کو مقرر کیا؟

ج۔ ہم اس بات کو خاص مسیح کے لفظوں سے ثابت کرتے ہیں۔ اپنی موت سے پہلے یسُوع مسیح نے اپنے رسولوں کو گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار دینے کا وعدہ کیا۔ جیسے کہ انجیل

کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے۔ آسمان پر باندھا جائے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے آسمان پر کھولا جائے گا۔" (متی ۱۸: ۱۸)

یسُوع مسیح جس دن زندہ ہُوا۔ اُسی دن اُس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ جیسا کہ ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں بھی اسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں۔ اس نے یہ کہہ کے ان پر پھونکا۔ اور کہا کہ تم رُوح القدس لو۔ جن کے گناہوں کو تم معاف کرو گے اُن کے معاف ہوتے ہیں۔ اور جن کے تم ٹھیراؤ گے۔ اُن کے ٹھیرتے ہیں۔" (یُوحنا ۲۰: ۲۱ و ۲۳)

س۔ کیا یسُوع مسیح بطور آدمی کے بھی گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار رکھتا تھا؟

ج۔ ہاں۔ صریحاً وہ اختیار رکھتا تھا۔ جیسے کہ انجیل کے حسب ذیل الفاظ سے ثابت ہے "اور دیکھو ایک مفلوج جو چارپائی پر پڑا تھا۔ اُس پاس لائے۔ اور یسُوع نے اُن کا ایمان دیکھ کے اُس مفلوج سے کہا۔ اے بیٹے خاطر جمع رکھ۔ تیرے گناہ معاف ہوئے۔ اور دیکھو بعض فقیہوں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ کفر بکتا ہے۔ یسُوع نے ان کے خیال دیکھ کے کہا۔ تم کیوں اپنے دلوں میں بدگمانی کرتے ہو؟ کیا یہ کہنا آسان ہے۔ کہ تیرے گناہ معاف ہوئے۔ یا یہ کہ اُٹھ اور چل۔ لیکن تاکہ تم جانو کہ ابنِ آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا بھی اختیار ہے۔ اس نے اُس مفلوج کو کہا۔ اُٹھ اپنی چارپائی اٹھا لے۔ اور اپنے گھر چلا جا۔ وُہ اُٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ تب لوگ یہ دیکھ کر ڈر گئے۔ اور خدا کی تعریف کرنے لگے۔ کہ ایسی قدرت آدمیوں کو بخشی۔" (متی ۹: ۲ و ۸)

س۔ ان آیتوں سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ان آیتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہمارا نجات دہندہ بطور انسان کے بھی گناہوں کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔ اور کہ اُس نے یہ اختیار دوسرے لوگوں یعنی اپنے رسولوں اور اُن کے جائز جانشینوں کو بھی دیا۔

س۔ کیا یہ کہنا کہ انسان گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ کفر نہیں؟

ج۔ یہ کہنا کہ انسان اپنے ہی اختیار سے گناہ معاف کر سکتا ہے۔ کفر ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ خُدا انسان کو گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار تفویض نہیں کر سکتا۔ سخت کفر گوئی ہے۔ مُرمعلم

کو زندہ کرنا۔ صرف خُدا کے اختیار میں ہے۔ مگر خدا نے اکثر انسانوں کو مُردوں کو زندہ کرنے کا ذریعہ بنایا۔ جیسا کہ کتاب مقدس اور کلیسیا کی تواریخ سے ظاہر ہے۔

س۔ کیا گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار سوائے رسولوں کے اوروں کو بھی دیا گیا؟

ج۔ گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار رسولوں اور اُن کے جائز طور سے مقرر شدہ جانشینوں کو دنیا کے آخر تک دیا گیا تھا۔ کیونکہ مسیح کی کلیسیا صرف ایک یا دو سال تک قائم رہنے والی نہ تھی۔ بلکہ ہمارے نجات دہندہ کے وعدہ کے مطابق دُنیا کے آخر تک جاری رہے گی۔ انجیل بتاتی ہے۔ کہ "اور دیکھو! میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸: ۲۰)
پروٹسٹنٹ لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے سکھانے اور بپتسمہ دینے کا جو اختیار اپنے رسولوں کو دیا۔ وہ کلیسیا میں تب تک رہے گا۔ جب تک اس دُنیا میں سیکھنے والے اور بپتسمہ پانے والے لوگ رہیں گے۔ اسی طور سے جب تک معاف کرنے کے لئے گناہ ہونگے تب تک گناہوں کے معاف کرنے کا وہ اختیار بھی جو مسیح نے اپنی کلیسیا کو دیا تھا۔ قائم رہے گا۔

س۔ متذکرہ بالا حوالہ کی نسبت مقدس کریسوسٹم کیا کہتا ہے؟

ج۔ وہ کہتا ہے کہ "پریسٹ کو وہ اختیار دیا گیا ہے۔ جو فرشتوں بلکہ مقرب فرشتوں کو بھی نہیں دیا گیا۔ اس دنیا کے بادشاہ بدن کو باندھنے کا اختیار رکھتے ہیں لیکن پریسٹ کی بندش روح تک پہنچتی ہے۔ جو کچھ پریسٹ اس دنیا میں کرتے ہیں۔ خدا اس کو آسمان میں تسلیم کرتا ہے۔ اور یسوع مسیح اپنے خادموں کے فتوے کو مستحکم کرتا ہے۔"

س۔ کیا پروٹسٹنٹ اس کو تسلیم کرتے ہیں؟

ج۔ ہاں تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ انگلستان اور سکاٹ لینڈ کی کلیسیاؤں کی دُعائے عمیم کی کتاب بتاتی ہے۔ جرمنی کے پروٹسٹنٹ لوگوں نے ڈریسڈن کی کانفرنس میں جو مئی ۱۸۵۶ء میں منعقد ہوئی تھی۔ گناہوں کی مغفرت اور پرائیویٹ اعتراف کو پھر جاری کیا۔ اگرچہ بہت سے پروٹسٹنٹ لوگ اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ابھی تک مسیحی کلیسیا میں قائم ہے۔ مگر تو بھی وہ گناہوں کی اس معافی اور اعتراف سے کوئی فائدہ حاصل نہیں

کرتے۔ کیونکہ وہ سچی کلیسیا سے شراکت نہیں رکھتے۔ اور اس لئے اُن کے ہاں جائز طور سے مخصوص شدہ پادری نہیں ہوتے۔ جو گناہوں کو معاف کر سکیں۔ یا اعتراف کو سن سکیں۔

س۔ خود لوتھر کیا بیان کرتا ہے؟

ج۔ لوتھر بیان کرتا ہے۔ کہ یسوع مسیح صاف طور سے کہتا ہے۔ کہ میں آسمان کی کنجیاں پطرس کو دیتا ہوں۔ گویا کہ وہ کہتا ہے۔ کہ پطرس کا مُنہ میرا مُنہ ہے۔ وہیں میری کنجیاں ہیں۔ اس کی خدمت میری خدمت ہے۔ جو کچھ وہ باندھتا ہے۔ میں باندھتا ہوں۔ جو کچھ وہ کھولتا ہے۔ میں کھولتا ہوں۔ اُس کی کنجیاں میری کنجیاں ہیں۔ میرے پاس کوئی اور نہیں ہیں۔ اُن ریاکار لوگوں کی گفتگو کو جو اپنے تئیں دھوکا دیتے ہیں۔ مت سنو۔ وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ انسان کیونکر گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ تو مسیح کے کلام پر یقین کر۔ اور یقین کر کہ گناہوں کی معافی حاصل کرنے کے لئے بجز اس طریق کے جس کو مسیح نے قائم کیا۔ کوئی اور دوسرا طریق نہیں ہے۔ اگر تم اس طور سے اپنے گناہوں کی معافی تلاش نہیں کرتے ہو۔ تو تم اور طریق سے اپنے گناہوں کی معافی حاصل نہیں کرو گے۔" (Luther Works T. 5 pp 232–233)

س۔ لیکن کیا گنہگاروں کو اس طریقے سے زیادہ گناہ کرنے کی دلیری نہ ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس وقت ہم چاہیں گے۔ اپنے گناہوں کی معافی حاصل کر لیں گے؟

ج۔ خود خدا جو بے حد انصاف کرنے والا ہے۔ گنہگار کو معاف نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ گنہگار اپنے گناہوں پر افسوس نہ کرے۔ اور ان کے لئے توبہ نہ کرے۔ اس لئے پریسٹ کسی شخص کو گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ شخص اپنے گناہوں پر دلی افسوس نہ کرے اور اپنی آئندہ زندگی کو خدا کے فضل میں بسر کرنے کا مصمم قصد نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ توبہ کا سیکرامینٹ آئندہ کے گناہوں کے لئے دلیری پیدا کرنے کے بجائے ایک نہایت قوی رکاوٹ ہے۔

س۔ لیکن اگر کوئی شخص ریاکاری سے خیال کرے۔ کہ میں اپنے گناہوں پر پچھتاتا ہوں۔ تو کیا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ج۔ نہیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں گناہوں کی معافی جو اس نے ریاکاری سے حاصل کی ہے

ناجائز ہے۔ اور کوئی فائدہ نہیں رکھتی۔

س۔ توبہ کے سیکرامینٹ کا طریقہ اور مادّہ کیا ہے؟

ج۔ طریقہ کاہن کے اِن لفظوں میں کہ "مَیں تجھے معاف کرتا ہوں" ہوتا ہے۔ مادہ توبہ کرنے والے کے پچھتاوے۔ اعتراف۔ اور ریاضت کے عملوں میں ہوتا ہے۔ یہ اعمال جیسا کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔ خدا کی مرضی سے اس سیکرامینٹ کی تکمیل اور گناہوں کی بالکل معافی کے لئے لازمی ہیں۔

دُوم - دِلی اَفسُوس

س۔ دلی افسوس کیا ہے؟

ج۔ دلی افسوس مرضی کا ایک فعل ہے۔ جس سے آدمی کئے ہُوئے گناہوں پر پچھتاتا ہے اُن سے نفرت کرتا۔ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمّم ارادہ کرتا ہے۔ اور اس تمام کے پورا کرنے کے لئے جو توبہ کے سیکرامینٹ کے لئے ضروری ہے تیار رہتا ہے۔

س۔ کیا گناہوں کی معافی حاصل کرنے کے واسطے دلی افسوس ضروری ہے؟

ج۔ ہاں بلاشُبہ ضروری ہے۔ ہر ایک آدمی اس بات کو جانتا ہے۔ کہ جو کوئی اپنے ناراض دوست سے صلح کرنا چاہتا ہے۔ اوّل اس کو اس نقصان یا رنج کا جو اس سے اس دوست کو پہنچا ہے۔ افسوس کرنا چاہیئے۔ پھر یہ پختہ ارادہ کرنا چاہیئے۔ کہ آئندہ ایسا نقصان یا رنج اس کو نہ پہنچاؤنگا۔ ایسے ہی خدا بھی کسی گنہگار کے گناہ معاف نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ گنہگار اپنے کئے ہوئے گناہوں پر افسوس نہ کرے۔ اور پاک نوشتوں میں خدا فرماتا ہے۔ کہ گناہوں کی معافی حاصل کرنے کے لئے دلی افسوس ضروری شرط ہے۔ "توبہ کرو۔ اور اپنی ساری بدکاریوں سے باز آؤ۔ اس طرح سے بیکاری تمہاری ہلاکت کا باعث نہ ہوگی۔ سارے بُرے کام جنہیں کر کے تم گنہگار ہوئے۔ آپ سے جدا کر کے پھینک دو۔ اور اپنے لئے ایک نیا دِل اور نئی روح پیدا کرو۔ کیوں تم جو اہلِ اسرائیل ہو۔ مر وگے! کہ خداوند یہوواہ کہتا ہے۔ کہ مجھے اس کے مرنے

سے جو مرتا ہے شادمانی نہیں۔ اس لئے پھرو اور جیتے رہو (حزقی ایل ۱۸: ۳۰ و ۳۲) ربّ الافواج یوں فرماتا ہے۔ کہ تم میری طرف پھرو۔ تو میں تمہاری طرف پھرونگا" (ذکریاہ۔ ۱: ۳)

س۔ دلی افسوس کتنی قسم کا ہوتا ہے؟

ج۔ دو قسم کا۔ یعنی کامل اور ناکامل۔ کامل افسوس وہ ہے۔ کہ گنہگار اپنے گناہوں پر اس لئے افسوس کرے۔ کہ اس نے خدا کو جو بے حد نیک اور بے حد محبت کے لائق ہے۔ ناخوش کیا ہے۔ یا اس کی نافرمانی کی ہے۔ اور ناکامل پچھتاوا وہ ہے گنہگار اپنے گناہوں پر اس لئے افسوس کرتا ہے۔ کہ وہ گناہ شرم آور ہیں۔ اور کہ اُن گناہوں کے باعث وہ خدا کی سزا سے ڈرتا ہے۔

ناکامل پچھتاوا رُوح کو تقدیس کرنے والے فضل اور گناہوں کی معافی حاصل کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ لیکن بذات خود بلا سیکرامینٹ حاصل کئے وہ انسان کو راستباز نہیں ٹھیرا سکتا ہے کتاب مقدس میں صاف لکھا ہے۔ کہ میں ان کو پیار کرتا ہوں۔ جو مجھے پیار کرتے ہیں" (امثال ۸: ۱۷) "وہ جو مجھے پیار کرتا ہے۔ میرے باپ کا پیارا ہوگا۔ اور میں اُسے پیار کروں گا" (یوحنّا ۱۴: ۲۱)

س۔ اگر یہ سیکرامینٹ حاصل کرنے سے پہلے "کامل افسوس" انسان کو راستباز ٹھیراتا ہے۔ تو کیا اس سے ثابت نہیں۔ کہ یہ سیکرامینٹ لاحاصل ہے؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ جب کسی انسان میں کامل اور راستباز ٹھیرانے والا پچھتاوا ہے۔ تو وہ توبہ کا سیکرامینٹ حاصل کرنے کی بھی خواہش رکھے گا۔

اس بات پر غور کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ کہ "کامل افسوس" بہت عام نہیں ہے۔ کالوِن اور اس کے پیرو کہتے ہیں۔ کہ "کامل افسوس" عام ہے۔ مگر تجربہ اس کے خلاف ہے۔ یعنی کہ "کامل افسوس" بجائے عام ہونے کے مستثنیات میں سے ہے۔

س۔ لیکن کیا ناکامل افسوس جو خوف سے پیدا ہوتا ہے۔ مقدس پولوس کے ان لفظوں کے مطابق کہ "تم نے غلامی کی رُوح نہیں پائی" (رومیوں ۸: ۱۵) مسیحی مذہب کی اصلیت کے خلاف نہیں ہے۔

ج۔ مقدس پولوس اُن لوگوں کے خوف کا ذکر کرتا ہے۔ جو لوگ خدا کی طرف سے سزا پانے کے خوف سے گناہ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ شخص فوراً گناہ کرتے۔ اگر اُن کو خدا کا ایسا خوف نہ ہوتا۔ ایسا خوف کسی طرح انسان کے لئے مفید یا خدا کے سامنے مقبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ خوف گناہ کی طرف رغبت رکھتا ہے۔ لیکن ایک اور قسم کا خوف ہے۔ جس کیلئے مسیح خود فرماتا ہے۔ کہ اس سے ڈرو جسکو قتل کرنیکے بعد اختیار ہے۔ کہ جہنم میں ڈالے۔ ہاں میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ اُس سے ڈرو" (لوقا ۱۲: ۵) یہ خوف خدا کا فضل اور روح القدس کے الہام سے ہوتا ہے۔ اور اس خوف کی بابت داؤد کہتا ہے کہ "میرا جسم تیرے خوف سے کانپتا ہے۔ اور میں تیری عدالتوں سے ڈرتا ہوں" (زبور ۱۱۹: ۱۲۰) اور یہ خوف ہمارے گناہ کو بڑھانے کے بجائے ہم کو اس سیکرامینٹ کے تقدیس کرنے والے فضل کے حاصل کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔

س۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ توبہ کا سیکرامینٹ گناہ کو معاف کرتا ہے۔ جب کہ اس سیکرامینٹ کے پانے والے کی روح میں ناکامل افسوس ہوتا ہے؟

ج۔ میں اس کو خود مسیح ہی کے لفظوں سے ثابت کرتا ہوں۔ جو فرماتا ہے۔ کہ "جن کے گناہوں کو تم معاف کرو گے۔ اُن کے معاف ہوتے ہیں" (یوحنا ۲۰: ۲۳) اگر ہم مسیح کا یہ قول بالکل سچا مانیں۔ تو ہم کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ پریسٹ کی معافی سے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور جب گنہگار میں کامل افسوس ہوتا ہے۔ تب ہی وہ راستباز ٹھیرایا جاتا ہے۔ اور جب بالکل افسوس نہیں ہوتا۔ تو گنہگار راستباز ٹھیرایا نہیں جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ صاف بات ہے۔ کہ وہ گنہگار جو اس سیکرامینٹ کے ذریعہ راستباز ٹھیرائے جاتے ہیں۔ وُہی ہوتے ہیں جن میں ناکامل پچھتاوا ہوتا ہے۔

سُوم۔ اعتراف

س۔ اعتراف کیا ہے؟

ج۔ اعتراف وہ سیکرامینٹ ہے۔ جس میں وہ گناہ جو بپتسمہ کے بعد ہوئے معاف کئے جاتے ہیں۔ اعتراف ہمارے گناہوں کا ایک افسوسناک اظہار ہے۔ جو ان کی معافی حاصل کرنے کے لئے

کیا جاتا ہے۔

س۔ اعتراف کو کس نے مقرر کیا؟

ج۔ اعتراف کو خود یسوع مسیح نے مقرر کیا۔ اُس نے فرمایا۔ کہ "جن کے گناہوں کو تم معاف کرو گے ان کے معاف ہوتے ہیں۔ اور جن کے تم ٹھیراؤ گے۔ اُن کے ٹھیرے رہیں گے۔" (یوحنا ٢٠: ٢٣) اس سنجیدہ اظہار سے یسوع مسیح نے نئے عہد نامہ کے کاہنوں کو گناہوں کے قائم رکھنے اور اُن کے معاف کرنے کا اختیار بخشا ہے۔ یعنی اس نے اس کو اپنے نام سے فیصلہ کرنے کے لئے کامل اختیار کے ساتھ حاکم بنایا ہے۔ اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ کوئی حاکم تمام مقدمہ کے حالات سُنے بغیر کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔ اور چونکہ کاہن کے لئے تمام معاملہ جاننے کے واسطے سوائے گنہگار کے اعتراف کے اور کوئی طریقہ نہیں۔ اس لئے یا تو ہم کو ماننا چاہیئے۔ کہ یسوع مسیح نے اس وقت اعتراف کو مُقرر کیا۔ یا اس کے الفاظ بالکل باطل اور بیہودہ سمجھنے چاہئیں۔

س۔ مقدس یعقوب کیا کہتا ہے؟

ج۔ وہ کہتا ہے۔ کہ "اس لئے تم ایک دوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرو۔ اور ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔" (یعقوب ٥: ١٦) یہ آیت صاف طور سے کہتی ہے۔ کہ گناہوں کا اقرار نجات حاصل کرنے کے لئے ایک ضروری شرط ہے۔ اب چونکہ ایسے لوگوں کے آگے جو گناہوں کو معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرنا عموماً لاحاصل اور بعض وقت مضر ہے۔ اس لئے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اعتراف جس کو مقدس یعقوب نجات کے لئے لازمی ٹھیراتا ہے۔ صرف اُنہی لوگوں کے آگے کرنا چاہیئے۔ جن کو معاف کرنے کا اختیار ہے یعنی کاہنوں کے آگے جو کہ رسولوں کے جانشین ہیں۔

س۔ کیا پُرانے عہد نامہ کے زمانے میں بھی گناہوں کے اقرار کا حکم نہیں؟

ج۔ ہاں تھا۔ "اگر کوئی مرد یا عورت خداوند سے بیوفائی کر کے ایسا کوئی گناہ کرے۔ جو آدمی کرتے ہیں۔ اور تقصیر وار ہو جائے۔ تو چاہیئے۔ کہ اپنے گناہوں کا جو کیا گیا ہے۔ اقرار کرے۔ اور اپنی تقصیر کا بدلہ اور اس کا پورا دام بھر دے۔ اور اس کا پانچواں حصہ اس پر زیادہ کرے۔" (گنتی ٥: ٦ و ٧) اس آیت میں صرف گناہوں کا اقرار ہی نہیں ہے۔ بلکہ توبہ کرنے اور نقصان کا

بدلہ دینے کا بھی ذکر ہے۔ سلیمان کہتا ہے: "وہ جو اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے۔ کامیاب نہ ہوگا۔ پر وہ جو گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ اور اُسے چھوڑ دیتا ہے۔ اس پر رحمت ہوگی" (امثال ۲۸: ۱۳) اور یہ لاحاصل کلام نہیں۔ کیونکہ ہم انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ یہوداہ کے تمام مُلک اور یروشلم کے سارے رہنے والے اس پاس (یُوحنا بپتسمہ دینے والے کے پاس) نکل آئے۔ اور اُنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرکے یردن کی ندی میں اس سے بپتسمہ پایا" (مرقس ۱: ۵)

س ۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں اعتراف ہمیشہ جاری رہا ہے؟

ج ۔ میں اوّل اس بات کو پاک نوشتے سے ثابت کرتا ہوں۔ رسولوں کے اعمال میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ اور بہتیروں نے اُن میں سے جو ایمان لائے تھے۔ آکے اپنے کاموں کا اقرار اور بیان کیا۔ اور بہتوں نے اُن میں سے جو جادوگری کرتے تھے۔ اپنی کتابیں سب لوگوں کے آگے لاکر اکٹھی کرکے جلادیں" (اعمال ۱۹: ۱۸ اور ۱۹) اب اس طریق سے ایمان لانے والوں کا اپنے کاموں کا اقرار اور بیان کرنا اور گمراہ کرنے والی بدعتی جادوگری کی کتابوں کا جلادینا رسولوں اور پہلے مسیحیوں کے رواج سے ثابت ہوتا ہے۔

س ۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج ۔ ابتدائی کلیسیا کی شہادتیں۔ مقدس سائپرن بیان کرتا ہے۔ کہ ہر شخص اپنی زندگی میں اور جب کہ وہ کاہن کی صلاح اور مدد سے فائدہ اٹھاسکے۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ مقدس باژل بیان کرتا ہے۔ کہ ہم کو اپنے گناہوں کا اعتراف اُن لوگوں کے آگے ضرور ہی کرنا چاہیئے جو خدا کے بھیدوں کے مختار مقرّر کئے گئے ہیں۔ مقدس اگسٹین بیان کرتا ہے۔ کہ کوئی شخص یہ نہ کہے۔ کہ میں پوشیدہ طور سے گناہ کرتا ہُوں۔ میں خدا کے آگے کرتا ہوں۔ وہ میرے دل کو جانتا ہے۔ اور مجھے معاف کردے گا۔ کیا مسیح نے یہ بلاسبب کہا ہے۔ کہ جو کچھ تم زمین پر باندھوگے۔ آسمان پر باندھا جائے گا؟ تو کیا کنجیاں کلیسیا کو لاحاصل دی گئی تھیں؟ (Hom. 49.)

س ۔ تم ان لوگوں کی بابت جو یہ کہتے ہیں کہ ۷۰۰ برس گزرے۔ کہ لاٹرن کی چوتھی کونسل نے اعتراف کو ایجاد کیا۔ کیا کہتے ہو؟

ج - ہم ابھی پڑھ چکے ہیں۔ کہ اعتراف کو خود یسُوع مسیح نے مقرر کیا ہے۔ اور کہ یہ کلیسیا کے شروع ہی سے تمام دنیا میں جاری چلا آتا ہے۔ صدیوں تک بہت سے مسیحی سال میں چار یا پانچ دفعہ اعتراف کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں دینداروں میں اعتراف کی بابت بے پروائی وقوع میں آئی۔ اور اُن میں سے بہت اس سیکرامینٹ کو برسوں بُھلا دیتے رہے۔ اس غفلت کو دُور کرنے کی خاطر مجلس نے وہ مشہور قانُون بنایا جس کے حکم سے ہر ایک مسیحی سال میں کم از کم ایک دفعہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کا پابند ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات کس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ لاٹرن کی چوتھی مجلس نے ۷۰۰ سال گذرے کہ اعتراف کو ایجاد کیا ہو؟ کیونکہ یونانی کلیسیا بھی اعتراف کو مانتی ہے۔ اور اس کلیسیا کے دیندار لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کس طرح یُونانی کلیسیا کاتھولک کلیسیا کے ایجاد کئے ہوئے سیکرامینٹ کو قبول کر سکتی تھی۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ ہم کو بتائیں گے۔ کہ یُونانی کلیسیا نے اعتراف کو کب ایجاد کیا تھا۔؟ ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔ کہ لاٹرن کی چوتھی کونسل سے چند صدیوں پہلے یونانی کلیسیا۔ کاتھولک کلیسیا سے جدا ہوئی تھی۔ اور کہ یُونانی کلیسیا کے شرکا شروع سے ہمارے زمانہ تک اعتراف کرتے چلے آئے ہیں۔

س - کیا یہ ممکن ہے۔ کہ کاہنوں نے گناہوں کا اعتراف کرنا ایجاد کیا ہے؟

ج - نہیں۔ کیونکہ صرف خدا کا صریح حکم لوگوں کو دوسرے انسان کے آگے اپنے نہایت پوشیدہ اور شرمناک گناہوں کا اقرار کرنے کے لئے مجبور کر سکتا ہے۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ کاہنوں نے اعتراف کو ایجاد کیا ہے۔ وہ بکواس کرتے ہیں۔ اور صرف متعصب پروٹسٹنٹ لوگ اُن کی باتوں کا یقین کرتے ہیں۔ ۶۰۰ برس ہُوئے لوگ ویسے ہی تھے۔ جیسے کہ آج ہیں۔ اور جیسے کہ وہ ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ فرض کرو کہ اس وقت تک کسی آدمی نے اعتراف کا ذکر تک نہیں سنا۔ اور اگر کوئی بشپ یا کاہن یہ نیا سیکرامینٹ مسیح کے نام سے جاری کرنا چاہے۔ تو کیا لوگ اس کی مانیں گے؟

س - لیکن کیا یہ خطرہ نہیں ہے۔ کہ کاہن سنے ہُوئے گناہوں کو کسی کے آگے ظاہر کر دے؟

ج - بالکل نہیں۔ یہ پادریوں کا بڑا فرض ہے۔ کہ اعتراف کئے ہُوئے گناہوں کو پوشیدہ

رکھیں۔ وہ اُن گناہوں کا ذکر جو اُن سے کہے جائیں کسی سے نہ کریں۔ وہ کسی طرح سے اُن سنے ہوئے گناہوں کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ گو گنہگار کے نام لینے کا کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ بعض خاص حالتوں میں پادری اس بھید کے رکھنے کا جو اس نے اعتراف میں سنا ہے۔ پابند نہیں ہے؟

ج۔ ایسا کہنا جھوٹی تہمت ہے۔ پادری ایک چھوٹے سے گناہ کو بھی جو اُس نے اعتراف کے ذریعہ سے سنا ہے۔ ظاہر نہیں کر سکتا۔ خواہ ایسا کرنے سے وہ کروڑہا لوگوں کو بھی جو ہمیشہ کے لئے جہنم میں جاتے ہیں۔ بچا سکے۔

س۔ لیکن کیا بعض حالتوں میں پریسٹوں نے اعتراف میں سنے ہوئے گناہوں کو افشا نہیں کیا ہے۔

ج۔ ہاں ہم بآوازِ دہل پروٹسٹنٹوں کو کہتے ہیں۔ کہ وہ کسی ایک پریسٹ کا نام بتائیں۔ جس نے کبھی اعتراف میں سنے ہوئے گناہوں کو افشا کر دیا ہو۔ کیا لوتھر (Luther) کیرولسٹاڈ (Carolstadt) کرانمر (Cranmer)، زونگلیوس (Zwinglius) اور قریباً کل پروٹسٹنٹ مذہب کے بانی کاتھولک پریسٹ نہ تھے۔ کیا اُنہوں نے اپنا دین ترک کرنے سے پہلے بہت سے اعتراف نہیں سنے تھے؟ یہ کس طرح ہوا۔ کہ اپنی داشتہ عورتوں کے ساتھ رہتے ہوئے یا بُرے کام کرتے ہوئے اُنہوں نے اُن گناہوں کی بابت جو اُنہوں نے اعتراف کے ذریعہ سے معلوم کئے کبھی کچھ نہ کہا۔ اور نہ کسی کو بتائے؟ یہ کس طرح ہے۔ کہ گو ان بدعتیوں نے اپنی پاک منتوں کو جو اُنہوں نے خدا کے حضور مانی تھیں۔ توڑ دیا۔ مگر اعتراف میں سنے ہوئے گناہوں کو افشاء نہیں کیا؟

س۔ تم اس حقیقت کا سبب کیا بیان کرتے ہو؟

ج۔ اس حقیقت کا خاص سبب یہ ہے۔ کہ خدا جس نے اعتراف کو قائم کیا ہے۔ اور جس نے اس سیکرامینٹ کو بنی آدم کی نجات کے لئے نہایت ضروری ذریعہ بنایا ہے۔ کبھی ایسا نہ کریگا۔ کہ کوئی کاہن خواہ وہ کیسا ہی بدکار کیوں نہ ہو۔ سیکرامینٹ کے اعتراف میں سنے ہوئے گناہوں کو ظاہر کرے۔

س۔ کیا ایسے پادری نہیں ہوئے ہیں۔ کہ جنہوں نے اعتراف کا بھید پوشیدہ رکھنے کی لئے موت کی سزائیں برداشت کیں؟

ج۔ ہاں ہوئے ہیں۔ ایک یا دو مثالیں اس بارہ میں دینی کافی ہوں گی۔ مثلاً بوہیمیا میں مقدس جان نیپومیوسن (John Nepomucen) جین آف بویریا (Jane of Baveria) کا اعتراف اس کے خاوند شہنشاہ ونیسلاس (Wencislas) کے آگے افشا کرنے سے انکار کرنے کے باعث دریائے مولڈو (Moldo) میں ڈبو دیا گیا۔ انگلستان میں جیسوئیٹ گارنٹ (Garnit) ۱۶۰۶ء میں بارود کی سازش (Gunpowder Plot) افشا نہ کرنے کے باعث پھانسی دیا گیا۔

س۔ پروٹسٹنٹوں نے اعتراف کرنا کیوں موقوف کر دیا ہے؟

ج۔ اوّل اوّل بعض اصلاح کرنے والوں نے خوشی سے ایسے مفید رواج کو قائم رکھا لوتھر نے خود لکھا ہے۔ کہ میں پوشیدہ اعتراف کی اس قدر عزت کرتا ہوں جس قدر کہ میں کو انجیل کی عزت کرتا ہوں۔ اعتراف بیش قیمت اور مفید ہے۔ مسیحیوں کو اعتراف کے فائدہ کے لئے اپنے تہ دل سے خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ پوشیدہ اعتراف کرنا فضل کا خزانہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ خدا اپنا رحم اور سارے گناہوں کی معافی بخشتا ہے۔ نہ تو روزہ۔ نہ نماز۔ نہ انڈلجنسیاں نہ ریاضت ایسی مفید ہے۔ جیسے کہ اعتراف کا سیکرامینٹ مفید ہے"۔ (Luther's Works t. I. p. 512-513) ہم کو پادری کے آگے اُن گناہوں کا اقرار کرنا چاہیئے۔ جو ہم نے جان بوجھ کر کئے ہیں۔ لیکن ان کا کہنا لاحاصل ہوا۔ کیونکہ وہ جو ہوا ہوتے ہیں۔ گرد باد لائیں گے (ہوسیع ۸: ۷) نئے فرقوں نے جنہوں نے بہشت کا راستہ کشادہ اور آسان کرنا چاہا۔ جلدی سے اعتراف۔ ریاضت کے کاموں اور مذہبی منتّوں کو موقوف کر دیا کیونکہ یہ ایسے رواج ہیں۔ جو ہم کو گناہ سے باز رکھتے ہیں۔ اور نجات کے بڑے وسیلے ہیں۔ یسوع مسیح انجیل میں فرماتا ہے۔ کہ "چوڑا ہے وہ دروازہ اور کشادہ ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے۔ اور بہت ہیں۔ جو اُس سے داخل ہوتے۔ مگر تنگ ہے وہ دروازہ

اور سکڑا ہے وہ راستہ جو زندگی کو پہنچاتا ہے۔ اور تھوڑے ہیں جو اُسے پاتے ہیں (متی ۷: ۱۳ اور ۱۴)

چہارم۔ کون سے گناہوں کا اقرار کرنا چاہیئے؟

کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا بیان

س۔ کیا مسیحیوں کو اپنے سارے گناہوں کا یسوع مسیح کے کاہنوں کے آگے اعتراف کرنا ضروری ہے؟

ج۔ مسیحیوں کو اپنے تمام کبیرہ گناہوں کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔ لیکن اُن کو صغیرہ گناہوں کا اعتراف کرنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ صغیرہ گناہ آسمان کی بادشاہت سے خارج نہیں کرتے ہیں۔ اور اس لئے کلیسیا کے اختیار کی طرف ایسے گناہوں کی معافی کے لئے رجوع کرنا ضروری نہیں ہے۔

س۔ کبیرہ گناہ کیا ہے؟

ج۔ کبیرہ گناہ وُہ گناہ ہے۔ جو جان کی رُوحانی زندگی کو برباد کرتا ہے۔ اور ہم کو دوزخ کی دائمی سزا کا مستحق بناتا ہے۔ مُقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ "حرامکار۔ بُت پرست۔ زنا کرنے والے۔ چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنے والے۔ ظالم خداوند کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے۔"

س۔ صغیرہ گناہ کیا ہے؟

ج۔ صغیرہ گناہ وہ ہیں۔ جو جان کو روحانی زندگی سے محروم نہیں کرتے ہیں لیکن اس کی راستی اور محبت کو کم کرتے ہیں۔ اور ہم کو اعراف کی چند روزہ سزا کا مستحق بناتے ہیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ عموماً یہ نہیں مانتے ہیں۔ کہ تمام گناہ یکساں ہیں؟

ج - ہاں - وہ عموماً ایسا مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ گمراہ کُن رائے پاک نوشتوں اور عام عقل کے بالکل خلاف ہے۔

س - یسوع مسیح اس بارہ میں کیا کہتا ہے ؟

ج - یسوع مسیح ہم کو سکھاتا ہے۔ کہ ایسے گناہ ہیں۔ جو بالمقابل دوسرے گناہوں کے ایسے ہیں۔ جیسے مچھر بالمقابل اُونٹ کے۔ یا جیسے تنکا بالمقابل شہتیر کے (متی ۲۳: ۲۴ - لوقا ۶: ۴۲) پھر یسوع مسیح فرماتا ہے۔ کہ برادرانہ محبت کے خلاف تین مختلف گناہ ہیں۔ اور ان میں سے صرف ایک دوزخ کی آگ کا سزاوار بناتا ہے (متی ۵: ۲۲)

س - کیا اس مضمون پر کتاب مقدس کی اور بھی شہادتیں ہیں ؟

ج - ہاں ہیں۔ امثال کی کتاب میں ذکر ہے۔ کہ صادق آدمی سات بار گرتا ہے (۲۴: ۱۶) اور یہ صادق آدمی کا گرنا صریحاً صغیرہ گناہ کرنا ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ سات بار گرتا ہے۔ تو بھی وہ صادق رہتا ہے۔ مقدس یعقوب کہتا ہے۔ کہ ہم سب کے سب بہت سی چیزوں میں تقصیر کرتے ہیں" (باب ۳ - آیت ۲) اور باوجود اس کے انجیل کی شہادت سے جانتے ہیں۔ کہ زکریاہ اور الیسبات اور بہت سے اور خدا کے حضور راستباز تھے (لوقا ۱: ۶) مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ ایسے گناہ ہیں جن کے لئے ہم نقصان اٹھائیں گے۔ لیکن ہم آپ بچ جائینگے پر ایسا جیسا آگ سے" (۱ قرنت ۳: ۱۵) صریحاً یہ گناہ صغیرہ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ کبیرہ گناہ ہوتے۔ تو وہ دوزخ کی آگ کے سزاوار ہوتے۔ جس میں سے کوئی شخص چھٹکارا نہیں پاسکتا ہے۔

س - کیا انجیل نہیں کہتی۔ کہ "ہر ایک بے فائدہ بات جو کہ لوگ کہیں عدالت کے دن اُسکا حساب دیں گے" (متی ۱۲: ۳۶)

ج - بے شک ہم کو اُن کا حساب دینا ہوگا۔ لیکن یہ "مچھر" ہیں۔ نہ کہ اُونٹ۔ وہ آنکھ کے تنکے ہیں۔ نہ کہ شہتیر۔ وہ صغیرہ تقصیریں ہیں نہ کہ کبیرہ۔

س - تم حزقی ایل کی حسب ذیل آیت کی بابت جس میں لکھا ہے۔ کہ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔ کیا کہتے ہو؟

ج ۔ نبی اس آئت میں سخت جرموں کا جن کو اس نے پہلے بیان کیا تھا۔ ذکر کرتا ہے۔ مثلاً بت پرستی زناکاری ۔ سود خوری وغیرہ ۔

س ۔ کیا مقدس یعقوب یہ نہیں سکھاتا ۔ کہ جو کوئی ساری باتوں کو مانتا اور ایک بات ٹالتا ہے۔ وہ ساری باتوں کا گنہگار ہے ؟

ج ۔ ہاں جو کوئی کبیرہ گناہ کرتا ہے ۔ تو وہ ساری باتوں کا گنہگار ہے ۔ جیسے کہ اگلی آئت سے ظاہر ہے ۔ جہاں پر رسول قتل اور زناکاری کا ذکر کرتا ہے ۔

س ۔ تم کیوں کہتے ہو ۔ کہ یہ پروٹسٹنٹ عقیدہ عام عقل کے خلاف ہے ؟

ج ۔ کیونکہ یہ بات ہر شخص کی عام عقل کے مطابق ہے ۔ کہ ایک بے فائدہ بات بکنے اور جھوٹی قسم کھانے کے درمیان ۔ اور ہمسائے پر ہنسنے اور اس کو قتل کرنے کے درمیان بہت بڑا فرق ہے ۔ پروٹسٹنٹ ملکوں اور کاتھولک ملکوں میں مختلف جرموں کے لئے سزا دینے کا ایک خاص اندازہ ہے ۔ بعض مجرم قید کئے جاتے ہیں ۔ اور بعض پھانسی دیئے جاتے ہیں ۔ اور کوئی منصف کبھی کسی شخص کو جس نے ایک کوڑی کی چوری کی ہو ۔ پھانسی نہیں دیتا ۔ اگر تمام گناہ یکساں ہوتے ۔ تو منصف ایک کوڑی کی چوری کے لئے پھانسی کی سزا دینے میں ٹھیک انصاف کرتا ۔

س ۔ کیا بعض گناہ ایسے سنگین نہیں ۔ کہ کلیسیا ان کو معاف نہیں کر سکتی ہے ؟

ج ۔ نہیں کوئی گناہ ایسا نہیں ہے ۔ جس کو کلیسیا معاف نہ کر سکتی ہو ۔ بشرطیکہ گنہگار تہ دل سے اس پر پچھتائے ۔ اور اس کا اعتراف کرے ۔ کنجیوں کا اختیار خود خدا کا اختیار ہے ۔ جیسے کہ خود مسیح ہی کے لفظوں سے ثابت ہے ۔ کہ "جو کچھ تم زمین پر باندھو گے ۔ آسمان پر باندھا جائے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے ۔ آسمان پر کھولا جائے گا" (متی ۱۸ : ۱۸)

س ۔ لیکن کیا مسیح نے نہیں کہا ۔ کہ "جو کوئی روح القدس کے برخلاف بات بولے ۔ اُسے معاف نہ کیا جائے گا ۔ نہ اس دنیا میں نہ آنے والی دنیا میں" (متی ۱۲ : ۳۲) اور اختیار کی اس حد پر خود رسولوں نے بندش لگائی ۔ جیسے کہ حسب ذیل آیتوں سے ظاہر ہے ۔ "وہ جو ایکبار روشن ہوئے اور گر گئے ۔ تو ممکن نہیں ۔ کہ وہ توبہ کے لئے پھر نئے بنیں" (عبرانی ۶ : ۴ ، ۶) اگر بعد اس کے کہ ہم سچائی کو پہچان چکے ۔ جان بوجھ کر گناہ کریں ۔ تو پھر گناہوں کے لئے کوئی قربانی

باقی نہیں"؟

ج۔ مذکورہ بالا اور ایسی دیگر آیتوں سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ گنہگار کے لئے یہ بالکل ناممکن ہے کہ وہ اپنی تقصیروں کی معافی حاصل کرے۔ لیکن اُن آیتوں سے یہ مراد ہے۔ کہ بعض حالتوں میں معافی حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کا یہ سبب ہے کہ گنہگار اُن حالتوں میں عموماً اپنے گناہ میں ضد سے پھنسا رہتا ہے۔ اور وہ نہ تو اپنے گناہ پر پچھتاتا ہے۔ اور نہ اُس بھاری گناہ کو چھوڑتا ہے۔ مذکورہ بالا آیتوں کے یہ درست معنی ہیں۔ کیونکہ خدا کا رحم اس قدر ہے۔ کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ بشرطیکہ گنہگار سچ مچ پشیمان ہو۔ اور ان کے لئے توبہ کرے۔ یسوع مسیح نے گناہوں کو معاف کرنے کا اختیار کلیسیا کو دیا ہے۔ اور ایسے اختیار کو اُس نے محدود نہیں کیا ہے۔ لیکن عالمانِ علمِ الٰہی اس امر میں متفق نہیں۔ کہ کون سا گناہ لاعلاج ہے۔ وہ عموماً کہتے ہیں۔ کہ لاعلاج گناہ مرتد ہونا ہے۔ مرتد رُوح القدس کے خلاف بات بولتا ہے۔ جب کہ وہ معلوم شدہ سچائی سے انکار کرتا ہے۔ اور اس کا مسیحی کلیسیا کی طرف پھرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بڑے غرور کے باعث یقین نہیں کرتا۔ کہ میں تقصیروار ہوں۔ اور اسی سبب سے وہ معافی بھی نہیں چاہتا۔ اور نہ اپنے گناہوں پر پچھتاتا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ میں اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں۔ کہ کسی گنہگار کو اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرنے سے نااُمید نہ ہونا چاہیئے۔ اور سارے گنہگار جو دوزخی ٹھیرائے جاتے ہیں۔ صرف اپنے ہی قصور کے باعث دوزخی ٹھیرائے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کسی گنہگار کی موت نہیں چاہتا ہے۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ گنہگار اپنی بُری راہ سے باز آجائے۔ اور جیئے (حزقی ایل ۳۳: ۱۱) اگرچہ تمہارے گناہ قرمزی ہوں۔ پر برف کی مانند سفید ہو جائیں گے۔ (یسعیاہ ۱: ۱۸)

پنجم۔ ریاضت

س۔ ریاضت کیا ہے؟

ج۔ ریاضت گناہ کے لئے کفارہ ہے۔ یعنی اُس قرض کا ادا کرنا ہے۔ جو گنہگار نے خدا کی نافرمانی کرنے سے اپنے اُوپر لیا ہے۔ صرف ہمارے خداوند یسُوع مسیح نے (چونکہ وہ سچا خدا اور سچا انسان ہے) بنی آدم کے گناہوں کا پُورا کفارہ دیا ہے۔ لیکن جب کہ ہم کفارے کو توبہ کے سیکرامینٹ کا ایک حصّہ سمجھتے ہیں۔ تو اس کفارے کے معنی اُس ریاضت کے ہیں۔ جو کاہن چندروزہ سزا کے اٹھانے کے لئے جو خدا کے انصاف کی خاطر واجب ہے دیتا ہے۔ اور وہ ریاضت سزا کو خوشی سے قبول کرنے اور بھگتنے سے پُوری ہوتی ہے۔

س۔ یہ بات کس پر منحصر ہے؟

ج۔ یہ بات یسُوع مسیح کے کفارے پر منحصر ہے۔ کیونکہ یسُوع مسیح کا کفارہ ان سیکرامینٹوں کے ذریعہ سے جو اُس نے اس مطلب کے لئے مقرر کئے ہیں۔ خصوصاً بپتسمہ اور توبہ کے سیکرامینٹ سے ہماری رُوحوں تک پہنچتا ہے۔ بپتسمہ اور توبہ کے سیکرامینٹ میں یہ فرق ہے۔ کہ بپتسمہ میں وہ تمام گناہ اور سزائیں جو گناہوں کے لئے بھگتنی ہیں۔ معاف کی جاتی ہیں۔ پر توبہ کے سیکرامینٹ میں گو تمام گناہ اور اُن گناہوں کی دائمی سزائیں معاف کی جاتی ہیں۔ مگر عموماً گنہگار کو کچھ نہ کچھ چندروزہ سزا اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے گنہگار کو اُس نافرمانی کا عوضانہ جو اُس نے خدا کے خلاف کی ہے۔ حتے الوسع دینا پڑتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ گنہگار کو عموماً کچھ نہ کچھ چندروزہ سزا اٹھانی پڑتی ہے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ توبہ کرنے والے کا تأسف یا اس کی محبت ایسی کامل ہو۔ کہ نہ صرف گناہ اور گناہ کی دائمی سزا ہی بلکہ ہر قسم کی سزا اس سیکرامینٹ سے معاف ہو جائے۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو۔ کہ معاف شدہ گناہوں کی دائمی سزا عموماً چندروزہ سزا میں بدل جاتی ہے؟

ج۔ میں اس بات کو اوّل تو پاک نوشتے کی بہت سی مثالوں سے ثابت کرتا ہوں۔ مثلاً جب ویرانے میں تمام بنی اسرائیل۔ مُوسٰے اور ہارُون کے خلاف بڑبڑانے لگے۔ تو خدا نے اُن کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن مُوسٰے کی دعا سے اس کا غصّہ دھیما ہُوا۔ تب خداوند نے فرمایا کہ میں نے تیرے کہنے سے بخشا۔ پر وہ سب لوگ جنہوں نے میری شوکت اور میرے معجزے

جو میں نے مصر میں اور اُس بیابان میں ظاہر کیے دیکھے۔ اور میری آواز پر کان نہیں دھرتے۔ وہ اُس زمین کو جس کی بابت میں نے اُن کے باپ دادوں سے قسم کھائی تھی۔ نہ دیکھیں گے۔ (گنتی ۱۴: ۲۰ و ۲۲ و ۲۳)

دوسری مثال۔ دوسرے سلاطین کے بارھویں باب میں درج ہے۔ داؤد قتل کا مجرم ہے۔ اور دوزخ کی دائمی سزا کا مستوجب ہے۔ ناتن نبی اُس کو اُس گناہ کے باعث جہنمی ہونے سے آگاہ کرتا ہے۔ داؤد اپنے گناہ پر تاسف کرتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں خداوند کا گنہگار ہوں۔ ناتن نبی اس کو جواب دیتا ہے۔ کہ خداوند نے بھی تیرا گناہ بخشا۔ کہ تو نہ مرے گا۔ اس آیت میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا گناہ اور دائمی سزا کو بخشتا ہے۔ لیکن وہ اس کی جگہ چندروزہ سزا دیتا ہے۔ بسبب اس کے کہ تیرے اس کام کرنے سے خداوند کے دشمنوں نے کفر بکنے کا موقع پایا۔ یہ لڑکا بھی جو تیرے لئے پیدا ہوگا مرجائے گا۔ (آیت ۱۴)

اُسی کتاب میں داؤد لوگوں کا شمار کرنے کے غرور پر افسوس کرتا ہے۔ خدا اس کو معاف کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ان چندروزہ سزاؤں میں سے کسی کو اٹھائے۔ (۱) سات سال کا قحط (۲) تین ماہ تک اپنے دشمنوں سے بھاگے۔ (۳) تین دن کی وبا۔

اور علاوہ اُس کے نبی اس کو حکم دیتا ہے۔ کہ تو ایک قربانگاہ کھڑی کر۔ اور اس پر خداوند کو قربانیاں چڑھا۔

س ۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج ۔ خدا کی کلیسیا کی روایت ۔ پروٹسٹنٹ خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس امر میں کلیسیا کی روائت متواتر اور عالمگیر ہے۔ کالوِن اپنی معمولی حیا سے کہتا ہے۔ کہ میں صاف صاف طور سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ تقریباً کل مقدس بزرگوں نے جن کی تصنیفات اب تک موجود ہیں اس بارہ میں غلطی کھائی ہے۔

س ۔ کیا یسوع مسیح نے نیک چور سے نہیں کہا۔ کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ اور کیا یہ لفظ ثابت نہیں کرتے۔ کہ دائمی سزا چندروزہ سزا میں نہیں بدلی؟

ج ۔ جو شخص یہ حجت کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں۔ کہ نیک چور نے صلیب

پر بہت تکلیف برداشت کی۔ اور کہ یسوع مسیح نے نیک چور کی صابرانہ تکلیفوں کو بطور اس کے گذشتہ گناہوں کے کفارے کے قبول کیا۔ علاوہ اس کے خدا کے فضل کا معجزہ جو اس شخص کے حق میں ہوا۔ جس نے یسوع مسیح کے ساتھ اور اس کے قریب تکلیف برداشت کی۔ اور جو معجزہ بنی آدم کی نجات ہی کے دن ہوا۔ اس عام قاعدہ کے خلاف کچھ ثابت نہیں کرتا۔

س۔ اس مضمون پر پروٹسٹنٹ فرقوں کی عام تعلیم کیا ہے؟

ج۔ پروٹسٹنٹ لوگ عموماً یہ سکھاتے ہیں۔ کہ دائمی سزا چند روزہ سزا میں نہیں بدلتی ہے۔ اور وہ یہ بھی سکھاتے ہیں۔ کہ جب ہمارے گناہ یسوع مسیح کی خوبیوں کے منسوب ہونے سے ڈھانکے جاتے ہیں۔ تو تمام سزائیں خواہ وہ دائمی ہوں یا چند روزہ۔ ہمیشہ معاف کی جاتی ہیں۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ توبہ کا ہر ایک کام جو مسیحی کرتا ہے۔ نہ صرف لاحاصل ہے۔ بلکہ یسوع مسیح کے کفارے کے لئے مضر بھی ہے۔

س۔ یسوع مسیح کیا کہتا ہے؟

ج۔ یسوع مسیح توبہ کے کاموں کو اپنے لئے اور بنی آدم کی نجات کے لئے مُضر نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس نے بار بار ہم کو توبہ کرنے کا صاف حکم دیا ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تم توبہ نہ کرو سب اسی طرح ہلاک ہو گے۔ (لوقا ۱۳: ۳) اُسی وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا۔ کہ توبہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (متی ۴: ۱۷) کلیسیا نے اس حکم کی دینداری سے اطاعت کی۔ اور ہر زمانے اور ہر ملک کے مقدسوں کی تواریخ ان کی ریاضتوں اور ان کے اختیاری تکالیف برداشت کرنے کی شاہد ہیں۔

س۔ لیکن کیا یسوع مسیح کا کفارہ کافی سے زیادہ نہیں ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کا کفارہ بذاتہ بہت زیادہ ہے۔ یعنی وہ اتنا کافی ہے۔ کہ دنیا کے لاتعداد گناہوں کو اٹھا لے۔ لیکن مسیح کا کفارہ اس معنی میں بہت زیادہ نہیں۔ کہ ہم کو توبہ کرنے کے فرض سے آزاد کر دے۔

بہ لحاظ انسان کے مسیح کی مصیبتوں میں کچھ کمی ہے۔ جو کہ ہم کو اپنے جسم میں لگاتار ریاضت کرنے سے پوری کرنی چاہیئے۔ جیسے مقدس پولوس رسول نے کیا۔ میں اپنے بدن کو تنبیہ

دیتا اور غلامی میں لاتا ہوں۔ (۱ قرنتی ۹: ۲۷) میں مسیح کے دکھوں کی کمی اس کے بدن کلیسیا کے لئے اپنے جسم سے پوری کرتا ہوں۔ (کلسیوں ۱: ۲۴)

س۔ اس کو اور ذرا صاف طور سے بیان کرو؟

ج۔ اگر ہم یسوع مسیح کی مصیبتوں کو بذاتِ خود دیکھیں۔ تو اس میں کچھ کمی نہیں ہے۔ اور کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔ جو کمی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم نجات دینے والے کی خوبیوں کو اپنی خوبی بنانے کی خاطر ریاضت کریں۔ کیونکہ مسیح کا کفارہ ہم کو پہنچ نہیں سکتا۔ جب تک کہ ہم اپنی ہی آزاد مرضی اور اپنے ہی کاموں سے مسیح کے ساتھ ایک نہ ہو جائیں۔ اور اس کی مصیبتوں میں اُس کے شریک نہ ہوں۔ جس طرح تم دکھوں میں شریک ہو۔ اُسی طرح تسلی میں بھی ہو گے۔" (۲ قرنتیوں ۱: ۷)

س۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں۔ کہ ہم کو وہ ریاضت کرنی چاہیئے۔ جو پریسٹ نے ہم کو بتائی ہے گو ہم نے اپنے گناہوں سے معافی بھی حاصل کر لی ہے۔ تاہم جو کچھ پریسٹ باندھتا ہے (متی ۱۸: ۱۸) گویا وہ خود خدا ہی ہم کو وہ ریاضت دیتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ چھوٹی سی ریاضت جو پریسٹ ہم کو دیتا ہے۔ عموماً اُس تمام قرض کے ادا کرنے کے لئے جو خدا کے انصاف کے لئے ہم پر واجب ہے کافی نہیں۔ اس لئے ہم کو ہمیشہ توبہ کرنی چاہیئے۔ اور ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صرف توبہ ہی سے ہم مسیح کے کفارے کو اپنا بنا سکیں گے۔

ششم۔ ریاضت کے کام

روزہ۔ پرہیز وغیرہ

س۔ توبہ کے سیکرامنٹ میں گناہ معاف کئے جانے کے بعد عارضی سزا کا قرض کب اور کہاں ادا کرنا چاہیئے؟

ج - وہ قرض ہم کو یا اس دنیا میں ریاضت کے کام کرنے سے یا آنے والی دنیا میں اعراف کی تکلیفوں کے سہنے سے ادا کرنا پڑتا ہے۔

س - ریاضت کے بڑے بڑے کام کیا ہیں؟

ج - غریبوں کو خیرات دینا - روزہ رکھنا - پرہیز کرنا - ناجائز عیشوں سے بچنا - یا جائز عیشوں سے بھی یسوع مسیح کے نام کے لئے باز رہ کر نفس کشی کرنا - یہ سب مذکورہ بالا ریاضت کے کام ہیں - جو خدا کی کلیسیا کے کام میں آتے ہیں -

س - خیرات کی بابت تم کتاب مقدس میں کیا پڑھتے ہو؟

ج - ہم کتاب مقدس میں پڑھتے ہیں - کہ خیرات دینا اس عارضی سزا کے ادا کرنے کا ایک بہت عمدہ طریقہ ہے - جو کہ ہم کو خدا کے انصاف کے لئے بھگتنی ہے - اپنے گناہوں کا کفارہ خیرات دینے سے اور اپنی بدیوں کا کفارہ محتاجوں کے حق میں رحم کے کام کرنے سے دے (دانی ایل ۴ : ۲۴) اور خود یسوع مسیح کہتا ہے - کہ خیرات کرو - اور دیکھو سب کچھ تمہارے لئے پاک ہوگا (لوقا ۱۱ : ۴۱)

س - کیا کتاب مقدس ہم کو بتاتی ہے - کہ روزہ رکھنا خدا کو پسند ہے؟

ج - ہاں - بہت صاف طور سے بتاتی ہے - اور کتاب مقدس یوحنا بپتسمہ دینے والے کے پرہیز کی فی الحقیقت تعریف کرتی ہے - (لوقا ۱ : ۱۵) پھر کتاب مقدس میں حنہ نبیہ کی تعریف کی گئی ہے - کہ وہ ہیکل سے جدا نہ ہو کے روزہ اور نماز سے رات دن بندگی کرتی رہی - (لوقا ۲ : ۳۷) نینوہ کے باشندوں نے روزہ رکھنے سے خدا کا رحم حاصل کیا - (یوحنا ۳ : ۵) دانی ایل روزہ رکھنے سے اور دعا مانگنے سے آسمانی رویا کی طرف مائل ہوا - (دانی ایل ۹ : ۳ + ۱۰ : ۳ و ۱۲) نبی اور بادشاہ داؤد نے اپنی جان کو روزہ رکھنے سے خاکسار بنایا - (زبور ۳۴ : ۱۳) عزرا اور نحمیاہ نے روزہ رکھنے سے خدا کی مدد حاصل کی - (عزرا ۸ : ۲۳) و نحمیاہ - ۱ : ۴) اور خدا نبی یوایل کی معرفت اپنی قوم کو کہتا ہے - کہ تم اب اپنے سارے دل سے روزہ رکھ رکھ کے اور ماتم اور زاری کر کر کے میری طرف پھرو - (یوایل ۲ : ۱۲)

س - لیکن کیا روزہ رکھنا پرانے عہدنامہ یعنی غلامی کی شریعت کے اُن کاموں میں سے نہیں ہے - جو خواہ مسیح کے تولد کے پیشتر کیسے ہی نیک اور مفید کیوں نہ تھے - اب بے فائدہ ہیں کیونکہ مسیح نے ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا؟ (گلاتیوں ۳: ۱۳)

ج - نہیں - یسُوع مسیح نے خود چالیس دن تک روزہ رکھا - اور اسی طرح اُس نے اپنے پیروؤں کو روزہ رکھنے کا ایک نمونہ دیا - (متی ۴: ۲) علاوہ اس کے یسُوع مسیح نے اُن کو روزہ رکھنے کی بابت تعلیم دی - (متی ۶: ۱۶ و ۱۸) اور پھر برملا کہا ہے - کہ میرے جی اٹھنے کے بعد میرے تمام فرزندوں کو روزہ رکھنا چاہیئے - (متی ۹: ۱۵) مرقس ۲: ۲۹ - لوقا ۵: ۳۵)

س - کیا رسُولوں اور اُس زمانہ کے مسیحیوں نے یسُوع مسیح کے اس حکم کی پابندی کی؟

ج - ہاں - انہوں نے کی - ہم پڑھتے ہیں کہ پہلے مسیحی انطاکیہ میں روزہ رکھتے تھے "تب انہوں نے روزے رکھے - اور دُعا مانگ کے پولوس اور برناباس کو اقدس خدمت کے لئے مخصوص کیا" اعمال ۱۳: ۲ و ۳) رسُول روزے کے ساتھ دُعا مانگ کے ہر ایک کلیسیا میں کاہنوں کو مخصوص کیا کرتے تھے - رسُول اپنے آپ کو فاقہ کرنے سے خدا کے لائق خادم ظاہر کرتے تھے - (۲ قرنتیوں ۶: ۴)

س - کیا روزہ رکھنے کی غرض صرف گناہوں کا کفارہ ہی ہے؟

ج - گناہوں کا کفارہ ہونے کے علاوہ روزہ رکھنا ہماری شہوتوں کو روکنے اور بدن کو رُوح کے تابع کرنے کے کام میں بھی آتا ہے - روزہ رکھنا ہم کو اس قابل بناتا ہے - کہ ہم اپنی رُوحوں کو خدا کی طرف لگائیں - اور اس کے حضور میں زیادہ تر پاک دُعائیں پیش کر سکیں - علاوہ ازیں روزہ شیطان کے خلاف ایک نہایت پُر اثر ہتھیار ہے - یسُوع مسیح خود کہتا ہے - کہ یہ جنس (شیطان) سوائے دُعا اور روزہ کے کسی اور طرح سے نکل نہیں سکتی - (مرقس ۹: ۲۹)

س - وہ بڑا روزہ کون سا ہے - جو کیتھولک کلیسیا رکھا کرتی ہے؟

ج - چالیس دن کا روزہ - جس کو ہمارے خداوند کے چالیس دن کے روزہ رکھنے

کی عزت اور یادگار میں رسولوں نے قائم کیا۔ تاکہ ہم اس کی پیروی کریں۔ اور اپنے گناہوں کے لئے توبہ کریں۔ اور پاسکا کی عید نہایت مناسب طور پر منانے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

س۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ رسولوں نے چالیس دن کے روزوں کو مقرر کیا؟

ج۔ تمام مسیحی قومیں رسولوں کے زمانہ سے چلتے کو مانتی ہیں۔ اور اس کا پتہ کسی خاص بشپ پوپ یا مجلس سے نہیں ملتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس روزہ کو بجز رسولوں کے اور کسی نے مقرر نہیں کیا۔ علاوہ اس کے ہمارے پاس پہلی صدیوں کے بہت سے بزرگوں کی صاف شہادت موجود ہے۔ مثلاً مقدس جیروم۔ مقدس لیو اعظم کی شہادت وغیرہ۔ اگر کوئی شخص یہ کہے چالیس دن کا روزہ رسولوں نے مقرر نہیں کیا۔ تو اس سے یہ پوچھنا چاہیئے۔ کہ پھر چلنے کو کب۔ کہاں اور کس نے مقرر کیا ہے؟

س۔ کیوں مسیحی لوگ خاص خاص دنوں میں گوشت کے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن؟

ج۔ مسیحی ریاضت کرنے اور بدن کو تنبیہ دینے اور نفس کشی کرنے کی غرض سے جمعہ کے دن گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ جمعہ کے دن گوشت کھانے کی ممانعت اور نیز چالیس دن کا روزہ رکھنا خود رسولوں نے یسوع مسیح کی موت اور اس کی تجہیز و تکفین کی یادگار میں قائم کیا۔

س۔ کیا کلیسیا کو گوشت کھانے سے منع کرنے کا اختیار ہے؟

ج۔ ہاں اختیار ہے۔ کتاب مقدس میں صاف لکھا ہے۔ کہ رسول بتوں کی قربانیوں کے گوشت اور خون اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔ (اعمال ۱۵: ۲۹)

س۔ کیا پرہیز کرنے کے معاملہ میں کلیسیا کے حکموں کا توڑنا گناہ ہے؟

ج۔ بلاشک۔ کیونکہ یسوع مسیح ہم کو فرماتا ہے۔ کہ کلیسیا کا حکم سنو اور مانو۔ جس مسیحی نے رسولوں کے زمانہ میں مذکورہ بالا حکموں کو توڑا ہوگا۔ وہ تقصیروار ٹھیرایا گیا ہوگا۔ اور ایسے ہی وہ مسیحی جو اب پرہیز کرنے اور روزہ رکھنے کے حکم کو توڑتا ہے۔ تقصیروار ٹھیرایا جائے گا۔

س - کیا یسوع مسیح یہ نہیں کہتا کہ جو چیز منہ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی؟ (متی ۱۵: ۱۱)

ج - منع کیا ہوا گوشت جان کو ناپاک نہیں کرتا۔ بلکہ حکم کا توڑنا روح کو ناپاک کرتا ہے۔ اگر کوئی پروٹسٹنٹ اس بات سے انکار کرے تو اُس سے پوچھو۔ کہ آدم اور حوّا نے ممنوعہ پھل کو کہاں رکھا۔ اور اس سے کیا نتیجہ برآمد ہُوا۔

س - کیا مختلف کھانوں میں یہ فرق کرنا مقدس پولوس کے نزدیک شیطان کی تعلیم نہیں (۱ طمطاؤس ۴: ۱ و ۲)

ج - پولوس رسُول اُن قدیمی بدعتیوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو تعلیم دیتے تھے۔ کہ گوشت کو شیطان نے پیدا کیا ہے۔ اور کہ گوشت بذاتہ ناپاک ہے۔

س - کیا مقدس پولوس یہ نہیں کہتا۔ کہ ایک مانتا ہے۔ کہ ہر ایک چیز کا کھانا روا ہے۔ پر جو کمزور ہے۔ سو صرف ساگ پات کھائے۔ وہ جو کھاتا ہے۔ اُسے جو نہیں کھاتا۔ حقیر نہ جانے۔ اور وہ جو نہیں کھاتا۔ اس پر جو کھاتا ہے۔ عیب نہ لگائے۔ کوئی ایک دن کو دوسرے دن سے بہتر جانتا ہے۔ اور کوئی سب دنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر ایک اپنی سمجھ کے مطابق کرے (رومیوں ۱۴: ۲ و ۳ و ۵)

ج - اُن آیتوں کا اس سوال سے کچھ تعلق نہیں۔ مسیحی مذہب کے شروع میں بعض کچے مسیحی جنہوں نے مسیحی مذہب پر چلنے کی خاطر یہودی مذہب کو ترک کر دیا تھا۔ اُن گوشتوں کے کھانے سے جو موسےٰ کی شریعت کی رُو سے منع تھے۔ بڑی نفرت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ایسے گوشت ناپاک خیال کئے جاتے تھے۔ برعکس اس کے دوسرے لوگ بلا کسی اعتراض کے سب قسم کا گوشت کھاتے تھے۔ بعض لوگ ہنوز موسےٰ کی شریعت کے تیوہاروں اور سبتوں کو مانتے تھے۔ اور بعض نہیں مانتے تھے۔ مقدس پولوس صرف یروسلم کی مجلس کے فیصلہ کو دُہراتا ہے اور نومریدوں اور دوسرے عیسائیوں کے درمیان جھگڑا رفع کرنے کے لئے وہ کہتا ہے۔ کہ نومرید اگر وہ چاہیں سبت اور موسےٰ کی شریعت کے دیگر تیوہاروں کو مانیں۔ اور دوسرے عیسائی اگر وہ نہ چاہیں تو اُن کو نہ مانیں۔

س - کیا مقدس پولوس یہ نہیں کہتا۔ کہ جہاں کہیں خداوند کی روح ہے وہاں زندگی ہے۔

(۲ قرنتیوں ۲: ۱۷)

ج ۔ چونکہ وہ جاہل اور بے قیام ہیں۔ مقدس پولوس کے خطوط کے معنوں کو جس طرح دوسرے نوشتوں کے معنوں کو بھی اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں۔ اس واسطے اگر ہم چاہیں تو اس آیت کا اس بات کے ثابت کرنے کے لئے حوالہ دے سکتے ہیں۔ کہ ہم خدا کا قانون ماننے کے پابند نہیں ہیں۔ مگر مقدس پطرس ہم کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ ہم آزادی کو بدی کا پردہ نہ بنائیں۔ (۱ پطرس ۲: ۱۳)

ہفتم ۔ اعراف

اور

مُردوں کے لئے دُعائیں مانگنا

س ۔ اعراف کیا ہے ؟

ج ۔ اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ جہاں پر وہ شخص جو خدا کے انصاف کا پورے طور سے کفارہ کئے بغیر مر جاتے ہیں۔ اپنی چند روزہ سزا کا قرض جو ان کے گناہوں کے لئے واجب ہے ادا کرتے ہیں۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ اعراف کی موجودگی کو مانتے ہیں ؟

ج ۔ نہیں۔ وہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ اُن کا یہ خیال ہے۔ کہ مرنے کے بعد کُل انسان فوراً بہشت یا دوزخ کو چلے جاتے ہیں۔ کاتھولک کلیسیا تعلیم دیتی ہے۔ کہ وہ لوگ جو کامل طور سے پاک صاف ہیں۔ یعنی خدا کے فضل میں مر جاتے ہیں۔ فوراً بہشت کو جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو بڑے گناہ کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ فوراً دوزخ میں جاتے ہیں۔ مگر بہت سے ایسے ہیں۔ جو نہ تو اس قدر پاک صاف ہیں۔ کہ سیدھے بہشت کو جائیں۔ اور نہ وہ اس قدر کم بخت ہیں کہ بغیر تاسف کئے گناہ میں مر جائیں۔ ایسے اشخاص کے لئے سزا کی ایک جگہ ہے۔ جہاں روحیں بہشت

میں داخل ہونے سے پہلے سخت تکلیف اٹھاتی ہے۔ جب تک کہ وہ خدا کے کامل انصاف کے تقاضا کو پورا نہ کر دے۔

س۔ کیا تم پاک نوشتے سے اعراف کا ہونا ثابت کر سکتے ہو؟

ج۔ ہاں۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ "جو روح القدس کے برخلاف بات بولے۔ اُسے معاف نہ کیا جائے گا۔ نہ اس دُنیا میں۔ نہ آنے والی دُنیا میں"۔ (متی ۱۲: ۳۲) اس آیت سے ظاہر ہے کہ بعض گناہ آنے والی دُنیا میں معاف کئے جاتے ہیں۔ اب یہ بات بہشت میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں گنہگار داخل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات دوزخ میں بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دوزخ سے رہائی ناممکن ہے۔ اس لئے کوئی تیسری جگہ ضرور ہونی چاہیئے۔ اور وہ جگہ اعراف ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ "بہشت میں کوئی ناپاک چیز ہرگز داخل نہیں ہو سکتی (مکاشفہ ۲۱: ۲۷)۔ پھر ہم جانتے ہیں۔ کہ "ہر ایک بے فائدہ بات جو کہ لوگ کہیں قیامت کے دن اس کا حساب دیں گے"۔ (متی ۱۲: ۳۶) اب کیا کوئی صحیح العقل آدمی خیال کر سکتا ہے۔ کہ خداوند رحیم ہر ایک بات کے لئے۔ جو بیفائدہ ہے۔ دوزخ کی دائمی تکلیفوں کی سزا دے گا۔ تاہم اس بے فائدہ بات کے لئے کچھ نہ کچھ سزا ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ عدالت کے دن آدمی اس کا حساب دیں گے۔ اور اس لئے آنے والی دنیا میں چندروزہ سزا کے اُٹھانے کے واسطے کوئی جگہ ہونی چاہیئے۔ اور ہم اس جگہ کو اعراف کہتے ہیں۔

س۔ مقدس پولوس اس بات کی بابت کیا کہتا ہے؟

ج۔ وہ کہتا ہے۔ کہ بعض لوگ نجات پائیں گے۔ پر ایسا جیسا آگ سے (۱ قرنتی ۳: ۱۵) اگر بہشت میں تکلیف یا آگ نہیں ہو سکتی۔ اور دوزخ کی آگ نجات کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہلاک کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے یہ آگ جو نجات کا کام کرتی ہے۔ وہ ہے جس کو ہم اعراف کہتے ہیں۔

س۔ کیا کتاب مقدس کے مطابق کوئی اور شہادت ہے؟

ج۔ ہاں پرانا اور نیا عہد نامہ دونوں ثابت کرتے ہیں۔ کہ مُردوں کے لئے دُعا مانگنی مفید ہے۔ وہ لوگ جو بہشت میں ہیں۔ ان کے لئے کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ اور اُن لوگوں کیلئے

جو دوزخ میں ہیں۔ کسی دُعا سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ لہذا کوئی اور شخص ہوں گے۔ کہ جن کے لئے یہ دُعائیں مفید ہیں۔

س ۔ کیا پہلی صدیوں کی روایت اس مضمون پر متفق الرائے ہے؟

ج ۔ ہاں متفق الرائے ہے۔ جیسے کہ بزرگوں کی بیشمار شہادتوں اور تمام مسیحی کلیساؤں کی قدیمی نماز کے قاعدوں سے بطور یہ اور نیز تمام قدیمی بدعتی فرقوں کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی متفق الرائے اس بات کا نہایت یقین لانے والا ثبوت ہے۔ کہ یہ مسئلہ رسولوں سے چلا آتا ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ مسئلہ عام عقل کے خلاف نہیں ہے؟

ج ۔ بلاشک خلاف ہے۔ عام عقل صاف طور سے جانتی ہے۔ کہ چونکہ ہر آدمی جو کچھ بوتا ہے سو کاٹے گا۔ (گلاتیوں ۶: ۸) یعنی اپنے ہی کاموں کے مطابق حاصل کرے گا۔ اس واسطے وہ لوگ جو چھوٹے گناہ کی حالت میں مرتے ہیں۔ ویسی سزا نہیں پاتے ہیں۔ جیسی کہ وہ لوگ پاتے ہیں۔ جو بڑے گناہ کی حالت میں مرتے ہیں۔ عام عقل یہ بھی جانتی ہے۔ کہ جو لوگ چند روزہ سزا کے قرض کو جو خدا کے انصاف سے واجب ہے۔ پورے پورے طور سے ادا کئے بغیر مر جاتے ہیں۔ وہ اس کو بہشت میں ادا نہیں کر سکتے۔ کہ جہاں کوئی سزا نہیں ہے۔ اور نہ وہ اس کو دوزخ ہی میں ادا کرتے ہیں کہ جہاں کی سزا دائمی ہے۔

س ۔ کیا کتاب المقدس بیان نہیں کرتی۔ کہ اگر "درخت دکھن طرف یا اُتر طرف گرے۔ تو جہاں درخت گرتا ہے۔ وہاں پڑا رہتا ہے"؟ (واعظ ۱۱: ۳)

ج ۔ یہ آیت اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ کہ جس سے کسی کا تھوڑا شک نے انکار نہیں کیا۔ یعنی جب کوئی جان جنوب کی طرف گرتی ہے۔ یا شمال کی طرف یعنی جب کہ وہ بہشت یا دوزخ میں داخل ہو چکی۔ تو اس کی حالت بدلتی نہیں ہے۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ ہر شخص جو مرتا ہے۔ یا تو وہ نجات حاصل کرتا ہے۔ یا جہنمی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس آیت کو اعراف سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ مقدس پولوس کی تعلیم کے مطابق اعراف کی جانیں بچ جائیں گی۔ پر ایسا جیسا آگ سے (اقرنتیوں ۳: ۱۵)

س - کیا کتاب المقدس یہ نہیں کہتی - کہ مبارک وُہ مُردے جو خداوند میں مرتے ہیں - کہ اب سے وہ اپنی محنتوں سے آرام کریں -

ج - ہاں - بہت ہی مبارک ہیں لیکن اس آئیت کو اعراف سے کیا واسطہ - اگر اُن لوگوں سے جو خداوند میں مرتے ہیں - تمہاری مراد شہیدوں سے ہے - اور اُن چند خوش نصیب لوگوں سے جو بلا کسی داغ و گناہ کے رہتے ہیں - تو اُن کے لئے کوئی اعراف نہیں ہے - اگر تمہاری مراد اُن تمام لوگوں سے ہے جو نجات پائیں گے - تو اعراف کی جانیں بھی اپنی محنتوں سے (اگرچہ فوراً نہیں لیکن خدا کے انصاف کا پورا قرض ادا کرنے کے بعد) آرام کریں گی - اور نجات پائیں گی -

س - کیا اعراف کی روحیں ہماری تکلیفوں سے آرام پا سکتی ہیں؟

ج - ہاں اعراف کی رُوحیں دُعاؤں سے - خیرات سے اور دیگر نیک کاموں سے جن کو دیندار لوگ جو اس دنیا میں رہتے ہیں - اُن کے لئے خدا کے حضور پیش کرتے ہیں - آرام پا سکتی ہیں - کیونکہ وہ ابھی اُسی کلیسیا کے شریک ہیں - لیکن وہ بذاتہ اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتی ہیں - کیونکہ دوسری زندگی میں کوئی شخص ایسا کام نہیں کر سکتا ہے - جس سے وُہ نیک اجر ملنے کا مستحق ہو سکے -

س - تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج - ہم اس بات کو کتاب مقدس سے اور پُرانے اور نئے عہد نامے کے زمانہ کی کلیسیا کے لگاتار اور مسلسل رواج اور رسومات سے ثابت کرتے ہیں -

س - کتاب مقدس کے لفظوں کا حوالہ دیں؟

ج - یہوداہ نے پھر جی اُٹھنے کی بابت خوب اور دینداری کے ساتھ سوچ کر بارہ ہزار دینار چندہ کر کے یروشلم کو بھیجا - تاکہ مُردوں کے گناہوں کے لئے ایک قربانی چڑھائی جائے - اس لئے مُردوں کے واسطے دُعا مانگنی پاک اور مفید خیال ہے - تاکہ وہ گناہوں سے چھٹکارا پائیں (۲ مکابی ۱۲: ۴۳ و ۴۶)

س - کیا مکابیوں کی کتابیں الٰہی نوشتہ ہیں؟

ج - بلاشک وہ الہامی کتابیں ہیں - مگر پروٹسٹنٹ لوگ ان کتابوں کو اس وجہ سے الہامی

نہیں مانتے ہیں۔ کہ ان میں اعراف کا ذکر ہے۔ اور رُوحیں جو وہاں قید رہتی ہیں۔ قربانی کے چڑھانے اور اعمال حسنہ کرنے سے چھٹکارہ پا سکتی ہیں۔ ان کتابوں کے لئے بھی ویسی ہی شہادت ہے جیسی کہ اوروں کے لئے پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتے کی دوسری کتابوں کو تو قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ کاتھولک کلیسیا سکھاتی ہے۔ کہ وہ صادق اور الہامی نوشتے ہیں۔ اس کے لئے اُن کے پاس کوئی اور شہادت نہیں۔ اب اگر وہ دوسری کتابوں کی بابت کلیسیا کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ تو ان کتابوں کی بابت کیوں نہیں کرتے؟

س۔ لیکن فرض کرو کہ مکابیوں کی کتابیں محض تاریخ ہی ہیں۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہماری دلیل پروٹسٹنٹوں کے خلاف کمزور ہو جائے گی؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ بطور تاریخی کتاب ہونے کے بلاشک اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُس وقت یہودی لوگ جو خدا کی قوم تھے مُردوں کے لئے دُعا مانگا کرتے تھے۔ اور یروشلم کی ہیکل میں (جو اس وقت اکیلی ہیکل تھی۔ جس میں سچے خدا کی پرستش ہُوا کرتی تھی) مُردوں کے لئے قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔

س۔ تم مقدس پولوس کے ان الفاظ کی بابت کیا کہتے ہو۔ "وہ جو مُردوں کے لئے بپتسمہ پاتے ہیں۔ سو کیا کریں گے۔ اگر مُردے مطلق نہ اٹھیں۔ تو کیوں ان کے لئے بپتسمہ پاتے ہیں" (۱ قرنتی ۱۵:۲۹)

ج۔ اس آیت کے خواہ کچھ ہی معنی ہوں۔ مگر یہ بلا حجت ثابت کرتی ہے۔ کہ پہلے زمانہ کے مسیحی یقین رکھتے تھے۔ کہ زندہ لوگوں کے ریاضتی کام مُردوں کے لئے مفید ہیں۔ اس کی قابل فہم تفسیر یہ ہے۔ کہ دو قسم کے بپتسمہ ہیں۔ یعنی پانی کا بپتسمہ اور توبہ کا بپتسمہ۔ توبہ کے بپتسمہ کا اشارہ کر کے یسُوع مسیح کہتا ہے۔ کہ مجھے ایک بپتسمہ پانا ہے۔ (لوقا ۱۲: ۵۰) اس آیت سے اس کی مراد اپنی مصیبت اور موت سے ہے۔ اس لئے مقدس پولوس کے الفاظ کے معنی یہ ہیں۔ کہ تم میں سے بعض لوگ مُردوں کے پھر جی اُٹھنے سے انکار کرتے ہیں اگر وہ پھر جی نہیں اُٹھتے۔ تو تم ان کے لئے توبہ کا بپتسمہ یعنی دُعا۔ روزہ اور نفس کُشی کیوں کرتے ہو؟

س۔ کیا مُردوں کے لئے دُعا مانگنے کا دستور کلیسیا میں بہت قدیمی ہے؟

ج۔ ہاں بہت قدیم ہے۔ وہ رسولوں کے زمانہ سے چلا آتا ہے۔ مقدس کلیمنٹ جو مقدس پطرس کے بعد چوتھا پوپ تھا۔ اور یوحنا رسول کا ہمعصر تھا۔ بیان کرتا ہے۔ کہ پطرس نے ہم کو مُردوں کا دفن کرنا۔ ان کی تجہیز و تکفین کرنی۔ خیرات کرنی اور اُن کے لئے دُعا مانگنی سکھائی۔ دوسری صدی میں طرطولین کہتا ہے۔ کہ مُردوں کے لئے سالانہ نذر و نیاز کرو۔ کُل بزرگ اس تعلیم پر متفق الرائے رہیں۔ اور یہ مشہور تعلیم ہے۔ اور آریوس (Arius) چھٹی صدی میں پہلا شخص تھا۔ جس نے اس تعلیم سے انکار کیا۔

ہشتم۔ انڈلجینسیا یا غفران

س۔ انڈلجینسیا یا غفران کیا ہے؟

ج۔ توبہ کے سیکرامینٹ میں گناہ اور دائمی سزا کے معاف کئے جانے کے بعد جو چندروزہ سزا خدا کے انصاف کے لئے بھگتنی پڑتی ہے۔ اُس چند روزہ سزا کی معافی انڈلجینس کہلاتی ہے۔

س۔ کیا گناہ انڈلجینسیا سے معاف کئے جاتے ہیں؟

ج۔ نہیں۔ گناہ صرف اُن سیکرامینٹوں سے جن کو یسوع مسیح نے اس مطلب کے لئے مقرر کیا معاف کئے جاتے ہیں۔ اور وہ سیکرامینٹ بپتسمہ اور اعتراف ہیں۔

س۔ انڈلجینسیا کی بابت کلیسیا کی ٹھیک تعلیم کیا ہے؟

ج۔ کلیسیا کی صحیح تعلیم انڈلجینسیا کی بابت یہ ہے۔ کہ مسیح نے اپنی کلیسیا کو انڈلجینسیا کے بخشنے کا اختیار دیا ہے۔ اور کہ وہ مسیحی لوگوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔

س۔ یسوع مسیح نے ایسا اختیار اپنی کلیسیا کو کب دیا؟

ج۔ جب اس نے کہا۔ کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے۔ آسمان پر بندھو گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے۔ آسمان پر کھلا ہو گا۔ (متی ۱۸: ۱۸) اس آیت اور نیز دیگر مذکورہ بالا آیتوں سے یہ ظاہر ہے۔ کہ کلیسیا نہ صرف گناہ کے معاف کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ بلکہ گناہ کی سزا کے معاف

کرنے کا بھی بشرطیکہ گنہگار اپنے گناہوں پر پچھتائے۔ اور نمازوں اور نیک کاموں کو جن کو پوپ صاحب نے انڈلجینسیا دینے میں فرمایا ہے۔ پُورا کرے۔

س۔ انڈلجینسیا کی تعلیم کس اصول پر مبنی ہے؟

ج۔ انڈلجینسیا کی تعلیم مقدسوں کی شراکت پر مبنی ہے۔ یہ مذہب کی بنیادی سچائیوں میں سے ایک ہے۔ کہ جب مسیحی جو فضل کی حالت میں ہیں۔ نیک کام کرتے ہیں۔ تو یہ نیک کام نہ صرف انہی لوگوں کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ بلکہ کلیسیا کے تمام شریکوں کے لئے بھی۔ کیونکہ ہم سب مسیح میں ایک بدن ہیں۔ جیسے کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ "میں تمہارے لئے اپنے دکھوں میں اب خوش ہوں۔ اور مسیح کے دکھوں کی کمیوں کو اس کے بدن کے لئے جو کلیسیا ہے۔ اپنے جسم سے بھرے دیتا ہوں"

(کلسیوں ۱: ۲۴)

س۔ نیک کاموں کی شراکت سے کیا نتیجہ نکلتا ہے!

ج۔ نیک کاموں کی شراکت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مسیح کی بکثرت خوبیاں اور مقدسوں اور شہیدوں کے نیک کام تمام مسیحیوں کا مشترکہ ورثہ ہے۔ یہ ہمیشہ بڑھنے والا خزانہ ہے۔ اور یسوع مسیح نے اس خزانے کو تقسیم کرنا کلیسیا کے سپرد کیا ہے

س۔ جب کلیسیا انڈلجینسیا عطا کرتی ہے۔ تو وہ کیا کرتی ہے؟

ج۔ جب کلیسیا انڈلجینسیا عطا کرتی ہے۔ تو وہ گنہگار کے ساتھ (جس نے ابھی اپنے گناہوں کی توبہ کے سیکرامینٹ سے معافی حاصل کی ہے) یسُوع مسیح اور اس کے مقدسوں اور شہیدوں کی خوبیوں اور لیاقتوں کے خزانے کو وابستہ کرتی ہے۔ اور کلیسیا یہ کر کے اس گنہگار کو چند روزہ سزا کا ایک حصّہ یا کُل جو اُس کو خدا کے انصاف کے بموجب ادا کرنا چاہیئے۔ معاف کرتی ہے۔ یا یُوں کہو۔ کہ کلیسیا اس گنہگار کے ساتھ یسوع مسیح اور اس کے مقدسوں کی خوبیاں وابستہ کرتی ہے۔ اور یسُوع مسیح اور اُس کے مقدسوں کی یہ بکثرت خوبیاں گنہگاروں کی خوبیوں کی کمی کو پورا کر دیتی ہیں۔

س۔ اس بات کو مثالوں سے بیان کرو؟

ج۔ مثلاً جب ایک باپ۔ اپنے قصوروار بیٹے کو اپنے دوسرے بچوں کی التجا سے معاف

کرتا ہے۔ اور جب ایک بادشاہ ایک مجرم کو اُن خدمتوں کے لحاظ سے جو اُس مجرم کے بزرگوں یا رشتہ داروں نے کی ہیں۔ معاف کرتا ہے۔ تو ان حالتوں میں دونوں انڈلجینسیاں عطا کرتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ لوگ نیک کاموں یا لیاقتوں کی شراکت کی بابت اس تسلی بخش سچائی کے انکار کرنے میں راستی پر نہیں ہیں۔ کیونکہ بنی آدم کی نجات جو مسیح کے وسیلے سے ہوئی ایک عام انڈلجینسیا ہے جو خدا نے تمام گنہگاروں کو کھلم کھلا پر بخشی ہے۔ کہ جہاں معصوم نجات دہندہ کی تکلیفیں دنیا کے گناہوں کے کفارہ کے لئے خدا نے قبول کیں۔

س۔ کیا انڈلجینس کا عطا کرنا نئی ایجاد ہے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ کتاب مقدس خود اس کو ایسا قدیمی ثابت کرتی ہے۔ جیسے کہ کلیسیا ہے۔ مقدس پولوس جس نے ایک حرامکار قرنتی کو جسم کی ہلاکت کے لئے شیطان کے حوالے کیا (۱ قرنتی ۵:۵) اور پھر چند ماہ کے بعد ایک انڈلجینسیا عطا کی۔ اور یہ ظاہر کیا۔ کہ جو کچھ میں نے معاف کیا ہے۔ تمہاری خاطر سے مسیح کے قائم مقام ہو کر معاف کیا (۲ قرنتی ۲:۱۰) پہلی تین صدیوں کی تاریخ انڈلجینس کی بے شمار مثالیں بتاتی ہے۔ جو شہیدوں کے لحاظ سے اور اکثر اُن کی خاص التجا سے اُن گنہگاروں کو بخشی جاتی تھیں۔ جن کو سب لوگوں کے آگے توبہ کرنے کے لئے فتوے دیا گیا تھا۔

س۔ کیا کلیسیا مُردوں کو انڈلجینس بخشتی ہے؟

ج۔ انڈلجینس کبھی براہِ راست ان رُوحوں کو جو اعراف میں ہیں۔ نہیں بخشی گئی۔ کیونکہ کلیسیا اُن روحوں پر کوئی اختیار نہیں رکھتی۔ اُس کا اختیار اس دُنیا کے زندہ لوگوں پر محدود ہوتا ہے جیسے کہ انجیل بیان کرتی ہے۔ کہ ”جو کچھ تم زمین پر باندھو گے۔ آسمان پر باندھا جائے گا“ (متی ۱۸:۱۸) لیکن بعض انڈلجینس اس ارادے سے بخشی جاتی ہیں۔ کہ وہ شفاعت کے طریقے سے اعراف کی رُوحوں کے لئے مفید ہوں۔ اُس وقت انڈلجینس کا حاصل کرنے والا اُن کو خدا کے حضور پیش کرتا ہے تاکہ اعراف کی جانیں اپنی تکلیفوں سے جلد چھٹکارا پائیں۔ یہ بھی مقدسوں کی شراکت کے اصول پر مبنی ہے۔ کیونکہ اعراف کی دُکھیا رُوحیں اور بہشت کی سُکھیا روحیں ہمارے ساتھ مسیح کی ایک کلیسیا ہیں۔ اور اُسی رُوحانی جماعت (یعنی کلیسیا) کی شریک ہیں۔ ہم بالکل صحیح طور سے نہیں جانتے کہ اعراف کی روحوں کے لئے ایسی انڈلجینس کہاں تک مفید ہیں۔ مگر ایک بات بالکل تحقیق ہے

کہ انڈلجینس اعراف کی رُوحوں کے لئے بہت مفید ہے۔

س۔ انڈلجینس حاصل کرنے کے لئے کون سی شرائط ضروری ہیں؟

ج۔ جب تک انسان اپنے گناہوں کی معافی حاصل کر کے اور آیندہ کے لئے گناہ اور اس کے موقعوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کر کے فضل کی حالت میں نہ ہو۔ تب تک وہ شخص انڈلجینس حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ علاوہ اس کے اس کو وُہ نماز اور نیک کام جو پوپ صاحب نے انڈلجینس دیتے وقت فرمائے پورے کرنے چاہئیں۔

اگر کسی آدمی نے بہت انڈلجینس حاصل کر لی ہیں۔ تو اس کو یہ خیال نہیں کر لینا چاہیئے۔ کہ میں توبہ کرنے سے آزاد ہو گیا ہوں۔ کوئی شخص نہیں جان سکتا ہے۔ کہ مجھ کو خدا کے انصاف کا کس قدر قرض ادا کرنا ہے۔ اور نہ کوئی آدمی اس بات کا یقین رکھ سکتا ہے۔ کہ مجھ میں انڈلجینس حاصل کرنے کے لئے تمام ضروری اور لازمی شرطیں موجود ہیں۔

س۔ اتنے دنوں۔ اتنے برسوں اور پوری انڈلجینس سے تمہاری کیا مُراد ہے؟

ج۔ اس محاورہ کے کہ فلاں یا فلاں نیک کام کے لئے اتنے دن یا اتنے سال کا انڈلجینس ملتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اگر وہ کام ضروری معقول نیت سے کئے جائیں۔ تو وہ کلیسیا اور خدا کے سامنے اس ریاضت کے برابر تسلیم کئے جائیں گے۔ جو کہ کلیسیا کے قانون کے مطابق اتنے دن یا اتنے سال کے لئے دی جا سکتی تھی۔

پورا انڈلجینس وہ ہے۔ جو کہ کُل چند روزہ سزا کو معاف کرتا ہے۔ جو گنہگار کو ضرور سہنی پڑتی اگر اس کو انڈلجینس نہ ملتا۔

س۔ کیا نہایت خفیف اغراض کے لئے اکثر انڈلجینس بخشی نہیں جاتی ہیں؟

ج۔ گو یہ کام جن کے لئے انڈلجینس دیا جاتا ہے۔ بطور خود خفیف ہوں۔ تاہم خدا کی نظر میں بیش قیمت ہیں۔ اوّل اس ایمان اور محبت کے سبب جن سے وہ کئے جاتے ہیں۔ دُوم کیونکہ ایسے مسیحی بے شمار ہیں۔ جو انڈلجینس حاصل کرنے کی خاطر وہی نیک کام کرتے ہیں۔ مسیح نے یہ کہا ہے۔ کہ ایک پانی کا پیالہ بھی جو میرے نام سے دیا جائے گا۔ بلا اجر نہ رہے گا۔ (مرقس ۹: ۴۱) تاہم وہ لوگ جو اس امر کا یقین کئے بیٹھے ہیں۔ کہ ایمان ہی صرف گناہوں کی معافی کے حاصل

کرنے کو کافی ہے۔ کلیسیا کے اس بڑے رحم کی مذمت کرتے ہیں۔

س۔ کیا اکثر روپے کے عوض انڈلجینس فروخت نہیں کئے گئے؟

ج۔ پوپ صاحبان نے کبھی انڈلجینس کو روپے کے عوض فروخت نہیں کیا۔ اور انڈلجینس کے فروخت کرنے کی بابت پروٹسٹنٹوں کے کُل اتہام و بہتان بالکل دروغ ثابت ہوئے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ بعض وقت پوپ صاحبان نے اُن لوگوں کو انڈلجینس بخشی ہیں۔ جنہوں نے گرجے یتیم خانے۔ مدرسے۔ دار الشفاء (ہسپتال) بنانے کے لئے اور بُت پرستوں کے درمیان کاتھولک مذہب پھیلانے کے لئے چندے دیئے ہوں۔ کیونکہ ایسے مطلب کے لئے روپیہ کا چندہ دینا نیک کام ہے۔ اور علاوہ ازیں جن لوگوں نے اس مطلب کے لئے روپیہ دیا۔ اُن کو اور نیک کام بھی کرنے پڑے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے۔ کہ رُوحانی فائدہ حاصل کرنے کے واسطے خیرات دینا بُرا کام نہیں ہے۔ پوپ صاحبان نے اس طریق سے جمع شدہ روپیہ کو کبھی دنیوی کاموں میں صرف نہیں کیا ہے۔ بلکہ صرف خدا کی تعظیم اور لوگوں کی نجات اور مسیحی قوم کی بہبودی کے کاموں میں خرچ کیا ہے۔

س۔ کیا انڈلجینس گناہ کرنے کے لئے عطا کی جا سکتی ہے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ خود خدا بھی ایسے کام کے کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کہ جو بذاتہٖ گناہ آلودہ ہوں۔

س۔ اگر یہ باتیں کلیسیا کے لئے مفید معلوم ہوں۔ تو کیا پوپ صاحب جھوٹ بولنے۔ جھوٹی قسم کھانے یا قتل کرنے یا کسی اور جرم کے کرنے کی اجازت نہیں دیتا؟

ج۔ یہ سب باتیں محض جھوٹ اور بہتانِ عظیم ہیں۔ جن کو ریفارمروں نے خدا کی کلیسیا کے خلاف بوجہ اپنی سرکشی کے خود ایجاد کر کے پھیلایا اور مشہور کر دیا ہے۔ لیکن اب تمام نیک اور روشن ضمیر پروٹسٹنٹ لوگ اس کو نہیں مانتے۔ اور فی الحقیقت کس کاتھولک کتاب میں اور کون سی کاتھولک ایمان کی تعلیم میں ایسا ناپاک مسئلہ پایا جاتا ہے۔ کون سے پوپ صاحب نے کبھی اس قسم کی بات کی۔ یا سکھائی۔ کہاں اور کس وقت؟ کیا ہم ایسے جھوٹے بہتان گھڑنے والوں کے لئے وہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتے؟ جو یسوع مسیح نے اُن کے متقدمین کے بارے میں کہے۔ کہ "تمہارا باپ شیطان ہے۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو اپنے ہی سے بولتا ہے۔ کیونکہ وہ

جھوٹا ہے۔ اور جھوٹ کا باپ ہے۔" (یوحنا ۸: ۴۴)

آٹھواں باب!

آخری مالش۔ کہانت۔ اور بیاہ کے سیکرامنٹ

اوّل۔ آخری مالش کا سیکرامنٹ

س۔ آخری مالش کیا ہے؟

ج۔ آخری مالش ایک سیکرامنٹ ہے۔ جو سخت بیماروں کو دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے دکھوں کو برداشت کر سکیں۔ اور اپنی جان کندنی میں شیطان پر غالب آئیں۔ اور اس زندگی سے دوسری زندگی کے سفر کے لئے مضبوط ہو جائیں۔

س۔ کیا پاک نوشتہ آخری مالش کا ذکر کرتا ہے؟

ج۔ ہاں۔ مقدس یعقوب کے خط میں لکھا ہے کہ اگر کوئی تم میں بیمار پڑے۔ تو کلیسیا کے کاہنوں کو بلاوے۔ اور وہ اُس پر خداوند کے نام سے تیل مل کے اس کے لئے دُعا کریں۔ اور ایمان کی دُعا اس بیمار کو بچائے گی۔ اور خداوند اُس کو اٹھا کھڑا کرے گا۔ اور اگر وہ گناہ میں ہو۔ تو وہ معاف ہوں گے۔ (یعقوب ۵: ۱۴ اور ۱۵)

س۔ تم اس بات کو کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ آخری مالش سیکرامنٹ ہے؟

ج۔ آخری مالش ایک سیکرامنٹ ہے۔ کیونکہ اس میں سیکرامنٹ کی تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں (۱) وہ ظاہری نشان جو پاک تیل کے ساتھ بدن کو ملنا ہوتا ہے۔ اور دُعا اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

(۲) نادیدنی فضل جس کے وسیلہ سے وہ گناہ جو رُوح میں باقی رہتے ہیں۔ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور رُوح تقویت پاتی ہے۔ (۳) یہ کہ اس کو یسوع مسیح نے مقرر کیا ہے۔ اور فی الحقیقت مقدس یعقوب جو مُلہم رسول تھا۔ خوب جانتا تھا۔ کہ خدا ہی صرف کسی مذہبی ریت ورسم کو روح میں فضل پیدا کرنے کا اثر دے سکتا ہے۔ اور مقدس یعقوب کبھی آخری مالش کا ذکر نہ کرتا۔ اگر ایسا کرنے کے لئے اس کو اختیار نہ ہوتا

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مقدس یعقوب اُس اعجازی مالش کا ذکر کرتا ہے۔ جس کا ذکر انجیل میں ہے؟ اور جس کے ذریعہ سے بیمار شفا پاتے تھے۔ (مرقس ۶: ۱۳)

ج۔ نہیں۔ مقدس یعقوب کے لفظ بہت صاف ہیں۔ ان الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ کُل بیماروں کو پاک تیل سے مسح کرنا چاہیئے۔ صرف کاہنوں ہی کو مسح کرنے کا حکم ہے۔ اور یہ مسح گناہوں کی معافی سے نجات کا اثر پیدا کرتا ہے۔ برعکس اس کے مقدس مرقس رسولوں کے اس اعجازی مسح کے اثر سے بہت سے بیماروں کو چنگا ہونے کا صرف ذکر ہی کرتا ہے۔ اور اگر فرضاً مقدس مرقس اور مقدس یعقوب کے الفاظ میں مطابقت ہو۔ تو اس سے محض یہ ثابت ہوگا۔ کہ رسول سکرامنٹوں کے ذریعہ سے معجزے کیا کرتے تھے۔ اور یہ معجزے گو کلیسیا کے شروع میں ضروری تھے۔ تاہم کبھی بھی سکرامنٹوں کی لازمی شرائط نہ تھے۔

س۔ کیا مقدس یعقوب یہ نہیں کہتا ہے۔ کہ ہم کو کلیسیا کے ایلڈرس (بزرگوں) کو بلانا چاہیئے؟

ج۔ وہ لفظ جو مقدس یعقوب نے استعمال کیا پریسبیٹروس ہے۔ جو یونانی زبان میں بزرگ اور کاہن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ابتدائی کلیسیا میں کاہن عموماً بوڑھے یا بزرگ ہوا کرتے تھے۔ لیکن نئے عہد نامہ میں یہ لفظ پریسبیٹروس صرف کلیسیا کے چرواہوں کے لئے آتا ہے۔ جیسے کہ ا پطرس ۵: ۱۔ اور مقدس یوحنا کے خط سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کرکے کہ لفظ پریسبیٹوروس کے معنی ایلڈرس یا بزرگ کے ہیں۔ پروٹسٹنٹوں کو پھر بھی اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے ہاں باوجود کتاب مقدس کے صریح حکم کے نہ تو خادم الدین اور نہ ایلڈرس بیماروں کو تیل سے مالش کرتے ہیں۔

دُوُم - خدمتِ اقدس یا کہانت کا سیکرامنٹ

س کہانت کیا ہے؟

ج - کہانت ایک سیکرامینٹ ہے - جس کو یسوع مسیح نے مقرر کیا - اور اس سے کلیسیا کے بشپ پادری اور خادم بنائے جاتے ہیں - اور اُن کو اقدس قربان چڑھانے - سیکرامینٹ دینے گناہ بخشنے - اور تعلیم دینے کا اختیار ملتا ہے -

س - کلیسیا کے چرواہوں کے بڑے بڑے فرائض کیا ہیں؟

ج - کلیسیا کے چرواہوں کے بڑے فرائض حسب ذیل ہیں -

(۱) پاک قربانی چڑھانی (لوقا ۲۲: ۱۹) (۲) انجیل کا وعظ کرنا (متی ۲۸: ۱۹) (۳) بپتسمہ دینا (۴) گناہوں کو معاف کرنا - (یوحنا ۲۰: ۲۳) (۵) دیگر سیکرامینٹوں کا ادا کرنا -

س - تم کس طرح ثابت کرتے ہو - کہ کہانت سیکرامینٹ ہے؟

ج - کہانت ایک سیکرامینٹ ہے - کیونکہ اس میں تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں - (۱) دیدنی نشان جو بشپ کے ہاتھوں کا رکھنا اور دُعا مانگنا ہے - سات ڈیکنوں کی تقرری (اعمال ۶: ۵ و ۶) مقدس پولوس اور مقدس برنباس کا تقرر (اعمال ۱۳: ۳) ملاحظہ کئے جائیں - (۲) نادیدنی فضل جیسا کہ کتاب مقدس کی ذیل کی آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے "تو خدا کے اس فضل کو جو میرے ہاتھوں کے رکھنے سے تجھے ملا - پھر اُبھار" (۲ طمطاؤس ۱: ۶) "تو اُس فضل سے جو تجھ میں ہے - اور تجھے نبوت سے کاہنوں کے ہاتھ رکھنے سے ملا - غافل نہ ہو" (۱ طمطاؤس ۴: ۱۴) (۳) یہ سیکرامینٹ یسوع مسیح نے مقرر کیا ہے - جیسا کہ رسولوں کے رواج - کلیسیا کی متواتر روائیت - اور اُن الفاظ سے کہ جن سے یسوع مسیح نے کہانت کا پورا اختیار اپنے رسولوں اور اُن کے جانشینوں کو بخشا ظاہر ہے - "یہ میری یادگاری کے واسطے کیا کرو" - (لوقا ۲۲: ۱۹) "تم رُوح القدس لو - جن کے گناہوں کو تم معاف کرو گے - ان کے معاف ہوں گے - اور جن کے تم برقرار رکھو گے - ان کے برقرار رہیں گے" (یوحنا ۲۰: ۲۲ و ۲۳) یسوع مسیح نے یہ لفظ صرف بارہ رسولوں سے کہے -

اور اُن کو ایک خاص اختیار دیا۔

س - کیا رسُول مجاز تھے۔ کہ اپنے یہ دینی اختیارات اپنے جانشینوں کو بھی دیں؟

ج - بلاشک وہ مجاز تھے۔ کہ یہ دینی اختیارات اوروں کو دیں۔ جیسا کہ یسُوع مسیح کے الفاظ سے ظاہر ہے جس نے وعدہ کیا۔ کہ "میں تمہارے ساتھ نہ صرف تمہاری زندگی بھر ہی رہوں گا۔ بلکہ ہر روز دنیا کے آخر تک" یہ الفاظ صرف ان کے جانشینوں ہی پر عائد ہو سکتے ہیں۔

س - کیا رسولوں نے اپنے دینی اختیارات اپنے جانشینوں کو دیئے؟

ج - ہاں اُنہوں نے دیئے۔ مثلاً جب یہودا اسکریوتی نے اپنی رسالت کے عہدے کو چھوڑ دیا۔ تو دوسرے رسولوں نے متھیاس کو اس کی جگہ منتخب کیا۔ اور متھیاس گیارہ رسولوں میں شمار کیا گیا۔ (اعمال ۱: ۱۶ و ۲۶) پھر رسولوں نے روزہ رکھ کر اور دُعا مانگ کر پولوس اور برناباس پر ہاتھ رکھے۔ یعنی ان کو مقدس خدمت کے لئے مخصوص کیا (اعمال ۱۳: ۲ و ۳) خود پولوس نے طمطاؤس اور طیطس کو مخصوص کیا (طمطاؤس ۱: ۵) اور اس طور سے چرواہوں کی ہر ایک اگلی نسل مسیح سے لے کر حال کے وقت تک پچھلے چرواہوں سے مخصوص اور مقرر کی گئی ہے۔

س - کیا بشپ کاہنوں سے بڑے ہوتے ہیں؟

ج - ہاں بڑے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کلام پاک سے ظاہر ہے۔ اوّل صرف بشپ ہی کاہنوں کو مخصوص کر سکتے ہیں۔ "میں نے تجھے اس واسطے کریتے میں چھوڑا۔ تاکہ تو باقی چیزیں درست کرے۔ اور کاہنوں کو شہر بشہر مقرر کرے۔ جیسا کہ میں نے تجھے حکم کیا ہے۔" (طیطس ۱: ۵) "ہاتھ کسی پہ جلد نہ رکھ۔" (طیطس ۵: ۹) دُوم بشپ کاہنوں کے حاکم ہیں۔ جیسے کہ مقدس پولوس کی اس نصیحت سے جو اُس نے افسس کے بشپ طمطاؤس کو دی تھی۔ ظاہر ہوتا ہے "جو نالش کاہن پہ ہو۔ بغیر دو تین گواہوں کے مت سُن" (طیطس ۵: ۱۹)

س - کیا کوئی شخص اپنے تئیں مسیحی واعظ نہیں بنا سکتا۔ اگر لوگ اس کو ایسے کام کے لئے منتخب کریں؟

ج - بے شک نہیں۔ جیسا کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت

حاصل نہیں کرتا جب تک کہ ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے" (عبرانی ۵: ۴) اور پھر یہ کہ "اگر بھیجے نہ جائیں۔ تو کیوں کر وعظ کریں" (رومی ۱۰: ۱۵)

س۔ تو پھر جائز بشپوں سے مخصوص کیا جانا بالکل ضروری ہے؟

ج۔ ہاں۔ بالکل ضروری ہے۔ جیسا کہ انجیل بیان کرتی ہے "جو کہ دروازے سے بھیڑ خانے میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور طرف سے اوپر چڑھتا ہے۔ وہ چور اور بٹمار ہے" (یوحنا ۱۰: ۱)

س۔ کیا یہ بات کلیسیا کی روائیت سے بھی ثابت ہوتی ہے؟

ج۔ ہاں ہوتی ہے۔ کیونکہ مسیحی مذہب کے شروع سے لے کر لوتھر کے زمانہ تک کوئی شخص کبھی بھی کلیسیا میں کاہنوں میں شمار نہیں کیا گیا۔ جب تک کہ اُس کو کسی بشپ نے مخصوص نہ کیا ہو۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹوں کے ہاں صحیح معنوں میں اصلی کاہن اور بشپ نہیں ہوتے۔ بہت سے پروٹسٹنٹ فرقوں میں خادم الدین بالکل مخصوص نہیں کئے جاتے۔ اور بعض فرقوں میں خادم الدین ایسے بشپوں سے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ جن بشپوں کی مخصوصیت خود ناقص ہے۔ اور ایسے ہی یہ بات بھی ظاہر ہے۔ کہ پروٹسٹنٹوں کے ہاں صرف دو سیکرامینٹ پائے جاتے ہیں یعنی بپتسمہ اور شادی۔ اس لئے وہ مسیح کی کلیسیا کے اصلی شریک نہیں۔ پروٹسٹنٹ ڈاڈویل (Dodwell) بھی کہتا ہے "کہ جہاں کہیں بشپ کاہنوں کو مخصوص نہیں کرتے وہاں نہ تو کوئی اقدس خدمت ہوتی ہے۔ نہ کوئی سیکرامینٹ اور نہ کوئی کلیسیا"

سوم۔ پادریوں کا تجرّد اور خانقاہ کی زندگی

س۔ کلیسیا پادریوں کو شادی کرنے سے کیوں منع کرتی ہے؟

ج۔ کلیسیا پادریوں کو شادی کرنے سے اس لئے منع کرتی ہے۔ کہ وہ بلا کسی مزاحمت اور روک کے خدا کی پرستش اور لوگوں کی گلہ بانی میں معروف رہیں۔ اور اس فرض کو جس کے

لئے وہ مخصوص کئے گئے ہیں۔ پورے طور سے سرانجام دے سکیں۔

س۔ مقدس پولوس کیا کہتا ہے؟

ج۔ مقدس پولوس کہتا ہے" وہ جو بن بیاہا ہے۔ سو خداوند کے لئے فکرمند رہتا ہے۔ کہ کیونکر خداوند کو راضی کرے۔ پر وہ جو شادی شدہ ہے۔ سو دنیا کے واسطے اندیشہ مند رہتا ہے۔ کہ کس طرح اپنی جورو کو راضی کرے۔ اور دو طرفہ ہے" (اقرنتی ۷: ۳۲ و ۳۳)

س۔ کیا کلیسیا کے آغاز میں بشپ اور کاہنوں کو شادی کرنے کی اجازت نہ تھی؟

ج۔ ہمیشہ سے کلیسیا کا یہ دین اور اصول چلا آتا ہے۔ کہ پاک عہدوں کے پانے کے بعد کوئی بشپ۔ کاہن اور ڈیکن شادی نہ کرے۔ لیکن مشرقی کلیسیاؤں میں کاہنوں اور ڈیکنوں کو اجازت دی گئی تھی۔ کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ رہیں۔ جن کے ساتھ وہ اپنی مخصوصیت سے پہلے شادی کر چکے ہوں۔

س۔ کارتھج کی دوسری مجلس کا دوسرا قانون کیا تعلیم دیتا ہے؟

ج۔ وہ یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ بشپ۔ کاہن اور دیاق (ڈیکن)، تجرد کی زندگی بسر کریں۔ اور اپنی بیویوں سے باز اور علیحدہ رہیں۔ کیونکہ رسولوں نے ایسی تعلیم دی ہے۔ اور تمام متقدمین نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

س۔ مقدس جیروم کیا کہتا ہے؟

ج۔ وہ کہتا ہے کہ بلا بیاہے ہوئے یا رنڈوے لوگ بشپ۔ کاہن اور دیاق بنائے جاتے ہیں۔ اور اپنے کاہن ہونے کے بعد سے وہ ہمیشہ باعصمت زندگی بسر کرتے ہیں۔

س۔ لیکن کیا رسول خود بیاہے ہوئے نہ تھے؟

ج۔ اُن میں سے بعض اپنی رسالت سے پہلے بیاہے ہوئے تھے۔ لیکن انجیل سے صاف ظاہر ہے۔ کہ رسولوں نے مسیح کی پیروی کرنے کے لئے اپنی بیویوں کو چھوڑا۔ مقدس پطرس نے خداوند سے کہا۔ کہ" دیکھ ہم نے سب کچھ چھوڑا۔ اور تیرے پیچھے ہو لئے" (متی ۱۹: ۲۷) اور یسوع مسیح نے اُن سے جواب میں کہا۔ کہ ہر ایک جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا ماں باپ یا جورو یا بال بچوں یا کھیتوں کو میرے نام سے چھوڑا۔ سوگنا پائے گا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا

کا وارث ہوگا" (آیت ۲۹)

س۔ کیا مقدس پولوس یہ نہیں کہتا۔ کہ بشپ اور دیاق ایک بیوی کے خاوند ہوں۔ (طمطاؤس ۳: ۲ و ۱۹)

ج۔ مقدس پولوس کے کہنے کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ بشپ یا کاہن یا دیاق بیوی رکھیں۔ کیونکہ مقدس پولوس کی کوئی بیوی نہ تھی۔ اور وہ صاف صاف لکھتا ہے کہ "میں ان بیاہوں اور بیواؤں سے کہتا ہوں کہ ان کے لئے اچھا ہے۔ کہ وہ ایسے رہیں۔ جیسا میں ہوں" (افرنتی ۷: ۸) مقدس پولوس کے کہنے کے ٹھیک معنی یہ ہیں۔ کہ کوئی شخص کہانت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جس نے ایک دفعہ سے زیادہ بیاہ کیا ہو۔ اور ایک دفعہ بیاہے ہوئے بھی محض اس وجہ سے ابتدائی دنوں میں کاہن بنائے جاتے تھے۔ کہ یہودی اور بت پرست نو مرید عموماً بیاہے ہوئے تھے۔ اور اگر بیاہے آدمی کاہن نہ بنائے جاتے۔ تو موزوں کاہنوں کی کافی تعداد کا حصول ناممکن ہو جاتا

س۔ تم اس بیان کی سچائی۔ پروٹسٹنٹوں کے خلاف کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج۔ اگر پروٹسٹنٹوں کے معنی سچ ہیں۔ تو ہمکو نتیجہ نکالنا چاہیئے۔ کہ مقدس پولوس کے زمانے میں کاہنوں کو صرف ایک ہی جورو رکھنے کی اجازت تھی۔ اور دیگر مسیحیوں کو بہت سی بیویاں رکھنے کا اختیار تھا۔ اس نتیجہ کی بیہودگی صاف صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ کاتھولک معنی درست ہیں۔

س۔ کیا مقدس پولوس یہ نہیں کہتا۔ کہ "میں اپنی بیوی کو دوسرے رسولوں کی طرح ہمراہ لے کر پھرنے کا اختیار رکھتا ہوں" (افرنتی ۹: ۵)

ج۔ مقدس پولوس کی اصلی آیت حسب ذیل ہے۔ "کیا ہم کو بھی اختیار نہیں کہ ایک عورت بہن کو ساتھ لئے پھریں۔ جیسا کہ دوسرے رسول اور خداوند کے بھائی اور کیفاس کرتے ہیں" اس آیت میں مقدس پولوس ان دیندار عورتوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو رسولوں کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔ جیسے کہ پاک اور دیندار عورتیں ہمارے خداوند کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔ مقدس پولوس قرنتیو کو کہتا ہے۔ کہ گو میں مسیحی عورت کو اپنے ساتھ لا سکتا تھا۔ مگر اسلئے کہ تم پر بار بوجھ نہ ڈالا جائے۔ میں

اپنے ہی ہاتھوں کے کام سے زندگی بسر کرنا بہتر سمجھا۔

س ۔ کاہنوں کے علاوہ کیا کاتھولک کلیسیا میں بہت سے ایسے شخص نہیں ہیں۔ جو مجرد کی زندگی بسر کرتے ہیں؟

ج ۔ ہاں بہت عورتیں اور مرد ہیں۔ جو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور اس بُری دنیا کی خرابی اور خطروں سے اپنے آپ کو باز رکھنے اور حتی الوسع مسیحی کاملیت حاصل کرنے کی خاطر اختیاری غریبی۔ ہمیشہ کی پاکدامنی اور اختیاری تابعداری کی منتوں سے اپنے آپ کو خدا کے حضور نذر پیش کرتے ہیں۔

س ۔ کیا کنوارپن شادی کی حالت سے بہتر اور زیادہ کامل ہے؟

ج ۔ بے شک ۔ جیسے کہ یسوعؑ مسیح کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ سب اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ۔ مگر صرف وہ جن کو دیا گیا۔ کیونکہ بعض خوجے ہیں۔ جنہوں نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ (متی ۱۹: ۱۱ و ۱۲)

س ۔ مقدس پولوس اس مضمون کی بابت کیا بیان کرتا ہے (اقرنتی، باب)

ج ۔ وہ بیان کرتا ہے " کہ مرد کے لئے یہ اچھا ہے۔ کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرامکاری سے بچے رہنے کے لئے ہر مرد اپنی جورو اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے " (آیت ا و ۲)

میں چاہتا ہوں۔ جیسا میں ہوں۔ ویسے ہی تم سب ہو۔ پر ہر ایک نے اپنا اپنا انعام خدا سے پایا۔ ایک نے یُوں اور دُوسرے نے یُوں (آیت ۷)

سو میں بغیر بیاہے اور بیواؤں سے یہ کہتا ہُوں۔ کہ اُن کے لئے اچھا ہے۔ کہ وہ ایسے ہیں جیسا کہ میں ہوں۔ لیکن اگر وہ پرہیز نہ کریں۔ تو بیاہ کریں۔ کہ بیاہ کرنا جل جانے سے بہتر ہے۔ (آیت ۸ و ۹)

اگر تو جورُو کے بند میں نہیں۔ تو بیاہ نہ کر۔ وہ جو بغیر بیاہ کے ہے۔ سو خداوند کے لئے فکرمند رہتا ہے۔ کہ وہ کیوں کر خداوند کو راضی کرے " (آیت ۳۲)

" وہ جو اپنی کنواری کو بیاہ دیتا ہے۔ اچھا کرتا ہے۔ اور جو بیاہ نہیں دیتا۔ سو بہتر کرتا ہے " (آیت ۳۸)

س ۔ کیا حسب ذیل الفاظ تمام مسیحیوں کے لئے ایک عام حکم کی صورت نہیں رکھتے؟ کہ ہر مرد اپنی جورو ۔ اور ہر عورت خصم رکھے"؟

ج ۔ بالکل نہیں ۔ جب تک کہ ہم اس بات کو تسلیم نہ کریں ۔ کہ اسی باب میں کتاب مقدس صاف صاف اپنے ہی برخلاف تعلیم دیتی ہے ۔ مقدس پولوس کے معنی صریحاً یہ ہیں ۔ کہ گو کنوارپن شادی کی بہ نسبت بہتر ہے ۔ لیکن وہ لوگ جو خدا کے فضل کی مدد سے ضبط نہیں کر سکتے ۔ تو بیاہ کریں ۔

س ۔ کیا یہ آئت کہ بیاہ کرنا جل جانے سے بہتر ہے ۔ کم از کم یہ ثابت نہیں کرتی ۔ کہ حقیقی تجرد ناممکن ہے؟

ج ۔ بالکل نہیں ۔ اس آئت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے ۔ کہ عموماً آدمی ہمیشہ کے کنوارپن کی زیادہ کامل حالت کے لئے خدا سے نہیں بلائے جاتے ہیں ۔ پروٹسٹنٹ بیان کے نتیجوں کو دیکھو ۔ علاوہ کاہنوں ۔ زاہدوں اور مستورات تارک الدنیا کے ۔ سچی ملکوں میں لاکھوں بغیر شادی آدمی ۔ اور بغیر شادی عورتیں ۔ رنڈوے اور رانڈیں ہیں ۔ اور بیاہے ہوئے لوگوں کے درمیان بھی لاکھوں سپاہی ۔ ملاح ۔ تاجر ۔ سیاح وغیرہ ہیں ۔ جو ضرورۃً مہینوں تک اپنی بیوی سے علیحدہ رہتے ہیں ۔ اور بعض اوقات برسوں علیحدہ رہتے ہیں ۔ کون یہ کہے گا ۔ کہ ان سارے خاوندوں کے لئے جو اپنی بیوی سے علیحدہ کئے گئے ہیں ۔ اور ان ساری بیواؤں کے لئے جو اپنے خصم سے جدا کی گئی ہیں ۔ یہ ضروری امر ہے کہ وہ گنہگار زندگی بسر کریں ۔ لوتھر کا یہ اصول کہ انسان بلا خوراک کے اور بلا عورت کے نہیں رہ سکتا ۔ صاف صاف ظاہر کرتا ہے ۔ کہ وہ پاک نوشتوں کے معنی کو اپنی اور دوسروں کی ہلاکت کے لئے بھی پھیرتا تھا ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ آج کل لوتھر کی تعلیم منظور کر لیں گے؟

س ۔ کیا مقدس پولوس اُن لوگوں کی تعلیم کو جو کہتے ہیں ۔ کہ شادی کرنا ناجائز ہے ۔ شیطان کا مسئلہ نہیں کہتا؟ (۱ طیمطاؤس ۴: ۱ و ۳)

ج ۔ ہاں وہ کہتا ہے ۔ اور مانی کیین (Manicheans) جو اس بات کو مانتے تھے ۔ کہ گوشت اور بیاہ شیطانی اشیاء ہیں ۔ وہ گوشت کھانا اور بیاہ کرنا بالکل منع کرتے تھے ۔ کاتھولک کلیسیا بیاہ کرنے سے منع نہیں کرتی ۔ بلکہ بیاہ ایک بڑا بھید اور پاک سیکرامینٹ مانتا

گیا ہے۔ اور ہر شخص کو اگر وہ چاہے شادی کرنے کے لئے اجازت دیتی ہے۔

س۔ لیکن کیا کاتھولک کلیسیا پادریوں کو شادی کرنے سے منع نہیں کرتی؟

ج۔ کرتی ہے۔ لیکن کلیسیا کسی کو پادری ہونے کے لئے مجبور نہیں کرتی۔ جب کسی شخص نے کامل غور کے بعد اپنی ہی آزاد مرضی سے خدا کے لئے ہمیشہ کی پاک دامنی رکھنے کی منت مان لی۔ تو کلیسیا اُس شخص کو اس کی منت کا پابند رکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

س۔ لیکن کیا بہت سے پادری ایسے نہیں۔ جو خراب زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اگر اُن کی شادی ہو جاتی۔ تو ہرگز ایسی حالت میں نہ رہتے؟

ج۔ بارہ رسولوں کے درمیان جن کو خود یسوع مسیح نے منتخب کیا۔ ایک دغاباز تھا۔ اور ایسے ہی کاتھولک پادریوں کے درمیان بھی وقتاً فوقتاً ایسے اشخاص ہوتے ہیں۔ جو بے حیائی سے اپنی منتوں کو توڑ دیتے ہیں۔ لوتھر۔ ناکس (Knox) کرینمر (Cranmer) زونگلیوس (Zwinglius) اور کارلسٹیڈٹ (Carlstadt) قریباً پروٹسٹنٹ مذہب کے کل بانی ایسے ہی شخص تھے۔ مگر ایسے کاتھولک مرتد پادری تعداد میں بہت کم ہیں۔ اور اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ بہت کاتھولک پادری ایسے ہیں۔ جو ناپاک زندگی بسر کرتے ہیں۔ تو بھی پروٹسٹنٹوں کو خیال کرنا چاہئے۔ کہ اُن کے مذہب کے تمام بانی خراب کاتھولک پادری اور زاہد تھے۔ اور اس لئے ہم کو کاتھولک پادریوں پر الزام نہ لگانا چاہیے۔ اب اس بات کا سوچنا یا ماننا کہ "شادی کرنی ایسی خرابی کے روکنے کے لئے ایک اچوک علاج ہے"! نہایت ہی مضحکہ خیز بات ہے۔ کیا شادی شدہ آدمیوں کے درمیان زناکاری نہیں ہوتی؟ لیکن جو بات اس معاملہ کو قطعی فیصل کر دیتی ہے۔ وہ یہ حقیقت ہے۔ کہ کاتھولک پادریوں کا اخلاق بہ حیثیت مجموعی عام لوگوں کے اخلاق کی بہ نسبت بہت ہی بہتر ہے۔

س۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان تمام باتوں سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ جو لوگ آسمان کی بادشاہت کے لئے اور یسوع مسیح کے نام کے لئے بغیر بیاہ کے رہتے ہیں۔ سوگنا پائیں گے۔ اور ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہوں گے۔ (متی ۱۹:

١٢ و ٢٩)

اور اس لئے مذہبی تجرد کی حالت شادی شدہ حالت کی بہ نسبت بہتر ہے۔

(٢) یہ کہ اگر کاتھولک پادری بیاہے ہوئے ہوتے۔ تو وہ ہر وقت اور ہر حالت میں نیز اپنی جان جوکھوں کے وقت میں بھی لوگوں کے بالکل جان نثار چرواہے اور خدا کے خادم نہ ہوتے۔ اگر کسی آدمی کو اس بات کا شک ہے۔ تو وہ کلیسیا کی تاریخ کو دیکھے۔ اس کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس طرح سے اُنیس صدیوں کا تجربہ مقدس پولوس کے حسب ذیل الفاظ کی سچائی کو مستحکم کرتا ہے۔ "وہ جو بن بیاہا ہے۔ سو خداوند کے لئے اندیشہ مند رہتا ہے کہ وہ کیونکر خداوند کو راضی کرے۔ پر وہ جو شادی شدہ ہے۔ سو دنیا کے لئے اندیشہ مند ہے۔ کہ کیونکر وہ اپنی جورو کو راضی کرے" (اقرنتیوں ٧: ٣٢ و ٣٣)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے؟

ج۔ پروٹسٹنٹوں کے چوٹی کے ہادیانِ دین اور مُدبّروں نے افسوس کے ساتھ بارہا کہا ہے۔ کہ اُن کے شادی شدہ خادم الدین پاکیزگی میں بہت کم ہیں۔ یہاں ہم انگریزی پارلیمنٹ کے قانون کے الفاظ ہی کی شہادت (جو خادم الدینوں کی شادی کی اجازت دیتا ہے) پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ بغیر بیاہ کے رہنا اور عورتوں کی شہوت اور شادی کے بند سے جدا رہنا کاہنوں اور خدا کی کلیسیا کے دوسرے خادم الدینوں کی عزت کے لئے بہت مناسب ہے۔ کیونکہ بغیر بیاہ رہنے سے وہ انجیل کے بہتر واعظ کا کام کر سکتے ہیں۔ اور خاندان کے فکر اور دقتوں میں کم پھنستے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس بیوی اور بچے نہیں ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ قابلِ غور حقیقت ہے۔ کہ انگریزی قانون چرچ آف انگلینڈ کے شادی شدہ خادم الدینوں کے ساتھ صاف صاف طور سے حقارت سے برتاؤ کرتا ہے۔ درحقیقت ٹھہرتے کلرجی مین ہی ہوس آف کامنس سے (جس کے ہر شخص نیز یہودی بھی ممبر ہو سکتے ہیں) خارج کئے جاتے ہیں۔ چرچ آف انگلینڈ کے بشپوں کی بیویاں قانون کے مطابق کوئی رتبہ نہیں رکھتیں۔ اس بارے میں ہم چرچ آف انگلینڈ کے خادم الدین ڈی۔ آر۔ کنگ کے الفاظ کا

حوالہ دیتے ہیں۔ کہ ہماری سرکار بشپ کی بیوی اور اس کی خواص کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتی۔ بشپ کی بیوی اپنے خاوند کے درجے اور رتبے میں کسی طرح سے شریک نہیں ہوتی۔ برعکس اس کے ہر ایک نائیٹ جس کا درجہ ایک بشپ کی طرح زندگی بھر کا ہوتا ہے۔ اپنی بیوی کو اپنے مساوی درجہ اور خطاب دیتا ہے۔ ہر نائٹ کی بیوی قانوناً لیڈی ہے۔ اور وہ لیڈی کنٹربری کے آرچ بشپ کی بیوی پر فوقیت رکھتی ہے۔ کنٹربری کے آرچ بشپ کی بیوی قانوناً محض ایک مسٹریس ہے۔ گو انگریزی قانون اس کو دی فرسٹ لارڈ آف دی کنگڈم سمجھتا ہے۔ بنی آدم کی عام عقل غلطی نہیں کرتی بلکہ پروٹسٹنٹوں کے ملکوں میں بھی نہیں۔ اور شادی شدہ پادری ہمیشہ عام لوگوں کی نظروں میں کم رُتبہ رکھتے ہیں۔

چہارم۔ بیاہ کا سیکرامینٹ

س۔ بیاہ کیا ہے؟

ج۔ بیاہ ایک سیکرامینٹ ہے۔ جس سے بیاہے ہوئے لوگوں کو فضل ملتا ہے تاکہ وُہ عمر بھر ملاپ اور دینداری کے ساتھ آپس میں رہیں۔ اور اپنے بال بچوّں کو تعلیم اور نمونہ سے مسیحی تربیت دیں۔

س۔ تم کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ بیاہ سیکرامینٹ ہے؟

ج۔ بیاہ میں سیکرامینٹ کی تینوں ضروری شرطیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) دیدنی نشان۔ جو بیاہے لوگوں کی ظاہری اور باہمی رضامندی میں پایا جاتا ہے۔

(۲) نادیدنی فضل جو بیاہے ہوئے لوگوں کو اپنے فرائض پورا کرنے کے قابل کرتا ہے۔

(۳) اس سیکرامینٹ کو شروع میں خدا نے مقرر کیا۔ "اسی سبب سے آدمی اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا۔ اور اپنی جورو سے ملا رہے گا۔ اور دونوں ایک تن ہوں گے۔" اور یسوع مسیح نے اس کو مستحکم اور پکا کیا۔ "پس جسے خدا نے جوڑا ہے۔ اس کو انسان جدا نہ کرے۔" (متی ۱۹: ۶)

س - مقدس پولوس کیا سکھاتا ہے؟

ج - وہ سکھاتا ہے۔ کہ "یہ ایک بڑا سکرامینٹ ہے۔ پر میں کہتا ہوں۔ کہ مسیح میں اور کلیسیا میں" (افسیوں ۵ : ۳۲) پروٹسٹنٹ لوگ جو شادی کو سکرامینٹ نہیں مانتے ہیں۔ اس آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ "یہ بھید تو بڑا ہے" لیکن شادی میں کیا بھید ہے؟ اگر شادی ایک سکرامینٹ نہیں ہے۔ تو کس طرح شادی مسیحیوں کے درمیان بہ نسبت بُت پرستوں کے افضل ہو سکتی ہے؟ تمام ابتدائی بزرگوں نے مقدس پولوس کی مذکورہ بالا آیت میں "بھید" کے بجائے (جیسے پروٹسٹنٹ ترجمہ کرتے ہیں) "سکرامینٹ" ترجمہ کیا ہے۔

س - مقدس اگسٹین کیا کہتا ہے؟

ج - وہ کہتا ہے کہ تمام قوموں میں شادی کا بڑا فائدہ بچوں کی پیدائش اور بیاہے لوگوں کی وفاداری میں ہوتا ہے۔ لیکن مسیحیوں کے درمیان علاوہ اس کے سکرامینٹ کی پاکیزگی بھی ہوتی ہے۔

س - کیا شادی کا عہد و پیمان کبھی کسی سبب سے ٹوٹ سکتا ہے؟

ج - شادی کا عہد و پیمان سوائے موت کے کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ جیسے کہ یسوع مسیح کے حسب ذیل الفاظ سے ثابت ہے۔ "پس جسے خدا نے جوڑا ہے۔ اُسے آدمی جُدا نہ کرے" (متی ۱۹ : ۶) "جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑے اور دوسری سے بیاہ کرے۔ تو اس کی نسبت زنا کرتا ہے" (مرقس ۱۰ : ۱۱) "جو شخص اپنی جورو کو چھوڑے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ اور جو خصم سے چھوڑی ہوئی بیاہ لے تو زنا کرتا ہے" (لوقا ۱۶ : ۱۸) اور مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "ان کو جن کا بیاہ ہوا ہے۔ میں نہیں بلکہ خداوند حکم کرتا ہے۔ کہ جورو اپنے خصم کو نہ چھوڑے اور اگر چھوڑے تو وہ بغیر بیاہ رہے۔ یا اپنے خصم سے پھر میل کرے۔ اور خصم اپنی جورو کو نہ چھوڑ دے" (۱ قرنتی ۷ : ۱۰ و ۱۱)

س - لیکن کیا مسیح نے نہیں کہا۔ کہ جو کوئی اپنی جورو کو سوائے زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے۔ زنا کرتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے

بیاہے زنا کرتا ہے۔ (متی ۱۹:۹) اور اس لئے زناکاری کے سبب سے شادی کا عہد و پیمان ٹوٹ سکتا ہے؟

ج۔ نجات دہندہ کے ان الفاظ کے یہ معنی ہیں۔ کہ زناکاری کے سبب سے خاوند اپنی جورو کو چھوڑ سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی نہ تو خاوند نہ چھوڑی ہوئی جورو دوسرے لوگوں سے بیاہ کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ دوسرے لوگوں سے بیاہ کریں۔ تو زنا کرتے ہیں۔ الفاظ "سوائے زنا کے" فقرے کے صرف پہلے حصہ پر عاید ہوتے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں۔ کہ وہ شخص جو اپنی بیوی کو سوائے زنا کے اور کسی سبب سے چھوڑ دیتا ہے۔ زناکاری کا قصوروار ہے۔ کیونکہ خود یسوع مسیح نے دوسری جگہ میں بیان کیا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی جورو کو حرامکاری کے سبب کے سوائے چھوڑ دے۔ اُس سے زنا کرواتا ہے۔" (متی ۵:۳۲)

س۔ تم پروٹسٹنٹوں کے برعکس کس طرح ثابت کرتے ہو۔ کہ یہی صحیح معنی ہیں؟

ج۔ اگر پروٹسٹنٹ معنی صحیح ہوں۔ تو یسوع مسیح کے لفظ جیسے کہ مقدس متی نے بیان کئے ہیں۔ مقدس مرقس۔ مقدس لوقا۔ اور مقدس پولوس کے بیان کئے ہوئے الفاظ کے بالکل خلاف ہوں گے۔ کیونکہ ایک آیت میں خداوند ہم کو تعلیم دے گا۔ کہ شادی زناکاری کے سبب سے ٹوٹ سکتی ہے۔ اور دوسری آیتوں میں وہ صریحاً کہتا ہے۔ کہ شادی کبھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ اور کوئی آدمی یہ خیال نہ کرے۔ کہ دوسرے انجیل نویسوں نے اور دیگر رسولوں نے مستثنیات کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ بدفعلی۔ زناکاری عموماً ہر روز ہی ہوتی رہتی ہے۔ اور اس امر کا جاننا بہت ضروری ہے۔ کہ زناکاری سے شادی کے عہد و پیمان رد اور کالعدم ہو جاتے ہیں۔ یا نہیں؟

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور قوی دلیل ہے؟

ج۔ ہاں جن رسولوں نے یسوع مسیح کا کلام سُنا۔ وہ بلاشک و شبہ اس کے صحیح معنی سمجھ گئے۔ اور انہوں نے اس کو کہا۔ کہ اگر مرد کا حال جورو کے ساتھ یہ ہے۔ تو بیاہ کرنا اچھا نہیں۔" (متی ۱۹:۱۰) یہ بات ثابت کرتی ہے۔ کہ خداوند نے صاف طور سے تعلیم دی تھی۔ کہ شادی حرامکاری کے سبب بھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ کیونکہ اگر یسوع مسیح نے ایسی تعلیم نہ دی ہوتی۔ تو دقت کیوں ہوتی۔ اور جورو کرنا کیوں اچھا نہ ہوتا۔

علاوہ اس کے کلیسیا نے ہمیشہ اسی طرح مسیح کے حکم کو سمجھا ہے۔ اور ہمیشہ اُن لوگوں کی تعلیم کو جو سکھاتے ہیں۔ کہ شادی زناکاری کی وجہ ہی سے ٹوٹ سکتی ہے۔ رد اور نامنظور کیا ہے۔ اگر مسیح کی تعلیم اس امر میں سورج سے زیادہ صاف نہ ہوتی۔ تو کس طرح لاکھوں اور کروڑہا کاتھولک لوگ ان صدیوں میں اس قانون کو مانتے۔ جو انسانی خصلت کے لئے اتنا سخت معلوم ہو رہا ہے۔

س۔ اُن ملکوں میں جہاں یہ پروٹسٹنٹ شرح مانی جاتی ہے۔ کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں؟

ج۔ وہ نتائج قابلِ افسوس ہیں۔ زوجین ملاپ سے زندگی بسر نہیں کرتے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ طلاق لینے کا عمدہ طریق زنا کرنا ہے۔ اور اس طرح وہ دوسرے سے شادی کر لیں گے۔ اور وہ پھر بھی دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ پھر زناکاری کریں گے۔ اور اس طرح وہ اپنے نئے خاوند یا بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور دوسری شادی کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ آدمی لگاتار جتنی دفعہ وہ چاہے عورتیں کر سکتا ہے۔ اور عورتیں جتنے خاوند چاہے کر سکتی ہیں۔

طلاق کا بیہودہ پن اس وجہ سے بھی ثابت ہے۔ کہ نیک عورت کے لئے جس کا خاوند بُرا ہے۔ کوئی علاج نہیں ہے۔ کیونکہ وُہ پھر شادی نہیں کر سکتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کُل فائدہ بے شرم اور قصوروار خاوند کے لئے ہے۔ طلاق گناہ کرنے کے لئے ایک تحریک ہے کیا کوئی شخص یہ یقین کر سکتا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے ایسے ناپاک۔ ایسے بیہودہ اور ایسے بداخلاق مسئلہ کی تعلیم دی ہو؟

س۔ کیا کاتھولک کلیسیا اپنے بچوں کو بدعتیوں کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا نے اکثر ایسی شادیاں منع کی ہیں۔ گو بعض وقت اور بعض مقامات میں کلیسیا کے چرواہوں نے خاص وجوہات کے باعث مجبوراً اس قانون سے بریت دی اور ایسی شادیاں منظور کیں۔

س۔ کلیسیا کیوں اس قسم کی شادی کے خلاف ہے؟

ج۔ حسب ذیل وجوہات سے (۱) یہ کہ کلیسیا یہ نہیں چاہتی ہے۔ کہ اس کے بچے مذہبی باتوں

میں بدعتیوں کے ساتھ شراکت رکھیں۔ اور شادی ایک مذہبی اتحاد ہے۔ کیونکہ وہ ایک سیکرامنٹ ہے۔ (۲) یہ کہ ایسی شادیوں سے اکثر گھنے میں نا اتفاقیاں پیدا ہوتی ہیں (۳) یہ کہ اس بات کا خطرہ رہتا ہے۔ کہ کاتھولک شخص بدعت میں پڑ جائے۔ یا کم از کم اپنے مذہب کی پیروی کرنے کے لئے آزاد نہ رہے (۴) یہ کہ اس بات کا خوف رہتا ہے۔ کہ بال بچے بدعتی تعلیم پائیں

س۔ کلیسیا کن شرطوں پر ایسی شادیوں کے کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

ج۔ پروٹسٹنٹ شخص کو کاتھولک سے حلفیہ ایک تحریری وعدہ کرنا چاہیئے۔ کہ میں تمہارے مذہب میں مداخلت نہ کروں گا۔ سب بچے خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں کاتھولک کلیسیا میں بپتسمہ پائیں گے۔ اور وہیں ان کو کاتھولک تعلیم و تربیت ملے گی۔

س۔ تم اس عہد و پیمان کی بابت کیا کہتے ہو۔ جس سے زوجین اولاد نرینہ کو باپ کے مذہب میں اور لڑکیوں کو ماں کے مذہب میں پرورش پانے کا اقرار کرتے ہیں

ج۔ ایسے برُے اور بداخلاق عہد و پیمان سختی سے منع کئے جاتے ہیں۔ خدا اور اس کی کلیسیا ان لوگوں کو جنہوں نے مسیح کے خون سے نجات پائی ہے۔ بدعت کے حوالہ نہیں کر سکتی۔ کاتھولک کے لئے یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ کہ اس کے بچے پروٹسٹنٹ ہو جائیں۔ اور اس طور سے وہ بچے اپنے اصلی مذہب (یعنی کاتھولک مذہب) سے نفرت اور حقارت کریں۔

نواں باب

جھوٹی تہمت

کہ کاتھولک مذہب بُت پرستی کی مانند ہے

اوّل۔ کس طرح پروٹسٹنٹ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کاتھولک مذہب بُت پرستی کی مانند ہے

س۔ کیا پروٹسٹنٹوں میں بہت لوگ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ کاتھولک مذہب اور بُت پرست مذہب یکساں ہیں؟

ج۔ ہاں کہتے ہیں۔ اور اُن لوگوں نے یہ جھوٹی مطابقت ظاہر کرنے کی خاطر بہت سی کتابیں بھی چھاپی اور شایع کی ہیں۔

س۔ پروٹسٹنٹ لوگ اس بات کو کس طرح سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

ج۔ وہ لوگ بدبختی سے کاتھولک مذہب کی نہایت ضروری سچائیوں کو بیان نہیں کرتے۔ لیکن بعض کاتھولک ریت ورسومات کو بُت پرستوں کی ریت ورسومات کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور یہ غلط نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کاتھولک مذہب بُت پرستی کے برابر ہے۔

س۔ کیوں پروٹسٹنٹ ناجائز طور سے کاتھولک مذہب کی مزاحمت کرتے ہیں؟

ج۔ کیونکہ یہ عام دستور ہے۔ کہ جو شخص جھوٹ پر کمربستہ ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ بے بُنیاد جھُوٹی

اور مزاحمتیں کیا کرتا ہے۔ پروٹسٹنٹ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ اگر کاتھولک مذہب کے اصول اور بُت پرست مذہب کے اصول حقیقی اور کامل طور سے پرکھے جائیں گے۔ تو یہ نتیجہ ضرور نکلے گا۔ کہ کاتھولک مذہب کا بُت پرست مذہب سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔

س۔ اس جھوٹی مطابقت کو ثابت کرنے کے لئے پروٹسٹنٹوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

ج۔ (۱) ان کو یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ بت پرست سچے زندہ خدا کی تین اقانیم میں پرستش کرتے ہیں۔ اور اُنہوں نے باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ لیا ہُوا ہے۔ کیونکہ یہی کاتھولک مذہب ہے۔

(۲) اُن کو یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ بُت پرست خدا کے منکشف شدہ کلام کو جو کتاب مقدس اور روائت کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مانتے ہیں۔ کیونکہ یہی کاتھولک مذہب ہے۔

(۳) اُن کو یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ بُت پرست خدا کے اکلوتے بیٹے یسُوع مسیح اور اس کے خُون کی خوبیوں کے ذریعہ سے گناہوں کی معافی کو مانتے ہیں۔ اور وہ روزانہ اپنے گرجوں میں اس کی صعوبت اور موت کی یادگاری میں ماس کی قربانی چڑھاتے ہیں۔ کیونکہ یہی کاتھولک مذہب ہے۔

(۴) اُن کو یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ بُت پرست پاک کلام کا وعظ کرتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ داؤد کے زبور گا کر الٰہی ستائش کرتے ہیں۔ اور کتاب مقدس کے دیگر حصّوں کو بھی پڑھتے ہیں اور وہ اکثر سکرامینٹوں کو لیتے ہیں۔ کیونکہ یہی کاتھولک مذہب ہے۔ برعکس اس کے اُن کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ

(۱) کاتھولک کلیسیا سچے زندہ خدا کا انکار کرتی ہے۔ اور اس کے بجائے بیشمار شیطانوں کی پرستش کرتی ہے۔ کیونکہ یہی بُت پرست مذہب ہے۔

(۲) اُن کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ کاتھولک کلیسیا لوگوں کی پرستش کے لئے نہایت خراب اور زناکار دیویوں اور دیوتاؤں کے بتوں کو کھڑا کرتی ہے۔ کیونکہ یہی بت پرست مذہب ہے۔

(۳) اُن کو یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ کاتھولک کلیسیا یسُوع مسیح کو دغاباز جان کر اس کو معون [illegible] اور اس کی الوہیت سے منکر ہے۔ کیونکہ یہی بُت پرست مذہب ہے

(۴) اُن کو یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ کاتھولک کلیسیا دنیا کی پیدائش کی بابت انسان کی اصلیت اور آنے والی زندگی وغیرہ کی بابت جھوٹی کہانیاں سکھاتی ہے۔ کیونکہ یہی بُت پرست مذہب ہے۔ جب پروٹسٹنٹ مذکورہ بالا باتیں ثابت کردیں۔ تو پھر وہ یہ نتیجہ نکالیں۔ کہ بُت پرستی اور کاتھولک مذہب یکساں ہیں۔

س ۔ جب لوگ کاتھولک کلیسیا پر تہمت لگاتے اور اُس کو بت پرست کہتے ہیں۔ تو کلیسیا ان کو کیا جواب دیتی ہے۔

ج ۔ جب فریسیوں نے یہ تہمت لگائی۔ کہ یسوعؑ مسیح کے ساتھ دیو ہے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ میرے ساتھ دیو نہیں (یُوحنّا ۸: ۴۹) اور اس بات کو ثابت کرنے کی غرض سے اُس نے بد رُوحوں کو نکالا۔ اسی طرح کاتھولک کلیسیا کہتی ہے۔ کہ میں بُت پرست نہیں ہوں۔ بلکہ صرف میں نے ہی ہر جگہ بُت پرستی کی بیخ کنی کی ہے۔

س ۔ کیا یہ بالکل سچ ہے؟

ج ۔ ہاں۔ سچ ہے۔ کیونکہ تمام قومیں جو یسوعؑ مسیح پر ایمان لائی ہیں۔ صرف کاتھولک کلیسیا ہی کے ذریعے ایمان لائی ہیں۔ اُن لوگوں کے بزرگ جواب پروٹسٹنٹ ہیں۔ کاتھولک کلیسیا کی بدولت شیطان کی پرستش سے خدا کی پرستش کی طرف راغب ہوئے۔ لیکن پروٹسٹنٹ لوگوں سے یہ تو پوچھو۔ کہ وہ کسی ایک قوم کا نام تو بتائیں جس کو اُنہوں نے بُت پرستی سے مسیحی مذہب کی طرف پھیرا ہو؟

س ۔ کیا اب کسی اور جواب کی ضرورت ہے؟

ج ۔ نہیں۔ یہ حقیقت بالکل صاف ہوگئی۔ تاہم اپنے کام کو پورا کرنے اور ہر ایک دل سے کاتھولک مذہب کی سچائی کی بابت شک دور کرنے کے لئے ہم مفصل طور سے اس سوال کی پڑتال کریں گے۔ چونکہ اس پروٹسٹنٹ اعتراض کی بنا بیرونی پرستش سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا ہم بتائیں گے۔ کہ بیرونی پرستش کی اہم ضرورت کیوں ہے۔ پھر بتائیں گے کہ بعض بُت پرست رسومات اور ہماری رسومات میں مشابہت کیوں ہے۔ اور پھر حسب ضرورت معاملات کا ذکر کریں گے۔

دُوم - بیرونی پرستش کی ضرورت

س - ہم کو خدا کی کس قسم کی پرستش کرنی چاہیئے؟

ج - ہم کو خدا کی پرستش اندرُونی اور بیرونی طریقوں سے کرنی چاہیئے۔

س - اندرونی پرستش کیا ہے؟

ج - اندرونی پرستش وہ ہے۔ جو ہم اپنے دلوں میں خصوصاً ایمان۔ امید اور پیار کے عملوں کے کرنے سے کرتے ہیں۔

س - بیرونی پرستش کیا ہے؟

ج - بیرُونی پرستش وہ ہے۔ جو ہم خدا کے حضُور اپنے بدن کے مختلف ڈھنگ سے مثلاً سر کو ننگا کرنے گھٹنے ٹیکنے۔ جھکنے اور عزت کے دیگر سب بیرُونی کام کرنے سے کرتے ہیں۔ پھر قربانی چڑھانی۔ دُعا پڑھنی۔ خاص دنوں کو پاک رکھنا۔ خدا کے لئے گرجے بنانا۔ اور ان کو آراستہ کرنا۔ اور کوئی بھی بے جان چیز خدا کی خدمت کے لئے مقرر کرنی۔ یہ تمام مذکورہ بالا باتیں بھی بیرونی پرستش سے خاص تعلق رکھتی ہیں۔

س - لیکن کیا یسُوع مسیح نے یہ نہیں کہا ہے۔ کہ خدا رُوح ہے۔ اور وہ جو اس کی پرستش کرتے ہیں۔ ضرور ہے کہ رُوح اور راستی سے پرستش کریں" (یوحنا ۴: ۲۴)؟

ج - مذکورہ بالا الفاظ سے نجات دہندہ کا ارادہ یہ نہیں ہے۔ کہ بیرُونی پرستش کو رد کرے کیونکہ اپنی تمام زندگی میں اُس نے عید کے دنوں میں متواتر ہیکل میں جا کر خدا اپنے باپ کے آگے جھک کر اور دُعا مانگ کر بیرونی پرستش کی۔ وہ صرف اُن یہودیوں کو جو دنیادار تھے۔ اور اپنی مذہبی رسموں میں شان و شوکت کے چاہنے والے تھے۔ یہ بات ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ کہ بیرونی [illegible] اگر وہ دِل سے نہ کی جائیں۔ تو بے فائدہ اور لاحاصل ہیں۔

س - ہم کو کیوں خدا کی بیرونی پرستش کرنی چاہیئے؟

ج - چونکہ [illegible] رُوح اور جسم کا خالق ہے۔ اس لئے جسم اور رُوح دونوں کو خدا کی پرستش

کرنی چاہیئے۔ آدمی فرشتے نہیں ہیں۔ آدمیوں کی رُوح اور جسم ایک عجیب بندش سے بندھے ہُوئے ہیں۔ اور اس طرح وہ ایک ہی شخص بن جاتے ہیں۔ اور اس سے یہ بات وقوع میں آتی ہے۔ کہ رُوح کا جوش اور دلی کیفیتیں فوراً جسم کے ذریعہ سے ظاہر اور محسوس ہو جاتی ہیں۔ اس بارے میں مذہبی خیال ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہ اور خیال۔ اور وُہ بیرونی علامتوں سے ظاہر ہونے چاہئیں۔ اور بیرونی پرستش کے روکنے سے سوائے انسانی خصلت سے منکر ہونے اور اس کو کھو دینے سے اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔

س۔ کیا کوئی اور قوی دلیل ہے؟

ج۔ ہاں۔ ہر ایک مسیحی دیدنی جماعت کا شریک ہے۔ اور وُہ جماعت مسیح کا بدن یا کلیسیا ہے۔ اور کلیسیا۔ بلا بیرونی پرستش کے قائم نہیں رہ سکتی ہے۔

س۔ لیکن کیوں کاتھولک کلیسیا لوبان۔ بتیوں شمعدانوں۔ سُنہری پاک برتنوں وغیرہ کا استعمال کرتی ہے؟

ج۔ چونکہ خدا آسمان و زمین اور سب چیزوں کا جو آسمان اور زمین پر ہیں۔ خالق ہے۔ اس لئے ہم غیر ذی رُوح مخلوقات کو اس کے جلال کے لئے نذر کرتے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے اس کی بڑی قدرت کو جو وہ اس دیدنی دنیا پر رکھتا ہے۔ قبول کرتے اور مانتے ہیں۔

س۔ پاک نوشتہ اس مضمون پر کیا بیان کرتا ہے؟

ج۔ پاک کلام کے بہت سے صفحوں میں رُوح القدس کُل غیر ذی رُوح مخلوق کو خداوند کی تعریف کرنے کے لئے مدعو کرتی ہے۔ اے آفتاب و ماہتاب اس کی حمد کرو۔ اے آسمانوں کے آسمان۔ اور اے پانیو۔ جو آسمان کے اوپر ہو۔ اس کی حمد کرو (زبور ۱۴۸: ۳و۴) اے تم بارش و شبنم۔ خداوند کو مبارک کہو۔ اے تم پہاڑو اور ٹیلو خداوند کو مبارک کہو۔ اے تم سب چیزو۔ جو تم زمین پر پیدا ہوتی ہو۔ خداوند کو مبارک کہو۔ اور اس کی تعریف اور حمد و ستائش کرو (دانیئل ۳: ۴۹ و ۹۰) علاوہ اس کے توریت کی بہت سی آیتوں میں ایسی نصیحتیں ہیں جو غیر ذی رُوح مخلوق مثلاً سونا۔ چاندی۔ ہیرا۔ لوبان۔ پانی۔ آگ وغیرہ کو خدا کی پرستش کے استعمال کے لئے بتاتی ہیں۔

س - تم اس کُل بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج - اس کُل بیان سے ہم دو نتیجے نکالتے ہیں - (۱) یہ کہ خدا کے لئے بیرونی پرستش کرنا نہایت ضروری ہے - (۲) یہ کہ بیرونی پرستش کی فوقیت اِن بے جان چیزوں کے استعمال کرنے سے بہت بڑھ جاتی ہے - جو پروٹسٹنٹ اس بیرونی پرستش سے انکار کرتے ہیں - اُن کو یہ مان لینا چاہیئے - کہ خود خدا نے بت پرستی کو قائم کیا ہے - اور پاک نوشتہ ایک بُت پرست کتاب ہے - کیونکہ اس میں خدا کی پرستش کرنیکے لئے لوبان - بتیوں - شمعدانوں - پاک کپڑوں - اور پاک برتنوں وغیرہ کے استعمال کا ذکر ہے

سوم - اعتراضوں کے جواب

س - خدا کی اُس بیرونی پرستش کی بابت جو کاتھولک کرتے ہیں - پروٹسٹنٹوں کا بڑا اعتراض کیا ہے -؟

ج - وہ کہتے ہیں - کہ کاتھولک بُت پرستوں کی طرح اپنی بیرونی پرستش کرتے ہیں کیونکہ وہ لوبان - متبرک پانی - شمعدانوں - بتیوں - قربانگاہ مدفنوں وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں - پروٹسٹنٹوں کو یہ جاننا چاہیئے - کہ کاتھولک مذہب ان بیرونی پرستش کے کرنے پر منحصر نہیں ہے - اور اس لئے ان کو ہرگز یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے - کہ کاتھولک مذہب اور بُت پرست مذہب ایک جیسے ہیں -

س - کیا یہ اعتراض معقول ہے؟

ج - نہیں - کیونکہ یہ بات بالکل صریح ہے - کہ وہ چیزیں یا رسمیں جو بذاتہٖ پاک ہیں - بت پرستوں کے استعمال میں آنے کے باعث ناجائز یا ناقص نہیں ہو جائیں - مثلاً بُت پرست لوگ شیطان کے لئے مندر بناتے ہیں - تو کیا ہم کو زندہ خدا کے لئے گرجے نہیں بنانے چاہیئں؟ بت پرست شیطان کے آگے دُعا مانگتے ہیں - تو کیا ہم کو خداوند کے آگے دُعا نہیں مانگنی چاہیئے؟ بت پرست لوگ ناپاک لوبان شیطان کی قربانگاہ کے اوپر جلاتے ہیں - تو کیا ہم کو پاک لوبان

یسوع مسیح کی قربانگاہوں پر چڑھانا نہیں چاہیئے؟ بت پرست لکڑی اور پتھر کے دیوتا بناتے ہیں۔ تو کیا ہم کو اپنی آنکھوں کے آگے مسیح اور اس کے مقدسوں کو زیادہ عمدہ اور مؤثر طور سے نقش کرنے کے لئے پتھر اور لکڑی کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے؟

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل ہے؟

ج۔ ہاں ہمارے پاس ہے۔ جب دو چیزیں بذاتہٖ مختلف ہوتی ہیں۔ تو وہ ایک چیز نہیں ہو سکتی۔ گو وہ چیزیں کئی بیرونی اور عارضی مشابہت رکھتی ہیں۔ مثلاً بندر۔ آدمی نہیں ہے۔ اگرچہ بندر اور آدمی کے درمیان ایک بیرونی تھوڑی سی مشابہت ہے۔ اگر مذکورہ بالا باتیں سچ نہیں ہیں۔ تو پھر ہم بھی یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ بت پرست ہیں کیونکہ ہم ان کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ تمہارے ہاں گرجے ہیں۔ اور بت پرستوں کے ہاں بھی مندر ہوتے ہیں۔ تمہارے ہاں دعائیں اور بھجن ہوتے ہیں۔ اور بت پرستوں کے ہاں ہوتے ہیں۔ تمہارے ہاں سبت ہوتا ہے۔ اور بت پرستوں کے ہاں بھی پاک تیوہار ہوتے ہیں۔ تمہارے ہاں بپتسمہ ہوتا ہے۔ اور بت پرستوں کے ہاں پاک اشنان ہوتا ہے۔ تمہارے ہاں شادی کی رسمیں اور دعائیں ہوتی ہیں۔ اور بت پرستوں کے ہاں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کیا اس مشابہت ظاہری سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ مذہب اور بت پرستی یکساں ہیں؟

س۔ اگر پروٹسٹنٹوں کی حجتیں سچی ہوتیں تو کیا نتیجے نکلتے؟

ج۔ پروٹسٹنٹ اور کاتھولک لوگوں کو اپنے گرجے گرانے پڑتے۔ اور کتاب المقدس کو جلانا پڑتا۔ اور پرستش کے ہر ایک بیرونی نشان کو رد کرنا پڑتا۔ اور دعا مانگنے اور بھجن گانے سے پرہیز کرنا پڑتا۔ اور کسی مذہبی کام کے لئے کبھی جمع نہ ہونا پڑتا۔ ورنہ مسیحی پرستش۔ بت پرستوں کی پرستش سے بالکل مختلف نہ ہوتی۔ اس نتیجے سے یہ ثابت ہے کہ پروٹسٹنٹوں کا مذکورہ بالا بیہودہ عذر خلافِ حکمِ خدا ہے۔

س۔ کیا تم کو اس مضمون پر کچھ اور کہنا ہے؟

ج۔ بعض رسموں کی بیرونی مشابہت خواہ کیسی ہی ہو۔ مگر کیتھلک اور بت پر

رسموں کے درمیان ہمیشہ ایسا ہی فرق ہے۔ جیسا کہ خدا اور شیطان اور دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے۔ کیونکہ ہماری پرستش سچے زندہ خدا کے لئے ہے۔ اور بت پرستوں کی تمام پرستش شیطان کے لئے ہے۔ الغرض بُت پرست پرستش بالکل بیرونی رسموں کے ادا کرنے میں ہوتی ہے۔ برعکس اس کے ہر ایک مسیحی جانتا ہے۔ کہ پرستش کے تمام بیرونی کام اگر ان کے ساتھ ایمان اور دلی پرستش نہ ہو۔ تو بالکل نکمے ہیں۔

س۔ تم ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ وہ مشابہتیں جو بعض کاتھولک ریت ورسمیں۔ بت پرستوں کی ریت درسموں سے رکھتی ہیں۔ اس بات کو ثابت نہیں کرتیں۔ کہ وہ ریت ورسمیں بذاتہٖ ناجائز یا بت پرستی کی ہیں۔ امرِ متنازعہ یہ نہیں ہے۔ کہ فلاں فلاں رسمیں بت پرست لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ کیا فلاں فلاں رسمیں قانونِ خدا اور سچے مذہب کی روح کے مطابق ہیں۔

چہارم۔ بُت پرستی کی ابتدا بیان کرتی ہے کہ کیوں بُت پرست لوگوں کے ہاں بعض رسمیں ایسی ہیں جو مسیحی کلیسیا کی رسموں سے مشابہت رکھتی ہیں؟

س۔ تم کس طرح سے بیان کر سکتے ہو کہ بعض بُت پرست رسموں اور مسیحی رسموں کے درمیان مشابہت ہے؟

ج۔ جب خدا کی پرستش اور شیطان کی پرستش میں یکساں رسمیں استعمال کی جاتی ہیں تو ہم کو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے۔ کہ مسیحیوں نے بُت پرستوں کی نقل کی ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف بُت پرستوں نے ان رسموں کو سچے مذہب سے لیا ہے۔

س - ہم کو ایسا نتیجہ کیوں نکالنا چاہئیے؟

ج - کیونکہ سچا مذہب بہ نسبت مُجت پرست مذہب کے زیادہ قدیمی ہے - ہم کتاب مُقدس میں پڑھتے ہیں - کہ ہمارے پہلے والدین اور اُن کے بچوں نے خدا کو قربانیاں چڑھائیں - کتاب مقدس اس طریق کو بھی کہ جس طرح سے ہابل حنوک - اور دیگر قدیمی اماموں نے مذہب کے یہ پاک کام کئے - بیان کرتی ہے - طوفان کے زمانہ تک تمام لوگ وہی رسم ورواج مانا کرتے تھے - بعدہٗ نوُح نے دینداری سے اُن رسُومات کو مان کر ان رسموں کو اپنے بچوں کو سکھایا اور ایسا ہُوا کہ اس کے بچے اُن رسُومات کو بابُل کے بُرج کے تیار ہونے کے بعد - بنی آدم کے مختلف فرقوں کی جدائی کے ہونے تک برابر مانتے رہے - جب کچھ عرصہ گذرنے کے بعد لوگ ایک سچے زندہ خدا کی پرستش کو بھول گئے - اور آسمان کے ستاروں اور لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے دیوتاؤں کو پوجنے لگے - تو وہ وہی رسمیں استعمال کرنے لگے - جو پہلے سچے خدا کی پرستش کے کام میں لائی جاتی تھیں - الغرض آدمی مخلوقات کی اُنہی رسم ورواج سے جو سچے خدا کی پرستش میں مستعمل ہوتے تھے - پرستش کرنے لگے -

س - کیا تم اس بیان کی سچائی کو پورے طور سے ثابت کر سکتے ہو؟

ج - ہاں میں پہلے اس بات کو اس عجیب مشابہت سے جو بہت سی بت پرست رسمیں پرانے عہدنامہ کی رسموں سے رکھتی ہیں ثابت کرتا ہوں - بہت سی حالتوں میں بت پرستوں کی رسمیں نہ صرف سچے مذہب کی رسموں کی مانند ہیں - بلکہ وُہی ہیں -

دوسرے میں اس بات کو اس حقیقت سے ثابت کرتا ہوں - کہ یہ رسم ورواج - تمام بت پرست قوموں میں اور ساری دُنیا اور ہر زمانے میں تقریبًا یکساں رہے ہیں - اور یہ مشابہت صریحًا ایک مشترک ابتدا کو ظاہر کرتی ہے -

س - تم اس امر سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج - ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں - کہ یہ مشترک ابتدا ضرور ہی بنی آدم کی مختلف قوموں کی جدائی سے پہلے کی ہے - اور اس لئے بُت پرستی سے بھی جو اس وقت نامعلوم تھی پہلے کی ہے پھر یہ ظاہر ہے کہ اُن رسومات میں سے بہت سی رسومات شروع میں سچے خدا کی پرستش

کے استعمال میں آتی تھیں۔ اور ان کو خود خدا نے سکھایا ہے۔

اب وہ بُت پرست رسمیں جو پُرانے عہدنامہ کی رسموں کے مشابہ تھیں۔ ضرور مسیح کی سچی کلیسیا کی رسومات سے کچھ مشابہت رکھتی ہیں۔ کیونکہ یسُوع مسیح کے قول کے موافق نیا عہدنامہ پُرانے عہدنامہ کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کو پورا کرتا ہے۔ (متی ۵: ۱۷) یہ حال پرو ٹسٹنٹ مذہب کا نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ مسیحی مذہب کے بہت عمدہ اور ضروری حصّہ سے انکار کرتا ہے۔

س۔ کیا اس مشابہت کا کوئی اور سبب بھی ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ کتاب مقدّس ہم کو سکھاتی ہے۔ کہ شیطان نے آسانی سے اپنے اندھے پیرووں کو دھوکا دینے کی غرض سے ہمیشہ اپنی پرستش میں سچّے خدا کی پرستش کی نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جھوٹے معجزے جن کو مصر کے جادُوگروں نے موسےٰ کے معجزوں کے خلاف کیا۔ اور جھوٹے نبی جو خدا کے سچّے نبیوں کے خلاف اُٹھے۔ اور وہ سنجیدہ نصیحتیں جو ہمارے نجات دینے والے نے ہم کو دجّال کے دکھوں سے بچنے کی خاطر کیں۔ کافی سے زیادہ ثبوت ہیں۔ اور اس مشابہت کا سبب ظاہر کرتی ہیں۔

س۔ کیا تم کو اس مضمون پر کچھ اور کہنا ہے؟

ج۔ دونوں عام سبب جن کا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ کافی طور سے اُس مشابہت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو بت پرستوں اور مسیحیوں کی بعض رسموں کے درمیان پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ بات زیادہ اغلب ہے۔ کہ بہت سے ملکوں میں جیسے کہ ہندوستان میں ایسی رسمیں کاتھولک مذہب سے لے لی گئی ہیں۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے۔ کہ بارہ رسولوں میں سے دو رسول یعنی مقدّس برتھولما اور مقدّس تھوما نے ہندوستان میں وعظ کیا۔ اور بہت سے مُرید بنائے۔ گو بہ سبب روما کے بڑے فاصلے اور نیز اس باعث سے کہ مشرقی اور مغربی ملکوں کے درمیان کوئی آمد و رفت نہ تھی۔ وہ کلیسیائیں جن کو ان دو رسولوں نے قائم کیا۔ باقی نہیں رہیں۔ تاہم کون یہ بات کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کا اب کوئی نام و نشان باقی نہیں ہے؟ بعض فاضل شخص خیال کرتے ہیں۔ کہ کرشن اور آخری بدھا کی کہانی ہمارے نجات دہندہ

کی تاریخ کی بگڑی ہوئی نقل ہے۔ لیکن اس کی حقیقت خواہ کچھ ہی ہو۔ ہم اس پر اپنی رائے کچھ نہیں دے سکتے۔ لیکن پھر بھی یہ بات قابلِ قبول ہے۔ کہ بعض بت پرست رسمیں جو مشرق میں رائج ہیں۔ اُس سچے مذہب کی بگڑی ہوئی نقل ہیں۔ جو پچھلے زمانے میں وہاں پر جاری اور رائج تھیں۔

س ۔ تم ان تمام حقیقتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ چونکہ ساری قوموں نے اپنی مذہبی رسموں میں بعض قدیمی روئتیں قائم رکھی ہیں۔ اور چونکہ شیطان نے بھی اپنے مندر۔ قربانگاہیں۔ پجاری۔ قربانیاں اور کئی چیزیں جو سچے خدا کی پرستش میں مستعمل ہوتی ہیں۔ حتی الوسع استعمال کی ہیں۔ اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کہ بعض بت پرست رسمیں اور رواج سچے مذہب کی رسم و رواج سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اب ہم اُن مذہبی رسموں کی جانچ پڑتال کریں گے۔ جن کو پروٹسٹنٹ لوگ مانتے ہیں کہ یہ بت پرست رسمیں ہیں۔ اور ہم اس بات کو بھی ثابت کریں گے۔ کہ ان لوگوں کی یہ حجتیں ان مذہبی رسم و رواج کے خلاف بالکل بے بنیاد اور لغو ہیں۔

پنجم۔ کاتھولک کلیسیا کی ریت و رسم اور تیوہار

س ۔ کاتھولک پرستش کی وہ کون سی بڑی بڑی رسمیں ہیں۔ جن کو پروٹسٹنٹ لوگ باطل پرستیاں کہتے ہیں۔

ج ۔ پروٹسٹنٹوں کی نظر میں وہ باطل پرستیاں حسب ذیل ہیں۔

مبارک کنواری مریم۔ فرشتوں اور مقدسوں سے مناجات کرنا۔ اور ان کی عزت کرنا۔ معجزوں کا ماننا۔ تبرکات اور پاک تصویروں کی مذہبی طور سے عزت و تکریم کرنی۔ تیوہاروں کا ماننا اور یاتراؤں کا کرنا۔ لوبان اور متبرک پانی کا استعمال۔ چراغوں اور بتیوں کا جلانا۔ تسبیح کا استعمال۔ مذہبی جلوس۔ اور تجہیز و تکفین کرنے کا طریقہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ رسوم پروٹسٹنٹ ہادیانِ دین کی نظر میں ایسی ہیں۔ کہ ان کے باعث کاتھولک مذہب اور بت پرست مذہب یکساں سمجھا جاتا ہے۔

س۔ کیا خاص دنوں کو پاک ماننا اور مذہبی پرستش کے لئے ان کو متبرک ٹھہرانا بت پرستی ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ خود خدا نے پرانے عہدنامہ کے بڑے بڑے واقعات کی یادگار ماننے کے لئے تیوہار مقرر کئے۔ (خروج ۱۲: ۱۷) اور ہم انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ خود یسوع مسیح نے اُن تمام تیوہاروں کو اپنی خاکی زندگی میں مانا ہے۔ (لوقا ۲: ۴۲ + یوحنا ۱۰: ۲۰)

س۔ کیا پھر بھی مقدسوں کے تیوہار منانے میں کوئی بُت پرستی نہیں ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ ہم اس بات کو دیکھ چکے ہیں۔ کہ ایسے تیوہار رسولوں کے وقت میں مقرر کئے گئے تھے۔ اور پروٹسٹنٹ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ رسولوں کے زمانہ میں مسیح کی کلیسیا بے داغ اور پاک تھی۔ اور ہم اس بات کو بھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ان تیوہاروں کو خود شہیدوں نے بھی مانا ہے۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ کہتے ہیں۔ کہ ابتدائی مسیحی بت پرست تھے۔ کیا وہ یہ کہیں گے کہ وہ شہید جنہوں نے یسوع مسیح کے مذہب کی شہادت میں اپنی جانوں کو قربان کر کے بت پرستی کو نیست و نابود کیا۔ بُت پرست تھے۔

س۔ کیا لوبان کے استعمال کرنے میں کوئی بت پرستی ہے؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ اس بات کو خود خدا نے قائم کیا ہے۔ جیسے کہ کتاب مقدس بیان کرتی ہے۔ کہ ہارون ہر صبح کو قربانگاہ پر خوشبو کے لئے بخور جلائے۔ جب وہ چراغوں کو درست کرے۔ تو اس کو جلائے۔ اور دو غروبوں کے درمیان جب وہ چراغ رکھے تو ہمیشہ کے لئے پشت در پشت خداوند کے سامنے بخور جلائے (خروج ۳۰: ۷ و ۸) علاوہ ازیں مقدسوں کی دعائیں کتاب مقدس کی بہت سی آیتوں میں خالص لوبان سے جو خدا کے آگے جلتا ہے تشبیہ دی گئی۔ کیا رُوح القدس ایسی تشبیہ کا استعمال کرتا۔ اگر لوبان کا جلانا بت پرست رسم ہوتی؟

س۔ لیکن اس بات کو تسلیم کر کے کہ لوبان خدا کے آگے جلایا جا سکتا ہے۔ تو پھر کیا اس کی مورتوں کے آگے جلانا بُت پرستی نہیں ہے؟

ج۔ کیونکہ جیسے ہم نے کسی اور جگہ بیان کیا ہے۔ پرستش کے بیرونی کام فاعل کے منشا

کے موافق ہوتے ہیں۔ لوبان کا جلانا۔ جھکنا یا سجدہ کرنا۔ بذاتہ پرستش کے کام نہیں ہیں۔ بلکہ وہ محض عزت و تکریم کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا جب ہم خدا کے آگے لوبان جلاتے۔ اور سجدہ کرتے ہیں تو وہ پرستش کے کام ہیں۔ لیکن جب کسی انسان کے آگے جھکیں۔ یا مقدسوں کی مورتوں کے آگے لوبان جلائیں۔ تو وہ محض عزت و تکریم کی نشانیاں ہیں۔

س۔ کیا متبرک پانی کے استعمال کرنے میں کوئی بت پرستی ہے؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ خود خدا نے فرمایا ہے۔ کہ متبرک پانی مذہبی رسموں کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ (گنتی ۱۹ باب) کیا خدا بت پرست رواج کو جاری کر سکتا تھا؟ کیا پروٹسٹنٹ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ متبرک پانی جو کہ خدا کے کلام اور دعا سے اور یسوع مسیح کے نام سے پاک کیا جاتا ہے۔ ہم نے بت پرستوں سے لیا ہے۔

س۔ لیکن تم متبرک پانی کے ساتھ بیجان مخلوقات کو کیوں برکت دیتے ہو؟

ج۔ ہم بے جان مخلوقات کو خدا کی خدمت کے واسطے مخصوص کرنے کے لئے جیسے کہ اول اول خدا کے صریح حکم سے کیا گیا تھا۔ (خروج ۱۹ باب) یا ان کو شیطان کے بد اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے برکت دیتے ہیں۔

س۔ لیکن کیا کاتھولک کلیسیا میں گھنٹوں کو بپتسمہ نہیں دیا جاتا؟

ج۔ نہیں۔ گھنٹوں کو بپتسمہ نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کو برکت دی جاتی ہے۔ جیسے کہ پرستش کی اور دیگر چیزوں کو برکت دی جاتی ہے۔

س۔ کیا قربانگاہ کے آگے چراغ جلانے میں کوئی بت پرستی ہے؟

ج۔ اگر قربانگاہ کے آگے چراغ جلانے میں بت پرستی ہے۔ تو پروٹسٹنٹوں کو کہنا چاہیئے۔ کہ خود خدا بت پرستی کا بانی ہے۔ کیونکہ خود اس ہی کے صریح حکم کے مطابق موسیٰ نے اس قربانگاہ پر جو عہد نامہ کے صندوق کے آگے تھا۔ شمعدان کھڑے کرے۔ (خروج ۲۵، ۳۰ و ۴۰ باب)

س۔ کیا مبارک کنواری مریم کی تسبیح کے پڑھنے میں کوئی بت پرستی ہے؟

ج۔ مبارک کنواری مریم کی تسبیح دعا کی ایک قسم ہے۔ جس میں ہم کئی دفعہ وہ دعا جس

کو سلام اے مریم (Hail Mary) کہتے ہیں۔ دہراتے ہیں۔

یہ دعا انجیل میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ دُعا سب سے پہلے بڑے فرشتہ جبرائیل نے مبارک کنواری مریم کو دی تھی۔

اگر پروٹسٹنٹ یہ کہیں۔ کہ فرشتے کے سلام کی دُعا۔ بت پرست دعا ہے۔ تو اُن کو ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہیئے۔ کہ بڑا جبرائیل فرشتہ بھی جس نے اوّل مرتبہ اس دُعا کو استعمال کیا۔ بت پرست ہے۔ اور نیز خدا تعالےٰ بھی کہ جس نے اس کو بھیجا۔

اور اگر وہ یہ کہیں۔ کہ اُسی دُعا کا دُہرانا بُت پرست خیال ہے۔ تو یہ الزام براہِ راست ہمارے خداوند یسوع مسیح پر بھی عاید ہوتا ہے۔ گتسمنی کے باغ میں وہی بات کہہ کر تیسری بار دُعا مانگی۔ (متی ۲۶ : ۴۴) اور اگر وہ کہیں۔ کہ یہ دُعا خداوند کی ماں مبارک کنواری مریم کے آگے پیش کرنی بت پرستی ہے۔ تو ہم اُن سے یہ دریافت کریں گے۔ کہ پھر یہ دُعا اور کس کے آگے پیش کرنے کا حکم دیا تھا۔

س۔ لیکن کیوں تسبیح کے پڑھنے میں تم دس بار "سلام اے مریم" اور صرف ایک بار "اے باپ ہمارے" کہتے ہو۔

ج۔ خداوند کی دُعا یعنی "اے باپ ہمارے" وغیرہ مسیحیوں کی بڑی دعا ہے۔ اور ہم اس دُعا کو ہر روز کئی بار دُہراتے ہیں۔ خداوند کی دعا کا تھولک کلیسیا کی عام پرستش کا ایک حصّہ ہے۔ کیونکہ یہ سب سے بہتر دُعا ہے۔ اور اس دُعا کو خود یسوع مسیح نے سکھایا ہے۔ اگر تسبیح کے پھیرنے میں ہم دس بار "سلام تم کو اے مریم" اور صرف ایک بار "اے باپ ہمارے" کہتے ہیں۔ تو اس کا سبب یہ ہے۔ کہ تسبیح ایک خاص دُعا ہے۔ جو مبارک کنواری مریم کے آگے پیش کی جاتی ہے۔ اور اس میں اسی دُعا یعنی (Hail Mary) کا ایک لگاتار سلسلہ ہوتا ہے۔ تسبیح پھیرنی کاتھولک کلیسیا کی عام کا ایک حصّہ ہے۔ مبارک کنواری کی تسبیح ہی کاتھولک لوگوں کے درمیان دُعا کا اکیلا طریق نہیں بلکہ اس کے علاوہ ہمارے ہاں دُعا کی اور قسمیں بھی ہیں۔

س ۔ کیا کاتھولک جلوس میں Processions کوئی بُت پرستی نہیں ہے؟
ج ۔ بالکل نہیں ۔ کیونکہ خدا کی پرستش میں مذہبی جلوس کا ہمیشہ سے استعمال کیا گیا ہے جیسے کہ پرانے عہدنامہ سے اور خصوصاً ۲ سلاطین باب ۶ سے ظاہر ہے ۔ مذکورہ بالا باب میں اُس مذہبی جلوس کا حال درج ہے ۔ جو داؤد کے حکم سے ہوا ۔ جب داؤد عہد نامہ کے صندوق کو کرتھیا ریم سے لے گیا تھا ۔ کیا داؤد ایک بُت پرست بادشاہ تھا؟
س ۔ کیا ہمارے مُردوں کی تجہیز و تکفین کے طریق میں کوئی بت پرستی پائی جاتی ہے ۔
ج ۔ نہیں ۔ کیونکہ مرنے کی رسمیں جسم کے پھر جی اُٹھنے کی غرض سے کی جاتی ہیں ۔ جب مرنے کی رسموں میں ہم مُردے کے چاروں طرف لوبان جلاتے ہیں ۔ تو ہم اس کارروائی کو اُس مسیحی کی لاش کی عزت کرنے کی غرض سے کرتے ہیں ۔ جو بپتسمہ اور دیگر سکرامنٹوں کے لینے سے روح القدس کی ہیکل بنایا گیا تھا ۔ اور جب ہم بتی کو جلاتے ہیں ۔ تو یہ دستور اسی جسم کے دوبارہ جی اٹھنے کا نشان ہے ۔ اور جب بہت سے مسیحی تیسرے دن قبر پر چراغ جلاتے ہیں ۔ تو یہ یسوع مسیح کا نشان ہے ۔ جو تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا ۔ اور نیز اس عقیدے کو ظاہر کرنے کے لئے کہ ہم بھی اس کی طرح اور اس کی قدرت سے پھر جی اٹھیں گے ۔
س ۔ کیا توبہ کرنا بُت پرستوں کا رواج ہے؟
ج ۔ کیا ہمارا خداوند اور نجات دہندہ بت پرست تھا؟ اس نے ریاضت کی اُس نے دعا مانگی ۔ اس نے روزہ رکھا ۔ اس نے ہم کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ۔ "اگر کوئی کہ میرے پیچھے آئے ۔ تو اپنا انکار کرے ۔ اور اپنی صلیب ہر روز اٹھائے ۔ اور میری پیروی کرے ۔" (لوقا ۹: ۲۳) "توبہ کرو ۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آئی ۔" (متی ۴: ۱۷) یسوع مسیح نے ہم کو روزہ رکھنے کے لئے نصیحتیں کیں ۔ اور وہ صریحاً کہتا ہے ۔ کہ میرے پھر جی اُٹھنے ۔ اور صعود کے بعد میرے سب فرزندوں کو روزہ رکھنا چاہیئے ۔ اور

ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ رسولوں نے وفاداری کے ساتھ اُس کے حکموں کو مانا۔
اس بات پر بھی خوب غور کرو۔ کہ بہت سے پروٹسٹنٹ فرقے جب کوئی مصیبت یا آفت نازل ہوتی ہے۔ تو دعا اور انکساری کے دن عام طور پر مقرر کیا کرتے ہیں۔ جیسے کہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے زمانے میں انگلستان اور ہندوستان دونوں ملکوں میں ہوا تھا۔ اگر توبہ یا ریاضت کا کرنا ایک بت پرست رواج ہے۔ تو وہ ایسا کیوں کہتے ہیں؟

س۔ کیا پیشانی پر راکھ لگانا جیسے کہ چالیس دن کے روزوں کے شروع میں کاتھولک لوگ کرتے ہیں۔ بت پرست رواج نہیں؟

ج۔ کیا پروٹسٹنٹوں نے کبھی کتاب مقدس کو نہیں پڑھا۔ کیا وہ اس بات کو بھول گئے ہیں۔ کہ ایوب نے خاک اور راکھ میں توبہ کی تھی؟ (ایوب ۴۲: ۶) کیا انہوں نے یرمیاہ کا قول نہیں سنا؟ "اے میری قوم کی بیٹی۔ کمر پر ٹاٹ باندھ۔ اور راکھ میں لوٹ" (یرمیاہ ۶: ۲۶) پرانے عہد نامہ میں اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اور یسوع مسیح خود بیان کرتا ہے۔ کہ جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے۔ اگر وہ صور اور صیدا میں ظاہر ہوتے۔ تو وہ ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے۔" (متی ۱۱: ۲۱)

س۔ کیا پیشانی کا راکھ لگانا حیوان کی نشانی نہیں۔ جیسے کہ مقدس یوحنا نے مکاشفہ میں (مکاشفہ ۱۳: ۱۶) کہا ہے؟

ج۔ راکھ کے بدھ کو کلیسیا مسیحیوں کی پیشانی پر صلیب کی صورت میں راکھ لگاتی ہے۔ کیا مسیح کی صلیب حیوان کا نشان ہے؟

س۔ کیا مقدسوں کے معجزوں کا ماننا ایک بت پرست ایمان نہیں ہے؟

ج۔ یسوع مسیح نے بیان کیا ہے۔ کہ "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کرے گا۔ اور ان سے بھی بڑے کام کرے گا" (یوحنا ۱۴: ۱۲) پھر یسوع مسیح کہتا ہے کہ وہ جو ایمان لائیں گے۔ ان کے ساتھ یہ نشان ہوں گے۔ کہ وہ میرے نام سے دیوؤں کو

نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اُٹھا لیں گے۔ اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز
پئیں گے۔ تو ان کو کچھ نقصان نہ پہنچیگا وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے۔ تو چنگے ہو جائیں گے
(مرقس ١٦: ١٧ و ١٨) کیا خداوند یسوع مسیح بت پرستی کا بانی ہے؟

س۔ کاتھولک مقدسوں کے معجزات اور بت پرستوں کے معجزوں میں کیا فرق ہے

ج۔ کاتھولک مقدسوں کے سچے معجزات اور بت پرستوں کے جھوٹے معجزوں کے
درمیان یہ فرق ہے۔ کہ وہ معجزے جو خدا نے اپنے مقدسوں کے وسیلے کرائے ہمیشہ حسب
ذیل تین نشانیاں رکھتے ہیں۔

(١) یہ کہ وہ معجزے انسان کے لئے مفید ہیں۔

(٢) کہ وہ خدا کی بزرگی اور عظمت اور قدرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اُن سے اس
کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔

(٣) یہ کہ نہایت مضبوط شہادتیں ان کی تائید کرتی ہیں یعنی وہ معجزے بالکل تحقیق
شدہ ہیں۔

پس اگر کوئی شخص اُن سے انکار کرتا ہے۔ تو خود سچائی سے منکر ہوتا ہے؟ برعکس اس
کے بت پرستوں کے جھوٹے معجزے جو وہ لوگ اپنے دیوتاؤں اور دیویوں سے منسوب
کرتے ہیں۔ اُن سے بجز بدخواہشوں کے کوئی مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ اور کوئی شخص اپنے
نہایت سرگرم پیرؤوں کے درمیان بھی اُن کے معجزوں کی سچائی کی شہادت نہیں دے
سکتا ہے۔

س۔ تم ان سب باتوں سے کیا عام نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پروٹسٹنٹ لوگوں کا یہ بہتان یا الزام۔ "کہ کاتھو
لوگوں کے رواج و رسومات بت پرستوں کی مانند ہیں" بالکل لغو۔ دروغ اور
ہے۔ کیونکہ کاتھولک لوگوں کے رسم و رواج اُن رسم و رواج کا سلسلہ ہیں۔ جن
لئے خدا نے پُرانے عہدنامے میں حکم دیا ہے۔ پروٹسٹنٹوں کا یہ الزام جو وہ کاتھولک

لوگوں پر لگاتے ہیں۔ اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ پاک نوشتوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور بہت سی حالتوں میں پروٹسٹنٹوں کی روزانہ مذمتیں جو وہ کاتھولک لوگوں کی کرتے ہیں۔ بوجہ اُن رسم و رواج کے خود خدا پر عائد ہوتی ہیں۔